فضائل

اہلِ بیتؓ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ

صحابہ کرامؓ اہل بیت اطہارؓ تابعین عظامؒ اور اُمّتِ محمدیہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل مشہور کتاب درّ السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ کا سلیس اُردو ترجمہ

امام محمدّ بن علی الشوکانیؒ

ترجمہ و تحقیق

مولانا خالد محمود (فاضل جامعہ اشرفیہ)

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پُرانی انار کلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

فضائل

اہلِ بیتؓ صحابہ کرامؓ و تابعینؒ

امام محمدؒ بن علی الشوکانیؒ

ترجمہ و تحقیق

مولانا خالد محمود (فاضل جامعہ اشرفیہ)

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون، ۷۳۵۲۲۸۳

ACC NO............................

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب = فضائلِ اہلِ بیتؓ، صحابہ کرامؓ وتابعینؒ

مؤلف = امام محمد بن علی الشوکانی

مترجم = مولانا خالد محمود (فاضل جامعہ اشرفیہ، لاہور)

باہتمام = محمد ناظم اشرف

کمپوزر = محمد اکرم

ناشر = بیت العلوم: ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور۔

فون: ۷۳۵۲۴۸۳

ملنے کے پتے

العلوم: ۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔

سلامیات: ۱۹۰- انارکلی، لاہور۔

اسلامیات: چوک موہن روڈ، کراچی۔

شاعت: اردو بازار، کراچی نمبرا۔

بیت القرآن: اردو بازار، کراچی نمبرا۔

ادارۃ المعارف: ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی، کراچی نمبر۱۴۔

مکتبہ دارالعلوم: جامعہ دارالعلوم کورنگی، کراچی نمبر۱۴۔

مکتبہ سید احمد شہید: اردو بازار، لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت و کردار کا سب سے اُجلا اور روشن پہلو آدم سازی ہے کہ نبی ﷺ نے آدمی کو انسان بنایا اور یہ شعور بیدار کیا کہ انسانی نظر دنیا فانی سے ہٹ کر عالمِ باقی کی طرف متوجہ ہو جائے۔ حضور ﷺ کی کوشش اور محنت کا جیتا جاگتا ثبوت حضراتِ صحابہ کرامؓ کی حیاتِ طیبہ ہے، جنہوں نے صبغۃ اللہ یعنی اللہ کا رنگ ایسا اختیار کیا کہ اپنی تمام خواہشات اور آرزوؤں کو قربان کر کے حضور ﷺ کے اشارۂ ابرو پر قربان ہونے کو تیار ہو گئے، ان کی زندگیوں میں تعلیماتِ نبوی ﷺ اس طرح سے جلوہ گر ہوئیں، کہ بارگاہِ رسالتؐ میں عشق و وفا کے وہ ان مٹ نقوش چھوڑے کہ اللہ کی بارگاہ سے اس اعزاز و اکرام کے مستحق بنے کہ "رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ "، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ حدیث میں آتا ہے کہ جنت کی سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضا ہو گی تو وہ خوش نصیب اور بخت آور جماعت کیسی عجیب اور عظیم شان کی حامل ہو گی جسے دنیا ہی میں رضاء الٰہی کا پروانہ نصیب ہو گیا۔ علماء سِیَر و تاریخ نے بصراحت یہ بات تحریر فرمائی ہے کہ جس طرح حضور ﷺ کے بے شمار معجزات ہیں، منجملہ ان معجزات میں سے ایک معجزہ صحابہ کرامؓ بھی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے اسی روشن اور عمدہ کردار کی وجہ سے بارگاہِ رسالت ﷺ سے فرمان صادر ہوتا ہے کہ "میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے" ایک اور جگہ فرمایا "اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے متعلق کوئی غلط بات مت کہو"۔ اس خوش نصیب جماعت کا مقام اور مرتبہ بڑھاتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ "صحابہؓ کی محبت میری محبت ہے اور میری محبت اللہ کی محبت ہے، صحابہؓ سے نفرت مجھ سے نفرت ہے اور مجھ سے نفرت اللہ سے بیزاری ہے"۔ حضور ﷺ کے ان جانبازوں اور جانثاروں نے

جَو اور ستو پھانک پھانک کر قیصر و کسریٰ کا غرور و تکبر خاک میں ملا ڈالا اور اپنی متاعِ عزیز یعنی جان قربان کر کے بھی دینِ اسلام کی سر بلندی اور آبیاری سے ایک لمحے کے لیے منہ نہ موڑا۔

ان ہی بابرکت اور مقدس قدسی صفات شخصیات کے ایمان افروز تذکرے کو مستند اور تاریخی مواد سے محتاط ترین روایات کا ۱۴۷۳ احادیثِ مبارکہ کے انتخاب سے عالم عرب کے مشہور مصنف، محقق اور عالم امام شوکانیؒ المتوفی ۱۲۵۰ھ نے ایک گرانقدر اور جامع ذخیرہ ''درّ السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ'' کے نام سے مرتب فرمایا جس میں صحابہ کرامؓ، اہلِ بیتِ اطہارؓ، تابعینِ عظامؒ اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کا تذکرہ بڑے عمدہ پیرائے میں مذکور ہے۔

الحمدللہ ''بیت العلوم'' کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس گرانقدر اور عظیم الشان ذخیرے کو پہلی مرتبہ اُردو ترجمے کے ساتھ اُردو خواں طبقے کے علمی ذوق کی تسکین کے لیے پیش کر سکے، ترجمے کی سعادت برادرِ عزیز جامعہ اشرفیہ کے فاضل اور عربی ذوق رکھنے والے محترم مولٰنا خالد محمود صاحب مدظلہ نے حاصل کی ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ اللہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسکو جملہ کارکنانِ بیت العلوم کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو صحابہ کرامؓ و تابعینِ عظامؒ کے نقشِ قدم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محتاجِ دُعا
محمد ناظم اشرف
مدیر بیت العلوم لاہور۔

عرضِ مترجم

پیشِ نظر کتاب "فضائل صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ عنہم اجمعین" دراصل علامہ کبیر امام محمد بن علی الشوکانی الصنعانیؒ (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ / ۱۷۶۰-۱۸۳۴ء) کی تصنیف "درّ السحابۃ فی مناقب القرابۃ والصحابہ" کا پہلا اردو ترجمہ ہے، غالباً امام شوکانیؒ کی بڑی تصانیف میں یہ آخری تصنیف ہے، اس لیے کہ آپ اس کتاب کی تالیف سے ۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۶ء میں فارغ ہوئے ہیں، اس وقت آپ کی عمر تقریباً اڑسٹھ سال تھی۔ امام شوکانیؒ نے اپنی اس کتاب میں صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ عظام کے فضائل و مناقب کو یکجا طور پر جمع کیا ہے، جو کہ آپ کا اصل مقصد تھا، کیوں کہ کوئی ایسی عربی کتاب جو نبی کریم ﷺ کے اہلِ قرابت اور صحابہ کرامؓ کے فضائل کو جامع ہو اس وقت موجود نہیں تھی، اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی جامع کتاب اس موضوع پر تالیف کی جائے۔

احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ یہی حال غالباً اردو تصنیفات کا بھی ہے کہ اردو میں بھی کوئی جامع کتاب فضائلِ صحابہ واہلِ قرابتؓ کے موضوع پر مشتمل نظر سے نہیں گزری، واللہ اعلم

چونکہ امام شوکانیؒ اکثر مواقع پر حدیثِ رسولؐ مکمل ذکر نہیں کرتے، صرف صحابی کی فضیلت پر مشتمل حدیث کا حصہ ذکر فرما دیتے ہیں اور ظاہر ہے ایسی صورت میں جب تک حدیث کا سیاق و سباق نہ دیکھ لیا جائے حدیث کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہو سکتا اور نیز حدیثِ نبوی کا ترجمہ انتہائی محتاط امر ہے، اس بناء پر مترجم نے صحیحین کی احادیث میں خصوصاً اور دیگر احادیث میں عموماً اصل مآخذ و مراجع کی طرف رجوع اور غور و خوض کے بعد کتاب مذکور کا ترجمہ کیا ہے، اور ترجمہ بھی بامحاورہ اور سلیس کرنے

کی کوشش کی گئی ہے۔

تاہم مترجم بھی انسان ہے جو خطا ونسیان سے مرکب ہے اور پھر ترجمہ کے حوالہ سے یہ اس کا پہلا ترجمہ ہے نیز اس کتاب کا بھی یہ پہلا اردو ترجمہ ہے اس لیے ترجمہ کے دوران کافی محنت ومشقت اٹھانا پڑی ہے، الحمد للہ علی توفیقہ۔

جس پر بندہ احقر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب اور مغفرت کی امیدِ واثق رکھتا ہے۔ قارئین کرام سے عرض ہے کہ کوئی غلطی کوتاہی پائیں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے بصد عجز ونیاز دعا ہے کہ وہ ہمارے قلوب میں صحابہ کرام واہلِ بیتِ عظام، ازواجِ مطہرات اور بناتِ طیّبات رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت وعظمت جاگزیں فرمائیں۔ ﴿آمین﴾

طالبِ دعا: خالد محمود عفاعنہ الغفور ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ۔

مندرجات

مقدمہ مؤلف

باب اوّل

۱۔	صحابہ کرامؓ کے مناقب و فضائل	۲۱

باب ثانی

۲۔	عشرہ مبشرہؓ کے فضائل	۴۵

فصل: خلفائے راشدینؓ کے فضائل

۳۔	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل	۵۷
۴۔	حضرت عمر بن خطابؓ کے فضائل	۷۲
۵۔	حضرات شیخین کے مشترکہ فضائل	۸۴
۶۔	حضرت عثمان بن عفانؓ کے فضائل	۹۱
۷۔	حضرت علی بن ابی طالبؓ کے فضائل	۱۰۸
۸۔	حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے فضائل	۱۳۳
۹۔	حضرت زبیر بن عوامؓ کے فضائل	۱۳۷
۱۰۔	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے فضائل	۱۴۳
۱۱۔	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے فضائل	۱۴۷

۱۲۔	حضرت سعید بن زیدؓ کے فضائل	۱۵۲
۱۳۔	حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے فضائل	۱۵۴

باب ثالث

۱۴۔	اہلِ بیتؓ اطہار کے فضائل	۱۵۷

فصلِ اوّل

۱۵۔	عام اہلِ بیتؓ کے فضائل	۱۵۹

فصلِ ثانی

۱۶۔	خاص اہلِ بیتؓ کے فضائل	۱۶۷
۱۷۔	حضرت فاطمہ بتولؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے فضائل	۱۶۷
۱۸۔	حضرت زینب بنتِ رسول اللہ ﷺ کے فضائل	۱۷۲
۱۹۔	حضرت رقیہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے فضائل	۱۷۴
۲۰۔	حضرت ابراہیمؓ بن رسول اللہ ﷺ کے فضائل	۱۷۵
۲۱۔	حضرتِ امامِ حسن بن علیؓ کے فضائل	۱۷۶
۲۲۔	حضرتِ امام حسین بن علیؓ کے فضائل	۱۸۳
۲۳۔	حضراتِ حسنینؓ کے مشترکہ فضائل	۱۸۹

فصلِ ثالث

۲۴۔	بنی عبد المطلب میں سے آپ کی ازواجِ مطہرات اور اقرباء کرام کے فضائل	۱۹۷
۲۵۔	حضرتِ خدیجہ بنتِ خویلدؓ کے فضائل	۱۹۷
۲۶۔	حضرتِ عائشہ بنتِ ابی بکرِ صدیقؓ کے فضائل	۲۰۱
۲۷۔	حضرتِ حفصہ بنتِ عمر بن خطابؓ کے فضائل	۲۰۴
۲۸۔	حضرت اُمّ سلمہ بنتِ اُمیہؓ کے فضائل	۲۰۵
۲۹۔	حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ کے فضائل	۲۰۵
۳۰۔	حضرت زینب بنتِ جحشؓ کے فضائل	۲۰۶
۳۱۔	حضرت زینب بنتِ خزیمہ ھلالیہؓ کے فضائل	۲۰۷
۳۲۔	حضرتِ میمونہ بنت حارثؓ کے فضائل	۲۰۷
۳۳۔	حضرتِ حمزہ بن عبد المطلبؓ کے فضائل	۲۰۹
۳۴۔	حضرتِ عباس بن عبد المطلبؓ کے فضائل	۲۱۰
۳۵۔	حضرتِ جعفر بن ابی طالبؓ کے فضائل	۲۱۵
۳۶۔	حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کے فضائل	۲۱۷
۳۷۔	حضرت ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلبؓ کے فضائل	۲۱۸
۳۸۔	حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے فضائل	۲۱۸
۳۹۔	حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ کے فضائل	۲۲۲

باب رابع

۴۰۔	دیگر حضراتِ صحابہ کرامؓ کے مناقب وفضائل	۲۲۵
۴۱۔	حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل	۲۲۷
۴۲۔	حضرتِ عمار بن یاسرؓ کے فضائل	۲۳۱
۴۳۔	حضرتِ زید بن حارثہؓ کے فضائل	۲۳۵
۴۴۔	حضرتِ اُسامہ بن زیدؓ کے فضائل	۲۳۶
۴۵۔	حضرتِ خباب بن ارتؓ کے فضائل	۲۳۷
۴۶۔	حضرتِ بلال بن رباح (مشہور مؤذن) کے فضائل	۲۳۸
۴۷۔	حضرت سالم مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ابی حذیفہؓ کے فضائل	۲۳۹
۴۸۔	حضرتِ صُہیب بن سنان مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے فضائل	۲۴۰
۴۹۔	حضرتِ سلمانِ فارسیؓ کے فضائل	۲۴۱
۵۰۔	حضرت عثمان بن مظعونؓ کے فضائل	۲۴۲
۵۱۔	حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے فضائل	۲۴۳
۵۲۔	حضرت عکاشہ بن حصینؓ کے فضائل	۲۴۴
۵۳۔	حضرت مقداد بن اسودؓ کے فضائل	۲۴۵
۵۴۔	حضرت سعد بن معاذؓ کے فضائل	۲۴۵
۵۵۔	حضرت معاذ بن جبلؓ کے فضائل	۲۴۷

۵۶۔	حضرت اُسید بن حُضیرؓ کے فضائل	۲۴۸
۵۷۔	حضرت براء بن مالکؓ کے فضائل	۲۵۰
۵۸۔	حضرت سعد بن ربیعؓ کے فضائل	۲۵۰
۵۹۔	حضرت ابی بن کعبؓ کے فضائل	۲۵۱
۶۰۔	حضرت ابی طلحہ زید بن سہل انصاریؓ کے فضائل	۲۵۳
۶۱۔	حضرت سعد بن عبادہؓ کے فضائل	۲۵۵
۶۲۔	حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے فضائل	۲۵۶
۶۳۔	حضرت عمرو بن الجموحؓ کے فضائل	۲۵۷
۶۴۔	حضرت بشر بن براء بن معرورؓ کے فضائل	۲۵۸
۶۵۔	حضرت ابو الیسر کعب بن عمروؓ کے فضائل	۲۵۸
۶۶۔	حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزامؓ کے فضائل	۲۵۹
۶۷۔	﴿ان کے بیٹے﴾ حضرت جابر بن عبداللہؓ کے فضائل	۲۶۱
۶۸۔	حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے فضائل	۲۶۱
۶۹۔	حضرتِ عبداللہ بن عبداللہ بن ابیؓ کے فضائل	۲۶۲
۷۰۔	حضرت قتادہ بن نعمان ظفریؓ کے فضائل	۲۶۳
۷۱۔	حضرت ابو قتادہ انصاری (حارث بن ربعیؓ) کے فضائل	۲۶۴
۷۲۔	حضرت عبادہ بن الصامتؓ کے فضائل	۲۶۵
۷۳۔	حضرت ابوایوب انصاریؓ کے فضائل	۲۶۵
۷۴۔	حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کے فضائل	۲۶۶

۷۵۔	حضرت خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے فضائل	۲۷۰
۷۶۔	حضرت انس بن مالکؓ کے فضائل	۲۷۰
۷۷۔	حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے فضائل	۲۷۱
۷۸۔	حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے فضائل	۲۷۳
۷۹۔	حضرت ابوالدحداحؓ کے فضائل	۲۷۴
۸۰۔	حضرت ابی ذرؓ کے فضائل	۲۷۶
۸۱۔	حضرت زید بن ثابتؓ کے فضائل	۲۷۹
۸۲۔	حضرت قیس بن سعد عبادہؓ کے فضائل	۲۸۰
۸۳۔	حضرت رافع بن خدیجؓ کے فضائل	۲۸۰
۸۴۔	حضرت ابوموسی الاشعریؓ کے فضائل	۲۸۱
۸۵۔	حضرت خالد بن الولیدؓ کے فضائل	۲۸۲
۸۶۔	حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ کے فضائل	۲۸۵
۸۷۔	حضرت ابوھریرہ الدوسیؓ کے فضائل	۲۸۶
۸۸۔	حضرت عبید بن سلیمؓ کے فضائل	۲۸۹
۸۹۔	حضرت سفینہؓ کے فضائل	۲۹۰
۹۰۔	حضرت طلحہ بن البراءؓ کے فضائل	۲۹۱
۹۱۔	حضرت صفوان بن المعطلؓ کے فضائل	۲۹۱
۹۲۔	حضرت ابواسید الساعدیؓ کے فضائل	۲۹۲
۹۳۔	حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کے فضائل	۲۹۲

۹۴۔	حضرت عمرو بن ثابتؓ کے فضائل	۲۹۳
۹۵۔	حضرت صفوان بن قدامہؓ کے فضائل	۲۹۴
۹۶۔	حضرت جلیبیبؓ کے فضائل	۲۹۴
۹۷۔	حضرت حارثہ بن سراقہؓ کے فضائل	۲۹۷
۹۸۔	حضرت ابو الدرداءؓ کے فضائل	۲۹۷
۹۹۔	حضرت زاھر بن حرامؓ کے فضائل	۲۹۸
۱۰۰۔	حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کے فضائل	۲۹۹
۱۰۱۔	حضرت عبداللہ بن ذی النجادینؓ کے فضائل	۳۰۰
۱۰۲۔	حضرت نعیم النحامؓ کے فضائل	۳۰۱
۱۰۳۔	حضرت عبداللہ بن الارقمؓ کے فضائل	۳۰۲
۱۰۴۔	حضرت جریر بن عبداللہؓ کے فضائل	۳۰۲
۱۰۵۔	حضرت وائل بن حجرؓ کے فضائل	۳۰۴
۱۰۶۔	حضرت حسان بن ثابتؓ کے فضائل	۳۰۵
۱۰۷۔	حضرت دحیہ الکلبیؓ کے فضائل	۳۰۶
۱۰۸۔	حضرت ابو زید بن احطب الانصاریؓ کے فضائل	۳۰۶
۱۰۹۔	حضرت ضمرہ بن ثعلبہؓ کے فضائل	۳۰۷
۱۱۰۔	حضرت فرات بن حیانؓ کے فضائل	۳۰۸
۱۱۱۔	حضرت عمرو بن تغلبؓ کے فضائل	۳۰۸
۱۱۲۔	حضرت عمران بن حصینؓ کے فضائل	۳۰۹

۱۱۳۔	حضرت حکیم بن حزامؓ کے فضائل	۳۰۹
۱۱۴۔	حضرت عروہ بن مسعود الثقفیؓ کے فضائل	۳۱۰
۱۱۵۔	حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ کے فضائل	۳۱۱
۱۱۶۔	حضرت ابوامامہ صدی بن عجلانؓ کے فضائل	۳۱۲
۱۱۷۔	حضرت ضرار بن الازورؓ کے فضائل	۳۱۴
۱۱۸۔	حضرت ابوعطیہ البکریؓ کے فضائل	۳۱۵
۱۱۹۔	حضرت ابی مصعب المدنیؓ کے فضائل	۳۱۵
۱۲۰۔	حضرت زید بن صوحانؓ کے فضائل	۳۱۶
۱۲۱۔	حضرت عبداللہ بن ہلال الانصاریؓ کے فضائل	۳۱۶
۱۲۲۔	حضرت اشج عبدالقیسؓ کے فضائل	۳۱۷
۱۲۳۔	حضرت فروہ بن ھبیرہؓ کے فضائل	۳۱۷
۱۲۴۔	حضرت خوات بن جبیرؓ کے فضائل	۳۱۸
۱۲۵۔	حضرت تلب بن ثعلبہ التمیمیؓ کے فضائل	۳۱۹
۱۲۶۔	حضرت حارث بن عمرو التمیمیؓ کے فضائل	۳۲۰
۱۲۷۔	حضرت حرملہ بن زیدؓ کے فضائل	۳۲۰
۱۲۸۔	حضرت عدی بن حاتم الطائیؓ کے فضائل	۳۲۱
۱۲۹۔	حضرت قیس بن عاصم المنقریؓ کے فضائل	۳۲۱
۱۳۰۔	حضرت عبداللہ بن بسرؓ کے فضائل	۳۲۲
۱۳۱۔	حضرت عمرو بن الحمقؓ کے فضائل	۳۲۳

۱۳۲۔	حضرت عمرو بن حریثؓ کے فضائل	۳۲۴
۱۳۳۔	حضرت عمرو بن ثعلبہ الجہنیؓ کے فضائل	۳۲۴
۱۳۴۔	حضرت حنظلہ بن حذیمؓ کے فضائل	۳۲۴
۱۳۵۔	حضرت قرہ المزنیؓ کے فضائل	۳۲۵
۱۳۶۔	حضرت ھرماس بن زیادؓ کے فضائل	۳۲۵
۱۳۷۔	حضرت طارق بن شہابؓ کے فضائل	۳۲۶
۱۳۸۔	حضرت محمود بن لبیدؓ کے فضائل	۳۲۶
۱۳۹۔	حضرت فیروز الدیلمیؓ اور وفدِ یمن کے فضائل	۳۲۶
۱۴۰۔	حضرت علی بن شیبانؓ کے فضائل	۳۲۷
۱۴۱۔	حضرت عبداللہ بن السائبؓ کے فضائل	۳۲۷
۱۴۲۔	حضرت السائب بن یزیدؓ کے فضائل	۳۲۸
۱۴۳۔	حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمیؓ کے فضائل	۳۲۹
۱۴۴۔	حضرت ابیض بن حمال المارنیؓ کے فضائل۔	۳۲۹
۱۴۵۔	حضرت سعید بن تمیمؓ اور ان کی اولاد کے فضائل	۳۳۰
۱۴۶۔	حضرت الولید بن قیسؓ کے فضائل	۳۳۰
۱۴۷۔	حضرت یاسر بن سوید الجہنیؓ اور ان کے بیٹے مسرعؓ کے فضائل	۳۳۰
۱۴۸۔	حضرت رباح الاسدیؓ کے فضائل	۳۳۱
۱۴۹۔	حضرت عائذ بن عمروؓ کے فضائل	۳۳۲
۱۵۰۔	حضرت عائذ بن سعید الجسریؓ کے فضائل	۳۳۲

۱۵۱۔	حضرت حشرجؓ کے فضائل	۳۳۳
۱۵۲۔	حضرت ثمامہ بن اثالؓ کے فضائل	۳۳۳
۱۵۳۔	حضرت احنف بن قیسؓ کے فضائل	۳۳۳
۱۵۴۔	حضرت نجاشی (شاہ حبشہؓ) کے فضائل	۳۳۴
۱۵۵۔	حضرت حنظلہ بن عبداللہؓ کے فضائل	۳۳۵
۱۵۶۔	حضرت ابی دجانہ سماک بن خرشہؓ کے فضائل	۳۳۵
۱۵۷۔	حضرت ابی قحافہؓ (والد ابی بکر صدیقؓ) کے فضائل	۳۳۷
۱۵۸۔	حضرت ابو طلحہ زید بن سہل الانصاریؓ کے فضائل	۳۳۸
۱۵۹۔	حضرت جندب بن کعب العبدیؓ کے فضائل	۳۳۹
۱۶۰۔	حضرت جُعیل بن سراقہؓ کے فضائل	۳۴۰
۱۶۱۔	حضرت ماعز بن مالکؓ کے فضائل	۳۴۰

فصل فضائلِ صحابیات

۱۶۲۔	حضرت امامہ بنتِ زینبؓ بنتِ رسول ﷺ کے فضائل	۳۴۲
۱۶۳۔	حضرت صفیہ بنت عبد المطلبؓ کے فضائل	۳۴۳
۱۶۴۔	حضرت فاطمہ بنتِ اسدؓ (علی بن ابی طالبؓ کے والدۂ محترمہ) کے فضائل	۳۴۵
۱۶۵۔	حضرت ام ھانیؓ بنتِ ابی طالبؓ کے فضائل	۳۴۶
۱۶۶۔	حضرتِ دُرّہ بنت ابی لھبؓ کے فضائل	۳۴۷

۱۶۷۔	حضرت حلیمہ السعدیہؓ کے فضائل	۳۴۸
۱۶۸۔	حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ اور ان کی بہنوں کے فضائل	۳۴۸
۱۶۹۔	حضرت اسماء بنتِ یزیدؓ کے فضائل	۳۴۸
۱۷۰۔	حضرت اسماء بنتِ ابی بکرؓ کے فضائل	۳۴۹
۱۷۱۔	حضرت امّ سلیطؓ کے فضائل	۳۴۹
۱۷۲۔	حضرت امّ کلثوم بنت علیؓ کے فضائل	۳۵۰
۱۷۳۔	حضرت امراۃِ ابی عبیدہؓ کے فضائل	۳۵۰
۱۷۴۔	حضرت امّ عمارہ بنتِ کعبؓ کے فضائل	۳۵۱
۱۷۵۔	حضرت سبیعہ الغامدیہؓ کے فضائل	۳۵۱
۱۷۶۔	حضرت امّ ورقہ بنت عبد اللہ بن الحارث الانصاریؓ کے فضائل۔	۳۵۲
۱۷۷۔	حضرت سلامہ بنتِ معقلؓ کے فضائل	۳۵۳
۱۷۸۔	حضرت سمیہ والدہ عمارؓ کے فضائل	۳۵۳
۱۷۹۔	حضرت حمنہ بنت جحشؓ کے فضائل	۳۵۴
۱۸۰۔	حضرت سلمیٰ بنت قیس (والدہ المنذرؓ) کے فضائل	۳۵۴
۱۸۱۔	حضرت امّ ایوبؓ (اہلیہ محترمہ ابو ایوب انصاریؓ) کے فضائل	۳۵۴
۱۸۲۔	حضرت روضہؓ کے فضائل	۳۵۵
۱۸۳۔	حضرتِ سلامہ بنت الحرؓ کے فضائل	۳۵۵

باب خامس

۱۸۴۔	فضائل تابعین وامتِ محمّدیہ	۳۵۷

فصلِ اوّل : فضائل تابعین کرام

۱۸۵۔	حضرت اُویس القرنیؒ کے فضائل	۳۵۹
۱۸۶۔	حضرت ربیع بن خثیمؒ کے فضائل	۳۶۱
۱۸۷۔	حضرت محمد بن کعب القرظیؒ کے فضائل	۳۶۱
۱۸۸۔	حضرتِ عامر الشعبیؒ کے فضائل	۳۶۲
۱۸۹۔	حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؒ کے فضائل	۳۶۲
۱۹۰۔	حضرت ابو وائلؒ کے فضائل	۳۶۳
۱۹۱۔	حضرت ابو عثمان النھدیؒ کے فضائل	۳۶۳
۱۹۲۔	حضرت شریح القاضیؒ کے فضائل	۳۶۴
۱۹۳۔	حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے فضائل	۳۶۵
۱۹۴۔	حضرت محمد بن علیؒ (معروف بہ ابن الحنفیہؒ کے فضائل	۳۶۶

فصلِ ثانی : فضائلِ امتِ محمدیہ

۱۹۵۔	تتمہ: اصحابِ مناقب کے مختصر حالاتِ زندگی	۳۷۸

مقدمہ مؤلفؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اَحْمَدُكَ لاَ اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ, اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ, وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِكَ الَّذِيْ اصْطَفَيْتَهٗ مِنْ بَرِيَّتِكَ وَخَتَمْتَ بِهٖ رُسُلَكَ، وَجَعَلْتَ لَهٗ السَّعَادَةَ الْكُبْرٰى عَلٰى وُلْدِ اٰدَمَ عَلَى الْعُمُوْمِ وَخَصَصْتَهٗ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى فِيْ يَوْمِ الْجَمْعِ اْلاَكْبَرِ وَمَوْقَفِ الْفَصْلِ الْاَعْظَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ الْاَجِلَّةِ وَصَحْبِهٖ نُجُوْمِ الْمِلَّةِ۔

حمد و ثناء کے بعد حقیقتِ حال یہ ہے کہ صحابہ کرام اور آل بیتِ عظام رضی اللہ عنہم کے مناقب و فضائل اس کثرت سے وارد ہیں کہ لکھنے والے لکھ لکھ کر تھک جائیں پر ان کے فضائل و خصوصیات ختم نہ ہوں۔ میری دلی خواہش ہوئی کہ صحابہ کرامؓ کے فضائل پر مشتمل ایک جزو تحریر کروں تاکہ جو لوگ خوابِ غفلت میں پڑے ہیں وہ متنبہ اور بیدار ہو جائیں، اگرچہ صحابہ کرامؓ کے فضائل کا معاملہ کوئی مخفی امر نہیں ہے بلکہ خوب واضح اور روشن ہے۔ جیسے متنبیؔ کا ایک شعر ہے ؎

وَتَرَكْتُ مَدْحِيْ لِلْوَصِيِّ تَعَمُّدًا ÷ اِذَا كَانَ نُوْرًا مُسْتَطِيْلاً شَامِلاً

وَاِذَا اسْتَطَالَ الشَّيْءُ قَامَ بِنَفْسِهٖ ÷ وَصِفَاتُ ضَوْءِ الشَّمْسِ تَذْهَبُ بَاطِلاً

(اور میں نے رسول کے وصی (حضرت علی بن ابی طالبؓ) کی مدح قصداً ترک کر دی اس لئے کہ وہ تو بہت زیادہ روشنی والا ہے اور جب کوئی چیز دراز ہو تو وہ خود مستقل ہوتی ہے اور نورِ آفتاب کی تعریفیں تو بیکارِ محض ہیں) لیکن حقیقتِ امر کچھ ایسی ہے ؎ لَعَلَّ لَهٗ عُذْرًا وَاَنْتَ تَلُوْمُ (کہ ممکن ہے کہ اسے کوئی عذر لاحق ہو اور تو ملامت کر رہا ہے)

میں نے اس کتاب کو پانچ ابواب میں منقسم کیا ہے۔ بابِ اوّل میں صحابہ کرامؓ اور خاص جماعت جیسے انصار، اہل بدر اور اہلِ بیعتِ رضوان کے فضائل، بابِ ثانی

میں عشرہ مبشرۃؓ کے عام اور خاص مناقب، بابِ ثالث میں عام اور خاص اہلِ بیتِ اطہار کے فضائل اور بابِ رابع میں میں عام دیگر اصحابِ رسول ﷺ کے فضائل و مناقب اور آخری بابِ خامس میں تابعینِ عظام اور امتِ محمدیہ کے فضائل مذکور ہیں۔

میں نے اس کتاب کا نام "درّ السحابۃ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ" رکھا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی قدرت و طاقت سے اپنے نیک بندوں کو اس کتاب سے نفع پہنچائے اور خاص میرے لئے ذخیرۂ آخرت اور باعثِ اجر و ثواب بنائے (آمین)۔

❖ ❖ ❖ ❖

باب اوّل

صحابہ کرامؓ کے مناقب و فضائل

Acc. No.

صحابہ کرامؓ کے مناقب وفضائل

(۱)" صحیحین" وغیرہ میں حدیثِ عمران بن حصینؓ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ حضرتِ عمرانؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا، پھر آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر طلب کئے شہادت دینے کے لئے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی طرح کا اعتماد باقی نہیں رہے گا اور نذریں مانیں گے مگر انہیں پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ موٹاپے سے مراد کھانے پینے کی اشیاء میں وسعت ہے کیونکہ یہی موٹاپے کے اسباب ہیں، بعض کہتے ہیں کہ اس سے کثرتِ مال کی طلب مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ موٹاپے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ بوجہ طمعِ دنیا کے مال وغیرہ پر فخر کریں گے۔ (۲)" صحیحین" وغیرہ میں حدیثِ ابن مسعودؓ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ شہادت اور گواہی سے پہلے ہی ان کی زبان پر قسم آجایا کرے گی اور قسم کھانا چاہیں گے تو اس سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آجایا کرے گی۔ (۳)" صحیح مسلم" میں حدیثِ عائشہؓ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ بہترین دور وہ دور ہے جس میں میں موجود ہوں پھر دوسرا اور پھر تیسرا دور بہترین دور ہے۔ (۴)" صحیح مسلم" میں حدیثِ ابی ھریرۃؓ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا بہترین دور وہ ہے جس میں مَیں مبعوث ہوا ہوں پھر ان لوگوں کا دور

﴿(۱) فتح الباری بشرح صحیح البخاری ۷/۴۔۶ باب فضائل اصحاب النبی ﷺ وصحیح مسلم ۲/۱۶۳ فضائل الصحابۃ (۲) البخاری ۱۱/۴۳۶ الایمان، ومسلم ۲/۱۶۳، ۱۶۴ والترمذی (تحفۃ الاحوذی بشرح الترمذی ۶/۴۶۹۔ (۳) مسلم ۲/۱۶۵ (۴) مسلم ۲/۱۶۴﴾

بہترین ہے جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو موٹاپے کو پسند کرے گی طلبِ شہادت سے پہلے شہادت اور گواہی دے گی۔ (۵) طبرانیؒ کی "الکبیر" میں حدیثِ ابن مسعودؓ ہے جس میں یہ ارشادِ گرامی ہے "بہترین دور میرا دور ہے پھر دوسرا دور اور پھر تیسرا دور بہترین دور ہے اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن میں پہلے زمانے جیسی خیر و بھلائی نہیں ہو گی (۶) طبرانیؒ نے "الکبیر" اور حاکم نے "مستدرک" میں حدیثِ جعدۃ بن ھُبَیرۃؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین دور وہ ہے جس میں میں موجود ہوں پھر ان لوگوں کا جو بعد میں آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے اور پھر اس کے بعد نکمے اور گھٹیا لوگ ہوں گے۔ (۷) "مصنف ابن ابی شیبہ" "مسند احمد" "بزار" "طحاوی" "ابن ابی عاصم" اور رویانی اور الضیا کی "المختارۃ" میں حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت کا بہترین دور وہ ہے جس میں میں مبعوث ہوا ہوں پھر ان لوگوں کا دور جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ایک ایسی قوم پیدا ہو جائے گی کہ گواہی سے پہلے ان کی زبان پر قسم آجایا کرے گی اور اگر قسم کھانا چاہیں گے تو اس سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آجایا کرے گی۔ (۸) الضیاؒ نے "المختارہ" میں امام احمدؒ نے "المسند" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ نعمان بن بشیرؓ بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ (۹) بغویؒ، باوردیؒ، ابن ماجہؒ اور طبرانی نے "الکبیر" میں بلال بن سعد سے روایت نقل کی ہے وہ اپنے والد سعد بن تمیم السکونی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ میری ذات اور میرے ہم زمانہ بہترین امت ہیں پھر دوسرا دور اور پھر تیسرا

(۵) مجمع الزوائد ۱۰/۱۹ (۶) کنز العمال ۱۱/۵۲۶ (۷) مجمع الزوائد ۱۰/۱۹ و احمد ۵/۳۵۰ (۸) مجمع الزوائد ۱۰/۱۹ و مسند احمد ۴/۲۶۷، ۲۷۶، ۲۷۷۔ (۹) "الکبیر" ۶/۵۴

دور بہترین ہے اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم کھائیں گے جب کہ ان سے قسم نہیں لی جائے گی اور گواہی دے دیں گے جبکہ ان سے گواہی نہیں طلب کی جائے گی اور ان کے پاس امانت رکھی جائے گی لیکن وہ امانت ادا نہیں کریں گے۔ (۱۰) طبرانیؒ نے "الصغیر" میں حدیثِ سمرہؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا بہترین دور وہ ہے جس میں میں موجود ہوں پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے اور پھر ان کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ (۱۱) طبرانی نے "الکبیر" میں جمیلہ بنتِ ابی جہلؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین دور میرا دور ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ (۱۲) ابو داؤد الطیالسیؒ اور ابو نعیم نے "المعرفۃ" میں اور بزار نے اور الضیاء نے "المختارۃ" میں عمر بن الخطابؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا بہترین دور وہ دور ہے جس میں میں موجود ہوں پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر ایک ایسی قوم پیدا ہو گی کہ گواہی سے پہلے ان کی زبان پر قسم آجایا کرے گی گواہی طلب کئے بغیر وہ گواہی دیں گے بازاروں میں شور و غل مچائیں گے۔ (۱۳) ابو نعیم نے "المعرفۃ" میں عمر بن الخطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کا بہترین زمانہ وہ ہے جس میں میں موجود ہوں پھر دوسرا زمانہ اور پھر تیسرا زمانہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں فرمائیں گے۔ (۱۴) ابو یعلی الموصلی نے حدیثِ ابو برزہؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کا بہترین دور میرا دور ہے پھر ان لوگوں کا جو اسکے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اسکے بعد آئیں گے پھر ایسی قوم پیدا ہو جائے گی جن میں موٹاپا ظاہر ہو گا اور شہادت طلب کئے بغیر شہادت اور گواہی دے دیں

﴿(۱۰) الصغیر ۱/ ۳۸ـ (۱۱) الطبرانی ۱۰/ ۲۰ـ (۱۲) منحۃ المعبود ۲/ ۱۹۸ـ الحلیہ ۲/ ۷۸، ۷۹ (۱۳) مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰ الطبرانی الصغیر ۱/ ۱۲۷ (۱۴) مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۹﴾

گے (۱۵) ابن ناصر نے اپنی "امالی" میں درجہ صحت کے ساتھ ابو برزہؓ ہی سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب سے اچھا سلوک کرو پھر ان سے جو ان کے بعد ہوں گے پھر ان سے جو ان کے بعد ہوں گے۔ (۱۶) احمد، ابن ماجہ اور خطیب اور ابن عساکر نے انہی سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب کا اکرام کرو پھر ان کا جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے پھر جھوٹ عام ہو گا حتیٰ کہ ایک آدمی قسم طلب کئے جانے سے پہلے ہی قسم کھالے گا اور طلبِ شہادت سے پہلے ہی شہادت دے گا۔

لہٰذا جو شخص جنّت کے وسط میں رہنے کا ارادہ کرے تو وہ جماعتِ مسلمین کو لازم پکڑے۔ علیحدگی سے اجتناب کرو کیونکہ شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے دور بھاگتا ہے کوئی آدمی کسی اجنبیہ عورت سے خلوت اور تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ اُن میں کا تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جس کو اس کی نیکی بھلی معلوم ہو اور برائی بری لگے وہ اصل مومن ہے (۱۷) ابو داوٗد الطیالسی، شافعی، حُمیدی، ابن ابی شیبہ، احمد، حارث، ابن منیع، مسدّد، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، طحاوی، ابو یعلی موصلی، ابن حبّان، ابن حزم، دار قطنی اور حاکم اور الضیاء نے بھی ابو برزہؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۱۸) طبرانی نے "الکبیر" میں بنتِ ابی لھب سے روایت نقل کی ہے کہ: بہترین دور میرا دور ہے پھر ان کا جو بعد میں آئیں گے۔ (۱۹) بزار نے ابو برزہ اسلمیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبیِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین لوگوں میں میرا دور ہے پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے۔ (۲۰) مسلم نے حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے

---

(۱۵) کنز العمال (۱۶) کنز، احمد ۱/ ۱۸، ابی یعلی خطیب ابن ماجہ ۲/ ۶۳ (۱۷) سنن ابی داوٗد ۲/ ۲۶۵، الرسالۃ ۳ ۷ ۴/ مسند حمیدی ۱/ ۱۹، ۲۰ ترمذی ابواب الفتن، نسائی ابواب الایمان و المسدود، مستدرک ۳/ ۱۹۱، المحلّی ۱/ ۲۸، (۱۸) الاصابۃ ۸/ ۷۶ (۱۹) نیل الاوطار ۱۰/ ۹۸ (۲۰) مسلم ۲/ ۱۶۶

صحابہ کو بُرا بھلا نہ کہو پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ایک صحابی کے ایک مدبلکہ نصف مدبلکہ کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ (۲۱) احمد، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ترمذی نے حدیثِ ابی سعیدؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب کو بُرا بھلا نہ کہو پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ کسی ایک صحابی کے ایک مد بلکہ نصف مد ثواب کو بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ (۲۲) حاکم اور شیرازی نے ''الالقاب'' میں حدیثِ ابی سعیدؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کے معاملہ میں میری محافظت کرو (یعنی صحابہ کو سب وشتم سے بچاؤ) جس نے میری ان کے معاملہ میں محافظت کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کا بھی ایک محافظ ہوگا اور جس نے میری اُن کے معاملہ میں محافظت نہیں کی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو چھوڑ دیں گے اور جس کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دیں تو وہ دن دور نہیں کہ اللہ جل شانہ، اس کو گرفتار کریں۔ (۲۳) طبرانی اور حاکم نے حدیثِ عُویم بن ساعدۃؓ نقل کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے لئے میرے اصحاب کو چن لیا ہے پھر ان میں سے کچھ کو میرا وزیر، داماد اور مددگار بنایا ہے پس جس نے بھی ان کو بُرا بھلا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسوں کی نہ نفلی عبادت قبول کرے گا نہ فرض عبادت۔ (۲۴) خطیب نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا ہے اور میرے لئے میرے صحابہؓ کو چن لیا ہے اور پھر ان

﴿(۲۱) احمد ۳/ ۱۱، فتح الباری ۷/ ۲۶، مسلم ۲/ ۱۶۶، ابو داؤد ۲/ ۲۶۶، ترمذی ۱۰/ ۳۶۳۔ (۲۲) مستدرک ۳/ ۵۶۳ (۲۳) مستدرک ۳/ ۶۳۲۔ (۲۴)﴾

میں سے بعض کو میرا مدد اور مددگار بنا کر چن لیا ہے پس جس نے ان کے معاملے میں میری محافظت کی اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور جس نے مجھے ان کے معاملہ میں اذیت پہنچائی اللہ بھی اس کو اذیت پہنچائے گا۔ (۲۵) عُقیلی نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا ہے اور میرے لئے صحابہؓ اور دامادوں کو منتخب فرمایا ہے عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو ان کو بُرا بھلا کہے گی اور ان پر عیب لگائے گی تم ان کے ساتھ نہ ہم نشینی اختیار کرنا اور نہ ان کے ساتھ مل کر پینا اور نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا اور نہ ہی اُن کے ساتھ نکاح کرنا۔ (۲۶) احمد نے "المسند" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ سے تکالیف دور کر کے مجھے آرام دو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرو گے تو بھی صحابہ کے کیے ہوئے اعمال کا ثواب حاصل نہیں کر سکو گے۔ (۲۷) ابن عساکر نے بھی اسی طرح کی حدیث انس نقل کی ہے۔ (۲۸) ابو یعلیٰ نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: بلاشبہ لوگ زیادہ ہوں گے اور میرے اصحاب کم ہوں گے پس ان کو برا بھلا مت کہو اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرماتے ہیں جو ان کو برا بھلا کہے۔ (۲۹) بزار اور طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے اصحاب کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (۳۰) بزار نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہؓ سے تکلیف دور کر کے مجھے آرام دو اور میرے صحابہؓ کو بُرا بھلا نہ کہو۔ (۳۱) طبرانی نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے

﴿(۲۵) کنز العمال (۲۶) مسندِ احمد ۳/۲۶۶ (۲۷) تہذیب ۵/۱۰۵ (۲۸) مجمع الزوائد ۱۰/۲۱ (۲۹) مجمع ۱۰/۲۱ تہذیب ۴/۲۹۵۔ (۳۰) مجمع ۱۰/۲۱ (۳۱) ۱۰/۲۱﴾

کہ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں تمھیں تو اپنے آباؤ اجداد کے لئے استغفار کرنے کا حکم دیا گیا تھا پر تم نے ان کو برا بھلا کہا خوب سن لو! یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ: یہ امت اس وقت تک فنا نہ ہو گی جب تک کہ اس کے آخر والے اول والوں کو لعن طعن نہیں کریں گے۔ (۳۲) طبرانی نے بھی ''الاوسط'' میں حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے۔ (۳۳) طبرانی نے ''الاوسط'' میں حدیثِ ابی سعید خدریؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (۳۴) طبرانی اور حاکم نے ''مستدرک'' میں حدیثِ عبد اللہ بن بُسرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا اور خوشخبری ہے اس شخص کے لئے بھی جس نے اس شخص کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی ہے ان سب کے لئے خوشخبری اور خوب ٹھکانا ہے۔ (۳۵) طبرانی نے حدیثِ وائل بن حجرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے میری زیارت کی اور اُس کے لئے بھی جس نے اس شخص کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی ہے۔ (۳۶) طبرانی نے واثلہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تم میں وہ شخص موجود ہے جس نے اُس شخص کی زیارت کی ہو جس نے میری زیارت اور صحبت اٹھائی ہے۔ (۳۷) ابن عساکر نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ (۳۸) عَبد بن حُمید نے حدیث ابی سعیدؓ نقل کی ہے

﴿(۳۲) ایضاً (۳۳) ایضاً (۳۴) کنز العمال ۱۱/ ۵۳۰ (۳۵) مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰۔ (۳۶) مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰ (۳۷) کنز العمال (۳۸) کنز احمد ۵/ ۲۴۸۔﴾

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوشخبری ہے، اس شخص کے لئے جس نے میری زیارت کی اور اس کے لئے بھی خوشخبری ہے جس نے اس شخص کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی ہے اسی طرح اس شخص کیلئے بھی خوشخبری ہے جس نے اس شخص کی زیارت کی جس نے (آگے) اس شخص کی زیارت کی ہے جس نے میری زیارت کی ہے۔ (۳۹) طبرانی نے سہل بن سعدؓ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میرے اصحابؓ کی مغفرت فرما اور اس کی بھی مغفرت فرما جس نے اس شخص کی زیارت کی ہے جس نے میری زیارت کی ہے۔ (۴۰) الضیا نے "المختارہ" میں حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ اُس مسلمان شخص کو مَس بھی نہیں کریگی جس نے میری زیارت کی ہے یا وہ جس نے اس شخص کی زیارت کی ہے جس نے میری زیارت کی ہے۔ (۴۱) طبرانی نے حدیثِ عبدالرحمٰن بن عقبہ نقل کی ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: وہ مسلمان جس نے میری زیارت کی ہے وہ جہنم مین نہیں جائیگا اور نہ ہی وہ جس نے اس شخص کی زیارت کی ہو جس نے میری زیارت کی ہے اور نہ وہ جس نے اس کی زیارت کی جس نے آگے اس شخص کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی ہے۔ (۴۲) بخاری نے "التاریخ" میں اور خطیب نے "المفترق والمتفق" میں حدیثِ ابی سعید نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے میری زیارت کی اور خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے اس شخص کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی ہے اور خوشخبری ہے اس کے لئے بھی جس نے اسکی زیارت کی جس نے آگے اس کی زیارت کی جس نے (آگے) اس شخص کی زیارت کی جس نے میری زیارت کی ہے۔ (۴۳) دیلمی نے

﴿(۳۹) مجمع الزوائد ۱۰/۲۰ (۴۰) ترمذی ۱۰/۳۶۰ (۴۱) ایضاً (۴۲) ایضاً (۴۳) تلخیص ابن حجر ۱/۱۰۹﴾

"مسند الفردوس" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ میری امت میں سے کسی آدمی کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرمانا چاہتے ہیں تو اس کے دِل میں میرے اصحاب کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ (۴۴) ترمذی نے حدیثِ عبداللہ بن مغفلؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انکو نشانہء ملامت نہ بناؤ پس جس نے میرے اصحاب سے محبت کی اس نے دراصل مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے نفرت اور بغض رکھا اس نے دراصل مجھ سے بغض و نفرت کیوجہ سے ان سے بغض کیا اور جس نے انکو اذیّت پہنچائی یقیناً اس نے مجھے اذیّت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیّت پہنچائی یقیناً اس نے اللہ کو اذیّت پہنچائی اور جس نے اللہ کو اذیّت پہنچائی عنقریب اللہ جل شانہ اس کا مؤاخذہ کریں گے۔ (۴۵) خطیب نے حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو میرے اصحاب کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں پس تم کہو کہ تمھاری اس بُرائی پر اللہ کی لعنت ہو (۴۶) ابن عدی نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے اصحاب کے بارے میں جسارت اور دلیری دکھانے والے ہیں (یعنی گستاخِ صحابہ)۔ (۴۷) ابن نجار نے حدیثِ حسین بن علیؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی ایک اساس اور بنیاد ہے اور اسلام کی اساس و بنیاد اصحابِ رسول اللہ ﷺ اور اہلِ بیت اطہار کی محبت ہے۔ (۴۸) ابن عرفہ العبدی صحابہ کی ایک جماعت سے یہ نقل کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے تمام اصحاب سے محبت کی اور دوستی کی اور ان کے لئے

﴿(۴۴) ترمذی ۱۰/۳۶۵ (۴۵) ترمذی ۱۰/۳۶۸ (۴۶) ایضاً (۴۷) ایضاً ۱۱/۵۳۹ (۴۸) ایضاً﴾

دعاءِ استغفار کی تو اللہ تعالیٰ اس کو انکے ساتھ قیامت کے دن جنت میں داخل کر دے گا۔(۴۹) ملا نے اپنی "سیرت" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے (جس میں یہ ارشاد ہے) جس نے میرے اصحاب، ازواج اور میرے احباب اور میرے اہلِ بیت سے محبت کی کسی کی شان میں بھی طعن نہیں کیا تو وہ دنیا سے انکی محبت کو ساتھ لیکر جائیگا اور وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔(۵۰) ابن عساکر نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب کے معاملہ میں میری محافظت کرو پس جس نے میرے اصحاب کے معاملہ میں میری محافظت کی (یعنی صحابہ کو سب و شتم سے بچایا) وہ میرا رفیق ہوگا اور حوضِ کوثر پر میرے پاس آئے گا اور جس نے انکے معاملہ میں میری محافظت نہیں کی تو وہ نہ میرے حوضِ کوثر پر آ سکے گا اور نہ ہی مجھے دیکھ سکے گا مگر دور سے۔(۵۱) دیلمی اور ابن النجار نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے اصحاب کے عیوب ذکر نہ کرو ورنہ تمھارے دل آپس میں ناموافق ہو جائینگے اور میرے اصحاب کی خوبیاں ذکر کرو تاکہ تمھارے دل آپس میں مانوس ہو جائیں۔(۵۲) شیرازی نے "الالقاب" اور حاکم نے اپنی "تاریخ" میں ابنِ عمرؓ سے ہی روایت نقل کی ہے کہ ہادیِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگ قیامت کے دن نجات کی امید رکھیں گے مگر وہ شخص جس نے میرے اصحاب کو بُرا بھلا کہا (وہ نجات کی امید نہیں رکھیں گے) کیونکہ میدانِ حشر میں لوگ ان پر لعنت کرتے ہونگے۔(۵۳) ابن ابی شیبہ اور شیرازی نے "الالقاب" میں حضرتِ عطاء سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے کسی صحابی کو بُرا بھلا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (۵۴) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿(۴۹) ایضاً (۵۰) ایضاً (۵۱) ایضاً (۵۲) ایضاً (۵۳) ایضاً (۵۴) مجمع الزوائد ۱۰/۲۱،۲۲﴾

اے علی! آپ اور آپکے اصحاب جنّت میں جائیں گے مگر ایک قوم ہوگی جو تیری محبت کا دم بھرے گی اسلام کو چھوڑ دے گی پھر بھی اس کا نام لے گی قرآن کو پڑھے گی پر قرآن انکے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا انکا ایک بُرا لقب ہو گا انکو رافضہ کہا جائے گا پس اگر تُو ان کو پائے تو ان کے ساتھ جہاد کرنا کیونکہ وہ مشرک لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ انکی خاص علامت کیا ہوگی؟ ارشاد فرمایا وہ لوگ جمعہ کی نماز اور جماعت میں حاضر نہ ہونگے اور اسلاف پر لعن طعن کیا کرینگے (۵۵) ابو یعلی نے فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ علیؓ کی طرف دیکھا تو فرمایا: یہ جنتی ہے بے شک اس کی جماعت میں سے ایک قوم ہو گی جو اسلام کو باطل اور اسکو چھوڑ دے گی انکا ایک خاص بُرا لقب ہو گا جو رافضہ ہو گا جو شخص ان سے ملے اُسے چاہیئے کہ انکو قتل کرے کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (۵۶) ابو یعلی بزار اور طبرانی نے ابنِ عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم ہو گی انکا بُرا لقب رافضہ ہو گا اسلام کو وہ چھوڑ دیگی پھر بھی اس کا کلمہ پڑھے گی ان سے قتال کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (۵۷) طبرانی نے حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اور آپؐ کے پاس حضرتِ علیؓ بھی موجود تھے پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے علی! میری امت میں عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی جو اہلِ بیت کی محبت کا دعوای کرے گی اُنکا ایک بُرا لقب رافضہ ہو گا ان سے قتال کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (۵۸) امام ہادی یحی بن حسین نے بھی "الاحکام" کی کتاب الطلاق میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ (۵۹) عبداللہ بن احمد اور بزار نے حدیثِ علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم رافضہ نامی ظاہر ہو گی وہ اسلام کی

﴿(۵۶) طبرانی "الکبیر" ۸/ ۱۴۲، احمد ۳/ ۳۵۵ (۵۷) مجمع ۱۰/ ۲۲ (۵۸) الروض النضیر ۵/ ۳۷۹ (۵۹) مسند احمد ۱/ ۱۰۳﴾

تارِک ہو گی(۶۰) احمد اور مسلم نے حدیثِ ابی موسیٰؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ستارے آسمان کیلیے امن و سلامتی کا باعث ہیں۔ جس وقت یہ ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان کیلیے وہ چیز آجائیگی جو موعود اور مقدر ہے، میں اپنے اصحابؓ کیلیے امن وسلامتی کا باعث ہوں جب میں (دنیا سے) رخصت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہؓ پر وہ چیز آپڑے گی جو موعود و مقدر ہے اور میرے صحابہؓ میری امت کے لئے امن وسلامتی کا باعث ہیں جب میرے صحابہؓ رخصت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آپڑے گی جو موعود و مقدر ہے۔(۶۱) احمد نے یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آیا ہم زیادہ بہتر ہیں یا وہ لوگ جو ہمارے بعد آئیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راہ میں خرچ کرے پھر بھی کسی ایک صحابی کے ایک مد بلکہ نصف مد کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔ (۶۲) احمد نے حدیثِ انسؓ بھی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولیدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان گفتگو چل رہی تھی۔ حضرت خالدؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہہ دیا آپ میرے سامنے اس بات کیوجہ سے فخر نہ کریں کہ آپ مجھ سے دو چار دن پہلے اسلام میں داخل ہوئے ہیں جب یہ بات حضورؐ تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا میرے صحابہؓ کو چھوڑے رکھو (تکلیف نہ پہنچاؤ) قسم ہے اس ذات کی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے تم میں سے اگر کوئی بھی اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ یا فرمایا پہاڑوں جتنا سونا بھی خرچ کردے تو انکے اعمال کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔(۶۳) بزار نے بھی یہ روایت نقل کی ہے جس کی توثیق حدیثِ ابی ھریرۃؓ سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ خالد بن الولیدؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان کسی بات پر گفتگو چل گئی تو رسول

﴿(۶۰) احمد ۴/ ۳۹۸، ۳۹۹، ومسلم ۲/ ۱۹۲ (۶۱) مسند احمد ۶/ ۶ (۶۲) احمد ۳/ ۲۶۶ (۶۳) مجمع ۱۰/ ۱۵﴾

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہؓ کو چھوڑے رکھو کیونکہ تم میں کا کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو انکے ایک مدبلکہ نصف مد کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (۶۴) طبرانی نے ''الاوسط'' میں اور بزار نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں نصیحت فرمایئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمھیں ایمان میں سبقت لے جانے والے مہاجرین اور انکے بعد انکے بیٹوں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو نہ تمہاری فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل۔ (۶۵) بخاری اور مسلم نے حدیث انسؓ نقل کی ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا انصار میرے ولی اور دوست اور محرمِ اسرار ہیں۔ اور لوگوں کی تعداد کم اور زیادہ ہوگی۔ (یعنی مہاجرین کی تعداد زیادہ اور انصار کی کم رہ جائے گی) پس تم نیکو کاروں کی نیکی کو قبول کرو۔ اور خطاکاروں کی بُرائی سے درگزر کرو۔ (۶۶) ترمذی نے حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو کوئی شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بھی انصار سے بُغض نہیں رکھے گا۔ (۶۷) بخاری نے حدیث ابی ھریرہؓ نقل کی ہے ابوھریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصار کے لوگ جس وادی میں چلیں گے یا فرمایا جس گھاٹی پر چلیں گے تو میں بھی انصار کی اُسی وادی یا گھاٹی پر چلوں گا۔ اور اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک آدمی ہوتا۔ (۶۸) بزار نے حدیث ابی سعید خدریؓ نقل کی ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھ سے محبت کی اس نے

﴿(۶۴) مجمع ۱۰/۱۵ ونوادر الاصول ص۲۹ (۶۵) بخاری ۷/۹۳ ومسلم ۲/۱۵۴ و احمد ۳/۲۰۲ ترمذی ۱۰/۳۰۶
(۶۶) ترمذی ۱۰/۳۰۸ (۶۷) بخاری ۷/۸۸، ترمذی ۱۰/۴۰۳، احمد ۲/۳۱۵۔ (۶۸) مجمع ۱۰/۲۸ مسند ۵/۲۸۵﴾

انصار سے محبت کی اور جس نے مجھ سے بُغض سے رکھا یقیناً اس نے انصار سے بُغض رکھا۔ منافق ہی ان سے محبت نہیں رکھے گا۔ اور مومن ان سے بُغض نہیں رکھے گا اور جس نے ان سے محبت کی۔ اللہ ان سے محبت رکھے گا۔ جس نے ان سے بُغض رکھا اللہ بھی ان سے بُغض و نفرت کرے گا۔ دوسرے لوگ دثار کی مانند ہیں اور یہ انصار تو شِعار کے مانند ہیں (شِعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پہننے میں جسم اور اسکے بالوں سے لگا ہو۔ جیسے کرتا وغیرہ۔ اور دثار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پہنے ہوئے کپڑوں کے اوپر ہوتا ہے جیسے چادر وغیرہ)۔ (۶۹) احمد اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور بزار نے حدیث سعد بن عبادہ انصاریؓ نقل کی ہے۔ کہ یہ قبیلہ انصار ایک آزمائش ہے ان سے محبت ایمان اور بُغض نفاق ہے۔ (۷۰) احمد نے بھی حدیثِ ابی سعید خُدریؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے کبھی بُغض نہیں رکھے گا۔ (۷۱) احمد نے انہی سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ: انصار سے محبت ایمان اور ان سے بُغض نفاق ہے (۷۲) احمد اور بزار نے یہی حدیث طویل نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: خطاکاروں کی برائی سے درگزر کرو اور نیکوکاروں کی نیکی کو قبول کرو۔ (۷۳) احمد نے اسی طرح کے الفاظ سے حدیثِ ابی ھریرہؓ بھی نقل کی ہے۔ (۷۴) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ انس بن مالکؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا، یاد رکھو ہر نبی کے لئے ایک ترکہ اور جاگیر ہے۔ میرا ترکہ اور جاگیر انصار ہیں۔ پس میری ان کے معاملہ میں محافظت کرو (یعنی ان کو سب و شتم سے بچاؤ)۔ (۷۵) طبرانی نے "الاوسط" میں ایک حدیث انصار کے بارے میں ذکر کی ہے اس کی توثیق حدیث ابی

﴿(۶۹) مجمع ۱۰/۲۸۔۲۹ فتح الباری ۱/۵۳، احمد ۲/۳۱۹ ابن ماجہ ۱/۰ب (۷۰) احمد ۳/۳۴ (۷۱) احمد ۳/۷۰ (۷۲) مجمع ۱۰/۳۰ (۷۳) ایضاً (۷۴) مجمع عن الاوسط ۱۰/۳۲ (۷۵) الاوسط ۱۰/۳۲، ۳۳﴾

قتادہؓ سے ہوتی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں جو شخص کسی بھی طرح کے اقتدار کا مالک بنے اسے چاہئے کہ نیکوکاروں کی نیکی کی تعریف کرے اور خطاکاروں کی برائی سے در گزر کرے اور جس نے ان کو گھبراہٹ میں مبتلا کیا وہ اپنے دل کو گھبراہٹ میں مبتلا کرے گا۔ (۷۶) احمد نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے (۷۷) احمد نے حدیث عبد الرحمٰن بن کعبؓ بن مالک نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مہاجرین کی جماعت تمہاری تعداد زیادہ ہو گی اور انصار کی زیادہ نہ ہو گی اور بے شک انصار میرے راز دار ہیں ان کے معزز لوگوں کا احترام کرو اور اُن کے برے لوگوں کی برائی سے در گزر کرو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ان پر جو حق تھا وہ انھوں نے ادا کر دیا ہے اور جو کچھ انکا ہے (اجر و ثواب) وہ اللہ کے ہاں باقی ہے۔ (۷۸) احمد نے بھی یہی حدیث نقل کی ہے۔ (۷۹) ابو یعلیٰ اور طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ قدامہ بن ابراہیم بھی اسی طرح کے الفاظ سے مرسلاً روایت کی ہے۔ (۸۰) بزار نے بھی اسی جیسے الفاظ حدیثِ سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیے ہیں۔ (۸۱) انھوں نے حدیثِ زید بن سعد بن زید الاشہلی عن ابیہ بھی اسیطرح نقل کی ہے۔ (۸۲) طبرانی نے "الکبیر" میں اسی جیسے الفاظ حدیث مہاجر بن دینار سے نقل کیے ہیں۔ وہ ابی سعیدؓ سے اور وہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ (۸۳) بزار نے بھی حدیثِ ابن عباسؓ اسی طرح کے الفاظ سے نقل کی ہے۔ (۸۴) بزار نے اسی جیسے الفاظ حدیثِ عائشہؓ سے بھی نقل کیے ہیں۔ (۸۵) بزار اور طبرانی نے اسیطرح کے الفاظ حدیثِ عبد اللہ بن عمرؓ سے بھی نقل کیے ہے۔ (۸۶) طبرانی نے "الکبیر" میں اسی طرح کے الفاظ حدیثِ عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ نقل کیے ہیں۔ (۸۷) طبرانی نے "الکبیر" میں اسی طرح کے الفاظ اُسید بن حضیرؓ سے بھی نقل کیے ہیں۔

﴿(۷۶) احمد ۵ / ۳۰۷ (۷۷) احمد ۵ / ۲۲۴ (۷۸) احمد ۳ / ۵۰۰ (۷۹) مجمع ۱۰ / ۳۶ ﴾ (۸۰) مجمع ۱۰ / ۳۶ (۸۱) ایضاً (۸۲) ایضاً (۸۳) ایضاً (۸۴) مجمع ۱۰ / ۳۷ (۸۵) ۱۰ / ۳۷ مجمع (۸۶) ایضاً (۸۷) "الکبیر" ۱ / ۲۰۳ ﴾

(۸۸)طبرانی اور بزّار نے حدیثِ جابرؓ بھی اسی طرح کے الفاظ سے نقل کی ہے۔ (۸۹)احمد نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے (۹۰)احمد اور طبرانی نے حدیثِ حارث بن زیاد الساعدیؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے انصار سے کوئی شخص آخر دم تک محبت نہیں کرتا مگر جب اللہ تعالیٰ سے وہ ملے گا تو وہ اس سے محبت کرے گا اور (اسیطرح) کوئی شخص انصار سے بُغض نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ سے جب وہ ملے گا تو وہ بھی اس سے بُغض و نفرت کریگا۔ (۹۱) طبرانی نے بھی "الکبیر" میں حدیثِ ابی اُسید الساعدیؓ اسیطرح نقل کی ہے (۹۲)احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ معاویہ بن ابی سفیانؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو انصار سے محبت کرے گا اللہ اسکو محبوب رکھے گا اور جو انصار سے بُغض رکھے گا اللہ بھی اس سے بُغض رکھے گا۔ (۹۳)طبرانی نے "الکبیر" میں یہی حدیث نقل کی ہے (جس کے الفاظ یہ ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہے: جس نے انصار سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کیوجہ سے اُن سے محبت کی اور جس نے انصار سے بُغض رکھا تو (در حقیقت) اس نے مجھ سے بُغض کیوجہ سے اُنسے بُغض رکھا۔ (۹۴)بزار نے حدیث ابی ھریرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو انصار کو محبوب رکھے اللہ اسکو محبوب رکھے گا۔ اور جس نے انصار سے بُغض رکھا اللہ اس سے بُغض رکھے گا۔ (۹۵)احمد نے حدیث رباح بن عبد الرحمٰن بن خویطب نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری دادی نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ انھوں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہے۔ "جس کا

---

(۸۸) مجمع ۱۰/ ۳۷، ۳۸ (۸۹) مجمع ۱۰/ ۳۸ (۹۰) ایضاً و احمد ۳/ ۴۲۹، "الکبیر" ۳/ ۲۹۹ (۹۱) مجمع ۱۰/ ۳۸ (۹۲) احمد ۴/ ۹۶ (۹۳) الکبیر ۱۴/ ۳۴۳ (۹۴) مجمع ۱۰/ ۳۹ (۹۵) ایضاً و احمد ۶/ ۳۸۲

وضو نہیں اسکی کوئی نماز نہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔ اسکا کوئی وضو نہیں اور جو مجھ پر ایمان نہیں لایا اسکا اللہ پر ایمان نہیں ہے۔ اور اسی طرح مجھ پر اس شخص کا ایمان نہیں ہے جو انصار سے محبت نہ کرے۔ (۹۶) عبداللہ بن احمد نے بھی حدیث رباح نقل کی ہے۔ (۹۷) ابو یعلیٰ نے حدیث انسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصار کی محبت و نفرت ہر مومن اور منافق کی نشانی ہے۔ جس نے انصار سے محبت کی اس نے در حقیقت مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے انصار سے بُغض رکھا۔ در حقیقت اس نے مجھ سے بُغض کی وجہ سے ان سے بُغض رکھا۔ اس طرح کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ اصل حدیث "الصحیح" میں اسطرح ثابت ہے "بلاشبہ ان کی محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بُغض نفاق کی علامت ہے"۔ (۹۸) بزار نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ انصار مہاجرین کو اپنی حاصل شدہ پیداوار کا نصف بانٹ دیتے تھے اور انھیں نصف سے زیادہ لینے کا اختیار دے دیا کرتے تھے، جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: تم نے اپنی تمام تر ذمہ داریاں پوری کی ہیں لہٰذا اگر تمہارا دل چاہے تو مالِ خیبر سے اپنا حصہ لے کر اپنے دلوں کو خوش کر لو اور اس کا پھل تمھیں پسند ہو تو ایسا کر لو۔ تو انہوں نے جواب دیا ہمارے ذمہ آپؐ کی کچھ شرطیں تھیں اور اسی طرح آپؐ کے ذمہ بھی ہماری یہ شرط تھی کہ آپؐ بدلے میں ہمیں جنت دیں گے ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کر لی لیکن شرط ابھی باقی ہے تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں وہ جنت تمہارے لئے ہیں۔ (۹۹) احمد، بزار اور طبرانی نے "الکبیر" "الصغیر" اور "الاوسط" یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اشاد فرمایا: اے اللہ! انصار کو انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو بخش دے اور ایک روایت میں یہ ہے "اور انصار کی ازواج کو بھی بخش دے۔"

﴿(۹۶) احمد ۶/۳۸۲ (۹۷) مجمع ۱۰/۳۹ (۹۸) احمد ۳/۷۶ (۹۹) احمد ۳/۱۳۹﴾

(۱۰۰)بزار اور طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ رفاعہ بن رافعؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! انصار کو انصار کی اولاد اور انصار کے پوتوں کو اور ان کے پڑوسیوں کو بخش دے۔ (۱۰۱) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ انصار کو انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو اور ان کی ازواج کو اور ان کی اولاد کو بخش دے۔

(۱۰۲) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ خزیمہ بن ثابتؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے پوتوں کی بخشش فرما۔ (۱۰۳) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ عوف انصاری اشہلیؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے غلاموں کی مغفرت فرما۔ (۱۰۴) بزار نے حدیثِ عثمانؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! انصار کو عزت و مرتبہ عطا فرما جن کے ذریعہ اللہ نے دین کو قائم فرمایا جنھوں نے مجھے ٹھکانا دیا میری حمایت و نصرت کی وہ دنیا میں میرے ولی و دوست اور آخرت میں میری جماعت ہیں اور میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (۱۰۵) بزار اور طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر جب انصار میں کا ایک آدمی بیمار تھا اس کی عیادت کرتے ہوئے فرمایا "تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک اللہ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور اس کی قسم میں بری کردیں۔

﴿(۱۰۰)"الکبیر" ۵/ ۳۳ (۱۰۱) مجمع ۱۰/ ۴۰ (۱۰۲)الکبیر ۴/ ۹۹ (۱۰۳) مجمع ۱۰/ ۴۱ (۱۰۴) ایضاً (۱۰۵) ایضاً و کنز العمال ۱۴/ ۵۶،۶۷﴾

(فصلِ ثانی) فضائلِ اہلِ بدر

(۱) بخاری نے رفاعہ بن رافعؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ کے ہاں غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات کا کیا مرتبہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے افضل، جبریل علیہ السلام نے فرمایا جو ملائکہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی یہی مرتبہ ہے۔ (۲) ابو داؤد نے حدیثِ ابی ھریرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے حالات کو پہلے سے ہی خوب جانتے ہیں وہ خود فرما چکے ہیں کہ جو جی میں آئے کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ (۳) طبرانی نے بھی ''الاوسط'' میں سندِ حسن کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔ (۴) دار قطنی نے ''الافراد'' میں عقبہ الارحبی سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابو بکر صدیقؓ کو فرماتے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو بھی بدر کی لڑائی میں شریک ہوا ہے اُسے جنّت کی خوشخبری سنا دو۔ (۵) حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعہ کے سلسلہ میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے میں اس کی گردن کو مار دوں تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن الخطابؓ! تجھے کیا معلوم؟ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کی اس جماعت کے تمام احوال سے باخبر ہے خود حق تعالیٰ نے فرما دیا ہے: جو جی میں آئے کرو میں نے تو تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ (۶) بزار، ابنِ جریر اور طبرانی نے ''الاوسط'' اور حاکم نے ''المستدرک'' میں

---

(۱) بخاری ۷/۲۶۹ احمد ۳/۴۶۵ (۲) سنن ابی داؤد ۲/۲۶۵ و احمد ۲/۲۹۵ (۳) مجمع ۹/۳۰۳ (۴) کنز العمال ۱۴/۶۸
(۵) بخاری ۶/۱۰۸ (۶) طبری ۳/۴۹، مستدرک ۳/۳۰۰

اور ابن مَرْدَوَیہ اور ابو یعلیٰ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ (۷) طبرانی نے "الاوسط" میں ایک اور سند سے یہ روایت اِن الفاظ سے نقل کی ہے: اے ابن الخطابؓ! تجھے کیا معلوم؟ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے احوال سے خوب واقف ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے! جو جی میں آئے کرو میں نے تو تمھاری مغفرت کردی ہے۔ (۸) ابنِ عساکر نے جابرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ عرض کیا کہ کیا مَیں اس شخص (حاطب) کی گردن نہ ماردوں تو حضورِ اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: تجھے کیا معلوم؟ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے تمام احوال کو جانتا ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو جی میں آئے کرو۔ (۹) ابن عساکر نے بھی حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے مولیٰ حضرت سعدؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا حاطبؓ دوزخیوں میں سے ہے؟ تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی بھی غزوہ بدر یا بیعتِ رضوان میں شریک ہوا تھا وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ (۱۰) مسلم، ابو داوٗد اور ترمذی نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی درخت کے نیچے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (۱۱) طبرانی نے "الکبیر میں حدیثِ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی گھاٹی کو پار کیا ہے مجھے امید ہے ان میں کا کوئی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (۱۲) طبرانی نے حدیث ابن عباسؓ نقل کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی درخت کے نیچے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ ضرور جنّت میں داخل ہوگا سوائے سرخ اونٹ والے کے۔ (۱۳) ابن ابی شیبہ اور احمد نے "المسند" میں اور طبرانی نے رفاعہ بن رافع

﴿(۷) مجمع ۹/۳۰۴ (۸) الکنز ۱۴/۷۰، ۷۱ (۹) الکنز (۱۰) مسلم ۲/۱۵۰، ابوداؤد ۲/۲۹۵ ترمذی ۱۰/۳۶۲، احمد ۳/۳۵۰ (۱۱) مجمع الزوائد ۹/۱۶۱ (۱۲) ایضاً (۱۳) احمد ۴/۳۴۰﴾

الزرقیؒ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریش سچے اور امانت دار ہیں جس نے ان کو ہیبت اور پریشانی میں مبتلا کیا اللہ تعالیٰ اُس کو الٹا لٹکا دے گا۔ (۱۴) ابن جریر نے بھی انہی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قریش امانت دار ہیں جس نے ان کو تکلیف میں ڈالا اللہ تعالیٰ اُس کو اُلٹا لٹکا دے گا تین مرتبہ یہ جملہ فرمایا: (۱۵) بخاری نے بھی ''الادب المفرد'' میں بغوی اور طبرانی اور حاکم نے بھی ''المستدرک'' میں انہی سے یہ روایت نقل کی ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۱۴) الکنز (۱۵) الادب المفرد باب مولی القوم من انفسہم ص ۱۴، ۱۵، المستدرک ۴/ ۷۴﴾

باب ثانی

عشرہ مبشرہؓ کے فضائل

عشرہ مبشرہؓ کے فضائل

(۱) احمد نے "المسند" میں، ابو داؤد، ترمذی اور الضیاء نے المختارہ" میں سعید بن زیدؓ سے یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ابو بکرؓ جنتی ہیں، عمرؓ جنتی ہیں، عثمانؓ جنتی ہیں، علیؓ جنتی ہیں، طلحہؓ جنتی ہیں، زبیرؓ جنتی ہیں، سعد بن مالکؓ جنتی ہیں، عبد الرحمٰن بن عوفؓ جنتی ہیں اور سعید بن زیدؓ جنتی ہیں (۲) احمد نے "المسند" میں اور الضیاء نے "المختارہ" میں یہی حدیث ایک اور سند سے نقل کی ہے (۳) ترمذی نے بھی حدیث عبد الرحمٰنؓ نقل کی ہے۔ (۴) ابن عساکر نے ابنِ مسعودؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد دین پر قائم رہنے والا جنتی ہے اور جو اسکے بعد قائم رہے وہ بھی جنتی ہے اور تیسرا اور چوتھا بھی جنتی ہے (۵) ابنِ عساکر نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار آدمی ایسے ہیں انکی محبت کسی منافق کے دِل میں جمع نہیں ہو سکتی اور ایمان والا ہی ان سے محبت کرے گا وہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ (۶) احمد اور طبرانی نے "الکبیر" اور حاکم نے "المستدرک" میں اُسامہ بن زیدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے جعفر! تیری خلقت میری خِلقت اور میرے اخلاق تیرے اخلاق کے مشابہ ہیں تو مجھ سے ہے اور میرے خاندان میں سے ہے اور اے علی! تو میرا داماد اور میری اولاد کا باپ ہے میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے اور اے زید! تو مجھ سے ہے اور تمام لوگوں میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔ (۷) رُویانی نے حدیثِ بُریدہؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے

---

(۱) احمد ۱/ ۱۸۷، ابی داؤد باب فی الخلفاء، ترمذی مناقب سعد بن زید (۲) احمد ۱/ ۱۸۸ مستدرک ۳/ ۴۴۰ (۳) ترمذی مناقب عبد الرحمٰن بن عوف (۴) الکنز (۵) ایضاً (۶) مستدرک ۳/ ۲۱۱ (۷) احمد ۵/ ۳۵۱۔ ترمذی ۱۰/ ۲۲۰ ابن ماجہ ۱/ ۶۶

چار اصحاب سے محبت کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں وہ چار یہ ہیں علیؓ، ابوذر غفاریؓ، سلمانِ فارسیؓ اور مقدادؓ (۸) طبرانی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے (۹) طبرانی نے حدیثِ علیؓ بھی قوی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ (۱۰) ترمذی نے اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جنّت تین آدمیوں کو نگاہِ شوق سے دیکھتی ہے علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ۔ (۱۱) طبرانی نے بھی "الکبیر" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ جنّت چار آدمیوں کو نگاہِ شوق سے دیکھتی ہے علیؓ، عمارؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ۔ (۱۲) ترمذی نے اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ علیؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو سات نہایت مخصوص و برگزیدہ ترین لوگ اور اسکی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے عطا کیے جاتے تھے لیکن مجھے ایسے لوگ چودہ (یعنی دگنے) عطا کیے گئے ہیں (وہ یہ ہیں) علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، جعفرؓ، حمزہؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، مصعب بن عمیرؓ، بلالؓ، سلمانؓ، عمارؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، مقدادؓ، اور حذیفہ بن الیمانؓ۔ (۱۳) ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری لمت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے میری لمت میں سے ابوبکرؓ ہیں، اور امرِ الٰہی میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ اور حیا میں سب سے بڑھ کر سچے عثمانؓ اور سب سے بڑے قاضی علیؓ، حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبلؓ، فرائض کے سب سے زیادہ واقف زید بن ثابتؓ اور سب سے بڑھ کر قاری ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں اور ابوذرؓ سے زیادہ فصیح زبان اور حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام سے ورع اور تقویٰ میں زیادہ مشابہ چشمِ فلک نے

﴿(۸) مجمع الزوائد ۹/ ۳۰۷ (۹) ایضاً (۱۰) ترمذی مناقب سلمان، مستدرک ۳/ ۱۳۷ (۱۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۰۷ (۱۲) ترمذی باب مناقب الحسن (۱۳) ترمذی ۱۰/ ۲۹۳، ابن ماجہ ۱/ ۶۸﴾

نہیں دیکھا۔ حضرتِ عمرؓ نے عرض کیا کیا ہم یہ سب کچھ اسکو بتا دیں فرمایا ہاں بتا دو۔(۱۴)احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے : میں نہیں جانتا کہ کتنے دن اب میں تمھارے پاس رہتا ہوں میرے بعد ابی بکر اور عمر کی اتباع کرنا اور عمارؓ کے راستہ کو مضبوطی سے پکڑنا اور جو کچھ ابن مسعودؓ تم سے بیان کرے اسکی تصدیق کرنا۔(۱۵)بخاری نے "التاریخ" میں اور ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابی هریرۃؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ عمرؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں، ابو عبیدہ بن الجراحؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ اُسید بن الحضیرؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ ثابت بن قیس بن شماسؓ کیا ہی خوب آدمی ہیں۔ معاذ بن جبلؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ معاذ بن عمرو بن الجموحؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ سہیل بن بیضاءؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ (۱۶)ترمذی نے حدیثِ علی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ پر رحم فرمائیں۔ اس نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کرلیا۔ اور اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کر دیا اور جتنا نفع مجھے اسلام کی ترقی میں ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا اور کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرمائے وہ حق بات کہتا ہے اگرچہ کڑوی ہو۔ اللہ عثمانؓ پر رحم فرمائے فرشتے بھی اس سے حیا کرتے ہیں۔ اللہ علیؓ پر رحم فرمائے۔ اے اللہ جہاں وہ پھرے حق کو اسی کے ساتھ پھیر دے۔(۱۷) خطیب نے ابن عمرؓ سے یہ روایت نقل کی۔ کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں۔ اور اس امت کے بہترین آدمی عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ (۱۸)ابو نعیم نے "الحلیہ" میں اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں ابن عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿(۱۴)احمد ۵ / ۳۸۵، ترمذی مناقب ابی بکر و عمر، ابی داؤد ۱ / ۵۰ (۱۵)التاریخ الکبیر ۲ / ۱۲۷، ترمذی مناقب معاذ بن جبل مستدرک ۳ / ۲۳۳ (۱۶)ترمذی مناقب علی بن ابی طالب۔(۱۷)الکنز (۱۸)ایضاً﴾

خالد بن ولیدؓ اللہ کی تلوار اور اللہ کے رسولؐ کی تلوار ہیں۔ اور حمزہ بن عبد المطلبؓ اللہ کے شیر اور اللہ کے رسولؐ کے شیر ہیں اور ابو عبیدہؓ اللہ کے امین اور اللہ کے رسولؐ کے امین ہیں اور حذیفہ بن الیمانؓ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ اللہ کے تاجروں میں سے ہیں۔ (۱۹) دیلمی نے "مسند الفردوس" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہلِ جنت کے جوان پانچ ہیں۔ حسنؓ۔ حسینؓ۔ ابن عمرؓ۔ سعد بن معاذؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ (۲۰) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ایمان لانے کے سلسلے میں) میں عرب کے اندر سبقت لے جانے والا ہوں اور صہیب روم کے اندر سبقت لے جانے والے ہیں اور سلمانؓ، فارس میں سبقت لے جانے والے ہیں اور بلالؓ حبشہ میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ (۲۱) بخاری اور مسلم وغیرہ نے حدیث عمرو بن العاصؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا آپکو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ، میں نے پوچھا مردوں میں سے کون؟ انھوں نے فرمایا انکے والد۔ پھر میں نے پوچھا پھر کون؟ حضورؐ نے فرمایا عمرؓ، اسکے بعد حضور نے چند اور لوگوں کو بھی شمار کیا۔ (۲۲) ترمذی نے اسامہ بن زیدؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ آئے اور خدمتِ اقدس میں حاضری کی اجازت طلب کرنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے یہ دونوں کس کام کیلئے آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں میں نہیں جانتا، فرمایا لیکن میں جانتا ہوں (اچھا) ان کو آنے کی اجازت دے دو پس وہ اندر آئے اور یہ سوال کیا یا رسول اللہ ہم آپؐ کی خدمتِ اقدس میں اس لئے آئے ہیں

﴿(۱۹) ایضا (۲۰) مستدرک ۳/۴۰۲۔ الطبرانی الصغیر ۱/۱۰۴ (۲۱) بخاری ۷/۱۷، ۱۸، و مسلم ۲/۹۹ (۲۲) ترمذی مناقب اسامہ بن زید﴾

تاکہ آپؐ سے یہ پوچھیں کہ آپ کو اپنے اہل میں سب سے محبوب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: فاطمہ بنتِ محمد، وہ دونوں کہنے لگے ہم آپکے اہل کے بارے میں پوچھنے نہیں آئے۔ حضورؐ نے فرمایا میرے اہل میں مجھے سب سے محبوب وہ شخص ہے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا ہے اور میں نے بھی اس پر انعام کیا ہے (یعنی) اُسامہ بن زیدؓ۔ پھر انھوں نے پوچھا انکے بعد کون زیادہ محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا: پھر علی بن ابی طالبؓ۔ (اس پر) حضرتِ عباسؓ فرمانے لگے یارسول اللہ آپؐ نے اپنے چچا کو سب سے آخر میں کردیا حضورؐ نے فرمایا بے شک حضرتِ علیؓ ہجرت میں آپؐ سے سبقت لے گئے ہیں۔

(۲۳) بخاری، ابو داؤد اور ترمذی نے ابن عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں لوگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے ہم یوں کہتے تھے (پہلے) ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ ہیں کوئی بھی اس پر انکار نہیں کرتا تھا۔ (۲۴) بخاری نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں اُسید بن حضیرؓ اور عباد بن بشرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک اندھیری رات میں بیٹھے تھے جب یہ دونوں حضرات نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں سے اٹھ کر باہر نکلے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان دونوں کے سامنے دو نور ساتھ ساتھ ہیں جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو ہر ایک کا نور اسکے سامنے ساتھ ساتھ ہو گیا۔ (۲۵) ترمذی اور ابو داؤد نے حدیثِ سہل بن سعدؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرتِ عثمانؓ نے لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے تھے اور ابو بکرؓ و عمرؓ بھی چڑھے تھے اچانک پہاڑ حرکت کرنے لگا تھا جبکہ اس پہاڑ پر ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بھی موجود تھے تو (اس موقع پر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا! اے اُحد اپنی جگہ

﴿(۲۳) بخاری ۷/۱۳ تحفہ ۱۰/۲۰۱۔ الی داؤد ۲/۲۶۲۔ (۲۴) بخاری مناقب اسید بن حضیرؓ/۹۸۔۹۹۔ منحۃ المعبود ۲/۱۴۰
(۲۵) تحفہ ۱۰/۱۸۵ احمد ۵/۳۳۱۔﴾

قائم رہ تیرے اوپر (اس وقت) ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔(۲۶)طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابو یعلی نے حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑی پر تھے کہ اچانک وہ لرزنے لگی پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! قائم رہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں جبکہ اس پر ابو بکرؓ، عمرؓ عثمانؓ و علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ حضرات موجود تھے۔ (۲۷)طبرانی نے "الاوسط" میں حدیث عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں دریں اثنا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے دس صحابہ ابو بکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور زبیرؓ وغیرہ حراء پہاڑی پر موجود تھے کہ اچانک وہ حرکت کرنے لگی اس پر نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حراء ٹھہر جا کیونکہ اس وقت تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید موجود ہے۔(۲۸)طبرانی نے بھی اسطرح کی روایت "الکبیر" میں عبدالرحمٰن بن ابزی سے نقل کی ہے۔ (۲۹)طبرانی نے "الکبیر" میں ابی الاسود ورمان الکندی سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم ایک دن حضرتِ علیؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے آپ کو خوش مزاج حالت میں پاکر آپ سے یہ پوچھا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ہمیں اپنے اصحاب کے بارے میں کچھ بتائیں؟ آپ نے فرمایا میرے کن اصحاب کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ لوگوں نے کہا محمد ﷺ کے اصحاب کے متعلق؟ تو آپ نے فرمایا محمد ﷺ کے تمام اصحاب میرے اصحاب ہیں پس تم ان میں سے خاص کن کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ لوگوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق، آپ نے فرمایا انھوں نے قرآن پاک کو پڑھا اور سنت کا علم حاصل کیا اور یہی ان کو کافی ہو گیا۔ (راوی کہتا ہے) پھر حضرت ابو ذرؓ کے متعلق آپؓ سے پوچھا گیا؟ آپ نے فرمایا: ابو ذرؓ کثرت سے سوال کرنے والے تھے پس کبھی

﴿(۲۶)ابوداؤد ۳/۳۹(۲۷)مجمع ۹/۵۵(۲۸)احمد ۱/۱۸۷(۲۹)کنز العمال ۱۳/۱۵۹﴾

انکو دے دیا جاتا اور کبھی نہ دیا جاتا وہ اپنے دین کے بڑے ہی حریص تھے علم کے شدید حریص تھے ایک سمندر تھے جو انکے ظرف میں بھر اگیا حتیٰ کہ وہ ظرف بڑھ گیا۔ پھر ہم نے کہا کہ حذیفہ بن الیمانؓ کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں، آپؓ نے فرمایا وہ منافقین کے تمام امور کو جانتے تھے وہ بڑی مشکل باتیں پوچھا کرتے تھے حتی کہ تم اس کو ان امور کا عالم پاؤ گے۔ لوگوں نے کہا ہمیں حضرت سلمانؓ کے بارے میں بتائیں! آپؓ نے فرمایا: وہ تو لقمان حکیم کے مثل ایک آدمی تھے اول و آخر علم انھوں نے حاصل کیا تھا، اول و آخر کتاب کو انھوں نے پڑھا تھا ایک بحر ناپید اکنار تھے۔ ہم نے کہا عمار بن یاسرؓ کے بارے میں ہمیں بتائیں! فرمایا: وہ ایک ایسا آدمی تھا کہ اُسکا ایمان اس کے گوشت پوست، خون بال وغیرہ کے ساتھ خلط ملط تھا نارِ جہنم اس کا کچھ حصہ بھی نہیں کھا سکتی۔ پھر ہم نے کہا کہ اب آپ اپنے متعلق ہمیں کچھ بتائیں! آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کو گناہوں سے صاف ستھرا کہنے سے منع کیا ہے (اس پر) ایک آدمی عرض کیا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ یہ بھی تو فرماتے ہیں "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" "اپنے رب کی عطا کردہ نعمت کو بیان کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا (اچھا) میں اپنے رب کی نعمت کو بیان کرتا ہوں (وہ یہ کہ) اللہ کی قسم جب بھی میں نبی کریم ﷺ سے کچھ مانگتا تو آپؐ عطا فرمادیتے اور جب میں خاموش رہتا (مانگنے سے حجاب برتتا) تو آپؐ از خود عطا فرمادیتے تھے۔ (۳۰) طبرانی نے "الکبیر" میں ربعی بن خراشؓ کی روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے آنے کی اجازت طلب کی، بہت سے قریش کے قبیلے آپکے پاس حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے تھے اور سعید بن العاصؓ آپکے دائیں جانب بیٹھے تھے، جب حضرت معاویہؓ نے ابنِ عباسؓ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے سعید! اللہ کی قسم ابنِ عباسؓ سے ایسے مشکل مسائل

(۳۰) مجمع الزوائد ۹/۱۵۸، ۱۵۹

پوچھوں گا کہ جس کے جواب وہ نہ دے سکیں گے۔ سعیدؓ نے ان سے کہا ابنِ عباسؓ جیسا عالم آپ کے مسائل سے کبھی بھی نہیں عاجز ہو سکتا۔ جب ابنِ عباسؓ تشریف فرما ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا آپ ابو بکرؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابنِ عباسؓ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ بخدا قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے، کجروی سے دوری اختیار کرنے والے بے حیائی باتوں سے غافل اور بُری باتوں سے منع کرنے والے، دین کے عالم اللہ سے ڈرنے والے، رات کو عبادت کے لئے کھڑے ہونے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے، دنیا سے محفوظ، لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا پختہ عزم رکھنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، اور خود بھی اس کی طرف رجوع کرنے والے، تمام حالات میں اللہ کے شکر گزار، صبح شام اللہ کا ذکر کرنے والے، اپنے نفس کے لئے مصلحتوں کو دبانے والے، اپنے تمام اصحاب پر ورع تقوی، کفایت، دنیا سے بے رغبتی، عفت پاکدامنی حسن سلوک اور احتیاط وغیرہ امور میں فائق اور برتر تھے۔ جو بھی آپ پر سب وشتم کرے گا اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن تک اس پر لعنت ہو۔ پھر حضرت معاویہؓ نے پوچھا عمر بن خطابؓ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اللہ ابو حفص پر رحم فرمائے۔ وہ بخدا اسلام کے حلیف، یتیموں کے جائے پناہ، ایمان کا محل۔ کمزور لوگوں کی پناہ گاہ، مخلوق کے لئے قلعہ کی مانند اور عام لوگوں کے بڑے مددگار تھے۔ دین حق پر قائم رہنے والے صبر کرنے والے، ثواب حاصل کرنے والے حتّی کہ وہ دن آیا کہ اللہ نے دینِ حق کو غالب کر دیا اور تمام علاقوں کو فتح کر دیا، تمام اطرافِ عالم چشموں، ٹیلوں ہر ہر جگہ پر اللہ کا ذکر ہوا وہ بڑے صاحبِ وقار، خوشحالی تنگ دستی ہر حال میں اللہ کے بڑے شکر گزار ہر وقت ہر آن اللہ کا ذکر کرنیوالے تھے۔ جو بھی ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ تا قیامت لعنتوں کا

ایک سلسلہ اسکے پیچھے لگادے گا۔ پھر حضرتِ معاویہؓ نے فرمایا آپ حضرتِ عثمان بن عفانؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عمرو پر مہربانی فرمائے۔ خدا کی قسم وہ اپنے ماتحتوں کا بڑا احترام کرنے والے، نیک لوگوں سے خوب میل ملاپ رکھنے والے، بڑے صابر، بڑے شب بیدار ذکرِ الٰہی کے وقت بہت زیادہ آنسو بہانے والے، شب و روز کے اہم امور میں بہت زیادہ فکر رکھنے والے، ہر کارنامہ کے لئے تیار، ہر نجات دہندہ چیز کی طرف دوڑنے والے اور ہر مہلک چیز سے بہت دور بھاگنے والے، لشکر اور کنویں والے، رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے شوہر۔ جو بھی ان کو سب و شتم کرے گا اللہ تعالیٰ ندامت و شرمندگی تا قیامت اس کے پیچھے لگا دے گا۔ پھر حضرت معاویہؓ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو الحسن پر رحم فرمائے وہ خُدا کی قسم عَلَمِ ہدایت، تقویٰ کے پہاڑ، عقلمندی کے محل، تاریک رات میں نور و روشنی، راہِ اعتدال کی طرف راغب، کتبِ سماویہ کے عالِم، تاویل و ذکر پر قائم رہنے والے اسبابِ ہدایت سے وابستہ رہنے والے، جور و ظلم اور اذیّت کے تارک، ہلاکت کے مقامات سے دور رہنے والے، ہر مومن و متقی سے برتر، ہر قمیص و چادر پہننے والے سے بہتر، ہر حج و سعی کرنے والے سے افضل، ہر عدل و انصاف کرنے والے سے عظیم تر، دنیا والوں میں سب سے بڑھ کر خطیب، سوائے انبیائے کرام اور نبی علیہ السلام کے، کوئی موحّد ان کا ہم مرتبہ ہو سکتا ہے؟ بہترین عورت کے شوہر، حسنین کے والد، میری آنکھ نے ان جیسا نہ کبھی دیکھا اور نہ ہی تا قیامت دیکھے گی۔ جو آپ پر لعن طعن کرے اس پر اللہ کی اور اللہ کے بندوں کی تا قیامت لعنت ہو۔ پھر حضرت معاویہؓ نے پوچھا آپکا حضرتِ طلحہؓ اور حضرتِ زبیرؓ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابنِ عباسؓ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ ان

دونوں پر اپنی رحمت فرمائے وہ دونوں خدا کی قسم بڑے پاکدامن، نیک، کامل مسلمان، خوب پاک صاف، شہید اور عالم تھے، دونوں سے ایک لغزش ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ قوی نصرت، قدیم صحبت اور نیک اعمال کی بناء پر انکی مغفرت فرمائے گا۔
حضرت معاویہؓ نے فرمایا آپ کا حضرتِ عباسؓ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابنِ عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو الفضل پر اپنی رحمت فرمائے وہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے والد محترم کے حقیقی بھائی اور آپؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے۔ لوگوں پر بڑی بخشش کرنے والے، کثیر جماعت کے سردار، بڑے بلند نظر، انجام پر بڑی نظر رکھنے والے، علم نے ان کو مزین کر رکھا تھا۔ آپ کی اور آپ کے خاندان کی فضیلت وبزرگی کے ذکر کے وقت سارے حسب ونسب بے نام ونشان اور بہت دور جا پڑتے ہیں اور کیوں نہ وہ ایسے ہوں! جبکہ ان کی تربیت اور دیکھ بھال عبد المطلب جیسے مکرم ومعزز شخص نے کی ہے جو قریش کے تمام لوگوں میں زیادہ باعزت تھے۔

حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے ابنِ عباسؓ! آپ نے سچ کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اپنے اہلِ بیت کے ترجمان ہیں۔ جب ابنِ عباسؓ وہاں سے تشریف لے گئے تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں نے اُن سے جو بات بھی کی اس میں میں نے اُن کو مستعد اور ہوشیار پایا۔

فصل

فضائل ابی بکرنِ الصدّیقؓ

(۱) بخاری و مسلم نے حدیثِ ابی سعیدؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اُسے اختیار کر لیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس تھا اس پر حضرت صدیق اکبرؓ رونے لگے، ہمیں ان کی آہ و بکا پر حیرت ہوئی کہ نبی کریم ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا اور حقیقت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات وہ ذاتِ مقدس تھی جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور ابو بکر صدیقؓ ہم میں سے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا تھا کہ اپنی صحبت اور مال کے سبب مجھ پر ابو بکرؓ کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی دوسرے بندے کو خلیل بنا سکتا تو ضرور ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بناتا، لیکن اسلام کی اخوت اور اور محبت کافی ہے، مسجد کے تمام دروازے (جو صحابہ کرامؓ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے) بند کر دیئے جائیں سوائے ابو بکرؓ کے دروازہ کے۔ (۲) بخاری نے حدیثِ ابی الدرداءؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرتِ ابو بکرؓ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے تشریف لائے (انھوں نے کپڑا اس طرح سے پکڑ رکھا تھا) کہ گھٹنا آپ کا کھل گیا تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے (یہ حالت دیکھ کر) فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دوست کسی سے لڑ آئے ہیں۔ پھر ابو بکرؓ نے

(۱) بخاری: (مناقب ابی بکر ۷/۱۰، مسلم: ۲/۹۸ (۲) بخاری۔ مناقب ۷/۱۶=۱۷)

حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کی اور عرض کیا کہ میرے اور ابن الخطابؓ کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی میں نے جلد بازی سے کام لیا لیکن پھر مجھے ندامت ہوئی تو میں نے ان سے درگزر کرنے کی درخواست کی مگر وہ معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اسی لئے میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! اللہ پاک آپ کی مغفرت فرمائے تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ بالآخر حضرتِ عمرؓ کو بھی ندامت ہوئی اور وہ ابو بکرؓ کے گھر پہنچے اور پوچھا یہاں ابو بکر موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ موجود نہیں ہیں تو پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور سلام کیا، نبی پاک ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے متغیر ہونے لگا اور ابو بکرؓ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم زیادتی میں نے کی تھی دو مرتبہ فرمایا اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جب تمہارے درمیان مبعوث کیا تھا تو تم نے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابو بکرؓ نے کہا تھا کہ آپؐ سچ کہتے ہیں اور انہوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو مجھ سے الگ کر دو گے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: پھر اس کے بعد کسی نے بھی ابو بکرؓ کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ (۳) بخاری وغیرہ نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا اور آپؐ سے نماز کے لئے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابو بکرؓ تو رقیق القلب ہیں جب وہ آپ کی جگہ مصلی پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگ ان کی آواز نہیں سن پائیں گے اگر آپؐ حضرتِ عمرؓ کو نماز پڑھنے کا حکم دے دیں (تو بہتر ہے) آپؐ نے ارشاد فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرتِ عائشہؓ نے وہی بات دوبارہ دہرائی پھر حضورِ

(۳) بخاری: (فتح ۲/۱۳۰)

اکرم ﷺ نے فرمایا اسی کو نماز پڑھانے کا حکم دو (خفا ہو کر فرمایا) تم یوسف کے ساتھ والیاں ہو (کہ زبان پر کچھ اور دل میں کچھ ہے)۔ (۴) بخاری و مسلم نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں حضرتِ ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے آخری ایام کے دوران لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے (ایک مرتبہ) جب پیر کا دن تھا تو لوگ صف باندھے ہوئے (صبح کی) نماز میں مشغول تھے آپؐ نے حجرہ شریف کا پردہ اٹھایا دیکھا لوگ صف باندھے نماز میں مشغول ہیں صحابہ کو دیکھ کر آپؐ مسکرائے چہرۂ انور کا یہ حال کہ گویا مصحف شریف کا ایک ورق ہے (یعنی سفید ہو گیا ہے) اور ادھر صحابہ کرام کی فرطِ مسرت سے یہ حالت کہ کہیں نماز نہ توڑ ڈالیں صدیقِ اکبرؓ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کر لیا آپؐ نے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو (ناتوانی کی وجہ سے آپؐ زیادہ دیر کھڑے نہ ہو سکے) حجرہ کا پردہ ڈال دیا اسی دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ (۵) بخاری نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی مُعیط حضورِ اکرم ﷺ کے پاس آیا آپؐ اس وقت نماز پڑھا رہے تھے اس بدبخت نے اپنی چادر گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپؐ کا گلا بڑی شدت کے ساتھ پھنس گیا اتنے میں ابو بکرؓ تشریف لائے اور اس بدبخت کو دفع کیا اور فرمایا: کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمہارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے معجزات و دلائل لے کر بھی آیا ہے۔ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب زیادہ سخت کاروائی تھی۔ (۶) ترمذی نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں: حضرتِ ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے نبی پاک ﷺ نے اُن سے فرمایا: خوشخبری ہو آپ اللہ کی طرف سے عتیق من النار (دوزخ سے آزاد کردہ) ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسی دن سے آپ کا نام و لقب عتیق پڑ گیا۔ (۷) ابو

﴿(۴) بخاری: (فتح ۲/۱۳۰ اور ۸/۱۱۷) مسلم: ۱/۱۵۹﴾ (۵) بخاری (مناقب ۷/۳۲) (۶) ترمذی: (مناقب ۱۰/۱۶۴
(۷) سنن ابی داؤد ۲/۲۶۵﴾

داؤد اور حاکم نے المستدرک میں حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنّت کا وہ دروازہ دکھایا جہاں سے میری امت جنّت میں داخل ہوگی حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی یہ خواہش ہے کہ کاش اس وقت میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوتا تو مجھے بھی جنّت کا وہ دروازہ دیکھنا نصیب ہو جاتا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکرؓ! آگاہ رہو کہ میری امت میں سے جو لوگ جنّت میں داخل ہوں گے ان میں سب سے پہلے شخص تم ہی ہو گے۔ (٨) ترمذی نے بھی حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس جس نے میرے ساتھ احسان کیا ہے میں نے اس کا صلہ اور بدلہ ادا کر دیا ہے سوائے ابو بکرؓ کے اس کے احسانات کا صلہ اور بدلہ اللہ ہی اس کو قیامت کے دن دے گا اور جتنا نفع مجھے ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا اور کسی کے مال نے نہیں پہنچایا (اور میں نے جس پر بھی اسلام کو پیش کیا اس نے منہ ہی موڑا سوائے ابو بکرؓ کے کہ وہ اسلام قبول کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچائے) اور اگر میں کسی کو خلیل اور دوست بناتا تو ضرور ابو بکرؓ ہی کو اپنا خلیل بناتا آگاہ رہو تمہارے یہ صاحب خلیل اللہ ہیں۔ (٩) ترمذی نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ سے ارشاد فرمایا: ابو بکر! تو میرا حوضِ کوثر پر مصاحب ہو گا اور تو میرا یارِ غار ہے۔ (١٠) احمد نے "المسند" میں حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ سے فرمایا ابو بکر! اللہ نے اور مسلمانوں نے آپ کی خلافت کے بارے اختلاف کرنے سے انکار کیا ہے۔ (١١) بخاری و مسلم نے بھی حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی (عبد الرحمٰن) کو بلاؤ تاکہ ایک

﴿(٨) ترمذی: (مناقب ١٠/١٤٦۔١٤٧) (٩) ترمذی: مناقب ١٠/١٥٤ (١٠) احمد ٦/٤٧ (١١) بخاری، (فتح ١٣/١٧٥) مسلم، ٢/١٠٠﴾

وصیت لکھ دوں مجھے اندیشہ ہے تمنا کرنے والا تمنا کرے گا یا کہنے والا کہے گا کہ میں (خلافت کا) زیادہ مستحق ہوں (لیکن اس وصیت کی ضرورت نہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اہلِ ایمان انکار کریں گے کہ سوائے ابی بکرؓ کے کوئی اور خلیفہ ہو۔ (۱۲) مسلم نے بھی حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے: (جس میں یہ الفاظ ہیں): اگر میں کسی کو اپنا دوست بنا سکتا تو ابی قحافہ کے بیٹے (ابو بکرؓ) کو اپنا دوست بناتا لیکن تمہارے یہ صاحب خلیل اللہ ہیں۔ (۱۳) احمد و مسلم نے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۱۴) حاکم نے اپنی ''تاریخ'' میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابو بکرؓ سے زیادہ افضل کسی اور شخص نے تمام انبیاء و مرسلین اور صاحبِ یٰسین ﷺ کی مصاحبت اختیار نہیں کی ہے۔ (۱۵) بخاری، مسلم، احمد، ترمذی اور نسائی نے حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا ایک جوڑا (دو درہم، دو دینار وغیرہ) خرچ کرے گا تو اُسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ جنت تیرے لئے تیار کی گئی ہے چنانچہ جو شخص (خشوع خضوع کے ساتھ) نماز پڑھنے والا ہے اُسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جہاد کرنے والے کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا روزہ رکھنے والے کو بابِ ریان سے، صدقہ و خیرات کرنے والے کو صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ حضرتِ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے (بطورِ اکرام) تمام دروازوں سے بلایا جائے: آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہو گے۔ (۱۶) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تیرا اُن دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے

﴿(۱۲) مسلم: ۲/۹۹ (۱۳) احمد ۱/۳۷۷ مسلم ۲/۹۹ (۱۴) تاریخ نیساپور (۱۵) بخاری: فتح ۷/۱۹) مسلم: ۲/۳۱۶، احمد، ۲/۲۶۸ ترمذی (تحفہ ۱۰/۱۵۹، نسائی (کتاب الزکاۃ ۵/۷) (۱۶) بخاری (فتح ۷/۹ مسلم: ۲/۹۸﴾

تیسرے اللہ ہوں (١٧) ترمذی نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں ابو بکرؓ ہوں تو ان کے علاوہ کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں ہے۔ (١٨) ابنِ عدی اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور دیلمی اور خطیب نے "المتفق والمفترق" میں عکرمہ سے انہوں نے ابن سلمہ بن الاکوع سے انہوں نے اپنے والد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ابو بکر تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہیں مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (١٩) طبرانی نے "الکبیر" میں یہی حدیث نقل کی ہے مگر اس کی سند میں راوی اسماعیل بن زیاد ضعیف ہیں۔ (٢٠) حاکم نے اپنی "تاریخ" میں اور ابو نعیم نے "فضائل الصحابۃ" میں اور خطیب اور دیلمی نے بھی سہل بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ سے محبت اور شکر میری امت پر لازم ہے (٢١) ابن سعد نے حدیثِ ابی وھب جو حضرتِ ابی ہریرہؓ کے مولی (آزاد کردہ) ہیں نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات حضرتِ جبریل علیہ السلام سے کہا تھا کہ میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی حضرتِ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ابو بکرؓ آپؐ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ "صدیق" ہیں۔ (٢٢) دیلمی نے حدیثِ امّ ھانیؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! اللہ نے آپ کا نام "صدیق" رکھا ہے۔ (٢٣) ابو نعیم نے "المعرفۃ" میں حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر عتیق من النار (یعنی اللہ کے آزاد کردہ ہیں دوزخ کی آگ سے) ہیں (٢٤) ابنِ عساکر نے حضرتِ ابی الدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ابو بکرؓ تمام لوگوں سے بہتر ہیں یہ روایت ابو نعیم نے "المعرفۃ" اور "الحلیۃ"

﴿(١٧) ترمذی: تحفہ ١٠/١٥٨ (١٨) کنز العمال: رقم ٣٢٥٧٨ (١٩) مجمع الزوائد عن الطبرانی ٩/٤٣ (٢٠) تاریخ بغداد ١١/٢٠٢ (٢١) ایضاً رقم ٣٢٦١١، ابن سعد: ١/٢١٥ (٢٢) ایضاً رقم ٣٢٦١٥ (کنز رقم ٣٢٦١٦ (٢٤) ایضاً رقم ٣٢٦٢٠﴾

میں اور ابن النجار اور طبرانی نے الکبیر میں مضبوط سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ (۲۵) نیز ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! ابو بکرؓ کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔ (۲۶) دیلمی نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتے ابو بکرؓ کو انبیاء اور صدیقین کے ساتھ لے کر آئیں گے پھر انہیں جنّت کی طرف لے جائیں گے۔ (۲۷) طبرانی نے "الکبیر" میں مضبوط سند کے ساتھ حدیث ابنِ عباسؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنّت میں ایک ایسا آدمی داخل ہو گا کہ تمام گھر والے اس کو "خوش آمدید، خوش آمدید ہمارے پاس تشریف لایئے" کہیں گے اے ابو بکر وہ (خوش نصیب) تم ہو گے۔ (۲۸) ابنِ النجار نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام طرح کی تجلی فرماتے ہیں (لیکن) ابو بکرؓ پر خاص قسم کی تجلی فرماتے ہیں (۲۹) حاکم نے "المستدرک" میں اور ابنِ مردویہ نے بھی حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر! آپ کو اللہ تعالیٰ نے "رضوان اکبر" عطا فرمائی ہے عرض کیا "رضوان اکبر" کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام قسم کی تجلی فرماتے ہیں (لیکن) آپ پر خاص قسم کی تجلی فرماتے ہیں۔ (۳۰) طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابنِ شاہین نے بھی حدیثِ معاذؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ آسمان پر اِس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ ابو بکر خطا کریں (۳۱) طبرانی نے "الاوسط" میں بھی حدیثِ سہل بن سعدؓ الساعدی اسی طرح روایت کی ہے (۳۲) دیلمی نے حدیثِ عرفجہ بن صریح نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اسلام کی تلوار ہوں اور ابو بکرؓ ارتداد کے

﴿(۲۵) کنز العمال ۱۱/ ۵۵۷، رقم ۳۲۶۲۵، الحلیہ ۱/ ۳۳ (۲۶) کنز رقم ۳۲۶۲۷ (۲۷) مجمع الزوائد: ۹/ ۴۶﴾ (۲۸) کنز رقم ۳۲۶۲۹ (۲۹) کنز رقم ۳۲۶۳۰ المستدرک ۳/ ۷۸ (۳۰) کنز رقم ۳۲۶۳۲ (۳۱) مجمع الزوائد عن الطبرانی ۹/ ۴۶ (۳۲) کنز رقم ۳۲۶۳۴﴾

خلاف تلوار ہیں۔ (۳۳) خطیب نے "المتفق والمفترق" میں حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں سے حساب لیا جائے گا سوائے ابو بکرؓ کے۔ ابو نعیم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ (۳۴) ابن مردویہ نے حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے وزیر اور میرے یارِ غار ابو بکرؓ کے حق میں میری وصیت کو ضائع کر دیا اور عہد شکنی کی ان کو میری شفاعت نصیب نہ ہو سکے گی۔ (۳۵) بزار اور طبرانی نے مضبوط سند کے ساتھ حدیثِ عبداللہ بن الزبیرؓ نقل کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ کی طرف نظر فرمائی اور ارشاد فرمایا: یہ عتیق من النار ہے (اللہ نے اس کو نارِ دوزخ سے آزاد کر دیا ہے) (۳۶) طبرانی نے "الکبیر" میں مضبوط سند کے ساتھ حدیثِ ابی حفص عمر بن علی بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ (۳۷) طبرانی نے "الکبیر" میں مضبوط سند کے ساتھ حکیم بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرتِ علیؓ سے یہ بات سنی ہے انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا صدیق نام ابو بکر کا آسمان سے نازل شدہ ہے۔ (۳۸) طبرانی نے "الاوسط" میں ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے۔ الاوسط میں حدیثِ ابن عمرؓ بھی اسی طرح منقول ہے۔ نیز الاوسط میں حدیثِ زید بن ارقم بھی منقول ہے مگر یہ تینوں اسناد ضعیف ہیں۔ (۳۹) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ سعد بن زُرارۃؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر مجھے یہ بتایا ہے کہ آپؐ کے بعد آپ کی امت کے بہترین آدمی ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ (۴۰) احمد نے "المسند" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ربیعہ الاسلمیؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی اور ابو بکرؓ کو بھی زمین

﴿(۳۳) کط ۳۲۶۳۵ (۳۴) کط ۳۲۶۳۰ (۳۵) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰ (۳۶) ایضاً (۳۷) طبرانی: مجمع الزوائد ۹/ ۴۱
(۳۸) ایضاً (۳۹) مجمع الزوائد ۹/ ۴۴ (۴۰) احمد: ۴/ ۵۸-۵۹﴾

کا ایک ایک ٹکڑا عطا فرمایا۔ پس دنیا کا آنا تھا کہ ہمارا کھجور کے درختوں کے خوشوں کے بارے میں اختلاف اور جھگڑا ہو گیا۔ حضرت ابو بکرؓ فرمانے لگے یہ میرے حصہ میں آتا ہے اور میں نے کہا نہیں یہ میرے حصہ میں آتا ہے پس میرے اور ابو بکرؓ کے درمیان گفتگو چل پڑی حضرتِ ابو بکرؓ نے کوئی ناگوار بات کہہ دی بعد میں ان کو خود ہی احساسِ ندامت ہوا تو (ربیعہ سے) بولے تم بھی مجھ کو ایسی ہی ناگوار بات کہہ کر مجھ سے بدلہ لے لو میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا حضرت ابو بکرؓ فرمانے لگے اگر تم مجھ سے بدلہ نہیں لو گے تو میں رسول اللہ ﷺ سے جا کر تمہاری شکایت کر دوں گا میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ پس ابو بکرؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑے آگے آگے خود تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ میرے قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ بھی میری حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا خوب! ایک تو ابو بکر نے تم کو ناگوار بات کہی اور پھر اُلٹے وہی رسول اللہ ﷺ سے تمہاری شکایت کرنے جا رہے ہیں میں نے کہا چپ رہو تم جانتے نہیں یہ کون ہیں یہ ابو بکرِ صدیقؓ ہیں آپؐ کے رفیقِ غارِ ثور ہیں انھوں نے پلٹ کر تم کو دیکھ لیا تو غضبناک ہو جائیں گے ان کے غضب کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ جائے گا اور ان دونوں کے غصہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہو جائیں گے اور نتیجہ یہ ہو گا کہ ربیعہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ قبیلہ کے لوگوں نے کہا اچھا پھر ہم کیا کریں میں نے کہا واپس چلے جاؤ (چنانچہ وہ سب واپس چلے گے) اب ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا رہے ہیں اور میں اکیلا آپ کے پیچھے جا رہا ہوں جب ابو بکرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پہنچ گئے تو انھوں نے سارا ماجرا ہو بہو آپؐ کو سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سرِ مبارک اُٹھایا اور مجھ سے پوچھا اے ربیعہ! آپ کا صدیق سے کیا جھگڑا ہوا؟ میں نے عرض کیا ایسا ایسا ہوا تھا انھوں نے

مجھے ایک ناگوار بات کہی تھی اور حضرتِ ابو بکرؓ مجھے یہ کہتے ہیں کہ تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے۔ لیکن میں نے انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم ویسی ناگوار بات نہ کہو لیکن تم یوں کہہ دو اے ابو بکر اللہ آپ کی خطا معاف فرمائے پس میں نے تعمیل ارشاد میں کہہ دیا اے ابو بکر! اللہ آپ کی خطا معاف فرمائے بس حضرتِ ابو بکر رو پڑے اور اسی حالت میں واپس ہو گئے۔(۴۱) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ عقبہ بن عامر روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مجھے (معراج کی رات) آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں جنتِ عدن میں داخل ہوا تو اچانک میرے ہاتھ میں ایک سیب آگرا جب میں نے اسے اپنے ہاتھ میں رکھا تو پھٹ کر ایک بڑی خوبصورت پسندیدہ حورِ جنت اُس سے نکلی جس کی آنکھوں کی پلکیں گدھ کے پروں کے اگلے حصہ کی مانند تھیں۔ میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا میں آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے ہوں۔ (۴۲) طبرانی نے "الاوسط" میں سلمہ بن زُفر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں جب بھی حضرتِ ابو بکرؓ کا ذکر کیا جاتا تو حضرتِ علیؓ فرماتے: سب لوگ یہ ذکر کرتے ہیں کہ وہ سبقت لے جانے والے تھے، سبقت لے جانے والے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرتِ ابو بکرؓ ہر نیک کام میں ہم پر سبقت لے جاتے تھے۔(۴۳) بزار نے حدیثِ محمد بن عقیل نقل کی ہے وہ حضرتِ علی بن ابی طالبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرتِ علیؓ نے (ایک دن) خطبہ دیا، خطبہ میں فرمایا:" میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آلِ فرعون کا مردِ مومن زیادہ افضل و بہتر ہے یا حضرتِ ابو بکرؓ؟ لوگ خاموش رہے پھر فرمایا کیا تم اُن سے محبت نہیں کرتے؟ پس خدا کی قسم حضرتِ ابو بکرؓ کی ایک ساعت (گھڑی) آلِ فرعون کے مردِ مومن سے کہیں

(۴۱) مجمع الزوائد ۹/۴۶ (۴۲) ایضاً (۴۳) ایضاً

بہتر ہے کیونکہ آلِ فرعون میں کے مردِ مومن نے تو اپنا ایمان چھپا رکھا تھا جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے علی الاعلان ایمان کا اظہار کیا ہے۔(۴۴) طبرانی نے ''الکبیر'' میں مضبوط سند کے ساتھ عبداللہ بن الزبیرؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں یہ آیتِ کریمہ شانِ صدیقی میں نازل ہوئی ہے ''ومالاَحَدٍ عِنْدَہ' مِنْ نِعْمَۃٍ تُجْزیٰ اِلاَّ ابْتِغَاءَ وَجْہِ رَبِّہِ الاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی'' (ترجمہ) اسکے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ (اس دینے سے) اس کا بدلہ اُتارنا (مقصود) ہو بجز اپنے عالیشان پروردگار کی رضاجوئی کے (کہ یہی اس کا مقصود ہے) اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا (یعنی آخرت میں ایسی نعمتیں ملیں گی جس سے اس کو دائمی خوشی نصیب ہو گی)'' (۴۵) حاکم نے ''المستدرک'' میں حضرتِ علی بن ابی طالبؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرتِ علیؓ سے حضرتِ ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: وہ ایک ایسے (خوش نصیب) آدمی ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے بزبانِ محمد و جبریل علیہ السلام ''صدیق'' رکھا ہے۔(۴۶) حاکم نے ''المستدرک'' میں حدیثِ عائشہؓ بھی صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو (معراج کی رات) مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تھا تو لوگ اس واقعہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے والوں میں سے چند لوگ اس سے پھر گئے اور حضرتِ ابو بکر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور جا کر یہ کہنے لگے کہ آپ کے صاحب کو کیا ہو گیا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ آج رات مجھے بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا صدیقِ اکبرؓ نے پوچھا کہ کیا واقعی حضورؐ نے ایسا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں انھوں نے ایسا کہا ہے حضرتِ ابو بکرؓ نے فرمایا اگر حضورؐ نے ایسا فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے لوگوں نے کہا کہ آپ کیا ان کی اس بات

﴿(۴۴) مجمع الزوائد ۹/ ۵۰۔۵۱ (۴۵) المستدرک ۳/ ۶۲ (۴۶) ایضاً﴾

کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات کو بیت المقدس کو گئے اور صبح سے پہلے واپس بھی آگئے ؟ صدیقِ اکبرؓ نے فرمایاہاں میں تو اس سے بھی بعید از عقل بات کی ضرور تصدیق کروں گا صبح ہو یا شام میں ان کی ہر آسمانی خبر کی تصدیق کرتا ہوں، اسی بناء پر حضرتِ ابو بکر کا نام ولقب "الصدیق" پڑ گیا۔(۴۷) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ سعید بن المسیب سے بھی روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں : حضرتِ ابو بکرؓ نبی کریم ﷺ کے لئے وزیر کا مقام رکھتے تھے آپؐ تمام امور میں اُن سے مشورہ لیا کرتے تھے، آپ ثانی الاسلام، غارِ ثور میں ثانی اثنین (دو میں کے دوسرے) غزوہ بدر کے دن بھی خیمہ میں ثانی اثنین (دو میں کے دوسرے) اور قبر میں بھی ثانی اثنین تھے آپؐ حضرتِ ابو بکرؓ پر اور کسی کو آگے نہیں کرتے تھے۔(۴۸) حاکم نے "المستدرک" میں حبیب بن حبیب سے بھی روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپؐ نے حضرتِ حسان بن ثابتؓ سے فرمایا : آپ شانِ صدیقی میں کچھ اشعار کہیں تاکہ میں بھی سنوں۔ حضرتِ حسان بن ثابتؓ نے یہ اشعار کہے :

وَثَانِيَ اثْنَيْن فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ

طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْصَاعَدَ الْجَبَلا

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا

مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلاً

ترجمہ "اور ابو بکرؓ بلند غار (غارِ ثور) میں دو میں کے ایک تھے۔ حالانکہ جب دشمن پہاڑ پر چڑھا تو اس نے ان کا محاصرہ کرلیا تھا اور آپ ﷺ کے محبوب تھے تمام صحابہؓ اس بات کو جانتے تھے کہ دنیا کا کوئی ایک شخص بھی آپ کا حریف نہیں ہے۔ (سردرِ دو عالم ﷺ نے جب یہ اشعار سنے تو فرطِ مسرت سے اس طرح مسکرائے کہ آپؐ کے دندانِ

﴿(۴۷)۳/۶۳ (۴۸) المستدرک ۳/۶۴﴾

مبارک نظر آنے لگے)(۴۹) حاکم نے ''المستدرک'' میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام شعبیؒ کو اس میں جب تردد ہوا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا تو ان سے کہا گیا کہ کیا آپ نے حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر نہیں سنا۔

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلُهَا

بَعْدَ النَّبِيِّ، وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلاَ

اَلثَّانِيُ، اَلتَّالِيُ اَلْمَحْمُودُ مَشْهَدُه'

وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلاَ

ترجمہ: ''وہ نبی کریم ﷺ کے بعد بہترینِ خلق، سب سے زیادہ متقی اور عادل ہیں اور اپنے فرائض کو سب سے زیادہ پورا کرتے والے تھے۔ یہ وہی ہیں جن کو قرآنِ کریم میں ثانی اثنین کہا گیا ہے اور غارِ ثور میں ان کی حاضری کی تعریف کی گئی ہے یہ وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے نبوت و رسالت کی تصدیق فرمائی'' (۵۰) حاکم نے ''المستدرک'' میں حضرتِ عمر بن الخطابؓ سے بھی صحیح درجہ کی روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں: حضرتِ ابو بکر صدیقؓ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ ﷺ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔(۵۱) حاکم نے ''المستدرک'' میں صحیح سند کے ساتھ حضرتِ علیؓ اور حضرتِ زبیرؓ سے بھی روایت نقل کی ہے وہ دونوں فرماتے ہیں: ہم (صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرتِ ابو بکرؓ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتے ہیں کیونکہ آپ یارِ غار (ثور) اور ثانی اثنین ہیں اور ہمیں آپ کے مقام و مرتبہ کا بخوبی علم ہے (اس لئے کہ) رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرتِ ابو بکرؓ کو اس کا حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز

﴿(۴۹) ایضاً (۵۰) المستدرک ۳/۶۲ (۵۱) ایضاً﴾

پڑھائیں (۵۲) حاکم نے "المستدرک" میں صحیح درجہ کی ایک یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ جب انصار نے یہ کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو تو اس پر حضرتِ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تمھیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ ابو بکرؓ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا تھا بتاؤ تم میں سے ایسا کون ہے جسے حضرتِ ابو بکرؓ سے آگے بڑھنا (خلافت کے لئے) پسند ہو، انصار کہنے لگے خدا کی پناہ کہ ہم اپنے کو حضرت ابو بکرؓ سے مقدم کریں۔ (۵۳) حاکم نے "المستدرک" میں قیس الحارفی سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتِ علیؓ کو یہ فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ سب پر سبقت لے گئے پھر دوسرے درجہ میں حضرتِ ابو بکر اور تیسرے درجہ میں حضرتِ عمرؓ سبقت لے جانے والے تھے اور ہم لوگ فتنہ و آزمائش میں گھر گئے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے معاف فرماتا ہے۔ (۵۴) حاکم نے "المستدرک" میں بصحتِ سند حدیثِ عبد اللہ بن مسعودؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ مبارکہ میں بیٹھے تھے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اہلِ جنت میں کا ایک شخص (ابھی) تمہارے پاس آئے گا پس حضرتِ ابو بکرؓ تشریف لائے اور سلام عرض کر کے مجلسِ نبویؐ میں بیٹھ گئے (۵۵) حاکم نے "المستدرک" میں ایک صحیح حدیث خولہ بنت حکیم سے نقل کی ہے کہ جب حضرتِ خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو خولہ بنتِ حکیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپؐ اب نکاح نہ فرمائیں گے؟ حضورؐ نے فرمایا کس سے؟ عرض کیا آپ کا جی مبارک چاہے تو کنواری سے فرمائیں اور دل چاہے تو شوہر دیدہ سے؟ فرمایا کنواری کون ہے اور شوہر دیدہ کون؟ عرض کیا کہ کنواری تو وہ عائشہ بنتِ ابو بکر صدیق ہے وہ ابو بکرؓ جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اور باقی رہی شوہر دیدہ تو وہ سودہ بنتِ

﴿(۵۲) المستدرک ۳/ ۶۷ (۵۳) ایضاً (۵۴) المستدرک ۳/ ۷۳ (۵۵) ایضاً﴾

زمعہؓ ہے۔ (۵۶) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ ابو بکرؓ سے صحیح سند سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی "اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى" (یعنی) جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے۔ تو حضرتِ ابو بکرؓ (کا یہ حال ہو گیا کہ) عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اب مرتے دم تک آپؐ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہے۔ (۵۷) حاکم نے "المستدرک" میں بسندِ صحیح حدیث سہل بن سعدؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: (ایک دن) حضرتِ بلالؓ نے نمازِ ظہر کے لئے اذان دی تو بنی عمرو بن عوف کی جانب سے لڑنے کے آوازیں آنے لگیں حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کو پتھر مارنے لگے تو اچانک نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ابو بکرؓ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو آگے بڑھ جایا کریں اور لوگوں کو نماز پڑھایا کریں حضرتِ ابو بکرؓ نے عرض کیا جی بہت اچھا۔ (۵۸) حاکم نے "المستدرک" میں مرۃ الطیب سے روایت نقل کی ہے کہ مرۃ الطیب فرماتے ہیں کہ حضرتِ ابو سفیان بن حرب نے حضرتِ علیؓ کے پاس آ کر یہ کہا کہ کیا ہوا؟ خلافت قریش کے سب سے کم درجہ اور سب سے کم عزت والے آدمی (ابو بکرؓ) کے ہاتھ آگئی؟ خدا کی قسم اگر تم چاہو تو میں سارے مدینہ کو (ابو بکرؓ کے خلاف) سوار اور پیادہ لشکر سے بھر دوں؟ حضرتِ علی نے فرمایا: اے ابو سفیان! تم اسلام اور اہلِ اسلام سے بڑی دشمنی کرتے رہے ہو لیکن تمھاری اس دشمنی سے اسلام اور اہلِ اسلام کا کچھ نقصان بھی نہیں ہوا۔ ہم نے حضرتِ ابو بکرؓ کو اس (امرِ خلافت) کا اہل اور حقدار پایا (جبھی تو ہم نے اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہے۔)

﴿(۵۶) المستدرک ۳/۷۴ (۵۷) المستدرک ۳/۷۷ (۵۸) المستدرک ۳/۷۸﴾

فصل

فضائل عمر بن الخطابؓ

(۱) "احمد" نے "المسند" میں اور "ترمذی" اور "حاکم" نے حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان و دل سے حق جاری کر دیا (۲) ابو داؤد اور حاکم نے بھی "المستدرک" میں حدیثِ ابی ذرؓ نقل کی ہے۔ (۳) نیز حاکم نے "المستدرک" میں اور بزار اور طبرانی نے بھی حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے (۴) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ بلالؓ اور حدیثِ معاویہؓ بھی نقل کی ہے ان دونوں کی سند میں ضعف ہے۔ (۵) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ عمر بن الخطابؓ بھی نقل کی ہے۔ (۶) حکیم ترمذی نے حدیثِ فضل بن العباسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہوں۔ (۷) ابن النجار نے بھی حدیثِ فضل نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدق اور سچائی عمرؓ کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہوں۔ (۸) ابنِ سعد نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے (جس میں یہ الفاظ ہیں): بے شک اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کے دل و زبان پر حق جاری کر دیا ہے وہ فاروق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کر کے دکھایا ہے۔ (۹) ابنِ ماجہ نے حدیثِ ابی ذرؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے وہ حق ہی کہتے ہیں۔ (۱۰) ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابی بکر الصدیقؓ نقل کی ہے۔

﴿(۱) احمد ۲/۵۳ ترمذی (تحفہ ۱۰/۱۶۹) المستدرک ۳/۸۷ (۲) مسند ۱۱/۵۷۳، المستدرک ۳/۸۷ (۳) مجمع الزوائد ۹/۶۶ (۴) مجمع ۹/۶۶ (۵) ایضاً (۶) ختم الاولیاء ص ۳۵۸ (۷) (۸) طبقات ابن سعد ۳/۲۷۰ (۹) ابنِ ماجہ مقدمہ ۱/۵۲ (۱۰) ترمذی ۱۰/۱۷۱، المستدرک ۳/۹۰﴾

صدیقِ اکبرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: عمرؓ سے زیادہ افضل اور بہتر آدمی پر نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا۔ (یعنی حضرت عمرؓ سب سے افضل ہیں) (۱۱) نیز ترمذی نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! اسلام کو ابو جہل اور عمر بن خطابؓ میں سے جو آپ کو زیادہ محبوب ہو اس سے اسلام کو تقویت عطا فرما۔ (۱۲) احمد نے "المسند" میں اور ترمذی نے اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ عقبہ بن عامرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ (۱۳) طبرانی نے بھی "الکبیر" میں حدیثِ عصمہ بن مالک نقل کی ہے اس کی سند میں فضل بن المختار راوی ضعیف ہیں۔ (۱۴) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابی سعید الخدریؓ بھی نقل کی ہے (جس کے الفاظ یہ ہیں): اگر اللہ تعالیٰ کو میرے بعد کوئی رسول پیغمبر مبعوث فرمانا منظور ہوتا تو عمر بن الخطابؓ کو مبعوث فرماتے۔ (۱۵) احمد، ترمذی اور ابنِ حبان نے حدیثِ بُریدہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان حضرت عمرؓ سے ڈرتا ہے۔ (۱۶) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ سَدَیسہ جو حضرتِ حفصہؓ کی آزاد کردہ ہیں نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جب سے عمرؓ اسلام لائے ہیں تب سے شیطان جب بھی عمرؓ کے سامنے آتا ہے تو منہ کے بل گر جاتا ہے۔ (۱۷) طبرانی نے بھی "الاوسط" میں حدیث سدیسہ مذکورہ نقل کی ہے۔ (۱۸) ترمذی نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے (جس کے الفاظ یہ ہیں) حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطینِ جن وانس حضرتِ عمرؓ کو دیکھ کر راہِ فرار اختیار کر گئے۔ (۱۹) ابن عدی نے بھی

﴿(۱۱) ترمذی، مناقب ۱۰/۱۶۷ (۱۲) احمد: ۴/۱۵۴ ترمذی مناقب عمر ۱۰/۱۷۳ المستدرک ۳/۸۵۰ (۱۳) مجمع الزوائد ۹/۶۸ (۱۴) ایضاً (۱۵) احمد: ۵/۳۵۳، ترمذی: مناقب عمر ۱۰/۱۷۸۔ (۱۶) مجمع ۹/۷۰ (۱۷) الاصابہ ۸/۱۰۵ (۱۸) ترمذی مناقب عمر ۱۰/۱۷۹۔۱۸۰ (۱۹) کنز العمال رقم ۳۲۷۳۱﴾

حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے۔(۲۰)ابنِ عدی نے حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آسمان کا ہر فرشتہ عمرؓ کا ادب واحترام کرتا ہے اور زمین پر کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمرؓ کو دیکھ کر بھاگ نہ جاتا ہو۔(۲۱)ابنِ عساکر نے حدیثِ حفصہؓ نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سے عمرؓ اسلام لائے ہیں تب سے شیطان جب بھی عمرؓ کے سامنے آتا ہے تو منہ کے بل گر جاتا ہے۔

(۲۲)ابن عساکر اور ابن الجوزی نے "الواہیات" میں حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن تمام لوگوں سے تو فرشتوں کے سامنے عمومی طور پر اظہارِ فخر کرتے ہیں لیکن عمر بن الخطابؓ سے خصوصی طور پر اظہارِ فخر کرتے ہیں اور آسمان کا ہر فرشتہ عمرؓ کا ادب واحترام کرتا ہے، اور زمین پر کوئی ایسا شیطان نہیں جو حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی بھاگ نہ جاتا ہو۔(۲۳)بخاری اور مسلم وغیرہ نے حدیثِ سعدؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ خطابؓ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر شیطان کبھی آپ کو کسی راستے پر چلتا دیکھ لیتا ہے تو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے راستے پر ہو لیتا ہے۔(۲۴)بخاری و مسلم واحمد نے حدیثِ جابر بھی نقل کی ہے۔(۲۵)احمد و ترمذی اور ابنِ حبان نے بھی اپنی صحیح میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے۔(۲۶)احمد نے حدیثِ بُریدہؓ و معاذؓ بھی نقل کی ہے۔(۲۷)بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (خواب میں) جنّت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہؓ کی بیوی رُمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کے آہٹ (آواز) سنی تو میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون صاحب ہیں؟ فرمایا بلالؓ ہیں اور میں نے ایک سفید محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا گیا کہ عمرؓ

﴿(۲۰)کنز رقم ۳۲۷۲۳ (۲۱)کنز رقم ۳۲۷۲۴ (۲۲)ایضاً رقم ۳۲۷۲۵ (۲۳)(بخاری فتح ۷/۳۶۔۳۷) مسلم ۲/۱۰۳۔۱۰۴ (۲۴)بخاری (فتح الباری ۶/ ۲۶۳ مسلم: ۲/۱۰۳ احمد ۱/۱۷۱ و ۱۸۲ (۲۵)احمد: ۱/ ۱۸۷ ترمذی مناقب ۱۰/ ۷۹ (۲۶)کنز رقم ۳۲۷۲۰ (۲۷)بخاری (فتح ۷/ ۳۳) مسلم ۲/ ۱۰۳﴾

کا، میرے دل میں خیال آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں لیکن مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آئی (اس لئے میں اندر داخل نہیں ہوا) اس پر عمرؓ نے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں کیا میں آپ سے بھی غیرت کروں گا یارسول اللہؐ (۲۸) شیخین نے یہ روایت ابو ہریرہؓ سے بھی مختصراً نقل کی ہے۔ (۲۹) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ میرے پاس لایا گیا اور میں نے دودھ پیا اور سیرابی کے اثر کو میں نے اپنے ناخنوں تک محسوس کیا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن الخطابؓ کو دے دیا صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا کہ علم۔ (۳۰) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابی سعید الخدریؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو قمیض پہنے ہوئے تھے اُن میں سے بعض کی قمیض صرف سینے تک کی تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمرؓ (بھی) پیش کئے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیض پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی: فرمایا کہ دین۔ (۳۱) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنوئیں پر ایک (اچھا بڑا) ڈول پڑا ہے میں نے اس کنوئیں سے جتنے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوئے ڈول کھینچے۔ پھر حضرتِ ابو بکر صدیقؓ نے بھی ایک یا دو بڑے ڈول کھینچے ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اللہ تعالیٰ اُن کے ضعف کو معاف فرمائے گا پھر وہ ڈول بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا اور عمر بن الخطابؓ اس کو لے کر کھینچنے

﴿(۲۸) بخاری (فتح الباری ۹ / ۲۶۷ مسلم: ۲ / ۱۰۳ (۲۹) بخاری (فتح الباری ۱ / ۱۴۶ مسلم: ۲ / ۱۰۱۔ ۱۰۲ (۳۰) بخاری ۷ / ۴۱ مسلم ۲ / ۱۰۱ احمد: ۵ / ۳۷۴ (۳۱) بخاری (فتح الباری ۷ / ۱۹ مسلم ۲ / ۱۰۲)﴾

لگے میں نے ان جیسا قوی اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ کام کا عادی ہو انھوں نے اتنا کھینچا کہ (لوگ بھی سیراب ہو گئے) اور اونٹوں کی سیراب گاہ کو بھی بھر کر محفوظ کر لیا۔ (۳۲) شیخین نے حدیثِ ابن عمرؓ بھی نقل کی ہے۔ (۳۳) ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں حدیثِ ابی ہریرۃؓ اور ابنِ عدی نے حدیثِ صعب بن جثامہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر بن الخطابؓ اہلِ جنت کے چراغ ہیں۔ (۳۴) بزار نے بھی حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے۔ (اس کی سند میں عبد اللہ بن ابراہیم بن ابی عمرو الغفاری راوی ضعیف ہیں) (۳۵) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابیؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ عمرؓ کی وفات پر اسلام کو رونا چاہیئے۔ (۳۶) بخاری و احمد نے حدیثِ ابی ہریرۃؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدَّث (جن کی زبان پر حق بات اللہ تعالیٰ جاری فرمادیا کرتے تھے) ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں ایسا کوئی شخص ہے تو وہ عمرؓ ہیں (۳۷) احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے بھی حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے (۳۸) حاکم نے "المستدرک" میں ابنِ عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرتِ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے آسمان والوں نے بھی خوشیاں منائی ہیں۔ (۳۹) حاکم نے "المستدرک" میں مذکورہ روایت کی تصحیح کی ہے۔ (۴۰) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا عمرؓ کو میرا اسلام کہو اور اُن سے کہو کہ

﴿(۳۲) بخاری (فتح ۷/ ۳۱) مسلم ۲/ ۱۰۲ (۳۳) کنز رقم ۳۲۷۳۴ (۳۴) مجمع الزوائد ۹/ ۷۴ (۳۵) الکبیر ۱/ ۳۱ (۳۶) بخاری (فتح ۷/ ۳۹) (۳۷) احمد ۶/ ۵۵ مسلم ۳/ ۱۰۴ ترمذی (تحفہ ۱۰/ ۱۸۲) (۳۸) المستدرک ۳/ ۸۴ (۳۹) ایضا (۴۰) مجمع ۹/ ۶۹﴾

آپ کا غصہ پسندیدہ ہے اور آپ کا فیصلہ قابلِ قدر ہے۔(۴۱)الضیاء نے اور حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں بھی یہ روایتِ بالا نقل کی ہے۔ (۴۲) ابنِ شاہین اور ابنِ عساکر نے بھی سعید بن جبیر سے مرسلاً روایت نقل کی ہے نیز ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے اور ابو نعیم اور ابنِ عساکر نے عقیل بن ابی طالب سے بھی نقل کی ہے۔(۴۳)حاکم نے "المستدرک" میں صحیح سند کے ساتھ حدیثِ ابی بن کعبؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر پہلے شخص ہیں کہ حق نے جن کے ہاتھ کا مصافحہ کیا سب سے پہلے جن کو سلام کیا گیا اور اسی طرح عمرؓ پہلے شخص ہوں گے کہ جن کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (۴۴)ابو داؤد نے حدیثِ عمر بن الخطابؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھولنا(۴۵)احمد و ابن ماجہ نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اے بھائی! اپنی نیک دعا میں ہمیں بھی شریک رکھنا اور ہمیں بھول نہ جانا۔(۴۶)طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ عصمہ بن مالکؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب عمر وفات پا جائیں تو اگر تو مرنے کی طاقت رکھے تو مر جانا۔(۴۷)بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ عمر بن الخطابؓ نقل کی ہے۔عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ تین مواقع پر میری رائے اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق ہوئی (پہلی بات یہ کہ) میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ کاش آپ مقامِ ابراہیم کو نماز گاہ بناتے تو یہ آیت نازل ہوئی "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاہِیْمَ مُصَلًّی" (دوسری بات یہ کہ) میں نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کے گھر میں نیک اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں کاش آپؐ امہات المومنین کو پردہ کا حکم دے دیتے اس پر آیتِ

﴿(۴۱)نوادر الاصول ۵۳ (۴۲)کنز رقم ۳۲۷۴۹ (۴۳)المستدرک ۳/ ۸۴ (۴۴)ابو داؤد (کتاب الصلاۃ باب الدعا) رقم ۱۴۹۸ (۴۵)احمد ۱/ ۲۹ ابن ماجہ ۲/ ۲۱۱ (۴۶)کنز رقم ۳۲۷۴۴ (۴۷)بخاری (فتح الباری ۱/ ۴۰۱ مسلم ۲/ ۱۰۴﴾

حجاب نازل ہوئی (تیسری بات یہ کہ) جب نبی کریم علیہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے رشک اور غیرت والے معاملہ پر اتفاق کر لیا تھا اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم علیہ ﷺ کی ناراضگی کا علم ہوا تو میں نے اُن سے کہا کہ باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج حضور علیہ ﷺ کے لئے بدل دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجاً خَیْراً مِنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ الایۃ"

(۴۸) احمد نے "المسند" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت عمرؓ کی موافقتِ قرآن غزوہ بدر کے قیدیوں اور پردہ کے حکم کے متعلق ذکر کی ہے سوائے راوی ابو نھشل کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ نیز طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں بروایتِ ابن عباسؓ حضرتِ عمرؓ کی موافقتِ قرآن اس فرمانِ الٰہی کے متعلق بھی نقل کی ہے "وَلاَ تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْھُمْ مَاتَ اَبَدًا" اس سندِ روایت کے تمام راوی ثقہ اور مضبوط ہیں۔ (۴۹) ابو داؤد اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور نیز حاکم نے بھی حدیثِ ابی رمثہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابن لخطاب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو راہِ حق پر پہنچادیا ہے۔

(۵۰) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عمر بن الخطابؓ کے ذریعہ اسلام کو تقویت اور عزت عطا فرما۔ (۵۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ ثوبانؓ سے بھی اور ابن عساکر نے حضرتِ علیؓ اور زبیرؓ سے اور احمد نے ابنِ مسعودؓ سے اور ابنِ عدی اور حاکم نے المستدرک میں اور بیہقی نے حضرتِ عائشہؓ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

(۵۲) طبرانی نے حدیثِ ابی بکر الصدیقؓ نقل کی ہے۔ صدیقِ اکبرؓ فرماتے ہیں میں نے

---

(۴۸) احمد ۱/ ۲۳، ۲۴، ۳۶، ۵۳ وغیرہ (۴۹) مسند رقم ۳۲۷۵۴ عن الثلاثۃ (۵۰) مجمع الزوائد ۹/ ۶۲ المستدرک ۳/ ۸۳ (۵۱) مجمع الزوائد ۹/ ۶۲ احمد ۲/ ۹۵ مستدرک ۳/ ۸۳ (۵۲) مجمع الزوائد ۹/ ۶۲

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے : اے اللہ! اسلام کو عمر بن الخطابؓ کے ذریعہ تقویت اور سربلندی عطا فرما۔ (۵۳) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابنِ مسعودؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بے شک عمرؓ کا اسلام اور ہجرت اسلام کی فتح ونصرت ہے اور آپ کی خلافت وامارت لوگوں کے لیئے باعثِ رحمت ہے خدا کی قسم اس وقت تک ہم بیت اللہ (خانہ کعبہ) میں نماز نہ پڑھ سکے جب تک کہ عمرؓ اسلام نہ لے آئے جب عمرؓ اسلام لے آئے تو انھوں نے کفار سے جہاد وقتال کیا اور ہمیں بیت اللہ میں دعا اور نماز پڑھنے کی توفیق ہوئی۔ (۵۴) حاکم نے بھی صحیح سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے (۵۵) طبرانی نے سندِ حسن کے ساتھ ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں : عمر بن الخطابؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام کا اعلانیہ اظہار کیا۔ (۵۶) بزار نے اور طبرانی نے "الکبیر" میں سندِ حسن کے ساتھ حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں : جب عمر بن الخطابؓ اسلام لائے تو آپ نے پوچھا کہ قریش میں ایسا کون سا شخص ہے جس کے پیٹ میں بات چھپتی نہ ہو جو سنے سب سے کہتا پھرتا ہو ؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص (جمیل بن معمر جمحی) ہے، اس پر میرے والد اس کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ اے جمیل! میں اسلام لے آیا ہوں پر تم نے کسی کو بتانا نہیں۔ ابنِ عمرؓ کہتے ہیں، جمیل یہ سنتے ہی اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دوڑا اور حضرتِ عمرؓ بھی اس کے پیچھے ہوئے اور میں بھی اپنے والد کے پیچھے ہو لیا (تاکہ دیکھوں کہ کیا کرتے ہیں) یہاں تک کہ جمیل خانہ کعبہ کے دروازہ پر آیا اور شور وغل مچا کر کہا کہ اے گروہِ قریش! عمرؓ نے دین چھوڑ دیا، حضرتِ عمرؓ نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے میں نے دین نہیں چھوڑا بلکہ میں نے اسلام قبول کیا ہے، قریش اس بات کو سنتے ہی حضرتِ عمر پر ٹوٹ پڑے حضرتِ عمرؓ نے بھی ان کا خوب مقابلہ کیا مگر (کہاں تک لڑتے) بالآخر گر گئے وہ سب

(۵۳) ایضاً (۵۴) المستدرک ۳ / ۸۳ و ۸۴ (۵۵) مجمع الزوائد ۹ / ۶۴ (۵۶) مجمع ۹ / ۶۵

کے سب سر پر کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ کیا بات ہے کیوں اس کے در پے ہو گئے ہو ایک شخص نے اپنے لئے محمد ﷺ کی پیروی کو اختیار کر لیا ہے تمہارا کیا خیال ہے بنی عدی بن کعب (حضرتِ عمرؓ کی قوم) تمہیں چھوڑ دے گی (عمر کے قتل ہونے پر)، اسے چھوڑ دو، اس کے کہنے پر سب لوگ ہٹ گئے۔ ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ وہ کون آدمی تھا؟ حضرتِ عمرؓ نے فرمایا عاص بن وائل السہمی "(۵۷) طبرانی نے بھی "الاوسط" میں حدیثِ عمرؓ قوی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔(۵۸) حاکم نے بھی نقل کی ہے اور اسکی تصحیح کی ہے (۵۹) بزار نے اور طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: جب حضرت عمرؓ اسلام لے آئے تو مشرکوں نے مسلمانوں سے کہا کہ آج تم نے ہماری قوم کو آدھا کر دیا (اسپر) یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی "یَآیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" (ترجمہ) اے نبی مکرمؐ! آپ کے لئے اللہ تعالیٰ اور فرمانبردار مسلمان کافی ہیں۔(۶۰) حاکم نے بھی اسے "المستدرک" میں نقل کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ (۶۱) طبرانی نے "الاوسط" میں قوی سند کے ساتھ حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے کہ جب عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ان کے (عمرؓ) سینے پر اپنا دستِ مبارک مارا اور یہ کلمات کہے۔ اے اللہ! عمر کے سینے میں جو کچھ کینہ وغیرہ ہے اسے نکال کر اسے کے بدلے اس کا سینہ ایمان سے بھر دے۔ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (۶۲) حاکم نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح کی ہے۔(۶۳) طبرانی نے "الکبیر" میں قوی سند کے ساتھ عمر بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ: عمر بن الخطابؓ نے کعب الاحبار کو خط لکھا اور پوچھا (کتبِ سابقہ میں) تم میرا تذکرہ کیسے پاتے ہو؟ کعب نے جواباً فرمایا ہاں یہ لکھا ہے کہ آپ فولادی پہاڑ ہیں۔

﴿(۵۷) مجمع الزوائد ۹/۶۵ (۵۸) المستدرک ۳/۸۵ (۵۹) مجمع ۹/۶۵ فتح القدیر ۲/۳۲۲ (۶۰) المستدرک ۳/۸۵ (۶۱) مجمع الزوائد ۹/۶۵ (۶۲) المستدرک ۳/۸۴ (۶۳) الکبیر ۱/۳۹﴾

پوچھا فولادی پہاڑ کا کیا مطلب ہے جواب دیا ایسے مضبوط حاکم جو اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا پھر پوچھا کہ اور کیا لکھا ہے ؟ حضرت کعبؓ نے فرمایا آپ کے بعد ایک خلیفہ ہوں گے جسے ایک ظالم جماعت قتل کر دے گی۔ پھر پوچھا مزید کیا لکھا ہے ؟ کعب نے فرمایا پھر فتنہ و فساد اور مصائب کا دور دورا ہو گا (۶۴) طبرانی نے "الاوسط" میں سندِ حسن کے ساتھ علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں : جب بھی نیک لوگوں کا ذکر ہو تو عمرؓ کو نہ بھولو کیونکہ ہم اس بات کو بعید نہ سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی زبان پر سکینہ بولتا ہے (۶۵) طبرانی نے "الکبیر" میں سندِ حسن کے ساتھ ابنِ مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم بعید نہ سمجھتے تھے کہ سکینہ عمرؓ کی زُبان پر نازل ہوتا تھا۔ (۶۶) طبرانی نے "الکبیر" میں طارق بن شہاب سے بھی نقل کیا ہے طارق بن شہاب فرماتے ہیں : ہم آپس میں یہ بات کیا کرتے تھے کہ سکینہ عمرؓ کی زبان پر نازل ہوتا تھا۔ (۶۷) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے : ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں : اگر عمرؓ کا علم ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام لوگوں کا علم رکھا جائے تو عمرؓ کے علم والا پلڑا وزنی اور بھاری ہو گا اور جھک جائے گا۔ وکیعؒ کہتے ہیں کہ اعمشؒ فرمانے لگے مجھے یہ بات عجیب سی لگی میں ابراہیم سے ملا اور ان سے یہ ذکر کیا تو ابراہیم فرمانے لگے تم اس بات کو عجیب سمجھتے ہو ؟ اللہ کی قسم میں نے ابنِ مسعودؓ سے اس سے بھی افضل بات سنی ہے ابنِ مسعودؓ نے فرمایا : جب سے عمرؓ دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں علم کے دس حصوں میں سے نو حصے ختم ہو چکے ہیں۔ (حاکم نے بھی "المستدرک" میں اس کو نقل کر کے اس کی تصحیح کی ہے) (۶۸) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے بصحتِ سند ایک طویل حدیث وفاتِ عمرؓ کے سلسلہ میں حضرتِ ابن مسعودؓ سے نقل کی ہے۔ (جس میں یہ الفاظ بھی ہیں) بلاشبہ عمرؓ

---

(۶۴) مجمع ۹ / ۶۷ (۶۵) ایضا (۶۶) الکبیر ۱۲ / ۶۰۰ ـ ۶۰۱ (۶۷) مجمع الزوائد ۹ / ۶۹ (۶۸) ایضا والمستدرک ۳ / ۸۶

ہم سے بڑے عالم، کتاب اللہ اور دینِ الٰہی کو زیادہ پڑھنے والے اور سمجھنے والے تھے(۶۹) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: حضورِ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کی کسی جن سے ملاقات ہوئی اور دونوں کی آپس میں کشتی ہوئی صحابی نے اس جن کو زمین پر دے مارا، اس جن نے کہا ایک بار پھر مقابلہ ہو جائے پھر جب دوبارہ کشتی ہوئی تو پھر دوبارہ صحابی نے اس کو زمین پر گرا دیا اور ساتھ یہ کہا کہ (تیرے ہاتھ تو کتے کے ہاتھوں جیسے ہیں) تو لاغر اور کمزور ہے۔ جنات سارے ایسے ہی ہوتے ہیں وہ کہنے لگا کہ نہیں خدا کی قسم بس میں ہی ان میں سے کمزور ہوں لیکن اب پھر (تیسری بار) کشتی کے لیے تیار ہو جاؤ اگر اس بار تو نے مجھے ہرا دیا تو میں تمہیں کوئی فائدہ کی بات سکھاؤں گا تیسری بار جب مقابلہ ہوا تو پھر وہ چت ہو گیا صحابی نے کہا ہاں لاؤ وہ بات اور مجھے سکھاؤ، اس نے پوچھا کہ کیا تو آیت الکرسی پڑھا کرتا ہے؟ صحابی نے کہا ہاں جن نے کہا جس گھر میں یہ آیت الکرسی پڑھی جائے وہاں سے شیطان گدھے کی طرح دُم دبا کر بھاگتا ہے اور صبح ہونے تک اس گھر میں داخل نہیں ہوتا کسی نے پوچھا اے ابو عبد الرحمٰن! وہ صحابی مرد کون تھے؟ ابنِ مسعودؓ نے تیوری چڑھائی اور پوچھنے والے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عمر بن الخطابؓ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ (۷۰) بزار نے اور طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ قُدامہ ابن مظعونؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ عمرؓ فتنہ و فساد کے لئے بمنزلہ قفل (تالا) ہے جب تک یہ عمرؓ تمہارے درمیان موجود ہے تو سمجھو کہ تمہارے اور فتنہ و فساد کے درمیان ایک مضبوط دروازہ حائل ہے۔ (۷۱) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابی ذرؓ نقل کی ہے کہ: ابی ذرؓ ایک دن عمر بن الخطابؓ سے ملے تو عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر دبایا عمرؓ بڑے مضبوط توانا آدمی تھے تو ابی ذرؓ نے کہا اے فتنہ کے لئے بمنزلہ قفل! میرا ہاتھ چھوڑ دو،

﴿(۶۹) مجمع الزوائد ۹/ ۷۱ (۷۰) مجمع ۹/ ۷۲ (۷۱) ایضاً﴾

عمرؓ نے پوچھا اس کا کیا مطلب ؟ ابی ذرؓ نے جواباً فرمایا میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور لوگوں کا مجمع بھی آپؐ کے گرد اگرد بیٹھا تھا اور میں سب سے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس وقت یہ ارشاد فرمایا: جب تک یہ شخص (عمرؓ) تم میں موجود ہے کوئی فتنہ تم پر واقع نہیں ہو گا۔
(۷۲) احمد، ابنِ ماجہ اور طبرانی نے "الکبیر" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ نے عمرؓ کے بدن پر سفید کپڑا دیکھا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: عمر! اللہ تعالیٰ آپ کو نیا کپڑا پہننے کو عطا فرمائے اور آپ قابل تعریف ہو کر زندگی بسر کریں اور آپ کو اللہ تعالیٰ شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (۷۳) بزار نے بھی حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے۔ (۷۴) حاکم نے "المستدرک" میں علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ علی بن ابی طالبؓ ایک دن عمرؓ کے پاس آئے اس وقت حضرت عمرؓ کی نعش مبارک پر کپڑا اڑالا ہوا تھا حضرت علی نے فرمایا اللہ آپ پر رحمت فرمائے پھر فرمایا کہ عمر بن الخطابؓ سے زیادہ اور مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں ہے جس کے نامہء اعمال لے کر میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو جاؤں۔ (۷۵) حاکم نے "المستدرک" میں جعفر بن سلیمان اور مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ جب عمر بن الخطابؓ کی وفات ہوئی اس دن جبلِ تبالہ سے ایک جن کی آواز سنائی دی وہ جن وفاتِ عمرؓ پر گریہ زاری کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا تھا (ترجمہ) رونے والوں کو اسلام پر آہ و بکاء کرنی چاہیئے۔ میری ہلاکت قریب آپہنچی ہے زمانہ اب ختم ہونے کے قریب ہے دنیا کی شان و شوکت اور خیر و بھلائی اب جا چکی اور مسلمانوں کو آپ کی وفات پر بڑا غم لاحق ہے۔ (۷۶) ابو یعلی نے اور طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں عمار بن یاسرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے عمار بن

﴿(۷۲) احمد: ۲/ ۸۹ ابن ماجہ ۲/ ۳۶۸ (۷۳) مجمع الزوائد ۹/ ۷۴ (۷۴) المستدرک ۳/ ۹۳۔۹۴ (۷۵) المستدرک ۳/ ۹۴ دلائل النبوۃ ۳/ ۲۱۰ (۷۶) مجمع الزوائد ۹/ ۶۸﴾

یاسرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمار! میرے پاس ابھی جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور میں نے اُن سے عمر بن الخطابؓ کے فضائل ذکر کرنے کے متعلق کہا کہ آسمان میں عمر بن الخطابؓ کے فضائل ذکر کرو؟ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا اے محمدؐ! اگر میں آپ کے سامنے اتنی مدت فضائل عمرؓ بیان کروں کہ جتنی مدت حضرتِ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے تھے یعنی ساڑھے نو سو سال تو پھر بھی فضائلِ عمرؓ ختم نہ ہوں گے، اور عمرؓ کی تو ایک نیکی ابی بکرؓ کی کئی نیکیوں کے برابر ہے۔ (اس روایت کی سند میں ولید بن فضل العنزی راوی ضعیف ہیں)۔

حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما کے مشترکہ فضائل

(۱) ترمذی نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دو آدمی (ابوبکرؓ و عمرؓ) جنت میں تمام بڑی عمر والوں کے سردار ہوں گے سوائے انبیاء و مرسلین کے۔ (۲) بزار نے بھی حدیثِ ابی سعید الخدریؓ نقل کی ہے (۳) طبرانی نے بھی "الاوسط" میں حدیثِ جابرؓ صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ (۴) نیز بزّار نے حدیثِ ابنِ عمرؓ بھی نقل کی ہے۔ (۵) ترمذی نے حدیثِ حذیفہؓ بھی نقل کی ہے۔ حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ان دو کی اقتداء اور پیروی کرنا یعنی ابی بکرؓ اور عمرؓ کی۔ طبرانی نے بھی "الکبیر" میں یہ روایت نقل کی ہے۔ (۶) بخاری وغیرہ نے حدیث محمد بن الحنفیہ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرتِ علیؓ) سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میں نے پوچھا اس کے بعد؟ انھوں نے فرمایا کہ پھر عمرؓ، مجھے اسکا اندیشہ تھا کہ اگر میں نے پھر پوچھا کہ) اسکے بعد تو وہ کہہ دیں گے کہ عثمانؓ اس

﴿(۱) ترمذی: مناقب ۱۰/۴۹-۱۵۱ (۲) مجمع الزوائد ۹/۵۳ (۳، ۴ ایضا) (۵) ترمذی (مناقب ۱۰/۱۴۹) (۶) بخاری (فضائل ابی بکر) ۷/۲۵﴾

لئے میں نے عرض کی پھر اس کے بعد آپ کا درجہ ہے؟ فرمایا کہ میں تو مسلمانوں کا میں ایک فرد ہوں۔(۷) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیا آگیا اور ریوڑ سے ایک بکری لے جانے لگا چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو وہ بھیڑیا بول اٹھا کہ یوم السبع کو اس کی حفاظت کرنے والا کون ہو گا؟ جس دن میرے سوا اس کا اور کوئی چرواہا نہ ہو گا؟ لوگ بول اٹھے سبحان اللہ! (جانور ہے اور پھر ایسی باتیں کرتا ہے) بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں بھی ان باتوں پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ان پر ایمان لاتے ہیں۔(۸) صحیح مسلم میں یہ بھی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! (اسی طرح) ایک شخص بیل لئے جا رہا تھا وہ اس پر سوار تھا بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا اور کہا کہ میری تخلیق اس کے لئے نہیں ہوئی ہے میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں لوگ متعجب ہو کر بول اٹھے سبحان اللہ! بیل بھی باتیں کرتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں بھی ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکرؓ و عمرؓ بھی۔(۹) طبرانی نے حدیثِ امّ سلمہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آسمان میں دو فرشتے ہیں اُن میں کا ایک سختی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی کا اور ہر ایک درست عمل کرنے والا ہے وہ دو فرشتے جبریل اور میکائیل علیہما السلام ہیں (اسی طرح) دو نبی اور پیغمبر ہیں اُن میں کا ایک نرمی کا اور دوسرا سختی کا حکم دیتا ہے اور ہر ایک ٹھیک عمل کرنے والا ہے وہ دو پیغمبر ابراہیم اور نوح علیہما السلام ہیں (اسی طرح) میرے بھی دو دوست ہیں ان میں کا ایک نرمی کا اور دوسرا سختی کا حکم دیتا ہے اور ہر ایک درست عمل کرنے والے ہیں ایک ابو بکرؓ ہیں اور دوسرے عمرؓ ہیں۔ (۱۰) بزار نے اور طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابی اروی الدوسی نقل کی

﴿(۷) بخاری (فضائل ابی بکر) ۷/۱۸۔۱۹ مسلم: ۲/۱۰۰ احمد: ۲/۲۴۶ (۸) مسلم ۲/۱۰۰ (۹) مجمع الزوائد ۹/۵۱ (۱۰) ایضاً﴾

ہے۔ ابی اروی الدوسی فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضرتِ ابو بکرؓ و عمرؓ تشریف لائے (اس پر) حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تم دونوں کے ذریعہ میری تائید و نصرت فرمائی۔

(۱۱) طبرانی نے بھی اسی قسم کی روایت "الاوسط" میں براء بن عازبؓ سے نقل کی ہے

(۱۲) احمد نے "المسند" میں ابنِ غنم سے روایت نقل کی ہے ابنِ غنم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا: اگر تم دونوں کسی کام کے مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو پھر میں تمہاری رائے کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (ابن غنم کا سماع نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے) (۱۳) طبرانی نے "الاوسط" میں ابی جحیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں حضرت علیؓ کی خدمت میں ان کے گھر آیا اور آکر عرض کیا کہ اے وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہے! حضرت علی نے فوراً اشارہ کیا جاؤ ایسا نہ کہو اے ابی جحیفہ! کسی مومن کے دل میں ایک ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ کی محبت اور بغض جمع نہیں ہو سکتا۔ (۱۴) طبرانی نے "الاوسط" میں روایت انس بھی ذکر کی ہے حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں ہم (صحابہ) نبی کریم ﷺ کی خدمتِ مبارکہ میں اس طرح ساکن ہو کر بیٹھتے تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (ذرا سا سر ہلائیں گے تو وہ اڑ جائیں گے) ابو بکرؓ و عمرؓ کے سوا اور کوئی شخص بھی مجلس نبویؐ میں کلام نہیں کرتا تھا۔ (۱۵) طبرانی نے "الکبیر" حدیثِ جابر بن سمرہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: بلند درجات والوں کو نچلے درجات والے یوں دیکھتے ہیں جیسے آسمانی اُفق پر ستارے دکھائے دیتے ہیں اور ابو بکرؓ و عمرؓ بلند درجات والوں میں سے ہیں (بلکہ مرتبہ کے اعتبار سے) یہ دونوں جنتیوں سے بڑھے ہوئے ہیں (۱۶) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے کہ

﴿(۱۱) مجمع الزوائد ۹/۵۲ (۱۲) احمد ۴/۲۲۷ (۱۳) مجمع ۹/۵۳ (۱۴) ایضاً (۱۵) الکبیر ۹/۵۲۵ (۱۶) مجمع ۹/۵۴﴾

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہلِ علیین میں سے ایک شخص اہلِ جنت کو جھانکتا ہے گویا کہ وہ ایک روشن ستارہ ہے اور یقیناً ابو بکر و عمر انہی میں سے ہیں (بلکہ عزت و مرتبہ میں) ان سے بڑھے ہوئے ہیں (۱۷) طبرانی نے "الاوسط" میں قیس بن ابی حازم سے روایت نقل کی ہے قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں: ایک دن عمر بن الخطابؓ نے مدینہ میں لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جنتِ عدن میں ایک ایسا محل ہے جس کے پانچ سو دروازے ہیں ہر دروازے پر پانچ ہزار حورانِ جنت بیٹھی ہیں نبی ہی اس محل میں داخل ہوں گے اس کے بعد رسولِ کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے صاحبِ قبر! آپ کو مبارک باد پھر فرمایا یا صدیق کو پھر ابی بکرؓ کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر! مبارک باد پھر فرمایا یا شہید کو۔ پھر اپنی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے عمر! تجھے مقامِ شہادت کہاں حاصل ہوگا، پھر فرمایا جس ذات نے مجھے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کروائی ہے وہ ذات اس پر بھی قادر ہے کہ مجھے مقامِ شہادت تک پہنچادے، ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ (اللہ نے آپ کی دعا قبول فرماتے ہوئے) آپ کو ایک بدبخت اور بدترین شخص کے ہاتھوں سے جامِ شہادت نوش کروایا اور مقامِ شہادت عطا فرمایا وہ بدبخت شخص حضرتِ مغیرہؓ کا مجوسی غلام (ابو لؤلؤۃ) تھا۔ (۱۸) احمد نے اور طبرانی نے "الاوسط" میں نافع بن عبد الحارث سے روایت نقل کی ہے نافع فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ باہر نکلا آپؐ ایک باغ میں داخل ہو گئے اور مجھ سے فرمایا اسی دروازہ پر رکے رہو، حضور پرنور ﷺ (اس باغ کے کنوئیں) کے مَن پر تشریف فرما تھے اور اس کنوئیں (بئر اریس) میں اپنے پاؤں مبارک لٹکائے ہوئے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ فرمایا ابو بکرؓ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابو بکر تشریف لائے ہیں

﴿(۱۷) مجمع ۹/۵۴-۵۵ (۱۸) احمد ۴/۴۰۸﴾

(آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا ہاں انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو، پھر ابو بکر صدیقؓ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی کنوئیں کے مَن پر بیٹھ گئے اور اسی طرح کنوئیں میں اپنے پاؤں لٹکا لئے، پھر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ فرمایا عمرؓ ہے، میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! عمرؓ آئے ہیں (اجازت مانگ رہے ہیں) حضورؐ نے فرمایا ان کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دو اور ان کو بھی جنت کی بشارت دے دو (نافع کہتے ہیں) میں نے عمرؓ کو اندر آنے کی اجازت بھی دے دی اور جنت کی بشارت بھی دے دی۔ وہ بھی (ابو بکرؓ کی طرح) باغ کے اندر چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کنوئیں کے مَن پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں بھی لٹکا لئے۔ (۱۹) ابو داؤد نے اس حدیثِ مبارکہ کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اور طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابی سعید الخدریؓ نقل کی ہے (اسمیں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ) پھر عثمان آئے تو ان کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کو بھی اندر آنے دو اور ایک مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی جنت کی بشارت سنا دو۔ (۲۰) طبرانی نے بھی "الاوسط" اور "الکبیر" میں اسی جیسی روایت زید بن ارقمؓ سے نقل کی ہے۔ (۲۱) احمد اور طبرانی نے بھی مختلف سندوں کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے (۲۲) ابنِ عساکر اور اصبہانی نے "الحجۃ" میں حدیثِ عبید بن عمیر نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب دن قیامت کا ہو گا تو ایک منادی یہ اعلان کرے گا کہ اس امت کا کوئی فرد اپنا نامہ اعمال ابو بکرؓ و عمرؓ سے پہلے بالکل نہ اٹھائے۔ (۲۳) بخاری، مسلم، احمد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی

﴿(۱۹، ۲۰) ابو داؤد (مختصر ۲/ ۳۹۱) الکبیر ۵/ ۲۱۸ (۲۱) احمد ۲/ ۱۶۵ (۲۲) کنز العمال رقم ۳۲۰۹۲ (۲۳) بخاری ۷/ ۳۲ مسلم ۲/ ۱۰۱ احمد ۱/ ۱۱۲ ابن ماجہ ۱/ ۵۰﴾

ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں جب حضرتِ عمرؓ کو (شہادت کے بعد) ان کے تابوت پر رکھا گیا تو لوگوں نے آپ کی نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لیے دعا و صلوٰۃ پڑھنے لگے اسی اثناء میں اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ (ایک صاحب نے میرا کندھا پکڑا میں نے دیکھا تو) وہ حضرت علیؓ تھے انھوں نے پھر حضرتِ عمرؓ کے لئے دعائے رحمت کی اور (ان کی نعشِ مبارک کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد کسی کو بھی نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ خواہش و تمنا ہوتی کہ تم جیسا عمل کرتے ہوئے میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو جاؤں اور خدا کی قسم مجھے تو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات سنے تھے کہ: میں، اور ابو بکرؓ و عمرؓ گئے، میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے، میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ باہر آئے۔ (۲۴) ابنِ ماجہ نے حضرتِ علیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل اور بہتر ابو بکرؓ ہیں اور ابو بکرؓ کے بعد حضرتِ عمرؓ سب سے افضل ہیں (۲۵) ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں زید بن وھب سے روایت نقل کی ہے زید بن وھب فرماتے ہیں کہ: سوید بن غفلہ حضرتِ علیؓ کی خدمت میں ان کے زمانہ خلافت میں آئے اور آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین! میرا ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزر ہوا ہے جو حضرات شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کے شان میں نامناسب کلمات کہہ رہے تھے، بس حضرتِ علیؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور برسرِ منبر لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذاتِ بابرکات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جسم بے جان میں روح پھونکی حضراتِ شیخینؓ سے مومن ہی محبت رکھے گا اور سوائے بدبخت اور گمراہ بے دین کے اور کوئی ان سے بغض و عناد نہیں رکھے گا۔ ان سے محبت نیک خصلت اور بغض بے دینی

﴿(۲۴) ابن ماجہ ۱/۵۲ (۲۵) کنز العمال رقم ۳۶۰۹۶﴾

ہے لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ حضراتِ شیخین جو رسول اللہ ﷺ کے بھائی، وزیر و مشیر، دوست و ساتھی قریش کے سردار اور مسلمانوں کے والدین تھے آپ کو یہ لوگ نامناسب کلمات سے یاد کرتے ہیں، (سن لو) جو کوئی بھی حضراتِ شیخینؓ کے بارے ان کی شان کے خلاف کلمات استعمال کرے گا میں اس سے بری اور بیزار ہوں اور سخت سزا دوں گا۔(۲۶) خطیب نے "تلخیص المتشابہ" میں حضرتِ علیؓ سے نقل کیا ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ: کوئی شخص حضراتِ شیخینؓ (ابو بکرؓ و عمرؓ) پر مجھے فضیلت اور فوقیت نہ دے ورنہ میں اس کو سخت کوڑے لگاؤں گا، آخر وقت میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی (جو ہماری محبت کا دم بھرے گی) اور ہماری طرف محبت کی نسبت کرے گی (یاد رکھنا) وہ بدترین لوگ ہوں گے۔(۲۷) عشاری نے بھی اس جیسی روایت حضرتِ علیؓ سے نقل کی ہے (۲۸) ابنِ عساکر نے ابنِ مسعودؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ابھی) تمہارے سامنے پہاڑ کے اس درّہ سے اہلِ جنت میں کا ایک آدمی آئے گا (تھوڑی دیر بعد) ابو بکرؓ تشریف لائے۔ پھر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اس پہاڑ کے درّہ سے اہلِ جنت میں کا ایک اور آدمی تمہارے سامنے آئے گا پھر عمر بن الخطابؓ تشریف لائے۔(۲۹) ابنِ عساکر نے عمار بن یاسرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ: جس نے کسی بھی صحابیِ رسول ﷺ کو حضراتِ شیخینؓ پر فضیلت اور فوقیت دی تو یقیناً اس نے تمام مہاجرین و انصار پر عیب لگایا اور ان کی حق تلفی کی (بلکہ اس نے) اصحابِ نبی کریم ﷺ کو مطعون و معیوب قرار دیا (نعوذ باللہ)"۔

﴿(۲۶) کنز العمال رقم ۳۶۱۰۳ (۲۷) کنز العمال ۱۳/۸۔۹ (۲۸) کنز رقم ۳۶۱۴۵ (۱۳/۱۸) (۲۹) کنز العمال ایضاً رقم ۳۶۱۴۰۔﴾

فصل

فضائل حضرتِ عثمان بن عفانؓ

(۱) مسلم نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں:
حضرتِ ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپؐ اسوقت میرے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور آپکے جسدِ اطہر پر میری ایک چادر تھی (جب صدیقِ اکبرؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو) آپؐ نے ان کو اندر بلالیا اور آپؐ اسی حالت پر لیٹے رہے جب ابو بکرؓ اپنے کام سے فارغ ہو گئے تو واپس چلے گئے۔ پھر حضرتِ عمرؓ نے حاضری کی اجازت چاہی آپؐ نے ان کو بھی اندر بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے جب وہ بھی اپنے کام سے فارغ ہو گئے تو وہ بھی واپس چلے گئے پھر اس کے بعد حضرتِ عثمانؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست کر لیا یعنی آپؐ نے اپنی رانیں پنڈلیاں ڈھک لیں) اور مجھ سے فرمایا تو بھی اپنے کپڑے ٹھیک کر لے پھر حضرتِ عثمانؓ کو بھی آپؐ نے اندر بلالیا جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئے تو واپس چلے گئے (اس پر) میں تے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا بات تھی کہ میں نے آپؐ کو ابو بکرؓ و عمرؓ کے آنے پر اتنا گھبرایا ہوا نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت عثمانؓ کے آنے پر آپؐ گھبرا اُٹھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! (حقیقت یہ ہے کہ) عثمان بڑے حیادار آدمی ہیں (میں نے محسوس کیا کہ) اگر میں نے عثمانؓ کو اسی حالت میں بلالیا تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا نہیں کریں گے (یعنی شرم و حیا کی وجہ سے وہ میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور اس طرح انکے آنے کا مقصد فوت ہو جاتا)۔ (۲) احمد،

(۱) مسلم ۲/۱۰۵ (۲) احمد ۶/۱۵۵ طبرانی ۳/۱۹۵

طبرانی اور ابی یعلی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: کیا میں اس شخص سے حیانہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔(۳) ترمذی نے عبد الرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) حضرتِ عثمانؓ ایک ہزار دینار لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ وہ غزوہ تبوک کے موقع پر اپنی آستین میں ایک ہزار دینار ڈال کر لائے تھے اور آپؐ کی گود مبارک میں ڈال دیے۔ آپؐ ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ آج کے بعد عثمانؓ کو کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا دو مرتبہ فرمایا۔ عبد الرحمٰن بن خباب کہتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوہ تبوک کے لئے تیاری کے متعلق ترغیب دیتے ہوئے دیکھا چنانچہ حضرتِ عثمانؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سو اونٹ پالان اور کجاوے وغیرہ سمیت میرے ذمے ہیں جو راہِ خدا میں وقف ہیں۔ آپؐ نے پھر غزوۂ تبوک کے لئے ترغیب دی تو (حضرت عثمانؓ دوبارہ کھڑے ہوئے اور) عرض کیا یا رسول اللہؐ میں تین سو اونٹ پالان اور کجاوے وغیرہ سمیت اپنے ذمہ لیتا ہوں جو راہِ خدا میں وقف ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسولِ کریم ﷺ منبر سے یہ فرماتے ہوئے نیچے تشریف لے آئے کہ: آج کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی عمل کرے اس کا مواخذہ نہیں ہو گا آج کے بعد عثمانؓ کے کسی عمل پر مواخذہ نہیں ہو گا۔ (۴) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں: حضرتِ عثمانؓ ملک حبشہ کی طرف مہاجر ہوئے آپ کے ساتھ رقیہ بنتِ رسول اللہ ﷺ بھی تھیں نبی کریم ﷺ کو آپ کے متعلق خبر نہ ہوئی، (ایک دن) ایک عورت آئی اور اس نے آپؐ کو خبر دی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرتِ لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی اہلیہ سمیت اللہ کے راستہ میں ہجرت کی ہے۔ (۵) طبرانی نے

﴿(۳) ترمذی (مناقب عثمان) ۱۰/ ۱۹۲۔ ۱۹۳ (۴) الکبیر ۱/ ۷۶ (۵) مجمع ۹/ ۸۰۔ ۸۱﴾

حدیثِ زید بن ثابتؓ بھی نقل کی ہے۔(٦) نیز طبرانی نے حدیثِ عبد الرحمٰن بن عثمان القُرشی بھی نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کے ہاں تشریف لائے وہ اس وقت حضرتِ عثمانؓ کے سر مبارک کو دھو رہی تھی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی عثمانؓ سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بغض و نفرت رکھیں گے۔ (١٦)احمد نے "المسند" میں ترمذی نے اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ "عائشہ" نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی ابو عبداللہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتی رہو کیونکہ یہ میرے تمام صحابہ میں اخلاق کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔ (٧) طبرانی نے حدیثِ ابی ہریرہؓ بھی نقل کی ہے (٨) طبرانی نے "الصغیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے میری طرف اس بات کی وحی کی ہے کہ میں اپنی بیٹی کا عثمانؓ سے نکاح کردوں۔(٩) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اُس دوسری بیٹی کی قبر پر کھڑے ہوئے جو حضرتِ عثمان کے تحت تھیں (اہلیہ تھیں) اور ارشاد فرمایا: عثمان کا نکاح کرادو اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو (یکے بعد دیگرے) عثمانؓ سے بیاہ دیتا۔ (١٠) "الکبیر" میں حدیثِ عثمانؓ بھی منقول ہے اور "الکبیر" میں حدیثِ عصمۃ بھی منقول ہے وہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی وہ صاحبزادی جو حضرتِ عثمانؓ کے نکاح میں تھیں وفات پا گئیں تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمانؓ کا نکاح کرادو اگر میری کوئی تیسری صاحبزادی بھی ہوتی تو ضرور اس کا نکاح عثمانؓ سے کردیتا۔(١١) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں نے اپنی صاحبزادی امّ کلثوم کا نکاح

﴿(٦) الکبیر ١/ ٣١ (رقم ٩٨)(٧) مجمع ٩/ ٨١ (٨) مجمع ٩/ ٨٣ الصغیر ١/ ١٤٨ (٩) مجمع الزوائد ٩/ ٨٣ (١٠) کنز العمال ١١/ ٥٩١ (١١) مجمع الزوائد ٩/ ٨٣﴾

وحی آسمانی سے ہی کیا ہے۔ (۱۲) ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: حضرتِ عثمانؓ تمام امت میں سب سے زیادہ باحیا ہیں (۱۳) خطیب نے حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں اپنی صاحبزادی کا نکاح عثمانؓ سے کروں۔ (۱۴) ابنِ عساکر نے بھی حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے۔ (۱۵) ترمذی نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عثمانؓ! اللہ تعالیٰ تمھیں ایک قمیض پہنائیں گے پس اگر منافق لوگ اُتارنا چاہیں تو تم وہ قمیض (خلافت) نہ اُتارنا۔ (۱۷) ابو یعلی الموصلی نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عثمان بن عفانؓ دنیا میں بھی میرے رفیق ہیں اور آخرت میں بھی میرے رفیق ہوں گے۔ (۱۸) ابنِ عساکر نے بھی حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: عثمان جنّت میں ہوں گے (۱۹) ابنِ عساکر نے حدیثِ ابن عمرؓ بھی نقل کی ہے کہ سرتاجِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا اپنی امت میں ایک خلیل (دوست) ہوتا ہے اور میرے خلیل عثمان بن عفان ہیں۔ (۲۰) ترمذی اور حاکم نے حدیثِ طلحہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا جنّت میں ایک رفیق ہے اور میرا جنّت میں رفیق عثمان بن عفان ہے۔ (۲۱) ابنِ ماجہ نے بھی حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے (۲۲) ابنِ عساکر نے حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: عثمانؓ کی سفارش سے ایسے ستر ہزار آدمی جنّت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے کہ جن پر جہنم کی آگ لازم ہو چکی ہو گی۔ (۲۳) بزار نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت عائشہؓ نقل کی ہے حضرتِ عائشہ فرماتی ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ میرے ہاں

﴿(۱۲) الحلیہ ۱/۵۶ (۱۳) کنز العمال رقم ۳۲۷۹۳ (۱۴) ایضاً (۱۵) ترمذی (مناقب عثمان) ۱۰/۱۹۹۔۲۰۰ (۱۶) ترمذی (مناقب) ایضاً، المستدرک ۳/۹۹۔۱۰۰ احمد ۶/۷۵، ۸۶، ۱۱۴ (۱۷) مجمع الزوائد ۹/۸۷ (۱۸) مجمع ۹/۸۸ (۱۹) کنز العمال رقم ۳۲۸۰۷ (۲۰) ترمذی (مناقب) ۱۰/۱۸۸ المستدرک ۳/۹۷ (۲۱) ابن ماجہ ۱/۵۳ (۲۲) کنز رقم ۳۲۸۰۹ (۲۳) مجمع ۹/۵۸﴾

تشریف لائے تو گوشت کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا عثمانؓ نے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ عثمانؓ کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمانے لگے۔ (۲۴) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک لڑائی میں شریک تھے کہ لوگوں کو مشقت و تکلیف پہنچی حتی کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم و اداسی کے آثار دیکھے اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو فرمایا: خدا کی قسم آفتاب اس وقت تک غروب نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ رزق تم تک نہ پہنچادے گا۔ پس عثمان نے چودہ اونٹ غلے سمیت خریدے اور ان میں سے نو اونٹ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیئے۔ حضورؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا یہ عثمان کی طرف سے جناب کو ہدیہ ہے پس اس سے چہرہ پاک ﷺ پر خوشی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار نظر آنے لگے۔ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے دستِ مبارک دعا کے لئے اتنے اوپر کو اُٹھائے کہ آپ کی بغلیں مبارک نظر آنے لگیں عثمان کے لئے اس طرح سے دعا کرنے لگے کہ میں نے اس سے پہلے کسی کے لئے دعا کرتے دیکھا نہ سنا اور نہ اس کے بعد یہ دعا فرمائی: اے اللہ عثمان کو مزید عطا فرما عثمان کے ساتھ اچھا معاملہ فرما۔ (۲۵) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے عثمان کے بارے میں فرمایا یہ (عثمانؓ) اہلِ جنت میں کا ایک آدمی ہے (۲۶) طبرانی نے "الاوسط" میں اسی طرح حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے (۲۷) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ ام کلثومؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا فاطمہ کا خاوند میرے خاوند سے بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے خاوند اللہ و رسولؐ سے محبت کرتے ہیں اور

﴿(۲۴) مجمع ۹/ ۹۵۔۹۶ (۲۵) مجمع ۹/ ۸۷۔۸۸ (۲۶) ایضاً (۲۷) ایضاً﴾

اللہ ورسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں مزید یہ کہ اگر تو جنت میں جائے گی تو تو دیکھے گی کہ تیرے خاوند کا مقام و مرتبہ میرے اصحاب میں سے سب سے بلند وبالا ہو گا۔ (۲۸) احمد نے عبید اللہ بن عدی بن الخیار کی روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ عثمان بن عفانؓ نے مجھ سے پوچھا کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں لیکن حضورؐ کی احادیث ایک کنواری لڑکی تک اس کے تمام پردوں کے باوجود جب پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں اس پر عثمانؓ نے فرمایا امابعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ ورسولؐ کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں ہی تھا حضورؐ جس دعوت کو دے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ آپ نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں اور میں رسول اللہ ﷺ کا داماد بھی تھا اور آپؐ سے بیعت بھی کی ہے میں نے کبھی آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی آپ کے ساتھ کوئی فریب کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ (۲۹) طبرانی نے ابنِ مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب عثمان خلیفہ بنے تو ابنِ مسعودؓ نے فرمایا ہمارا امیر تمام لوگوں سے زیادہ بہتر اور برتر ہے ہم ان کی پیروی میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ (۳۰) احمد نے حدیثِ عبد اللہ بن حوالہ نقل کی ہے کہ عبد اللہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا ہے کہ: اس نقاب پوش آدمی کے پیچھے چلو میں اس کے پیچھے چلا اور اس آدمی کے کندھوں کو پکڑ کر اس کا چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کر دیا اور عرض کیا یہ آدمی؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تو غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو عثمان بن عفان ہیں۔ (۳۱) طبرانی نے جُبیر بن نفیر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرتِ معاویہؓ کے ساتھ لڑ رہے تھے یہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ مرۃ بن کعب البھزی کھڑے ہوئے اور یہ کہا کہ: خدا کی قسم اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے

﴿(۲۸) احمد ۱/ ۶۹ ، ۷۴ (۲۹) الکبیر ۱/ ۴۶ ، ۴۷ ، المستدرک ۳/ ۹۷ (۳۰) احمد ۲/ ۱۱۵ (۳۱) احمد ۵/ ۳۳﴾

حدیث نہ سنی ہوتی تو اس جگہ کھڑا نہ ہوتا جب حضرتِ معاویہؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر سنا تو لوگوں کو بٹھایا: مرہ بن کعب کہنے لگے ایک دن ہم بیٹھے ہوے تھے کہ اچانک عثمان بن عفان پاپیادہ ہمارے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک فتنہ میرے قدموں کے نیچے سے نکلے گا اور جو کوئی اس دن اس کی اتباع کرے گا ہدایت پر ہو گا۔ عبداللہ بن حوالہ ممبر کے پاس سے کھڑے ہوئے اور کہا کیا آپ کے اس صاحب کی (یعنی عثمانؓ کی)؟ فرمایا ہاں۔ کعب نے کہا خدا کی قسم میں اس مجلس میں موجود تھا۔ (۳۲)ترمذی نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ (۳۳) عبداللہ بن احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں حدیثِ مسلم ابی سعیدؓ نقل کی ہے کہ: عثمان نے بیس غلام آزاد کئے۔ شلوار منگوائی اور اس کو باندھا۔ شلوار نہ زمانہ جاہلیت میں پہنی اور نہ اسلام میں اور فرمایا میں نے آج رات خواب میں رسول اللہ ﷺ اور شیخینؓ کو دیکھا۔ مجھ سے انہوں نے فرمایا: صبر کرو۔ تو آئندہ شب ہمارے پاس افطار کرے گا۔ حضرتِ عثمانؓ نے قرآن پاک منگوایا اور اپنے سامنے کھول لیا۔ اسی حال میں شہید کر دیئے گئے۔ (۳۴) حاکم نے بھی ''المستدرک'' میں اس کو نقل کیا ہے۔ (۳۵) طبرانی نے ''الکبیر'' اور ''الاوسط'' میں زہدم الجرمی سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں ابن عباسؓ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا اگر لوگ خونِ عثمان کا مطالبہ نہ کرتے تو آسمان سے اُن پر پتھروں کی بارش ہوتی۔ (۳۶) بخاری نے حدیث ابن عمر نقل کی ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ عثمانؓ بدر کی لڑائی میں اس لئے حاضر نہ تھے کہ ان کے نکاح میں نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور وہ اس وقت بیمار تھیں اور حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوا اور اسی کے مطابق مالِ غنیمت میں حصہ بھی۔ (۳۷) ابن عدی، بیہقی ابن عساکر اور دیلمی نے بھی ابنِ عمر سے نقل کیا

﴿(۳۲) ترمذی عن ابی قلابہ ۱۰/۱۹۸۔۱۹۹ (۳۳) مسند احمد ۱/۷۲، ۵۲۵ المستدرک ۳/۱۰۳ (۳۴) المستدرک ۳/۱۰۳
(۳۵) الکبیر ۱/۴۰ (۳۶) بخاری (مناقب عثمان) ۷/۴۷۔۴۸ (۳۷) کنز العمال رقم ۳۲۸۴۴﴾

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم عثمان کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔(۳۸)ابنِ عساکر نے مسلم بن یسار سے نقل کیا ہے مسلم فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عثمان کی طرف ایک نظرِ مبارک کر کے فرمایا ان کی صورت ابراہیمؑ جیسی ہے بے شک فرشتے بھی ان سے حیا کرتے ہیں۔(۳۹)ابن عساکر نے روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔(۴۰)ابو نعیم اور ابن عساکر نے حدیثِ ابی سعیدؓ بھی نقل کی ہے۔(۴۱)ابن عساکر نے حدیثِ یوسف بن سہل الانصاری نقل کی ہے وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عثمان سے راضی ہو جا۔(۴۲)ابنِ عساکر نے لیث بن ابی سلیم سے مرسل روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ! عثمانؓ آپ کو راضی کرتا ہے آپ اس سے راضی ہو جائیں۔(۴۳)ابن عساکر نے زید بن اسلم سے بھی روایت کی ہے زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ حضرتِ عثمانؓ نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں سرخی مائل اونٹنی بھیجی تو حضورؐ نے دعا دی اے اللہ! پلِ صراط سے اس کو پار کر دے۔(۴۴)احمد، حاکم نے "المستدرک" میں اور ابو نعیم "الحلیۃ" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا آج کے بعد کوئی عمل عثمانؓ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔(۴۵)ابو نعیم نے اس کو" فضائل الصحابۃ "میں ابنِ عمرؓ سے نقل کیا ہے(۴۶)طبرانی نے اسکو "الکبیر" میں اور ابو نعیم نے اسکو "الحلیہ" میں از حدیثِ عبدالرحمٰن بن خباب السلمی نقل کیا ہے(۴۷)حاکم نے "المستدرک" میں ابنِ عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! عثمان کا کیا مرتبہ ہے؟ فرمایا وہ اہلِ جنت میں کا ایک آدمی

﴿(۳۸)البدایہ والنھایہ ۷/۱۹۳، ۲۰۲، ۲۰۳ (۳۹)البدایہ والنھایہ ۷/۲۱۲ (۴۰)الحلیہ ۱/۵۹ (۴۱)سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۷۲ (۴۲)کنز رقم ۳۲۸۴۳ (۴۳)ایضاً رقم ۳۲۸۴۴ (۴۴)احمد ۵/۶۳، المستدرک ۳/۱۰۲، الحلیہ ۱/۵۹ (۴۵)ترمذی(مناقب)۱۰/۱۹۳ (۴۶)الحلیہ ۱/۵۸-۵۹، احمد ۴/۷۵ (۴۷)کنز العمال رقم ۳۲۸۵۳﴾

ہے (۴۸)حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ سھل بن سعدؓ نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عثمان جنت میں ایک مقام سے دوسرے مقام و مرتبہ کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے (۴۹)ابن عدی اور ابنِ عساکر نے حدیثِ عقبہ بن عامرؓ نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محل ہے سونے موتیوں اور یاقوت کا بنا ہوا میں نے پوچھا یہ شاندار محل کس کے لئے ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ آپ کے بعد ایک خلیفہ ہوں گے ظلماً قتل کیے جائیں گے یعنی عثمان بن عفان یہ محل ان کے لئے ہے۔ (۵۰)طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ زید بن ثابتؓ نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: عثمان ایک دن میرے پاس سے گزرے اس وقت فرشتوں کی جماعت میرے پاس موجود تھی فرشتے کہنے لگے یہ امیّوں میں کا ایک شہید ہے اس کی قوم اس کو قتل کرے گی ہم اس سے حیا کرتے ہیں۔ (۵۱)حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب فتنہ و فساد اور اختلاف کا زمانہ آنے والا ہے صحابہ نے پوچھا آپ کا ایسے وقت میں ہم کو کیا حکم ہے؟ تم پر امیر اور اسکے اصحاب کی اطاعت لازم ہے آپؐ نے عثمان کی طرف اشارہ کیا۔ (۵۲)حاکم نے "المستدرک" میں یہ حدیث ابی ھریرہ صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے (۵۳)ابن عدی اور دیلمی نے حدیثِ انس نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک تلوار اپنی میان میں رکھی رہے گی جب تک عثمان زندہ ہیں لیکن جب عثمان قتل ہو جائیں گے تو پھر تلوار اپنی میان سے جب ایک بار نکل آئے گی تو دوبارہ تا قیامت میان میں نہیں رکھی جائی گی۔ (۵۴)ابو نعیم نے "فضائل الصحابة" میں اور ابو بکر الشافعی نے "الغیلانیات"

﴿(۴۸)المستدرک ۳/۹۸(۴۹)کنز العمال رقم ۳۲۸۵۹(۵۰)الکبیر ۵/۱۷۸(۵۱، ۵۲)المستدرک ۳/۹۹(۵۳)کنز رقم ۳۲۸۲۲۔(۵۴)کنز العمال رقم ۳۲۸۷۳﴾

میں نیز دیلمی و ابن عساکر نے روایت ابن عمرؓ نقل کی ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں "کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن عثمانؓ وفات پائیں گے فرشتے آسمان سے ان کے لئے دعا و استغفار کریں گے (۵۵) ابن عساکر نے یہ نقل کیا ہے کہ عمر بن الخطابؓ ایک دن نکلے اور ایک مجلس کے پاس آئے جس میں عثمان بھی موجود تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تمھارے ساتھ ایک ایسے صاحبِ ایمان آدمی بیٹھے ہیں اگر اس کا ایمان کئی لشکروں میں تقسیم بھی کر دیا جائے تو وہ ایمان ان سب کو کافی ہو جائے گا یعنی حضرت عثمانؓ۔ (۵۶) ابن عساکر نے نزال بن سبرہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرتِ علیؓ سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھا تو حضرتِ علیؓ نے فرمایا: وہ ایسے آدمی ہیں جنہیں فرشتوں کی جماعت میں ذوالنورین کے نام سے پکارا جاتا ہے حضورؐ کے داماد تھے دونوں بیٹیاں حضورؐ کی ان کی اہلیہ تھیں۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت میں ایک محل کی ضمانت دی ہے۔ (۵۷) ابو نعیم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ (۵۸) ابن ابی الدنیا نے کتاب "الاشراف" میں اور حاکم نے "الکنیٰ" میں ابی سعید جو کہ قدامہ بن مظعون کے آزاد کردہ ہیں ان سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ علیؓ نے عثمانؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم عثمان کے ایسے سابقہ احوال ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھی عذاب نہیں دیں گے۔ (۵۹) طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابنِ عساکر نے بشیر الاسلمی سے روایت نقل کی ہے بشیر فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ آئے تو وہاں کا پانی انھیں ناپسند ہوا بنی غفار میں سے ایک آدمی کا چشمہ تھا جس کا نام "رُومہ" تھا وہ شخص اس چشمہ میں سے ایک مشک ایک مُدّ کے عوض بیچتا تھا رسول اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اپنے اس چشمہ کو جنت کے چشمہ کے عوض بیچ دے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس چشمہ کے سوا نہ میرے پاس کچھ ہے

﴿(۵۵) کنز العمال ۱۳/ ۲۷-۲۸ رقم ۳۶۱۵۹ (۵۶) الاصابہ ۲/ ۲۲۳ (۵۷) الحلیہ ۱/ ۵۵ (۵۸) کنز رقم ۳۶۱۸۲
(۵۹) الکبیر ۲/ ۲۸-۳۰﴾

اور نہ میری اولاد کے پاس۔ میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا اس بات کی خبر حضرت عثمانؓ کو پہنچ گئی حضرتِ عثمانؓ نے وہ چشمہ پینتیس ہزار درھم میں خرید لیا پھر آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ کیا آپ میرے لئے اس چشمہ کے عوض جنت کا چشمہ تجویز کرتے ہیں جیسے اس کے لئے کر رہے ہیں اگر میں اسکو خرید لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ حضرتِ عثمانؓ نے عرض کیا میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور اس کو مسلمانوں کے لئے مقرر کر دیا ہے۔(۶۰) ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بئرِ رُومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے بطور ہدیہ وقف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن پیاس کی وجہ سے پانی سے سیراب کرے گا حضرتِ عثمانؓ نے وہ بئرِ رُومہ خرید لیا(۶۱) ابن عساکر نے جابرؓ سے روایت کی ہے جابرؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جب بھی منبر مبارک پر چڑھتے ہیں یہ فرمایا ہے کہ عثمان جنتی ہیں۔ (۶۲) ابن النجار نے بھی جابرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے جابرؓ فرماتے ہیں حضورؐ کے پاس ایک صحابی کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں حضورؐ نے نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار فرمادیا عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپؐ نے سوائے اس کے اور کسی کا نماز جنازہ پڑھنا نہیں چھوڑا؟ فرمایا: بات اصل میں یہ ہے کہ یہ شخص عثمان سے بغض رکھا کرتا تھا اسلئے میں نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔(۶۳) ابنِ عساکر نے ثابت بن عبید سے روایت نقل کی ہے ایک آدمی نے حضرتِ علیؓ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میں مدینہ کو واپس جا رہا ہوں لوگ مجھ سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھیں گے میں ان کو کیا کہوں؟ حضرتِ علیؓ نے فرمایا: لوگوں کو بتانا کہ حضرتِ عثمانؓ اس آیت کے مصداق

﴿(۶۰) طبری ۴/۳۸۳ (۶۱) کنز العمال ۱۱/۵۸۸، رقم ۳۲۸۱۳ (۶۲) کنز العمال ۱۳/۳۶، رقم ۳۶۱۸۵ (۶۳) کنز رقم ۳۶۲۵۳﴾

تھے۔اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّاٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اَحۡسَنُوۡا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ"۔ (۶۴)احمد، نسائی، شاشی، دار قطنی، ابن ابی عاصم اور الضیا نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرتِ عثمانؓ گھر میں محصور تھے ان دنوں ایک مرتبہ حضرتِ عثمانؓ نے گھر سے باہر جھانکا اور فرمایا میں ان کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جنھوں نے حرا کے دن جب حرا پہاڑی ہلنے لگی تھی اور آپؐ نے لات ماری رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اے حرا! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید تو ہے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا لوگوں نے آپ کی قسم کا جواب دیتے ہوئے کہا بالکل ایسا ہی ہے جیسا آپؓ نے فرمایا، آپ نے پھر فرمایا میں ان کو بھی خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو بیعت رضوان کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے جس وقت مجھے آپؐ نے مشرکین کی طرف بھیجا تھا اور حضورؐ نے فرمایا تھا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے لوگوں نے تصدیق کی۔ پھر فرمایا میں ان کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت حاضر تھے جب آپؐ نے فرمایا تھا جو اس مسجد کی توسیع کرے گا اس کی لئے جنت میں ایک محل بنادیا جائے گا میں نے خود اپنے مال سے اس میں توسیع کی۔ بہت سے آدمیوں نے حضرتِ عثمانؓ کی بات کی تصدیق کی۔ پھر فرمایا میں ان کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے اور حضورؐ نے فرمایا تھا کون ہے جو آج کے دن مقبول صدقہ و خیرات اللہ کی راہ میں دے گا؟ میں نے آدھا لشکر اپنے مال سے تیار کرایا لوگ کہنے لگے ہاں۔ پھر فرمایا میں ان لوگوں کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جو بئرِ رُومہ کے وقت موجود تھے جس کا پانی مسافروں کو فروخت کیا جاتا تھا میں نے وہ کنواں اپنے مال سے خرید کر مسافروں کے لئے مباح کر دیا

﴿(۶۴)احمد ۱/ ۵۹، النسائی ۶/ ۷ ۱۹، کنز العمال رقم ۳۶۲۷۱۔﴾

تھا لوگوں نے کہا جی ہاں۔(٦٥) ابنِ ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابو یعلی، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان، دار قطنی اور ابن ابی عاصم نے "المسند" میں احنف بن قیس سے روایت کی ہے احنف بن قیس کہتے ہیں کہ ہم حالتِ حج میں چلتے چلتے مدینہ کے پاس سے گزرے تو ہم مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں علی بن ابی طالبؓ، زبیرؓ و طلحہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ موجود تھے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حضرتِ عثمانؓ بھی زرد چادر اوڑھے آگئے اور پوچھا کیا یہاں علیؓ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں پھر پوچھا کیا یہاں زبیرؓ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں پھر پوچھا کیا یہاں طلحہؓ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں پھر پوچھا یہاں سعدؓ ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں پھر فرمایا کہ میں تم سب کو اُس خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جسکے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو فلاں قبیلہ کا باڑہ خریدے گا اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرمائیں گے؟ تو میں نے اس کو بیس یا پچیس ہزار میں خرید لیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے وہ خرید لیا ہے تو حضورؐ نے فرمایا اس کو ہماری مسجد میں لگا دو (یعنی ہماری مسجد کا حصہ بنا دو) اس کا اجر و ثواب تیرے لئے ہے۔ سب کہنے لگے جی ہاں پھر فرمایا کہ میں تمہیں اس خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص "بئرِ رُومہ" خریدے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرینگے میں نے وہ کنواں اتنے مال میں خرید کر خدمتِ پاک ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ میں نے وہ خرید لیا ہے آپؐ نے فرمایا تھا اس کنوئیں کو مسلمانوں کے پینے کے لئے مقرر کر دو اسکا اجر تمھیں ملے گا سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا میں تمھیں اس خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی بھی لائقِ عبادت نہیں ہے کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے دن لوگوں کے چہروں

(٦٥) احمد ١/ ٧٠، نسائی (کتاب الاحباس) ٦/ ١٩٤ تا ١٩٦۔

پر نمایاں آثارِ غم دیکھ کر فرمایا تھا کہ کون ہے جو ان لوگوں کے لئے سامان تیار کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں گے؟ میں نے ان کو لگام، رسی تو غیرہ جو کچھ ان کے پاس نہیں تھا تیار کر کے دیا تھا یا نہیں؟ سب نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا پھر حضرتِ عثمانؓ چلے گئے۔ (٦٦) احمد نے "المسند" میں ابن سعد اور ترمذی نے اور ابن ابی عاصم نے "المسند" میں اور ابو یعلی الموصلی اور ابو نعیم نے "الحلیہ" میں قیس بن ابی حازم کی روایت نقل کی ہے قیس فرماتے ہیں کہ مجھے ابو سہلہ نے بیان کیا ہے کہ حضرتِ عثمانؓ نے جس دن آپ کو گھر میں محصور کر دیا گیا تھا یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد و پیمان لیا تھا میں اس پر کاربند ہوں لوگ ان کو اس دن اسی طرح دیکھتے تھے۔ (٦٧) ابو یعلی الموصلی نے عثمانؓ سے روایت کی ہے عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا اے عثمانؓ! تو عنقریب میرے بعد ایک مصیبت میں گرفتار ہو گا دیکھنا قتل و قتال نہ کرنا۔ (٦٨) ابن عساکر اور الضیا نے "المختارہ" میں ابی سہلہ جو حضرتِ عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت کی ہے: ابی سہلہ فرماتے ہیں میں نے ایک دن حضرت عثمانؓ سے کہا اے امیر المومنین! آپ لوگوں سے قتال کیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں قتال نہیں کروں گا رسول اللہ ﷺ نے ایک بات کا مجھ سے وعدہ لیا تھا پس میں اس وعدہ پر کاربند رہوں گا۔ (٦٩) ابن سعد نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے مجاہد فرماتے ہیں: جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر رکھا تھا ان کی طرف حضرت عثمانؓ نے جھانک کر فرمایا: اے قوم! مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میں تمہارا حاکم بھی ہوں اور مسلمان بھائی بھی' خدا کی قسم میرا مقصد تو صرف حسبِ استطاعت اصلاح کرنا ہے چاہے میری رائے درست

﴿(٦٦) احمد ١/ ٥٨، ٥٩، ٦١، ابن سعد ٣/ ٦٧، ترمذی (مناقب عثمان) ١٠/ ٢٠٨-٢٠٩، الحلیہ ١/ ٥٨ (٦٧) کنز العمال ١١/ ٥٥٧ (٦٨) احمد: ٦/ ٥٢ عن عائشہ (٦٩) ابن سعد عن مجاہد ٣/ ٦٧-٦٨﴾

نکلے یا غلط۔ اور اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو یاد رکھو پھر تم کبھی بھی متفق ہو کر نہ نماز پڑھ سکو گے نہ قرآن پڑھ سکو گے اور نہ ہی مالِ غنیمت تم میں تقسیم کیا جائیگا جب ان لوگوں نے ماننے سے انکار کیا تو حضرت عثمانؓ نے بد دعا دی یا اللہ! ان سب کو گن گن کر قتل کر اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ (۷۰) ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے ابی لیلی الکندی سے روایت کی ہے ابی لیلی فرماتے ہیں: جس زمانہ میں حضرت عثمانؓ محصور تھے میں ان کے پاس حاضر ہوا (آگے روایت، سابقہ روایت کی طرح ہے) (۷۱) ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے "الحلیہ" میں ابی سلمہ بن عبد الرحمان سے روایت نقل کی ہے کہ جن دنوں حضرتِ عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ تھا ان دنوں حضرت عثمانؓ نے باہر جھانک کر فرمایا: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ قتل صرف چار آدمیوں کا واجب ہے؟ ایک وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے دوسرا وہ جو پاکدامن ہونے کے بعد زنا کرے اور تیسرا وہ جو ناحق کسی کو قتل کرے اور چوتھا وہ جو قوم لوط والا عمل کرے (لواطت)۔ (۷۲) ابن ابی شیبہ، یعقوب بن سفیان، اور حاکم نے "الکنی" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابن عساکر نے عمیر بن زودی سے روایت نقل کی ہے عمیر کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے سنا ہے: کیا تم جانتے ہو میری اور تمھاری مثال اور حضرتِ عثمانؓ کی مثال کیسی ہے! جیسے ایک جھاڑی میں تین بیل ہوں سفید بیل، سرخ بیل اور سیاہ بیل اور اس جھاڑی میں ان کے ساتھ ایک شیر بھی ہو شیر ان بیلوں کے اکٹھا ہونے کی وجہ سے ان پر قابو نہ پا سکتا ہو اس لئے اس شیر نے سیاہ بیل اور سرخ بیل سے یہ کہا کہ یہ سفید بیل ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری اس جھاڑی کی خبر دوسروں کو ہو سکتی ہے کیونکہ سفید رنگ مشہور ہے اور صاف نظر آجاتا ہے اگر تم دونوں مجھے مہلت دو تو میں اس کو کھالوں تاکہ

﴿(۷۰) ابن سعد عن ابی لیلی الکندی ۳/۷۱ (۷۱) مسند رقم ۳۶۳۰۶۔ (۷۲) الکبیر ۱/۳۶، مجمع الزوائد ۷/۲۴۵﴾

یہ جھاڑی ہم سب کے لئے خاص ہو جائے اور اس طرح عیش کے ساتھ زندگی بسر کریں دونوں بیلوں نے اس کو کہا کہ ٹھیک ہے کھالو اس طرح وہ شیر اس کو کھا جائے پھر تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد شیر نے سرخ بیل سے کہا کہ ہماری اس جھاڑی کی اطلاع و خبر اس سیاہ بیل سے ہو سکتی ہے کیونکہ سیاہ رنگ مشہور ہے جب کہ میرا اور تیرا رنگ ایسا نہیں ہے اگر تم مجھے وہ سیاہ بیل کھا لینے دو تو اچھا ہو گا اسطرح یہ جھاڑی ہمارے لئے خاص ہو جائے گی اور ہم عیش کرینگے اس نے کہا ٹھیک۔ شیر اس کو بھی کھا جائے پھر کچھ عرصہ بعد شیر سرخ بیل سے بھی کہے کہ میں تجھے بھی کھانے والا ہوں وہ سرخ بیل کہے مجھے چھوڑ دو حتیٰ کہ میں تین آوازیں لگاؤں شیر نے کہا ٹھیک ہے آواز دے لو۔ سرخ بیل کہے سن لو میں تو کھا لیا گیا تھا اسی دن جس دن سفید بیل کھایا گیا، سن لو میں تو اسی دن کھا لیا گیا تھا جس دن سفید بیل کھا لیا گیا تھا، سن لو میں تو اسی دن کھا لیا گیا تھا جس دن سفید بیل کو کھا لیا گیا تھا، حضرتِ علیؓ نے فرمایا سن لو میں بھی اسی دن کمزور ہو گیا تھا جس دن حضرتِ عثمانؓ شہید کیے گئے۔ (۷۳) ابن سعد اور بیہقی نے ابی جعفر الانصاری سے روایت کی ہے ابی جعفر فرماتے ہیں جس دن حضرت عثمانؓ قتل ہوئے میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا پوچھا کیا ہوا میں نے کہا قتل کر دیئے گئے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: اب ہمیشہ کے لئے تمھاری ہلاکت اور تباہی ہے۔ (۷۴) حاکم نے "المستدرک" میں قیس بن عباد سے روایت کی ہے قیس کہتے ہیں کہ میں نے جنگِ جمل کے دن حضرتِ علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے خونِ عثمانؓ سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں جس روز عثمانؓ شہید ہوئے مجھے اس قدر غم و صدمہ پہنچا کہ میری عقل زائل ہو گئی اور مجھے اپنی زندگی بُری معلوم ہوئی لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے تو میں نے کہا میں اللہ سے حیا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بیعت قبول کروں

﴿(۷۳) طبقات ابن سعد ۳/ ۲۹۔ (۷۴) المستدرک ۳/ ۹۵﴾

جنہوں نے ایسے شخص کو قتل کیا جس کی شان میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اور ان کو دفن سے بھی روکا جاتا ہے۔ لوگ یہ سن کر چلے گئے جب حضرتِ عثمان دفن کر دیئے گئے پھر لوگ بیعت کے لئے آگئے اور مجھ سے بیعت قبول کرنے کو کہا میں نے کہا اے اللہ! میں ابھی اس اقدام سے خائف ہوں پھر جب لوگ بضد ہو کر آئے تب میں نے ان کی بیعت قبول کی جب لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے دل چاک ہو گیا ہو میں نے کہا اے اللہ کچھ بھی ہو تو عثمانؓ کو مجھ سے راضی کر دے۔ (۷۵) بخاری وغیرہ نے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے روایت نقل کی ہے۔ عثمان بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اہلِ مصر میں سے حج کے لئے آیا اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگ کہنے لگے قریش ہیں پوچھا یہ بوڑھے آدمی کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ عبد اللہ بن عمرؓ ہیں۔ کہنے لگا اے ابنِ عمرؓ! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمانؓ جنگِ احد میں فرار ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعتِ رضوان کے وقت موجود نہ تھے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ جنگِ بدر میں بھی شریک نہ تھے؟ فرمایا ہاں وہ آدمی کہنے لگا اللہ اکبر (یعنی پھر تم کیوں ان کی فضیلت کے قائل ہو) پھر ابنِ عمرؓ نے اس سے کہا آؤ میں تمھیں تمھارے سوالوں کا جواب دوں جہاں تک بات ہے جنگِ احد سے فرار ہونے کی تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ)۔ اور رہی بات جنگِ بدر کی اس کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہؓ تھیں اور وہ بیمار تھیں اور آپؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ تمھارے لئے بدر میں شریک ہونے والے کے برابر اجر

(۷۵) بخاری (فتح الباری ۸/۱۳۱) احمد ۲/۱۰۱، ۱۲۰، ترمذی (مناقب) ۱۰/۲۰۳۔

ہے اور تمہیں مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا جائے گا اور بیعت رضوان کی وجہ یہ تھی کہ اگر ان کے علاوہ کوئی اور مکہ میں ان سے زیادہ باعزت ہوتا تو آپؐ عثمانؓ کے بجائے اسی کو بھیجتے چونکہ بیعتِ رضوان ان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی اس لئے وہ شریک نہ ہوئے۔ پھر آپؐ نے اپنے دائیں ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیکر اسے دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے پس رسول اللہ ﷺ کا بایاں ہاتھ عثمانؓ کے لئے خود ان کے دائیں ہاتھ سے بہتر تھا۔ پھر ابنِ عمرؓ نے فرمایا اب یہ باتیں سن لینے کے بعد تم جا سکتے ہو۔

﴿حضرتِ علی بن ابی طالبؓ کے فضائل﴾

(۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے حدیث سعد بن ابی وقاصؓ نقل کی ہے حضرتِ سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرتِ علیؓ کو نائب بنایا، حضرتِ علیؓ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لئے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (۲) ترمذی نے بھی اسی طرح حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے۔ (۳) احمد و بزار نے بھی اس کو از حدیثِ ابی سعیدؓ نقل کیا ہے۔ (۴) نیز احمد نے اس کو بروایتِ اسماء بنت عُمَیس نقل کیا ہے۔ (۵) ابو یعلی اور طبرانی نے بھی اس کو از حدیثِ ام سلمہؓ نقل کیا ہے۔ (۶) بزار اور طبرانی نے اس کو از حدیثِ ابن عباسؓ نقل کیا ہے۔ (۷) طبرانی نے اس کو از حدیثِ حبشی بن جنادہؓ بھی نقل کیا ہے۔ (۸) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں بھی اس کو بروایتِ ابن عمرؓ نقل کیا ہے (۹) اور طبرانی نے

﴿(۱) بخاری (فتح الباری فضائل ۷ / ۶۰، باب غزوہ تبوک ۸ / ۹۱) مسلم: ۲ / ۷، ۱۰۸، ۱۰، احمد ۱ / ۱۷۰ (۲) ترمذی عن جابر (مناقب علی) ۱۰ / ۲۳۵ (۳) احمد عن ابی سعید ۳ / ۳۲ (۴) احمد ۶ / ۴۳۸ (۵) مجمع الزوائد ۹ / ۱۰۹ (۶) ایضاً (۷) مجمع ۹ / ۱۱۰ (۸) ایضاً (۹) ایضاً﴾

اسے بروایتِ علیؓ بھی نقل کیا ہے (۱۰) نیز طبرانی اس کو از حدیثِ زبیرؓ نقل کیا ہے (۱۱) احمد نے اور الضیاء نے "المختارہ" میں زید بن ارقمؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: امابعد! میں نے مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا سوائے حضرت علیؓ کے دروازہ کے۔ کوئی کہنے والا اس بارے میں ہو سکتا ہے کہ کچھ کہے مگر خدا کی قسم میں نے نہ تو کوئی چیز بند کی ہے اور نہ کھولی ہے مگر مجھے جیسے حکم دیا گیا میں نے اس کی اتباع کی ہے (۱۲) مسلم، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ نے حدیثِ علیؓ نقل کی ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا نبیِ امی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ مجھ سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہو گا اور مجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہو گا۔ (۱۳) ترمذی نے حدیثِ ام سلمہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: منافق علیؓ سے محبت نہیں کرے گا اور مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا۔ (۱۴) ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے حضرتِ علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ! تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔ (۱۵) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ براءؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرتِ علیؓ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔ (۱۶) حاکم نے بھی حدیثِ علیؓ نقل کی ہے۔ (۱۷) ترمذی نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ علیؓ کو طائف کی لڑائی کے وقت بلایا اور ان سے سرگوشی کی لوگ کہنے لگے آج آپؐ نے اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ کافی دیر تک سرگوشی کی آپؐ نے فرمایا میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ

﴿(۱۰) ایضاً، ۱۱۱ (۱۱) مجمع ۹/۱۱۴ (۱۲) مسلم (کتاب الایمان) ۱/۳۹، ترمذی (تحفہ ۱۰/۲۳۹)، نسائی (کتاب الایمان) ۸/۱۰۱، ابن ماجہ (فضائل) ۱/۵۵ (۱۳) ترمذی ۴/۳۲۷ (۱۴) ترمذی عن ابن عمر (مناقب) ۱۰/۲۲۲، المستدرک ۳/۱۲۸ (۱۵) بخاری ۷/۵۷، مسلم ۲/۱۰۶ (۱۶) (۱۷) کنز العمال رقم ۳۶۴۳۸﴾

اللہ تعالیٰ نے خود ان سے سرگوشی کی ہے۔(۱۸)ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ عمران بن حصینؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علیؓ سے تم کیا چاہتے ہو۔ علیؓ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ (۱۹)ترمذی نے ابی سعیدؓ کی روایت نقل کی ہے ابی سعید فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی! میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ حالتِ جنابت میں اس مسجد میں رہے (یعنی مسجد سے گزرے) (۲۰)بزار نے بھی حدیثِ سعد نقل کی ہے۔(۲۱)بخاری وغیرہ نے روایتِ سہل بن سعدؓ نقل کی ہے سہلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ علیؓ سے فرمایا: اے ابو تراب! بیٹھ جاؤ۔ (۲۲)ترمذی نے روایتِ علی نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے (۲۳) عقیلی، ابن عدی اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے لہٰذا جو علم کا ارادہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ دروازہ کے پاس آئے۔(۲۴)طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دوں۔ (۲۵)طبرانی نے روایتِ جابرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں رکھی ہے اور میری اولاد اللہ تعالیٰ نے علی بن ابی طالبؓ کی پشت میں رکھی ہے۔(۲۶)طبرانی نے "الکبیر" میں نیز ابو یعلی نے فاطمۃ الکبریٰ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام اولادِ مادر عصبہ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ بجز اولادِ فاطمہؓ

﴿(۱۸)ترمذی (تحفۃ الاحوزی ۴/۳۲۵(۱۹)ترمذی (تحفہ ۴/۳۳۰(۲۰)(۲۱)بخاری (کتاب الایمان) ۱/۵۹(۲۲)کنز العمال ۳/۷۴ رقم ۳۶۴۶۲(۲۳)ایضاً رقم ۳۶۴۶۴(۲۴)مجمع ۹/۲۰۴(۲۵)مجمع ۹/۱۷۲(۲۶)مجمع ایضاً﴾

کے میں ان کا ولی بھی ہوں اور عصبہ بھی۔ (۲۷) دیلمی نے "مسند الفردوس" میں روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا بہترین بھائی علیؓ ہے اور بہترین چچا حمزہؓ ہے (۲۸) نیز دیلمی نے روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علیؓ کا ذکر بھی عبادت ہے (۲۹) طبرانی اور حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: علیؓ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (۳۰) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ عمران بن حصینؓ بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ (۳۱) احمد و طبرانی نے روایتِ ابی اسحٰق نقل کی ہے کہ حضرتِ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے اس وقت عرض کیا جب حضورؐ نے ان کا نکاح حضرتِ علیؓ سے کر دیا تھا کہ آپؐ نے کیا میرا نکاح کمزور نگاہ والے سے کر دیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے تیرا نکاح اس سے اس لئے کیا کہ وہ اسلام لانے میں میری امت میں سے پہلا آدمی ہے، علم کے اعتبار سے سب سے زیادہ اور حلم و بردباری کے اعتبار سے عظیم ہے۔ (۳۲) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابی ذرؓ و سلمانؓ نقل کی ہے۔ ابو ذرؓ اور سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور یہ پہلے شخص ہوں گے جو قیامت کے روز مجھ سے مصافحہ کریں گے اور یہ صدیق اکبرؓ ہیں اور یہ اس امت کے فاروق ہیں یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والے، اور یہ مومنین کے سردار ہیں اور منافقین کا سردار مال ہے۔ (۳۳) طبرانی نے اس کو "الکبیر" میں نقل کیا ہے (۳۴) طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام لانے میں سبقت لے جانے والے تین حضرات ہیں، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے یوشع بن نون تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے

﴿(۲۷) کنز العمال رقم ۳۲۸۹۳ (۲۸) کنز ایضاً ۳۲۸۹۴ (۲۹) المستدرک ۳/۱۴۱-۱۴۲ (۳۰) مجمع ۹/۱۱۹ (۳۱) مجمع ۹/۱۰۱، ۱۰۲ (۳۲) مجمع ۹/۱۰۲ (۳۳) ایضاً (۳۴) ایضاً﴾

والے صاحبِ یٰسین تھے اور محمد ﷺ کی طرف سبقت لے جانے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ (۳۵) طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ سلمانؓ نقل کی ہے سلمانؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرتِ علیؓ اسلام لائے (۳۶) احمد، ابو یعلی، بزار اور طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے (حضرت علیؓ نے فرمایا:) اے اللہ! میں اس امت میں سے کسی کو نہیں جانتا جو تیرے نبی ﷺ کے پاس مجھ سے پہلے اسلام لانے کے لیے آیا ہو۔ (۳۷) ابو یعلی نے علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن مبعوث ہوئے اور میں منگل کے دن اسلام لایا۔ (۳۸) طبرانی نے روایتِ حسن نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ علی بن ابی طالبؓ ہیں اُس وقت اُن کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی تھی۔ (۳۹) نیز طبرانی نے روایتِ عروہ بن الزبیرؓ نقل کی ہے کہ عروہؓ فرماتے ہیں حضرتِ علیؓ آٹھ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ (۴۰) احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے روایتِ عباس بن عبد المطلبؓ نقل کی ہے حضرتِ عباسؓ فرماتے ہیں: بعثتِ نبویؐ کے آغاز میں حضرتِ علیؓ اور حضرتِ خدیجہؓ ہی اسلام لائے تھے (۴۱) احمد و طبرانی نے "الاوسط" میں روایتِ زید بن ارقمؓ نقل کی ہے زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے ہی نماز ادا کی ہے۔ (۴۲) بزار نے روایتِ ابی رافع نقل کی ہے ابی رافع فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیر کے دن نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور حضرتِ علیؓ منگل کے دن اسلام لائے۔ (۴۳) ترمذی نے روایتِ انسؓ نقل کی ہے انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن مبعوث ہوئے اور نماز پڑھی اور حضرتِ علیؓ نے منگل کے دن نماز ادا کی ہے۔ (۴۴) احمد و طبرانی نے روایتِ ریاح بن الحارث نقل کی

﴿(۳۵) الکبیر ۶/ ۲۲۵ (۳۶) مجمع ۹/ ۱۰۲، احمد ۱/ ۹۹ (۳۷) مجمع ۹/ ۱۰۲ (۳۸) الکبیر ۱/ ۵۳ (۳۹) ایضاً (۴۰) احمد ۱/ ۲۰۹، طبرانی ۱/ ۵۳ (۴۱) احمد ۴/ ۳۶۸ (۴۲) مجمع ۹/ ۱۰۲ (۴۳) ترمذی (مناقب علی) ۱۰/ ۲۲۳ (۴۴) احمد ۵/ ۴۱۹، الکبیر ۴/ ۲۰۷﴾

ہے ریاح فرماتے ہیں کہ چند لوگ حضرت علیؓ کے پاس مقامِ رحبہ پر آئے اور انھوں نے یوں کہا اے ہمارے آقا! السلام علیک۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہارا آقا کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ تم قومِ عرب ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے غدیرِ خم کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا: جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں حضرتِ علیؓ بھی اس کے مولیٰ و آقا ہیں۔ طبرانی نے یہ الفاظ بھی زائد نقل کئے ہیں کہ جو علیؓ سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔ (۴۵) طبرانی نے حدیثِ زید بن ارقمؓ نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں:۔ اے اللہ! جو علیؓ سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو اس سے تعاون کرے تو اس کی اعانت کر۔ (۴۶) ترمذی نے حدیثِ زید بن ارقمؓ ان الفاظ میں نقل کی ہے: جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں علی اس کے مولیٰ و آقا ہیں۔ (۴۷) بزار نے بھی یہ روایت نقل کی ہے (۴۸) احمد نے حدیثِ ابی الطفیل نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ علیؓ نے لوگوں کو مقامِ رحبہ پر جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ میں اللہ کی قسم دیتا ہوں ہر ایسے مسلمان شخص کو جس نے رسول اللہ ﷺ کو غدیرِ خم کے موقع پر فرماتے سنا ہے جب آپؐ کھڑے ہوئے تھے آپؐ نے کیا فرمایا تھا تو تیں آدمی (ایک روایت کے مطابق جمِ غفیر) کھڑے ہوئے انھوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تھا: لوگو: جانتے ہو کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ تم سے تعلق رکھتا ہوں لوگوں نے کہا کیوں نہیں ایسا ہی ہے یا رسول اللہ ﷺ! پھر آپؐ نے فرمایا تھا کہ جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں یہ علیؓ اس کے مولیٰ و آقا ہیں۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے

﴿(۴۵) الکبیر ۵/۲۳۰، مسند احمد ۴/۳۶۸ (۴۶) ترمذی (تحفہ ۱۰/۲۱۴) (۴۷) مشکل الآثار ۲/۳۰۷ (۴۸) احمد ۴/۳۷۰﴾

تو اس سے دشمنی رکھ۔ (۴۹) احمد نے روایتِ سعید بن وھب نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: حضرتِ علیؓ نے لوگوں کو قسم دلائی تو پانچ چھ اصحاب نبی ﷺ کھڑے ہوئے انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا: جس کا میں مولی و آقا ہوں علیؓ اس کے مولی و آقا ہیں۔ (۵۰) بزار نے عمرو ذی مر، سعید بن وھب اور زید بن یثیع سے روایت کی ہے یہ حضرات فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے (آگے مذکورہ حدیث کی طرح روایت کی ہے) لیکن مزید الفاظ یہ نقل کئے ہیں کہ: اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر اور جو اس کو رسوا کرے تو بھی اس کو رسوا کر۔ (۵۱) ابو یعلی نے روایتِ عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ نقل کی ہے کہ حضرتِ علیؓ نے لوگوں کو مقام رحبہ پر قسم دلائی تھی عبد الرحمٰن کہتے ہیں اس پر بارہ بدری صحابی کھڑے ہوئے انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے غدیرِ خم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا: جس کا میں مولی و آقا ہوں علی اس کے مولی و آقا ہیں اے اللہ! جو اس سے محبت و تعلق رکھے تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ (۵۲) ابو یعلی، بزار اور طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ داؤد بن یزید الازدی نقل کی ہے ان کے والد فرماتے ہیں کہ: ایک دن ابو ھریرہؓ مسجد میں داخل ہوئے تو تمام لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے ایک ان میں کا جوان کھڑا ہوا اس نے پوچھا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولی و آقا ہوں علیؓ اس کے مولی و آقا ہیں۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ ابو ھریرہؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول

﴿(۴۹) احمد ۵/۳۶۶ (۵۰) مجمع ۹/۱۰۵ (۵۱) ایضاً (۵۲) مجمع ۹/۱۰۷-۱۰۸﴾

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ و آقا ہیں۔ اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اسی سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ (۵۳) طبرانی نے یہ مذکورہ روایت حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے۔ (۵۴) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ مالک بن الحویرثؓ بھی نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ و آقا ہیں۔ (۵۵) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ حبشی بن جنادہؓ نقل کی ہے حبشیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے غدیرِ خم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ! جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں علیؓ اس کے مولیٰ و آقا ہیں اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ اور جو اس کی نصرت کرے تو بھی اس کی نصرت کر اور جو اس کی اعانت کرے تو بھی اس کی اعانت کر۔ (۵۶) طبرانی نے حدیثِ جریرؓ بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ (۵۷) احمد نے حدیثِ زیاد نقل کی ہے زیاد فرماتے ہیں میں نے حضرتِ علیؓ کو لوگوں کو قسم دیتے ہوئے سنا ہے حضرتِ علیؓ نے فرمایا کہ میں اس مسلمان آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے غدیرِ خُم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا ہے حضورؐ نے اس موقع پر کیا فرمایا تھا؟ بارہ بدری صحابی کھڑے ہوئے انہوں نے نے (مثل سابقہ) گواہی دی۔ (۵۸) احمد نے زاذان ابی عمر کی روایت نقل کی ہے اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ: تیرہ آدمیوں نے پھر کھڑے ہو کر گواہی دی۔ (۵۹) بزار نے بھی اس کو از حمید بن عمارہ عن ابیہ روایت کیا ہے (۶۰) نیز بزار نے حدیثِ ابن عباسؓ بھی نقل کی ہے (۶۱) طبرانی نے "الاوسط" اور "الصغیر" میں روایتِ عمیرہ بنتِ سعدؓ نقل کی ہے کہ اس پر بارہ آدمیوں نے گواہی دی جن میں ابو ہریرہ اور ابو سعید اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (۶۲) طبرانی نے

﴿(۵۴،۵۳) ایضاً (۵۵) الکبیر ۴/۲۰ (۵۶) مجمع ۹/۱۰۶ (۵۸،۵۷) مجمع ۹/۱۰۷،۱۰۶ (۶۰،۵۹) مجمع ۹/۱۰۸،۱۰۷ (۶۲،۶۱) ایضاً﴾

"الاوسط" میں روایت عمیر بن سعد نقل کی ہے کہ بارہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر اس پر گواہی دی۔ (۶۳) طبرانی نے "الاوسط" میں یہ روایتِ مذکورہ ابی سعیدؓ سے بھی نقل کی ہے۔ (۶۴) طبرانی نے اسکو "الاوسط" میں حدیث ابن مسعود بھی نقل کیا ہے۔ (۶۵) اور بزار نے اس کو حدیث بُریدہ نقل کیا ہے۔ (۶۶) طبرانی نے "الکبیر" میں اس کو بروایت زید بن ارقم نقل کیا ہے۔ (۶۷) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیث عمار بن یاسرؓ نقل کی ہے عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے میں اس کو علی بن ابی طالبؓ کی ولایت کا حکم دیتا ہوں جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے یقیناً مجھ سے محبت کی ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے فی الواقع اللہ تعالیٰ سے محبت کی ہے اور جس نے علیؓ کو محبوب جانا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھے محبوب جانا اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ سے محبت کی ہے اور جس نے علیؓ سے بغض رکھا اس نے حقیقت میں مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔ (۶۸) حاکم نے "المستدرک" میں حدیث ابن عباسؓ نقل کی ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے علیؓ! تو دنیا و آخرت میں سردار ہے اور تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا محبوب اللہ کا محبوب ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور میرے بعد جو تجھ سے بغض رکھے اس کے لئے ہلاکت و تباہی ہے۔ (۶۹) طبرانی نے "الکبیر" میں روایت وھب بن حمزہ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرتِ علیؓ کے پاس رہا میں نے کوئی ناپسندیدہ بات ان میں دیکھی میں نے دل میں کہا اگر میں یہاں سے واپس لوٹا تو ضرور رسول اللہ ﷺ سے شکایت کرونگا تو جب میں واپس آیا اور میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو میں نے حضرت علیؓ

﴿۶۳، ۶۴، ۶۵) ایضاً (۶۶) الکبیر ۵/ ۱۹۱ (۶۷) مجمع ۹/ ۱۰۸، ۱۰۹ (۶۸) المستدرک ۳/ ۱۲۷، ۱۲۸ (۶۹) مجمع ۹/ ۱۰۹﴾

کے بارے میں بتایا کہ فلاں فلاں بات ان میں موجود ہے اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کہو حضرتِ علیؓ تو میرے بعد تمام لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں۔

(۷۰) احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے حدیثِ ام سلمہؓ نقل کی ہے ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی مرضِ وفات میں حضرتِ علیؓ کو پکارتے ہوئے سنا جب حضرتِ علیؓ آپ کی خدمت میں پہنچے تو وہ (حضرتِ علیؓ) حضور ﷺ پر اوندھے منہ ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے انکو اپنی بائیں جانب کر لیا اور ان سے سرگوشی کرنے لگے پھر آپؐ اسی دن وفات پا گئے حضرت علی حضور ﷺ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

(۷۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ذوَیب نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کا وقت جب قریب آگیا حضرتِ صفیہؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ کی تمام ازواج مطہرات کے لئے جائے پناہ اور ٹھکانہ ہے جب کہ آپؐ نے میرے اہلِ خاندان کو جلاوطن کر دیا تھا اگر (خدانخواستہ) آپؐ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو میں کس کے پاس جاؤں؟ حضورؐ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کے پاس۔ (۷۲) احمد نے جید سند کے ساتھ روایتِ علیؓ نقل کی ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" آپؐ نے اپنے قرابت داروں کو اکٹھا کیا تیس آدمی اکٹھے ہوئے سب نے کھا یا پیا۔ پھر حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون میری طرف سے میرے قرض کا ذمہ دار بنتا ہے ایسا شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا؟ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کون تیار ہو سکتا ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ (۷۳) بزار نے بھی اسی طرح حدیثِ جابر بن عبداللہؓ نقل کی ہے۔ (۷۴) نیز بزار

﴿(۷۰) مجمع الزوائد ۹/۱۱۲ احمد ۶/۳۰۰ (۷۱) مجمع ۹/۱۱۲۔۱۱۳، الکبیر ۴/۲۷۳ (۷۲) احمد ۱/۱۱۱ (۷۳) مجمع ۹/۱۱۳ (۷۴) ایضاً﴾

نے حدیثِ انسؓ بھی نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علیؓ میرا قرض ادا کریں گے۔ (۷۵) بزار نے روایتِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم لوگ آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ حضرتِ علیؓ اہلِ مدینہ میں سب سے افضل ہیں۔ (۷۶) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ انسؓ نقل کی ہے حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں اولادِ آدم کا سید و سردار اور علیؓ تمام عرب کے سردار ہیں (۷۷) حاکم نے بھی "المستدرک" میں حدیثِ عائشہؓ انہی الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے اور اس روایت کی تصحیح کی ہے اور اس کا ایک شاہد یعنی حدیثِ جابرؓ ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سید العرب (عرب کے سردار) کو میرے پاس بلالاؤ۔ حضرتِ عائشہؓ نے عرض کیا کہ کیا آپؐ سید العرب نہیں ہیں؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علیؓ عرب کے سردار ہیں۔ (۷۸) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ام سلمہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب غصہ کی حالت میں ہوتے تھے تو سوائے علیؓ کے اور کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ آپؐ سے بات کر سکے۔ (۷۹) طبرانی نے "الاوسط" میں یہ روایتِ زاذان نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ علیؓ نے ایک حدیث بیان کی جس کو ایک آدمی نے جھٹلادیا حضرتِ علیؓ نے اس کو فرمایا کہ میں تیرے حق میں بد دعا کروں گا۔ اس شخص نے کہا کرلو حضرت علیؓ نے اس کو بد دعا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ابھی اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پایا تھا کہ اندھا ہو گیا۔ (۸۰) احمد نے حدیث جابرؓ نقل کی ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی اس درختِ خرما کے پاس سے اہلِ جنت میں کا ایک آدمی نمودار ہوگا (تھوڑی دیر نہ گزری) حضرتِ ابو بکرؓ نمودار ہوئے ہم نے حضرتِ

(۷۵) مجمع ۹/۱۱۶ (۷۶) ایضاً (۷۷) المستدرک ۳/۱۲۴ (۷۸) مجمع الزوائد ۹/۱۱۶ (۷۹) ایضاً (۸۰) ایضاً احمد ۳/۳۵۶

صدیق اکبرؓ کو فرمانِ رسولؐ کی وجہ سے مبارک دی پھر تھوڑی دیر کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس درختِ خرما کے پاس سے اہلِ جنت میں کا ایک آدمی نمودار ہو گا تو حضرت عمرؓ نمودار ہوئے ہم نے ان کو بھی فرمانِ رسولؐ کی وجہ سے مبارک دی پھر حضورؐ نے فرمایا اس درختِ خرما کے پاس سے اہل جنت میں کا ایک آدمی آئے گا اے اللہ! آپ چاہیں تو آنے والا علیؓ بنادیں تین مرتبہ فرمایا تو دیکھا حضرتِ علیؓ تشریف لائے۔ (۸۱) طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: ابھی اہلِ جنت میں کا ایک آدمی آئے گا تو حضرتِ علیؓ تشریف لائے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ (۸۲) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ سلمیٰ زوجہ ابی رافع بھی اسی کے مانند نقل کی ہے۔ (۸۳) احمد، طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں اور حاکم نے روایتِ عمرو بن میمون الاودی نقل کی ہے عمرو بن میمون الاودی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک سات آدمی ابن عباسؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے ابن عباسؓ! یا تو آپ ہماری طرف اٹھ کھڑے ہوں یا پھر ان لوگوں کو ہٹادیں ابن عباسؓ نے فرمایا نہیں بلکہ میں خود ہی اٹھتا ہوں وہ ان دنوں تندرست تھے (نابینا ہونے سے پہلے کی بات ہے) راوی کہتے ہیں پھر انھوں نے نبیذ تیار کی اور آپس میں باتیں کرنے لگے مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ انھوں نے کیا کہا۔ راوی کہتے ہیں پھر ابنِ عباسؓ اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے آئے اور یہ کہہ رہے تھے افسوس ایسے شخص کے بارے میں زبان درازی کرتے ہو جس کے حق میں نبی کریم ﷺ فرما چکے ہیں "میں ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی رسوا نہ کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے ہر ایک پھر بنظرِ حسرت دیکھنے لگا (کہ کس کو بلاتے ہیں) حضورؐ نے فرمایا علیؓ کہاں

﴿(۸۱) مجمع الزوائد ۹/ ۱۱۷ (۸۲) مجمع الزوائد ۹/ ۱۱۹ (۸۳) احمد ۱/ ۳۳۰ المستدرک ۳/ ۱۳۲۔﴾

ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ گھر میں غلہ پیس رہے ہیں حضور نے فرمایا کیا کوئی اور آدمی غلہ نہیں پیس سکتا؟ راوی کہتے ہیں پھر حضرت علیؓ تشریف لائے نگاہ کمزور تھی آپؐ نے ان کی آنکھوں میں پھونکا پھر جھنڈا تین مرتبہ ہلا کر حضرتِ علیؓ ہی کو دے دیا (راوی کہتے ہیں) پھر حضرت علیؓ صفیہ بنت حیی کو لائے تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا حضورؐ نے فلاں آدمی کو سورتِ توبہ دیکر بھیجا تھا پھر آپؐ نے حضرتِ علیؓ ہی کو اس کے پیچھے بھیجا تھا حضرتِ علیؓ نے اس سے وہ سورت لے لی۔ اور ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچازاد بھائیوں سے کہا تھا تم میں سے کون میری دنیا و آخرت میں مدد کرے گا سب نے انکار کر دیا تھا ایک علیؓ تھے جنہوں نے فرمایا میں آپ کا مددگار اور دوست ہوں دنیا و آخرت میں۔ اور حضرت علیؓ وہ پہلے شخص ہیں جو حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا مبارک لیا اور اسکو حضرتِ علیؓ، فاطمہؓ اور حضراتِ حسنینؓ پر ڈال دیا اور فرمایا: "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔" حضرتِ علیؓ نے ہی رسول اللہ ﷺ کا لباس پہنا پھر آپؐ کی جگہ میں سوئے۔ مشرکین یہ سمجھ کر کہ رسول اللہ ﷺ ہیں سنگباری کرتے رہے پھر ابوبکرؓ آئے حضرتِ علیؓ سو رہے تھے ابوبکرؓ بھی سمجھے شاید یہ رسول اللہ ﷺ ہیں پھر حضرتِ علیؓ نے ان کو بتایا کہ نبی اکرم ﷺ بیر میمون کی طرف چلے گئے ہیں وہاں آپ ان کو پا سکتے ہیں پھر حضرتِ ابوبکرؓ وہاں چل دیئے اور پھر حضورؐ کی معیت میں غار میں داخل ہوئے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: حضورؐ غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو لیکر نکلے۔ حضرتِ علیؓ نے عرض کیا کہ کیا میں بھی آپؐ کے ساتھ نکلوں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں اس پر حضرت علیؓ رونے لگے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ و مقام میرے

سامنے ایسا ہو جیسا حضرتِ ہارون کا حضرت موسیٰ علیہا السلام کے سامنے تھا مگر یہ بات یقینی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ بات نامناسب ہے کہ میں کہیں جاؤں مگر تم میرے خلیفہ ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی حضرتِ علیؓ سے فرمایا: اے علی! تم ہر مومن و مومنہ کے دوست و مددگار ہو۔ اور پھر آپؐ نے بابِ علیؓ کے سوا تمام دروازے بند کر دیئے تھے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے یہ بھی فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں۔ ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں خبر دی ہے کہ میں اصحابِ شجرہؓ سے راضی ہو چکا ہوں اب اس کے بعد ناراض نہیں ہوں گا۔ ابن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا جب حضرتِ عمرؓ نے حضرتِ حاطب بن ابی بلتعہؓ کی گردن اڑانے کی اجازت مانگی تھی اس وقت حضورِ اکرم ﷺ نے حضرتِ عمرؓ سے فرمایا تھا تجھے کیا خبر اللہ تعالیٰ نے تو اہلِ بدر کی شان میں یہ فرمایا ہے جو جی میں آئے کرو (میں نے تو تم سب کو بخش دیا ہے)۔ (۸۴) طبرانی نے "الاوسط" میں روایت ابن عباسؓ نقل کی ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں: حضرتِ علیؓ کی بارہ خصوصیات ایسی ہیں جو اس امت محمدیہ میں سے کسی کی نہیں ہیں۔ (۸۵) احمد، ابو یعلی، اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضرتِ علی بن ابی طالبؓ کی تین خصوصیات ایسی اعلیٰ و ارفع ہیں اگر ان تین خصوصیات میں سے ایک بھی خصوصیت و خصلت مجھے حاصل ہو جائے تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ پہلی خصوصیت یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کیا پھر اولاد بھی ہوئی۔ دوسری خصوصیت یہ کہ حضور ﷺ نے مسجدِ نبویؐ کی طرف کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے مگر بابِ علیؓ کھلا رکھا تیسری خصوصیت یہ کہ حضور ﷺ نے حضرتِ علیؓ ہی کو خیبر کے دن جھنڈا عطا فرمایا۔ (۸۶) احمد و ابو یعلی

﴿(۸۴) مجمع ۹/ ۱۲۰ (۸۵) ایضاً و احمد ۲/ ۲۶ (۸۶) احمد ۱/ ۹۹، ۱۳۳۔﴾

نے روایتِ علیؓ نقل کی ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں! جب سے رسولِ اکرم ﷺ نے میرے چہرہ پر دستِ شفا پھیرا ہے اور میری آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا ہے تب سے نہ تو میری آنکھ کمزور ہوئی اور نہ سر درد ہوا۔ (۸۷) طبرانی نے "الاوسط" میں روایتِ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: ایک دن شدید گرمی کے دنوں میں حضرتِ علیؓ ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپ کے بدن مبارک پر سردیوں کے کپڑے تھے۔ اور اسی طرح موسمِ سرما میں ایک دن تشریف لائے تو موسمِ گرما کے کپڑے پہنے ہوئے تھے آپؓ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو حضرتِ علیؓ نے فرمایا: (ایکدن) رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی معرکہ میں بھیجا میری نگاہ کمزور تھی حضورؐ نے میری آنکھ میں اپنا لعابِ مبارک رکھا پھر ارشاد فرمایا اپنی آنکھیں کھول میں نے کھولیں تو بالکل ٹھیک تھیں اور حضورؐ نے مجھے یہ دعا بھی دی اے اللہ! علیؓ سے گرمی اور سردی کو دور کر دے۔ آج تک نہ گرمی کا احساس ہوا اور نہ سردی کا۔ (۸۸) احمد نے روایت علیؓ نقل کی ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: میں نے خود کو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دیکھا کہ میں نے بھوک کے مارے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے ہیں اور آج میرا صدقہ چالیس ہزار ہے۔ (۸۹) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! یہود نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: میں ایک ایسے آدمی کے ہاتھ فتح کا جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسولؐ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح نصیب فرمائیں گے اور تجھے تیرے بھائی کے قاتل پر قدرت دیں گے۔ صحابہ کرامؓ ایکدوسرے کی طرف جھانکنے لگے (کہ ہم میں سے کس کو یہ سعادت ملتی ہے) حضورؐ نے حضرتِ علیؓ کی

﴿(۸۷) مجمع الزوائد ۹/ ۱۲۰ (۸۸) مسند احمد ۱/ ۹۹ (۸۹) الکبیر عن ابن عباس ۱۰۰۳۰ ۵ و سنن البیہقی ۶/ ۳۶۲﴾

طرف ایک آدمی روانہ کیا اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھما دیا۔ اس پر حضرتِ علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں میری نگاہ کمزور ہے۔ حضورؐ نے میری آنکھوں میں اپنا لعابِ مبارک لگایا پھر کیا تھا اس کے بعد سے آج تک میری نگاہ کمزور نہیں ہوئی۔ (۹۰) طبرانی نے یہ روایت ایک اور سند سے بھی نقل کی ہے۔ (۹۱) نیز طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیثِ ابی لیلیٰ بھی نقل کی ہے۔ (۹۲) نیز طبرانی نے یہ روایت ایسی اسناد سے نقل کی ہے جن کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے معتمر السری العسقلانی کے کہ اس راوی کا حال مجہول ہے۔ (۹۳) بزّار نے یہ روایت حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ (۹۴) نیز بزّار نے یہ روایت حدیثِ علیؓ نقل کی ہے۔ (۹۵) ابو یعلیٰ نے بھی اس کو نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: حضورؐ نے فرمایا میں ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جو بھاگنے کا نہیں اے علی! یہ جھنڈا لو۔ پھر حضرتِ علیؓ نے وہ جھنڈا اپنے قبضہ میں کیا پھر معرکہ کی طرف روانہ ہو گئے بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فدک اور خیبر فتح فرمایا۔ (۹۶) طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جب حضرتِ علیؓ کو فتح کا جھنڈا عطا فرمایا تھا اس وقت حضرتِ علیؓ کی عمر بیس سال تھی۔ (۹۷) طبرانی نے "الاوسط" میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ حضرتِ علیؓ کی شان ہی میں نازل ہوئی ہے۔ "اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرحمن وُدًّا۔" (بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے رحمٰن ان کو محبت دے گا) (۹۸) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں اور ابو یعلیٰ نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بھنا ہوا پرندہ پیشِ خدمت کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ! میرے

﴿(۹۰) مجمع ۹/ ۱۲۳، الصغیر ۱/ ۱۱ (۹۱) مجمع الزوائد ۹/ ۱۲۴ (۹۲) ایضاً (۹۳) ایضاً (۹۴) ایضاً (۹۵) ایضاً (۹۶) مجمع ۹/ ۱۲۵، الکبیر ۱/ ۶۴ (۹۷) ایضاً (۹۸) ایضاً۔﴾

پاس ایسے آدمی کو بھیج دے جو تجھے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے۔ حضرتِ علیؓ آگئے انھوں نے دروازہ پر دستک دی حضرت انسؓ نے پوچھا کون؟ فرمایا علیؓ! میں نے ان سے یہ کہا کہ حضورؐ ایک ضرورت میں مشغول ہیں وہ واپس چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ پھر دوبارہ کھانے میں مشغول ہونے لگے اور پھر یہی دعا کی اے اللہ! ایسے شخص کو بھیج دے جو تجھے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ میں سے کچھ کھالے۔ پھر حضرتِ علیؓ ہی آئے اور اس بار انھوں نے دروازہ کو زور سے کھٹکھٹایا حتی کہ حضورؐ تک آواز پہنچ گئی حضورؐ نے پوچھا اے انسؓ! دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا علیؓ ہیں۔ فرمایا ان کو اندر آنے دو حضرتِ علیؓ اندر تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ دعا کی کہ یا اللہ! ایسے کو بھیج دے جو تجھے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ میرے ساتھ پرندہ کا گوشت کھائے۔ حضرتِ علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یقین جانیں میں تین مرتبہ حاضر ہوا تھا ہر مرتبہ انسؓ نے مجھے واپس بھیج دیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا اے انس! بھلا تو نے ایسا کیوں کیا؟ حضرتِ انسؓ نے جواب دیا کہ مجھے دراصل یہ بات پسند تھی کہ یہ مبارک دعوت میری قوم کے کسی فرد کو نصیب ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اپنی قومی محبت کی بناء پر قابلِ ملامت نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک باغ میں تھا پھر وہ پرندہ لایا گیا۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے: ام ایمنؓ نے نبی کریم ﷺ کو ہدیۃً پرندہ کا گوشت اور دو روٹیاں بھیجیں تھیں۔ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اس اثناء میں ام ایمنؓ پرندہ کا گوشت لائی تھیں۔ (۹۹) ترمذی نے بھی اس روایت کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔

﴿(۹۹) ترمذی (مناقب) ۱۰/۲۲۳﴾

(۱۰۰)حاکم نے "المستدرک" میں روایت کے بارے میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں: حضرتِ انسؓ نے اس روایت کو صحابہؓ کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے جن کی تعداد تیس سے زیادہ ہے۔ پھر یہ روایت حضرتِ علیؓ، حضرتِ ابی سعید خدریؓ اور حضرتِ سفینہؓ سے بصحتِ سند منقول ہے۔ (۱۰۱)بزار نے اور طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ سفینہؓ نقل کی ہے، حضرت سفینہؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے یہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں چند پرندے بطور ہدیہ پیش کیے گئے۔ میں نے آپؐ کے لئے سارے پرندے نہیں بلکہ کچھ تو تیار کر دیئے (باقی رکھ لئے) اگلے دن صبح کو رکھے ہوئے پرندے حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے حضورؐ نے پوچھا یہ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کل گزشتہ کچھ حصہ بچا تھا یہ وہی بچا ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے تجھے کہا نہ تھا کہ کل کے لئے ذخیرہ ہرگز نہ کیا کرو۔ ہر دن کا رزق مقرر ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ! ایسے شخص کو میرے پاس اس پرندہ کا گوشت کھانے کے لئے بھیج دے جو آپ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہو (چنانچہ حضرتِ علیؓ تشریف لائے۔) (۱۰۲)طبرانی یہ روایت "الکبیر" میں بھی نقل کی ہے۔ (۱۰۳)احمد نے حدیثِ بُریدہ بن الخصیب نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بریدہؓ سے فرمایا کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں حضورؐ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھ۔ اور اگر تو اس سے محبت رکھے تو خوب محبت رکھ۔ بریدہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ کے اس فرمان کے بعد حضرتِ علیؓ سے بڑھ کر اور کوئی بھی مجھے زیادہ محبوب و عزیز نہ رہا۔ (۱۰۴)احمد وبزار نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں: علیؓ کی بے آبروئی نہ کر کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد تمہارے دوست ہے۔ (۱۰۵)ترمذی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ (۱۰۶)احمد نے روایت ابی سعید خدریؓ نقل کی ہے۔ ابی سعید خدریؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن خطبہ دینے کے

﴿(۱۰۰)المستدرک ۳/۱۳۰ (۱۰۱)الکبیر ۷/۹۶ (۱۰۲)مجمع ۹/۱۲۶ (۱۰۳)احمد ۵/۳۵۰ (۱۰۴)مجمع ۹/۱۲۸ (۱۰۵)ترمذی ۱۰/۲۳۰ (۱۰۶)المسند ۳/۸۶﴾

لئے کھڑے ہوئے فرمایا: اے لوگو! علیؓ کی شکایت نہ کیا کرو۔ خدا کی قسم وہ اللہ کی ذات (یا یہ فرمایا) اللہ کی راہ میں زیادہ سخت ہیں۔ (۱۰۷) احمد، طبرانی اور بزّار نے حدیثِ عمرو بن شاس الاسلمی نقل کی ہے یہ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے یہ فرماتے ہیں: میں ایک دن حضرتِ علیؓ کے ساتھ یمن کو گیا۔ سفر کے دوران انھوں نے میرے ساتھ کوئی زیادتی کی۔ مجھے جس پر غصہ آیا۔ جب میں مدینہ آیا تو مسجد میں مَیں نے اس کی شکایت کا اظہار کیا حتی کہ وہ بات رسول اللہ ﷺ نے سُن لی۔ صبح کو جب میں مسجد آیا تو دیکھا رسول اللہ ﷺ چند اصحابِ پاکؓ کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔ جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو آپؐ نے مجھے اپنی مبارک آنکھوں سے دور کر دیا ہٹا دیا۔ مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ حتی کہ جب میں بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا: اے عمرو! خُدا کی قسم تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا کی پناہ پکڑتا ہوں اس بات سے کہ آپ کو تکلیف دوں۔ حضورؐ نے فرمایا: کیوں نہیں جس نے حضرتِ علیؓ کو اذیت پہنچائی یقین جان لو اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ (۱۰۸) حاکم نے بھی اس روایت کو نقل کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ (۱۰۹) ابو یعلی اور بزّار نے حدیثِ سعد بن ابی وقاصؓ نقل کی ہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں: میں ایک دن مسجد میں بیٹھا تھا میرے ساتھ دو اور آدمی بھی تھے ہم نے حضرتِ علیؓ کے بارے میں کچھ کہا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں تشریف لائے۔ چہرہ انوار پر غصہ کے آثار نمایاں تھے ہم نے خدا کی پناہ پکڑی۔ حضورؐ نے فرمایا: کیا حال ہے تمھارا یاد رکھو جس نے حضرتِ علیؓ کو تکلیف پہنچائی یقیناً اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ (۱۱۰) ابو یعلی نے سعد بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک

(۱۰۷) المسند ۳/۴۸۳ (۱۰۸) مستدرک ۳/۱۲۲ (۱۰۹) مجمع ۹/۱۲۹ (۱۱۰) مجمع ۹/۱۳۰

سے حضرتِ علیؓ کی شان میں اتنے فضائل سنے ہیں اگر میرے سر پر آرا بھی رکھ دیا جائے پھر بھی میں شانِ علیؓ میں بد گوئی یا بد زبانی نہیں کرونگا۔ (۱۱۱) احمد نے امّ سلمہؓ سے نقل کیا ہے۔ امِ سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، "جس نے علیؓ کو بُرا بھلا کہا اس نے یقیناً مجھے بُرا بھلا کہا۔" (۱۱۲) حاکم نے مزید یہ الفاظ نقل کئے ہیں: اور جس نے مجھے بُرا بھلا کہا اس نے یقین جانو اللہ پاک کو بُرا بھلا کہا۔ (۱۱۳) یہ مذکورہ روایت طبرانی نے "الصغیر، الکبیر اور الاوسط" میں اور ابو یعلی نے بھی نقل کی ہے۔ (۱۱۴) طبرانی نے "الکبیر" میں اور بزّار نے یہ الفاظ بھی بروایتِ سلمانؓ نقل کئے ہیں، تجھ سے محبت رکھنے والا مجھ سے محبت رکھنے والا ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا در اصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ (۱۱۵) عبد اللہ بن احمد، بزّار اور ابو یعلی اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ علیؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ علیؓ فرماتے ھیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور پھر فرمایا: تیری مثال حضرتِ عیسی علیہ السلام جیسی ھے یہود نے حضرتِ عیسی علیہ السلام سے بغض رکھا اور انکی والدہ (مریم علیھا السلام) پر بہتان تراشی کی اور نصاری نے حضرتِ عیسی علیہ السلام سے اس درجہ محبت کی کہ انکو اس مقام تک پہنچادیا جسکے وہ اہل نہ تھے (یعنی خدا بنالیا) حضرتِ علیؓ فرماتے ھیں: خبردار! میرے بارے میں دو آدمی ہلاک و برباد ہوں گے ایک وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والا ہے۔ محبت میں وہ حد کو پھلانگ جاتا ھے مجھے اس درجہ و مرتبہ تک پہنچادیتا ہے جس کا میں اہل نہیں۔ دوسرا وہ بُغض رکھنے والا آدمی جو مجھے صرف بغض و عدوات کی بناء پر بُرا بھلا کہتا ہے۔ یاد رکھو! نہ تو میں نبی ہوں اور نہ کوئی وحی میری طرف آتی ہے۔ میں تو حتی المقدور کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتا ہوں۔ لہٰذا اطاعتِ خداوندی کا اگر میں تم کو حکم دوں تو خواہ تمھیں اچھا لگے یا بُرا میری اطاعت تم پر لازم ہے۔

﴿(۱۱۱) احمد ۶/۳۲۳ (۱۱۲) المستدرک ۳/۱۲۱ (۱۱۳) و (۱۱۴) مجمع الزوائد ۹/ ۱۳۰۔۱۳۲ (۱۱۵) المستدرک ۳/۱۲۳﴾

(۱۱۶)احمد اور حاکم نے حدیث ابی سعیدؓ نقل کی ہے حضرت ابی سعیدؓ فرماتے ہیں: ہم بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے' آپ ؐ کسی زوجہء مطہرہ کے گھر سے تشریف لائے تو ہم اس کے بعد کھڑے ہو گئے۔ آپ کا نعلِ مبارک ٹوٹ گیا۔ حضرتِ علیؓ نعلِ مبارک سینے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور خود نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ آگے چل دیئے پھر آپؐ ان کا انتظار کرنے لگے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ انتظار کرنے لگے۔ اس موقع پر آپؐ نے فرمایا: تم میں بعض لوگ ایسے ہیں جو تاویلِ قرآن پر مقاتلہ کرتے ہیں جیسا کہ میں خود تنزیلِ قرآن پر مقاتلہ کرتا ہوں۔ ہم نے ادھر اُدھر جھانکا کہ وہ شخص کون ہے۔ ہم میں ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ موجود تھے۔ صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا کیا وہ شخص میں ہوں فرمایا نہیں عمر فاروقؓ نے فرمایا کیا میں ہوں فرمایا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص وہ ہے جو نعلِ مبارک سینے والا ہے (حضرت علیؓ) ہم لوگ حضرتِ علیؓ کے پاس خوشخبری سنانے کے لئے گئے تو حضرت علیؓ نے خاص توجہ نہیں دی ایسا لگتا تھا جیسا کہ انھوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔

(۱۱۷)بزار و حاکم نے حدیثِ ابی ذرؓ نقل کی ہے۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علیؓ! جو مجھ سے جدائی اختیار کرے اللہ اس کو جدا کرے اور جس نے تجھ سے جدائی اختیار کی تحقیق اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کی۔ (۱۱۸)احمد، طبرانی اور بزار نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ عمارؓ اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو سب سے بڑا بد بخت بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیں فرمایا ایک تو قومِ ثمود کا اُحیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر اتنے زور سے تلوار مارے گا کہ تیری داڑھی خون سے تر ہو جائی گی۔ (۱۱۹)طبرانی نے بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ (۱۲۰)احمد، بزار نے حدیثِ فضالہ بن ابی فضالہ الانصاری نقل کی ہے کہ ایک

﴿(۱۱۶)المستدرک ایضاً واحمد ۳/ ۸۲ (۱۱۷)المستدرک ۳/ ۱۲۳، ۱۲۴ (۱۱۸)مجمع ۹/ ۱۳۶ (۱۱۹)ایضاً (۱۲۰)احمد ۱/ ۱۰۲، المستدرک ۳/ ۱۱۳﴾

دن حضرت علیؓ بیمار ہوئے تو فرمایا میں اس مرض یا تکلیف سے نہیں مروں گا کیونکہ رسول پاک ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک کہ میری داڑھی خونِ قتل سے رنگین نہ ہو جائیگی۔ (١٢١) طبرانی نے بھی اس طرح کی روایت حسن عن ابی الاسود عن علی نقل کی ہے۔ (١٢٢) حاکم نے "المستدرک" میں حدیث ابی ذرؓ نقل کی ہے۔ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس نے میرا کہا مانا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کا کہا مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے حضرت علیؓ کا کہا مانا اس نے یقیناً میرا کہا مانا اور جس نے حضرت علیؓ کا کہا نہ مانا اس نے یقیناً میرا کہا نہ مانا۔ (١٢٣) حاکم نے "المستدرک" میں حدیث ابن ابی ملیکہؓ بھی نقل کی ہے یہ فرماتے ہیں : ملکِ شام سے ایک آدمی آیا اور ابنِ عباسؓ کے سامنے حضرتِ علیؓ کو بُرا بھلا کہنے لگا ابن عباسؓ نے اس کو سنگریزے مارے اور فرمایا : اے دشمن خدا! تو نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے اور قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه' لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا و الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَا بًا مُّهِيْنًا : یعنی جو لوگ اللہ و رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اس پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (١٢٤) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ انس بن مالکؓ بھی نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ علیؓ سے ارشاد فرمایا : میرے بعد جس چیز میں لوگ اختلاف کریں تم اس کی وضاحت و شرح کرنا۔ (١٢٥) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ اُمّ سلمہؓ نقل کی ہے۔ امّ سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے : علیؓ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتی کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد

(١٢١) مجمع ٩/١٣٨ (١٢٢) المستدرک ٣/١٢١ (١٢٣) المستدرک ٣/١٢١-١٢٢ (١٢٤) ایضاً (١٢٥) المستدرک ٣/١٢٤

ہوں گے۔ (۱۲۶) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ علیؓ نقل کی ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک علیؓ پر رحم فرمائے۔ اے اللہ! علیؓ جہاں بھی پھرے حق کو اس کے ساتھ پھیر دے۔ (۱۲۷) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ زید بن ارقمؓ نقل کی ہے۔ زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ میری حیات کی طرح وہ باحیات رہے اور میری وفات کی طرح وہ وفات پائے اور اُس جنت الخلد میں رہے جس کا میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے تو اُسے چاہیئے کہ علی بن ابی طالبؓ سے محبت کرے کیونکہ یہ محبّت علیؓ تمھیں کبھی بھی راہِ ہدایت سے نہیں بھٹکائے گی اور ضلالت و گمراہی میں جانے نہ دے گی۔ (۱۲۸) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابی ذرؓ نقل کی ہے ابو ذرؓ فرماتے ہیں: ہم منافقین کو ان تین وجوہات کی بناء پر پہچان لیتے تھے ایک اللہ ورسول کی تکذیب کرنے دوسرے نمازوں سے پیچھے رہنے اور تیسرے حضرتِ علیؓ سے بغض رکھنے سے۔ (۱۲۹) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ جابرؓ نقل کی ہے حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حدیبیہ کے روز اس وقت رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جبکہ آپؐ حضرتِ علیؓ کا بازو پکڑے یہ فرمارہے تھے: یہ نیک کاروں کا امیر، بدکاروں سے لڑنے والا اس کی مدد کرنے والا خود منصور اور اس کو رسوا کرنے والا خود رُسوا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ کلمات باآوازِ بلند کہے۔ (۱۳۰) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ اسعد بن زرارہؓ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تین مرتبہ میری طرف علیؓ کے بارے میں یہ وحی آئی ہے کہ علی مومنوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور جن کے اعضاء قیامت کے روز روشن ہوں گے ان کے قائد ہیں۔

﴿(۱۲۶) المستدرک ۳/ ۱۲۴۔ ۱۲۵ (۱۲۷) المستدرک ۳/ ۱۲۸ (۱۲۸) المستدرک ۳/ ۱۲۹ (۱۲۹) ایضاً (۱۳۰) المستدرک ۳/ ۱۳۷۔ ۱۳۸﴾

فصل

خلفائے اربعہؓ کے عمومی مناقب

اس سے پہلے مستقل فصول میں ہر خلیفہ راشدؓ کے مناقب و فضائل خصوصیت کے ساتھ ذکر کیے گئے۔ اب یہاں پر ہم وہ احادیثِ مبارکہ ذکر کریں گے جن کا تعلق عمومی طور پر خلفائے اربعہؓ کے فضائل کے ساتھ ہے۔

۱۔ حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر مہربان ابو بکرؓ ہیں اور اللہ کے دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔ اور حیاو شرم میں سب سے زیادہ عثمانؓ ہیں اور قضاو فیصلہ کے امور میں سب سے بڑے علیؓ ہیں۔

۲۔ امام رافعیؒ نے حضرتِ ابی ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ آپؐ کو سلام فرماتے ہیں اور آپؐ سے یہ فرماتے ہیں کہ روزِ قیامت تمام لوگ پیاسے آئیں گے مگر وہ شخص جس نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ سے محبت کی ہو گی (وہ پیاسا نہ ہو گا) ۳۔ ابو نعیمؒ نے "فضائل الصحابۃ" میں اور خطیبؒ و ابن عساکرؒ نے روایت جابرؓ نقل کی ہے حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کے سوا سارے جہاں پر میرے صحابہؓ کو پسند کر لیا ہے اور پھر میرے صحابہؓ میں سے چار اشخاص کو میرے لئے منتخب کیا ہے اور ان کو میرے بہترین اصحاب بنایا ہے وہ چار یار یہ ہیں :۔ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ۔ اس روایت کی سند میں راوی سلیمان بن عیسیٰ السجزی ہیں وہ واضع الحدیث ہے اور اس ضمن میں جو احادیثِ مبارکہ وارد ہیں ان میں

اکثر موضوع و مکذوب ہیں اور بعض کی اسناد ضعیف ہیں لیکن گزشتہ صفحات میں جو ادلۂ فضائلِ صحابہؓ سے متعلق خصوصیت کے ساتھ مستقل اور علیحدہ فصول میں ذکر کئے گئے ہیں وہی کافی ہیں اور یہ چند احادیثِ مبارکہ محض تنبیہ کے لئے ہم نے ذکر کر دی ہیں اور خصوصاً فضائل خلفاء کے متعلق سب سے احسن حدیث یہ ہے : میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہو گی، یہ حدیث صحیح ہے اسی طرح حدیث عرباض بن ساریہؓ کہ حضور ﷺ نے فرمایا : میری سنت اور خلفائے راشدینؓ کی سنت کو لازم پکڑو یہ دین ہے اس پر مضبوطی سے عمل کرو۔ یہ حدیث بھی حدیثِ حسن ہے۔

فصل

حضرتِ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل

(۱) ترمذی وابن ماجہ نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو یہ بات خوش کن ہو کہ وہ روئے زمین پر چلتے ایک شہید کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھ لے۔ (۲) بخاری نے حدیثِ قیس بن ابی حازم نقل کی ہے قیس فرماتے ہیں کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہؓ کے اس ہاتھ کو دیکھا جس ہاتھ سے طلحہ نے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی تھی کہ وہ شل تھا۔ (۳) ابن عساکر نے ابی ھریرہؓ اور ابی سعیدؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: طلحہؓ روئے زمین پر چلتے ہوئے ایک شہید ہیں۔ (۴) حاکم نے "المستدرک" میں اور طبرانی نے "الاوسط" میں روایتِ ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: غزوہ احد کے دن میرے قریب سوائے جبریل علیہ السلام اور طلحہؓ کے کوئی نہ تھا جبریلؑ میرے دائیں طرف اور طلحہؓ بائیں جانب تھے۔ (۵) ترمذی وابن ماجہ نے حدیثِ معاویہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طلحہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے (۶) ابنِ عساکر نے بھی حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے (۷) احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے "المستدرک" میں ابنِ زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا طلحہؓ نے جنت واجب کر لی یہ اس وقت فرمایا جب طلحہؓ نے حضورؐ کے ساتھ تعاون کیا تھا (وہ یہ تھا کہ حضورؐ ایک پتھر کے اوپر طلحہ پر پاؤں رکھ کر چڑھے تھے)۔ (۸) ابو نعیم نے "فضائل الصحابۃ" میں روایتِ عمرؓ نقل کی ہے کہ

(۱) ترمذی (مناقب طلحہ ۱۰/۲۴۲، ابنِ ماجہ ۱/۵۹ (۲) بخاری (فتح الباری) ۷/۶۶ (۳) تہذیب ابن عساکر ۷/۸۰ (۴) المستدرک ۳/۳۷۸ (۵) ترمذی (تحفہ تفسیر الاحزاب ۹/۶۳، ابنِ ماجہ ۱/۶۰ (۶) تہذیب ابن عساکر ۷/۸۰ (۷) احمد ۱/۱۶۵، ترمذی الجہاد والفضائل (تحفہ ۱۰/۲۴۱ (۸) کنز العمال رقم ۳۳۳۶۵

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے طلحہؓ کل کو میرے ذمہ ہے کہ تجھے جنت دلاؤں۔ (۹) ترمذی نے طلحہؓ سے روایت کی ہے طلحہؓ فرماتے ہیں حضورِ پر نور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا، طلحہؓ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ (۱۰) نسائی نے روایتِ جابرؓ نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے طلحہؓ سے فرمایا: اگر تو صرف بسم اللہ کہے تو فرشتے تجھے آسمان پر پہنچادیں اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہیں۔ (۱۱) ابو بکر الشافعی نے "الغیلانیات" میں اور دیلمیؒ اور ابنِ عساکرؒ نے روایتِ عمرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: اے طلحہؓ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ کے لئے یہ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے ہولناک مناظر میں مَیں اس وقت تک تمہارے ساتھ ہوں جب تک کہ میں تجھے نجات نہ دلا دوں۔ (۱۲) دیلمیؒ نے روایتِ جابرؓ نقل کی ہے، کہ حضورِ اکرم علیہ السلام نے فرمایا: طلحہؓ کے سوا کسی نے اُحد کے دن میرے ساتھ صبر نہیں کیا۔ طلحہؓ اپنے ہاتھ سے مجھے شر سے بچاتے تھے۔ (۱۳) طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ عروہ بن زبیرؓ نقل کی ہے کہ حضرتِ طلحہؓ بدر کے دن ملک شام میں تھے (غزوۂ بدر ختم ہونے کے بعد) جب وہاں سے آئے اور رسول اللہ علیہ السلام سے حصہ کے بارے میں بات چیت کی تو حضورؐ نے ان کا بھی حصہ لگا دیا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ السلام میرا ثواب فرمایا تم کو ثواب بھی ملے گا۔ (۱۴) ابو یعلیٰ نے اور طبرانی نے "الاوسط" میں روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم علیہ السلام نے فرمایا: جس کو یہ بات خوش کن ہو کہ وہ روئے زمین پر ایسے شخص کو چلتے دیکھے جس نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے اسے چاہئے کہ وہ طلحہؓ کو دیکھ لے۔ (۱۵) ابن عدی اور ابنِ عساکر نے روایتِ ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: طلحہؓ جنتی ہیں۔ (۱۶) ابو نعیم اور ابنِ عساکر

﴿(۹) ترمذی (مناقب طلحہ) ۱۰/۲۴۴ (۱۰) النسائی کتاب الجہاد ۶/۲۵ (۱۱) کنز العمال رقم ۳۳۳۷۳ (۱۲) کنز ایضاً رقم ۳۳۳۷۷ (۱۳) الکبیر ۱/۶۸ (۱۴) مجمع الزوائد ۹/۱۴۸ (۱۵) تہذیب ابن عساکر ۷/۸۱ (۱۶) ایضاً﴾

نے طلحہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرتِ زبیرؓ سے فرمایا: کیا تم ایسے شخص کی شکایت کرتے ہو جس نے جنت واجب کر لی ہے (حضرتِ طلحہؓ)۔(۱۷) نیز ابنِ ابی شیبہ اور ابو یعلی نے حدیثِ زبیرؓ نقل کی ہے اور اس کی تصحیح کی ہے۔(۱۸) حاکم نے "المستدرک" میں طلحہؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ طلحہؓ فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؐ کے ہاتھ میں بہی میوہ تھا آپؐ نے وہ میری طرف پھینکا اور فرمایا: اے ابو محمد! یہ لے لو کیونکہ یہ بہی (میوہ) دل کو آرام پہنچاتا ہے۔(۱۹) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ رفاعہ بن ایاس عن ابیہ عن جدہٗ نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم لوگ جنگِ جمل میں حضرتِ علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضرتِ علیؓ نے ایک شخص حضرتِ طلحہؓ کی طرف بلا بھیجا وہ آئے تو حضرتِ علیؓ نے ان سے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: جس کا میں دوست ہوں علیؓ اس کے دوست ہیں اے اللہ جو علیؓ کو دوست رکھے اسکو تو دوست رکھ جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ حضرت طلحہؓ نے جواب دیا جی میں نے سنی ہے تو حضرت علیؓ نے جواب دیا تو پھر میرے ساتھ کیوں لڑتے ہو؟ فرمایا کہ مجھے یاد نہیں رہی پھر حضرت طلحہؓ چلے گئے۔(۲۰) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ثور بن مجزاۃ نقل کی ہے۔ حضرت ثور فرماتے ہیں۔ میں جنگِ جمل کے دن حضرت طلحہؓ کے پاس سے گزرا وہ زمین پر گرے ہوئے تھے آخری حالت تھی میں ان کے پاس آ کھڑا ہوا انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ میں ایک آدمی کے چہرہ کو چاند کی طرح منور دیکھتا ہوں تو کون ہے؟ میں نے کہا میں امیر المؤمنین حضرتِ علیؓ کے ساتھیوں میں سے ہوں پھر حضرتِ طلحہؓ نے فرمایا اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں تیرے ہاتھ پر بیعت کروں میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا انھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی

﴿(۱۷) مسند رقم ۳۶۶۰۸ (۱۸) المستدرک ۳/ ۷۰ (۱۹) المستدرک ۳/ ۷۱ (۲۰) المستدرک ۳/ ۳۷۳﴾

اور پھر جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ میں حضرتِ علیؓ کی خدمت میں آیا اور قولِ طلحہؓ سے ان کو مطلع کیا تو حضرتِ علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر، اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ طلحہؓ کو جنت میں اس وقت داخل فرمائیں گے جب وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ (۲۱) حاکم نے "المستدرک" میں طلحہؓ سے نقل کیا ہے۔ حضرتِ طلحہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کو میرا نام "طلحۃالخیر" اور غزوۃالعشیرۃ میں "الفیاض" اور غزوۂ حنین میں طلحۃالجود رکھا تھا۔ (۲۲) حاکم نے "المستدرک" میں طلحہؓ سے نقل کیا ہے حضرتِ طلحہؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں بُصریٰ کے بازار میں موجود تھا کہ اچانک ایک راہب کو سنا کہ وہ اپنے عبادت خانے میں یہ کہہ رہا تھا لوگوں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم کا رہنے والا ہے؟ طلحہؓ فرماتے ہیں میں نے کہا جی ہاں میں ہوں۔ راہب نے کہا کیا احمد نامی کوئی شخص ظاہر ہوا ہے؟ میں نے کہا کون احمد؟ راہب نے کہا عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہوگا وہ ایک نبی ہیں حرم سے ان کا ظہور ہوگا اور اس کی ہجرت پتھریلی اور نخلستانی زمین کی طرف ہوگی۔ طلحہؓ فرماتے ہیں میرے دل میں اس کی بات بیٹھ گئی میں جلدی سے مکہ آیا میں نے یہاں پوچھا کہ کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا؟ لوگوں نے کہا ہاں! محمدؐ بن عبد اللہ صادق وامین نے دعوی نبوت کیا ہے اور ابن ابی قحافہ (حضرتِ ابو بکرؓ) نے ان کی اتباع بھی کی ہے۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرتِ ابو بکرؓ کے پاس آیا میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے ان کی اتباع کی ہے؟ حضرتِ ابو بکرؓ نے فرمایا جی ہاں میں نے کہا ان کے پاس جاؤ اور ان کی اتباع بھی کرو کیونکہ وہ دعوتِ حق دے رہے ہیں۔ حضرتِ ابو بکرؓ، حضرتِ طلحہؓ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں لے گئے جہاں پھر حضرتِ طلحہؓ مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضرتِ طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو راہب کی ساری بات بھی بتائی جس پر رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے۔"

﴿(۲۱) المستدرک ۳/ ۳۷۴ (۲۲) المستدرک ۳/ ۳۶۹﴾

فصل

حضرتِ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) بخاری مسلم وغیرہ نے حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک ہر نبی اور پیغمبر کے کچھ حواری (مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن العوامؓ ہیں۔ (۲) ترمذی، حاکم نے حدیثِ علیؓ نقل کی ہے (۳) نیز ابن عساکر نے حدیثِ زبیرؓ نقل کی ہے۔ (۴) دار قطنی نے "الافراد" میں اور ابن عدی نے بھی حدیثِ ابی موسیٰؓ نقل کی ہے۔ (۵) زبیر بن بکار، ابن سعد اور ابن عساکر نے حدیثِ ابن عمرؓ نقل کی ہے۔ (۶) احمد، بزار اور طبرانی نے حدیثِ عبداللہ بن زبیرؓ صحیح سند کے ساتھ نقل کی ہے اور بزار نے حدیثِ عائشہؓ ایسی سند کے ساتھ نقل کی ہے جس کے رواۃ ثقہ ہیں۔ (۷) زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مردوں میں سے میرے حواری زبیرؓ اور عورتوں میں سے عائشہؓ ہیں۔ (۸) احمد نے "المسند" میں حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: زبیر میرے پھوپھی زاد بھی ہیں اور میری امت میں سے میرے حواری بھی ہیں۔ (۹) ابنِ عساکر نے یزید بن ابی حبیبؒ سے معضلاً روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مردوں میں سے بھی ایک حواری (خاص مددگار) ہے اور عورتوں میں سے بھی ایک حواری ہے زبیرؓ مردوں میں سے اور عائشہؓ عورتوں میں سے میرے حواری ہیں۔ (۱۰) ابوبکر الشافعی نے "الغیلانیات" میں اور نیز ابن عساکر

﴿(۱) بخاری (مناقب الزبیر) ۷/ ۶۴، مسلم ۲/ ۱۱۳ (۲) ترمذی (مناقب الزبیر ۱۰/ ۲۴۶، المستدرک ۳/ ۳۶۷ (۳) تہذیب ابن عساکر ۵/ ۳۶۱ (۴) کنز العمال رقم (۳۳۲۹۷) (۵) ابن سعد ۳/ ۱۰۵، تہذیب ابن عساکر ۱/ ۳۵۱ (۶) مجمع الزوائد ۹/ ۱۵۱ (۷) کنز العمال (۳۳۲۹۱) (۸) احمد ۳/ ۳۰۷ (۹) تہذیب ابن عساکر ۵/ ۳۶۱ (۱۰) تہذیب ابن عساکر ۵/ ۳۶۱﴾

نے عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ حضورِ پاک ﷺ نے حضرتِ زبیرؓ سے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام ہیں آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ میں قیامت کے دن تیرے ساتھ ہوں جب تک کہ جہنم کے انگارہ کو تجھ سے ہٹانہ دوں۔ (۱۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے حضرت عروہؓ فرماتے ہیں اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص نے تلوار سونتی وہ زبیر بن عوامؓ ہیں۔ (۱۲) طبرانی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: حضرت علیؓ کی جنگِ جمل میں حضرتِ زبیر بن العوامؓ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت علیؓ نے حضرتِ زبیرؓ سے فرمایا اگر آپ ہمارے ساتھ لڑتے نہیں ہیں تو ہمارے خلاف تعاون بھی نہ کریں۔ حضرتِ زبیرؓ نے فرمایا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں واپس چلا جاؤں۔ حضرتِ علیؓ نے فرمایا: میں یہ کیسے نہ چاہوں گا جبکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھی اور ماموں زاد بھی ہیں اور حواری رسولِ پاک ﷺ بھی ہیں۔ (۱۳) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں شیخ موصلی سے روایت کی ہے شیخ موصلی فرماتے ہیں: میں کسی سفر میں زبیر بن العوامؓ کے ساتھ تھا کہ ان کو ایک ویرانے میں حالتِ جنابت لاحق ہوگئی انھوں نے مجھ سے فرمایا میرے لئے پردہ کا انتظام کرو میں نے کردیا اچانک نظر پڑی تو انکے جسم کو تلوار سے چھلنی دیکھا میں نے ان سے کہا خدا کی قسم! میں نے آپکے بدن پر اتنے نشاناتِ زخم دیکھے کہ کسی کے بدن پر اتنے نہیں دیکھے۔ حضرتِ زبیرؓ فرمانے لگے کیا واقعی تو نے وہ زخم کے نشانات دیکھ لئے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا خدا ان زخموں میں سے ہر زخم حضورؐ کی محبت میں اور فی سبیل اللہ لگا ہے۔ (۱۴) حاکم نے "المستدرک" میں عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں، حضرتِ زبیرؓ اسلام لائے اور حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک تھے اور ہر غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے

﴿(۱۱) الکبیر ۱/ ۷۸ (۱۲) مجمع الزوائد ۹/ ۱۵۱ (۱۳) المستدرک ۳/ ۳۶۰، الکبیر ۱/ ۷۹ (۱۴) المستدرک ۳/ ۳۶۰﴾

ہمراہ تھے۔(۱۵)حاکم نے "المستدرک" میں عروہؓ سے روایت کی ہے عروہؓ فرماتے ہیں ایک بار مکہ معظمہ میں افواہ اڑی کہ نبی کریم ﷺ کو کفار نے قید کر لیا ہے یہ بات حضرتِ زبیرؓ نے سن لی اس وقت وہ صرف گیارہ سال کے تھے پس تلوار سونتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ حضور نے پوچھا کیوں کیا بات ہے؟ عرض کی میں اس شخص کو مارنا چاہتا ہوں جس نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ (یعنی مجھے آپؐ کی گرفتاری کی خبر ملی تھی) نبیِ برحق ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور یہ پہلی تلوار تھی جو فی سبیل اللہ سونتی گئی۔ (۱۶)حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ علیؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: اسلام کا پہلا غزوہ غزوۂ بدر تھا اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا تو حضرتِ زبیرؓ کا تھا اور دوسرا گھوڑا حضرتِ مقداد بن اسودؓ کا تھا۔(۱۷)حاکم نے "المستدرک" میں زبیرؓ سے بھی روایت کی ہے حضرتِ زبیرؓ فرماتے ہیں: خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے تمام غزوات اور سرایا میں شریک تھا۔ (۱۸)حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ زبیر بن عوامؓ نقل کی ہے کہ حضرتِ زبیرؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سوا کسی کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہو کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔ فرمایا میرے علم میں نہیں ہے۔(۱۹)حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ہشام بن عروہ عن ابیہ عن مروان نقل کی ہے مروان فرماتے ہیں کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پڑی تھی اس سال حضرتِ عثمانؓ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپؓ حج کے لئے بھی نہ جا سکے اور آپ نے وصیت بھی کر دی پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک آدمی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ حضرتِ عثمانؓ نے پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو

﴿(۱۵)ایضاً(۱۶)المستدرک ۳/۲۰(۱۷)المستدرک ۳/۳۶۰(۱۸)المستدرک ۳/۳۶۲(۱۹)المستدرک ۳/۳۶۳﴾

گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے آدمی حاضر ہوئے انھوں نے بھی یہی کہا آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنادیں۔ آپ نے اس سے بھی وہی بات پوچھی جو پہلے سے پوچھی تھی۔ حضرتِ عثمانؓ نے فرمایا کہ غالباً حضرت زبیرؓ کی طرف لوگوں کا رجحان ہے انھوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق وہ زبیرؓ سب سے بہتر ہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھی سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ (۲۰) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے حضرتِ عائشہؓ نے عروہ بن زبیرؓ سے فرمایا اے بیٹے! تیرے والد اس آیت کا مصداق تھے۔ "اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَہُمُ الْقَرْحُ" یعنی وہ لوگ جنھوں نے زخم پہنچنے کے بعد اللہ اور رسول کا کہا مانا۔ (۲۱) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ علیؓ نقل کی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کے زبان مبارک سے یہ ارشاد سنا ہے آپؐ نے فرمایا طلحہؓ اور زبیرؓ جنّت میں میرے ہمسایہ ہیں۔ (۲۲) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ علیؓ ابی سعید خدریؓ سے نقل کی ہے حضرتِ ابی سعیدؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے حواری کو گالی نہ دو۔ کیونکہ اس کا کفارہ قتل ہے۔ (۲۳) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ عبد اللہ بن زبیر عن ابیہ بھی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک خوشگوار صبح کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ جب میں آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ کسی زوجہ مطہرہ کے ساتھ لحاف میں تھے (چونکہ وہ بچے تھے) آپؐ نے مجھے بھی لحاف میں داخل کر لیا پھر ہم تین ہو گئے۔ (۲۴) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابی الاسود الدؤلی نقل کی ہے۔ ابی الاسود فرماتے ہیں، میں اس وقت حضرتِ زبیرؓ کے پاس موجود تھا جب وہ حضرتِ علیؓ کے ساتھ لڑنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے

﴿(۲۰) ایضاً سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۲ (۲۱) المستدرک ۳/۳۶۴ (۲۲) ایضاً (۲۳) ایضاً (۲۴) المستدرک ۳/۳۶۶﴾

حضرتِ زبیرؓ سے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم ان سے (حضرتِ علیؓ سے) جنگ کرو گے اور تم اس پر اس وقت ظلم کر رہے ہو گے۔ سیّدنا زبیرؓ کو وہ حدیثِ رسول ﷺ یاد آگئی اور میدانِ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے۔ (۲۵) ''المستدرک'' میں حدیثِ قیس بن ابی حازم بھی منقول ہے کہ حضرتِ علیؓ نے حضرتِ زبیرؓ سے فرمایا: کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں جب میں اور آپ سقیفہ بنی انصار میں تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا تو اس سے محبت رکھتا ہے؟ آپ نے جواباً کہا تھا کیوں نہیں پھر آپؐ نے فرمایا تھا عنقریب تو اس (حضرتِ علیؓ) کے خلاف خروج کرے گا اور اس سے جنگ کرے گا اور تب تو اس پر ظلم کر رہا ہو گا یہ سن کر حضرتِ زبیرؓ میدان سے واپس چلے گئے۔ (۲۶) ''مستدرک'' ہی میں ایک دوسری سند یعنی ابی عمرو المازنی سے مزید یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ حضرتِ زبیرؓ نے جواباً فرمایا جی ہاں حضورؐ نے فرمایا تھا لیکن مجھے یہ حدیث یاد نہ رہی۔ (۲۷) یعقوب بن سفیان اور ابو نعیم نے ''المعرفہ'' میں نیز ابن عساکر نے عروہ سے نقل کیا ہے کہ مطیع الاسدی فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطابؓ کو فرماتے سنا ہے: اگر میں کوئی وصیت کروں یا کچھ ترکہ چھوڑوں تو حضرتِ زبیرؓ ہی مجھے محبوب ہیں جو اس کے لائق ہیں، کیونکہ حضرتِ زبیرؓ، دین کے ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔ (۲۸) دار قطنی نے ''الافراد'' میں اور ابو نعیم و ابن عساکر نے روایتِ مطیع بن الاسود نقل کی ہے۔ مطیع فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطابؓ کو فرماتے سنا ہے کہ: زبیرؓ اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔

﴿(۲۵) ایضاً (۲۶) المستدرک ۳/۳۶۷ (۲۷) تہذیب ابن عساکر ۵/۳۶۴۔۳۶۵ (۲۸) تہذیب ابن عساکر ۳/۳۶۵، الاصابہ ۳/۶﴾

(۲۹) بزار نے روایتِ جابرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن فرمایا: کون ہمارے پاس بنی قریظہ کی خبر لائے گا؟ زبیرؓ نے عرض کی میں لاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر گئے اور ان کی خبر لائے۔ حضورؐ نے دوسری بار پھر فرمایا تو زبیرؓ نے ہی عرض کی میں لاؤں گا چنانچہ وہ گئے اور خبر لائے پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیرؓ ہے۔ (۳۰) ابن عساکر نے عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں: اس دن حضور ﷺ نے فرطِ مسرّت میں اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ ”میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ (جبکہ رسول اللہ ﷺ ہی افضل ہیں) (۳۱) ابن ابی شیبہ نے بھی یہ زیادتی حدیث عروہؓ سے مرسلاً نقل کی ہے (۳۲) ابنِ عساکر نے حضرتِ عروہؓ سے روایت کی ہے عروہؓ فرماتے ہیں: یومِ بدر کو حضرتِ زبیرؓ نے ایک زرد رنگ کی چادر لپیٹی ہوئی تھی، اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ فرشتے زبیرؓ کی ہیئت وصورت پر نازل ہو رہے ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۲۹) مجمع الزوائد ۹/۱۵۱ (۳۰) تہذیب ابن عساکر ۵/۳۶۲ (۳۱) کنز العمال ۱۳/۲۰۵۔۲۰۶ (۳۲) تہذیب ۵/۳۶۱﴾

فصل

حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے حدیثِ علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوائے سعدؓ کے اور کسی کے لئے فداک ابی وامّی فرماتے نہیں سنا میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اے سعد! تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر فداں ہوں۔ (۲) ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ سعدؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دُعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! سعدؓ جب دعا کرے تو اس کی دُعا قبول فرما۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں سندِ حسن کے ساتھ روایتِ عامر الشعبی نقل کی ہے، عامر شعبی فرماتے ہیں: حضرتِ سعدؓ سے پوچھا گیا آپؓ کب اسلام لائے؟ فرمایا بدر کے موقع پر۔ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے تیر اندازی کیا کرتا تھا۔ تیر کو وسطِ کمان میں رکھ کر یہ دعا پڑھتا تھا اے اللہ! کفار کے قدموں کو متزلزل کردے۔ ان کے دلوں میں ہمارا رعب بٹھادے۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک کر، ایسا سلوک کر، اس پر نبی کریم ﷺ فرماتے: اے اللہ! سعدؓ کی دُعا قبول فرما۔ (۴) بزار نے حدیثِ سعد نقل کی ہے۔ حضرتِ سعدؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے دُعا کرتے سنا تو فرمایا: اے اللہ! سعدؓ جب دعا کریں تو اُس کی دعا قبول فرما۔ (۵) ابن ابی شیبہ نے قیس بن ابی حازم سے مرسلاً روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: سعدؓ کی بد دعا سے بچو۔ (۶) ترمذی نے روایتِ علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے کہ نبی محبوب ﷺ نے حضرتِ سعدؓ سے فرمایا اے زور آور

﴿(۱) بخاری (مناقب سعد بن ابی وقاصؓ) ۶۷/۷، مسلم ۱۱۱/۲ (فضائل)، مسند احمد ۹۲/۱ (۲) ترمذی (مناقب سعد) ۲۵۳/۱۰ المستدرک ۵۰۰/۳ (۳) الکبیر ۱۰۵/۱ (۴) مجمع الزوائد ۱۵۳/۹ (۵) ترمذی ۲۵۳/۱۰ (۶) ترمذی (مناقب سعد) ۲۵۵/۱۰﴾

نوجوان تیر اندازی کر۔ (۷) طبرانی نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے حضرت سعید فرماتے ہیں۔ حضرتِ سعدؓ کی باندی جس کا نام زبرا تھا ریشمی قمیض پہنے گھر سے باہر نکلی۔ ہوا کے زور سے وہ قمیض بدن سے ہٹ گئی۔ حضرتِ عمرؓ نے اس پر کوڑے کے ساتھ ذرا سختی کی۔ حضرت سعدؓ ان کو منع کرنے آئے اور ان سے کوڑا لے لیا اور عمر فاروقؓ کو بددعا دیتے ہوئے چلے گئے۔ حضرتِ عمرؓ نے انکو کوڑا دیا اور فرمایا بدلہ لے لو لیکن حضرتِ سعدؓ نے ان کو معاف کر دیا۔ (۸) طبرانی نے قیس بن ابی حازم سے روایت نقل کی ہے حضرتِ قیس فرماتے ہیں: حضرتِ ابن مسعودؓ کا حضرتِ سعدؓ کے ذمہ کچھ مال تھا۔ چنانچہ حضرتِ ابن مسعودؓ نے ان سے فرمایا: میرا جو مال آپ کی جانب ہے وہ ادا کرو۔ حضرتِ سعدؓ نے فرمایا تُف ہے کونسا مال؟ ابنِ مسعودؓ نے پھر فرمایا: میرا جو مال آپ کی طرف ہے وہ ادا کرو حضرتِ سعدؓ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم تجھے میری طرف سے نقصان پہنچے گا باز آؤ تم ابن مسعودؓ ہی ہونا، قبیلہ ہذیل کے غلام۔ ہاشم نے ان دونوں سے کہا کہ دیکھو تم دونوں صحابیِ رسول ﷺ ہو لوگ تماشہ دیکھ رہے ہیں کچھ تو خیال کرو چنانچہ حضرتِ سعدؓ نے وہ لکڑی جو ان کے ہاتھ میں تھی پھینک دی پھر بددعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے آسمانوں کے پروردگار ابنِ مسعودؓ نے اُن سے فرمایا دیکھو لعنت اور بددعا نہ کرنا، حضرتِ سعدؓ خاموش ہو گئے پھر حضرتِ سعدؓ نے فرمایا اگر خوفِ خدا نہ ہوتا تو ایسی بددعا کرتا جو ضرور قبول ہوتی۔ (۹) طبرانی نے "الکبیر" میں عامر بن سعد کی روایت نقل کی ہے۔ عامر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سعدؓ چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں دیکھا کہ ایک آدمی حضرتِ علیؓ، حضرتِ طلحہؓ اور حضرتِ زبیرؓ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ حضرتِ سعدؓ نے اس سے فرمایا: تو ایسوں کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کا معاملہ کیا ہے۔ اپنی زبان کو لگام دو ورنہ میں تیرے

﴿(۷) الکبیر ۱/۱۰۲ (۸) الکبیر ۱/۱۰۲ (۹) مجمع الزوائد ۹/۱۵۴، الکبیر ۱/۱۰۲﴾

خلاف بد دعا کروں گا؟ اس نے کہا تو مجھے یوں ڈرا رہا ہے جیسے کوئی نبی ہو۔ حضرتِ سعدؓ نے بد عا کی یا اللہ! یہ شخص برگزیدہ بزرگوں کو سب و شتم کر رہا ہے آج ہی اس کو سزا دے۔ آپ کی بدعا کا اثر یہ ہوا ایک اونٹنی آئی لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اس نے آتے ہی اس شخص کے سر پر اپنا پاؤں مارا فوراً وہ مر گیا دماغ اس کا پھٹ گیا۔ لوگ حضرتِ سعدؓ کو تلاش کرتے اور یہ کہتے اے ابو اسحٰق اللہ نے تیری بدعا سن لی۔ (۱۰) ترمذی و حاکم نے روایتِ جابرؓ نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرتِ سعدؓ کے بارے میں فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں مجھے کوئی ایسا ماموں تو دکھائے۔ (۱۱) دار قطنی نے "الافراد" میں روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعدؓ سے فرمایا: اے میرے ماموں! بیٹھ جایئے کیونکہ ماموں بھی والد کے درجہ میں ہوتا ہے۔ (۱۲) بزار نے اور طبرانی نے روایتِ جابر بن سمرہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں: پہلا وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیر اندازی کی ہے وہ سعد بن ابی وقاصؓ ہیں۔ (۱۳) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں اس کو حدیثِ عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ (۱۴) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں! حضرتِ سعدؓ بدر کے موقع پر شہسوار اور پا پیادہ دونوں طرح لڑتے تھے۔ (۱۵) بزار نے عمر بن الخطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا: ابھی اہلِ جنت میں کا ایک آدمی آئے گا چنانچہ حضرتِ سعدؓ تشریف لائے۔ (۱۶) احمد نے سندِ حسن کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: اس دروازہ سے جو پہلے داخل ہوگا وہ جنت میں کا ایک آدمی ہوگا چنانچہ حضرتِ سعدؓ داخل ہوئے۔ (۱۷) بزار نے حدیثِ سعدؓ نقل کی ہے حضرتِ

---

(۱۰) ترمذی (مناقب سعد) ۱۰/۲۵۴، المستدرک ۳/۴۹۸ (۱۱) مجمع الزوائد رقم (۱۴۳۴۲) (۱۲) الکبیر ۱/۱۰۴ (۱۳) ایضاً (۱۴) طبقات ابن سعد ۳/۱۴۱ (۱۵) المستدرک ۳/۴۹۹ (۱۶) کنز العمال (۳۷۱۱۳) (۱۷) مجمع الزوائد

سعدؓ فرماتے ہیں : حضور علیہ السلام کے سامنے کھانار کھا تھا آپؐ نے دعا کی یا اللہ ! یہ کھانا اپنے ایسے بندہ کو پیش کر دے جس سے آپ بھی محبت کرتے ہوں اور وہ بھی آپ سے محبت کرتا ہو حضرتِ سعدؓ فرماتے ہیں چنانچہ میں ہی حاضر ہوا۔ (۱۸) طبرانی نے "الاوسط" میں روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام ایک سفر میں تھے رات کی وحشت نے مجھے آپکڑا۔ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کیوں کیا بات ہے ؟ میں نے عرض کی کہ میں ایسی جگہ میں ہوں رات بھی تاریک ہے مجھے آپؐ کے بارے اندیشہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اندیشہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ایک ایسے آدمی کو ہمارے لئے بھیج دیں گے جو اللہ درسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ ورسولؐ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں وہ بقیہ رات ہماری حفاظت کرے گا میں اسی حال میں تھی کہ اچانک میں نے ایک سیاہ سی چیز دیکھی جو ہماری جانب متوجہ ہوئی۔ رسول اللہ علیہ السلام نے پوچھا بھائی کون ہے ؟ عرض کیا میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں۔ بقیہ رات آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں۔ پھر رسول اللہ علیہ السلام نے اپنا سر مبارک رکھا اور سو گئے۔ اس حدیث کا کچھ حصہ صحیح میں موجود ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۱۸) بخاری (الجہاد) (فتح ۶/ ۷۲) و مسلم (فضائل سعد) ۴/ ۱۱۱ المستدرک ۳/ ۵۰۱ ، وغیرہ﴾

فصل

حضرتِ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے فضائل

(۱) ترمذی نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے ارشاد فرمایا: مجھے اپنے بعد تمہاری فکر دامن گیر رہتی ہے تمہارے حقوق ادا کرنے پر صرف صابر اور صدیق لوگ ہی صبر کر سکیں گے۔ پھر حضرتِ عائشہؓ نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے والد (عبدالرحمٰن بن عوفؓ) کو جنّت کے چشمہ سے سیراب کرے۔ ابنِ عوفؓ نے ازواجِ مطہرات کو ایک ایسی زمین بطور ہدیہ کے دی تھی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت ہوئی۔ ابو سلمہ کہتے ہیں میرے والد عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ازواجِ مطہرات کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ (۲) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے حضرتِ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو میرے بعد میری ازواجِ مطہرات کے لئے بہترین ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ابنِ عوفؓ نے اتنے مال کی وصیت کی جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔ (۳) احمد و طبرانی نے اُمّ سلمہؓ سے روایت کی ہے حضرتِ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات سے یہ فرماتے سنا ہے: وہ شخص جو میرے بعد تمہارے ساتھ ہمدردی کرے گا وہ سچا اور نیک ہے، اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنّت کے چشمہ سے سیراب فرما۔ (۴) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول

(۱) ترمذی ۱۰/۲۵۱ (۲) فتح الباری ۷/۷۴ (۳) احمد ۶/۲۹۹ (۴) المستدرک ۳/۳۱۱

اللہ ﷺ نے فرمایا: صابر لوگ ہی تمہارے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ اللہ پاک ابنِ عوفؓ کو جنت کے چشمہ سے سیراب کرے۔ (۵) بزار نے اور طبرانی نے "الکبیر" میں عبد اللہؓ بن ابی اوفیٰؓ سے نقل کیا ہے۔ عبد اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے حضرتِ خالد بن ولیدؓ کی بارگاہِ رسالتؐ میں شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا اے خالد! ایک بدری آدمی کو کیوں اذیت پہنچاتے ہو؟ اگر تو احد کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا خرچ کرے۔ تب بھی اس کے عمل کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حضرتِ خالدؓ نے عرض کی لوگ میرے بارے زبان چلا رہے تھے میں ان کو جواب دے رہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا: خالدؓ کو اذیت نہ پہنچاؤ بے شک وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اللہ نے ان کو کفار پر مسلط کیا ہے۔ (۶) طبرانی نے زہری سے مرسلاً روایت کی ہے زہریؒ فرماتے ہیں: عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے مال کا ایک حصہ عہدِ رسالتؐ میں صدقہ کیا تھا جو کہ چار ہزار درہم تھا۔ پھر آپ نے چالیس ہزار دینار صدقہ کئے۔ پھر فی سبیل اللہ پانچ سو گھوڑے سواری کے لئے دیئے اور پھر فی سبیل اللہ پانچ سو اونٹ دیئے۔ آپ کا اکثر مال تجارت کا تھا۔ (۷) احمد، بزار اور ابو یعلی نے عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے روایت کی ہے۔ عبد الرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ کسی ضرورت سے کہیں تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ میں نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔ نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر میرے پیچھے ایک رکعت پڑھی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم نے ٹھیک کیا اور اچھا کیا۔ بزار کے لفظ یہ ہیں: کہ نبی کریم ﷺ جب واپس پہنچے تو دیکھا کہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ عبد الرحمٰنؓ کو محسوس ہوا کہ آپؐ تشریف لے آئے ہیں اس لئے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر آپؐ نے ان کو اپنی جگہ

(۵) مجمع الزوائد ۹/۳۴۹ (۶) الکبیر ۱/۹۰ (۷) احمد ۴/۲۴۴

برقرار رہنے کا اشارہ کیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰنؓ کی اقتداء فرمائی۔ (۸) طبرانی نے "الاوسط" میں بُسرہ بنت صفوان سے روایت کی ہے۔ بُسرہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ امّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کو کس نے پیغامِ نکاح دیا، میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے یعنی عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پیامِ نکاح دیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اس سے نکاح کر دو کیونکہ وہ مسلمانوں کے سردار بہترین شخص اور بہترین مسلمان ہیں۔ (۹) حاکم نے "المستدرک" میں اس روایت کو نقل کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ (۱۰) احمد و بزار نے حضرتِ انسؓ سے، انھوں نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو جنّت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوتے دیکھا ہے۔ حضورؐ کی یہ بات عبدالرحمٰنؓ کو پہنچ گئی تو فرمایا میں جنّت میں انشاء اللہ کھڑے ہو کر داخل ہو سکتا ہوں اور ہوں گا۔ چنانچہ انھوں نے اونٹوں کا وہ قافلہ جو وہ مدینہ منورہ میں لائے تھے جن کی تعداد سات سو تھی اللہ کی راہ میں کجاوں اور سامان سمیت صدقہ کر دیا۔ (۱۱) طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابن سعدؒ نے اور حاکم نے "المستدرک" میں نیز بیہقی اور بزار نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تو مالداروں میں سے ہے۔ جنّت میں تیرا داخلہ گھسٹتے ہوئے ہوگا۔ لہٰذا راہِ خدا میں صدقہ وغیرہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا جلدی اجر دیں گے۔ عبدالرحمٰنؓ نے عرض کی کیا چیز راہِ خدا میں صدقہ کروں؟ چنانچہ عبدالرحمٰنؓ صدقہ کے ارادہ سے ابھی نکلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا بھیجا۔ (جب آئے تو) حضورؐ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ عبدالرحمٰن کو

﴿(۸) کنز العمال رقم ۳۶۶۷۷ (۹) المستدرک ۳ / ۳۰۹ (۱۰) احمد ۶ / ۱۱۵ (۱۱) الکبیر ۱ / ۸۹، احمد ۶ / ۱۱۵﴾

حکم دیں کہ وہ مہمان کی مہمان نوازی کریں، مسکین کو کھانا کھلائیں۔ سائل کو عطا کریں۔بلاشبہ یہ کام بہت سے صدقات کی طرف سے کافی ہو جائیں گے۔(۱۲)ابوبکر الشافعی نے ''الغیلانیات'' میں اور ابو نعیم نے ''فضائل الصحابۃ'' میں اور ابن عساکر نے عمر بن الخطابؓ سے روایت کی ہے عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰنؓ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے دنیوی امور کی کفایت کرے اور رہے اخروی امور اُس کا میں خود ضامن ہوں۔(۱۴)دیلمی نے یہ روایت ابنِ عمرؓ سے نقل کی ہے۔(۱۵)ابنِ عساکر نے معتمر بن سلیمان سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرمی سے روایت کی ہے: حضرمی فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تلاوت کی۔وہ آدمی خوش الحان تھا جس کا یہ اثر ہوا کہ مجلسِ نبویؐ میں موجود کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے نہ بہی ہوں لیکن عبد الرحمٰنؓ نہ روئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے متعلق فرمایا: عبدالرحمٰنؓ کی اگرچہ آنکھیں نہیں بہیں پر ان کا دل ضرور آنسو بہا رہا ہے۔(۱۶)ابنِ مندہ، طبرانی اور ابو نعیم نے حارث بن صمہ الانصاری سے روایت کی ہے۔ حارث فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اُحد کے موقع پر ایک گھاٹی میں موجود تھے آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے اس کو ایک پہاڑ کے کنارے پر دیکھا ہے جہاں مشرکین کی جماعت بھی موجود ہے۔ میں نے اس کو روکنا چاہا تھا لیکن میری نظر آپؐ پر پڑی اس لئے میں آپؐ کی طرف چلا آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! فرشتے بھی اس کے ساتھ قتال کر رہے ہیں۔ حارث کہتے ہیں جب میں عبدالرحمٰنؓ کی طرف لوٹا تو وہاں میں نے سات آدمی زمین پر پڑے ہوئے پائے۔ میں نے ان سے کہا

﴿(۱۲) ابن سعد ۳/۱۳۱، المستدرک ۳/۳۱۱ (۱۳) کنز العمال ۱۱/۷۱۷ رقم ۳۳۵۰۳ (۱۴) ایضاً (۱۵) کنز العمال رقم ۳۳۴۹۷ (۱۶) کنز العمال رقم ۳۶۶۷۰﴾

واہ! تو کامیاب ہو گیا ان سب کو تو نے قتل کیا ہے؟ عبد الرحمٰنؓ نے فرمایا: یہ ارطاۃ بن عبد شراحیل اور ان دو کو تو میں نے قتل کیا ہے باقیوں کو کسی اور ایسی مخلوق نے قتل کیا ہے جن کو میں نہ دیکھ سکا۔ میں نے کہا۔ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ (۱۷) ابن عساکر نے عبد اللہ بن دینار الاسلمی سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کے والد فرماتے ہیں: عبد الرحمٰن بن عوفؓ عہدِ رسالت اور خلفائے ثلاثہ کے عہد کے مفتیانِ کرام میں سے ایک مفتی تھے۔ (۱۸) ابن عساکر نے ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے۔ ابراہیم فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو غزوہ احد میں اکیس زخم لگے تھے۔ آپ کے پاؤں پر بھی شدید زخم لگا تھا جس کی وجہ سے لنگڑا کر چلتے تھے۔ (۱۹) یہ روایت طبرانی نے بھی ''الکبیر'' میں نقل کی ہے۔ (۲۰) ابو نعیم اور ابنِ عساکر نے یعقوب بن ابراہیم سے انھوں نے اپنے والد سے یہ روایت کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو حواری النبی ﷺ کہا جاتا تھا۔ (۲۱) ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابراہیم بن عبد الرحمٰن سے روایت کی ہے ابراہیم فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا ابھی میرے پاس دو سخت کلام کرنے والے فرشتے آئے اور انھوں نے مجھ سے آکر کہا کہ چلو ہم تجھے عزیز وامین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں پھر ایک فرشتہ آیا اس نے ان دونوں فرشتوں سے پوچھا تم اسے کہاں لے جانا چاہتے ہو انھوں نے کہا ہم انھیں عزیز وامین کے پاس لے جانا چاہتے ہیں اس فرشتہ نے کہا اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ وہ شخص ہیں جس کی سعادت مندی اور نیک بختی پہلے سے ہی شکمِ مادر میں لکھی جا چکی ہے۔

﴿(۱۷) کنز العمال رقم ۳۶۶۷۳ (۱۸) ایضاً رقم ۳۶۶۸۶ (۱۹) الکبیر ۱/ ۸۹ (۲۰) کنز العمال رقم ۳۶۶۸۸، (۲۱) کنز العمال رقم ۳۶۶۸۹۔﴾

فصل

حضرتِ سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے: قیس فرماتے ہیں: میں نے سعید بن زیدؓ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایک وقت تھا جب عمر فاروقؓ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اور اپنی بہن کو اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا لیکن جو کچھ تم نے عثمانؓ کے ساتھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ بھی اپنی جگہ چھوڑ دے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ (۲) طبرانی نے سندِ حسن کے ساتھ عروہؓ سے روایت کی ہے۔ عروہؓ فرماتے ہیں: جب رسولِ کریم ﷺ بدر سے واپس آئے تو حضرتِ سعید بن زیدؓ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ملک شام سے آئے اور آپ ﷺ سے بات چیت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے حصہ لگا دیا۔ پھر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مجھے ثواب بھی ملے گا فرمایا ہاں تجھے ثواب بھی ملے گا۔ (۳) حاکم نے یہ روایت ''مستدرک'' میں عروہؓ سے نقل کی ہے یہی ایک بات حضرتِ سعیدؓ کی فضیلت و مرتبت کے لئے کافی ہے۔ کہ وہ ان دس خوش نصیب صحابہؓ میں سے ایک ہیں جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی نیز یہ کہ حضرتِ سعیدؓ غزوہ اُحد میں اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں شریک تھے اس طرح وہ ان تمام اہلِ بدر میں سے ہوئے جن کے لئے رسول اللہ نے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی اور اجر و ثواب بھی قرار دیا ہے۔ (۴) حاکم نے ''المستدرک'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ سعید ابن زیدؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے والد زید بن عمرو بن نفیل کے بارے میں دریافت کیا یا

(۱) بخاری (باب اسلام سعید ۷/ ۱۳۹) (۲) الکبیر ۱/ ۱۱۱ (۳) المستدرک ۳/ ۴۳۸ (۴) المستدرک ۳/ ۴۳۹

رسول اللہ! میرے والد کے بارے میں آپؐ خوب جانتے ہیں اگر وہ آپ کا زمانہ پا لیتے ضرور آپؐ پر ایمان لے آتے۔ آپؐ ان کے لئے دعائے مغفرت کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا بہت بہتر۔ میں نے ان کیلئے استغفار کروں گا وہ قیامت کے دن اکیلے بجائے خود ایک امت کے مساوی بنا کر اُٹھائے جائیں گے۔ (۵) حاکم نے ''المستدرک'' میں عمر بن الخطابؓ اور سعید بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ حضرتِ عمرؓ اور حضرتِ سعیدؓ دونوں نے مل کر نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! حضرتِ زید کے لئے دعائے مغفرت فرما دیجئے۔ فرمایا بہتر میں اس کے لئے استغفار کروں گا وہ اکیلے بجائے خود ایک امت کے مساوی بنا کر اُٹھائے جائیں گے۔ (۶) حاکم نے اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ اسماءؓ فرماتی ہیں: میں نے زید بن عمرو کو دیکھا ہے کعبہ معظّمہ سے پشت لگائے بیٹھے رہتے اور قریش سے کہا کرتے تھے اے قبیلہ قریش! میرے سوا تم میں سے کوئی بھی دینِ ابراہیمی پر قائم نہیں ہے اور جو شخص اپنی بیٹی کو زندہ در گور کر کے قتل کرنا چاہتا اسے منع کرتے اور فرماتے اس کو چھوڑ دو اس کو قتل نہ کرو۔ میں اس کا بوجھ اُٹھاتا ہوں۔ اس سے بچی لے لیتے جب وہ بچی جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر تیرا جی چاہے تو میں یہ بچی تجھے واپس دے دوں اگر تو چاہے تو اس کا بوجھ اور کفالت کی ذمہ داری میں خود لے لیتا ہوں۔

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۵) المستدرک ۳/ ۴۴۰ (۶) المستدرک ۳/ ۴۴۰ ابن ہشام ۱/ ۲۴۴﴾

فصل

حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ انس نقل کی ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ (۲) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک بار اہلِ یمن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ساتھ ایک ایسے آدمی کو بھیج دیجیے جو ہمیں کتاب و سنت کے احکام سکھائے۔ حضورؐ نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ اس امت کے امین ہیں۔ (۳) احمد، بزار اور طبرانی نے ''الاوسط'' میں عمر بن الخطابؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہؓ بن الجراح ہے۔ (۴) طبرانی نے ''الاوسط'' اور ''الکبیر'' میں خالد بن الولیدؓ سے روایت کی ہے۔ حضرت خالدؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین ابو عبیدہؓ بن الجراح ہیں۔ (۵) احمد نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ (۶) طبرانی نے ''الاوسط'' میں حدیث ابی بکر صدیقؓ نقل کی ہے۔ صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ہر اُمت کا امین ہوتا ہے اور اس اُمت کے امین ابو عبیدہؓ بن الجراح ہیں۔ (۷) ابن ابی شیبہ نے حدیثِ ابی قتادہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ ابی قتادہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ (۸) طبرانی نے ''الکبیر'' میں اور ابن عساکر نے حضرتِ جابرؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے اور نیز

(۱) فتح الباری بشرح البخاری ۷ / ۷۵، مسلم ۲ / ۱۱۵ (۲) مسلم ایضاً، ابن سعد ۳ / ۴۱۱ (۳) مسند احمد ۳ / ۱۳۳ وغیرہ (۴) مجمع الزوائد ۹ / ۳۴۹ (۵) احمد ۴ / ۹۰ (۶) الحلیہ ۱ / ۱۰۱ (۷) حلیہ ایضاً (۸) تاریخ بغداد ۱۴ / ۱۶۵

خطیب اور ابن عساکر نے امّ سلمہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔(۹) ابن عساکر نے مبارک بن فضالہ سے انھوں نے حسن سے مرسلاً روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا صحابی نہیں کہ جس کے اخلاق پر میں گرفت کرنا چاہوں تو کر سکوں سوائے ابی عبیدہ بن الجراح کے۔(۱۰) حکیم ترمذی اور ابن عساکر نے یہ روایت زیادۃ الاعلم سے اور انھوں نے حسن سے مرسلاً نقل کی ہے۔(۱۱) ابن عساکر نے ابی بکر صدیقؓ سے روایت نقل کی ہے حضوؐ نے فرمایا: میں اپنے تمام اصحاب کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور کہہ سکتا ہوں مگر ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی شان نرالی ہے۔(۱۲) ابن عساکر نے محمد بن المنکدر سے بھی یہ روایت مرسلاً نقل کی ہے۔ نیز تمام اور ابن عساکر نے یہ روایت سعید بن عبد العزیز سے مرسلاً نقل کی ہے۔(۱۳) بزار نے روایتِ جابر نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی یا ایک لکڑی تھی۔ حضورؐ نے ابو عبیدہ بن الجراح کے پہلو کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ ابو عبیدہؓ کا یہ پہلو بھی ایمان دار ہے۔

❖❖❖❖

﴿(۹) تہذیب ابنِ عساکر ۷/۱۶۴(۱۰) نوادر الاصول عن ابن عمر ۱۶۴(۱۱) تہذیب ۷/۱۶۳(۱۲) تہذیب ۷/۱۶۴
(۱۳) تہذیب ۳/۱۶۳﴾

باب ثالث

اہلِ بیتؓ اطہار کے فضائل و مناقب

فصلِ اوّل

عام اہلِ بیت کے فضائل

(۱) مسلم و احمد نے زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے حضرتِ زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب اللہ ہے یہ اللہ کی وہ رسی ہے جو اس کی اتباع کرے گا ہدایت پر ہوگا اور جو اس کو ترک کرے گا وہ ضلالت و گمراہی میں ہوگا اور دوسری میری آل و اولاد ہے وہ میرے اہلِ بیت ہیں ہم نے عرض کیا کیا ازواجِ مطہرات بھی اہلِ بیت میں داخل ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم ہے ایک عورت جو ایک آدمی کے ساتھ ایک عرصہ گزارتی ہے پھر اس کا خاوند طلاق دے کر اس کو اس کے گھر یا قوم قبیلہ میں بھیج دیتا ہے وہ بھی اس کے اہلِ بیت میں داخل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے صدقہ حرام ہے۔

(۲) بخاری نے ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرتِ ابی بکر الصدیقؓ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی خوشنودی آپ ﷺ کے اہلِ بیت کی محبت کے ذریعہ تلاش کرو"

(۳) مسلم نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے جسم مبارک پر ایک یمنی چادر تھی جو سیاہ بالوں کی بنی ہوئی تھی۔ جس میں کجاوے جیسی صورت و شکل بنی ہوئی تھی حضرتِ حسنؓ آئے حضور ﷺ نے ان کو اپنی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرتِ حسینؓ آئے ان کو بھی اپنی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرتِ فاطمہؓ آئیں ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرتِ علیؓ آئے تو ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا پھر یہ آیتِ کریمہ

(۱) مسلم ۲/۱۰۹، احمد ۳/۱۴، ۱۷، ۲۶ وغیرہ (۲) بخاری (فتح الباری) ۷/۶۳ (۳) مسلم (فضائل) ۲/۱۱۶

تلاوت فرمائی۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ (اے اہلِ بیت اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور پھر خوب پاکیزہ بنانا چاہتے ہیں۔) (۴) حاکم نے بھی اس روایت کو نقل کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔

(۵) ترمذی نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی تقریباً چھ ماہ تک یہ عادت رہی کہ جب نماز کے لئے نکلتے تو حضرتِ فاطمہؓ کے گھر کے دروازہ سے گزرتے ہوئے فرماتے: اے اہلِ بیت! اللہ تعالیٰ تم سے سے گندگی کو دور کر کے خوب پاک کرنا چاہتے ہیں۔ (٦) ترمذی نے امّ سلمہؓ سے بھی روایت کی ہے ام سلمہؓ فرماتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الخ: اس وقت میں نبی ﷺ کے گھر کے دروازہ پر بیٹھی تھی اور گھر میں رسول اللہ ﷺ، حضرتِ علیؓ، حضرتِ فاطمہؓ اور حضراتِ حسنینؓ موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان سب پر چادر ڈال دی اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان سے گندگی کو دور فرما اور ان کو خوب پاک فرما۔ (ام سلمہؓ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو خیر پر ہو (یعنی تم تو میری زوجہ مطہرہ ہو) (۷) ترمذی و حاکم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ سعدؓ فرماتے ہیں: جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: نَدْعُ أَبْنَآءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ" رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ علیؓ، حضرتِ فاطمہؓ، حضرتِ حسنؓ اور حضرتِ حسینؓ کو بلایا اور یہ فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ (۸) حاکم نے حدیث عبد اللہؓ بن جعفر نقل کی ہے۔ حضرتِ عبد اللہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے رحمتِ خداوندی کا نزول دیکھا تو فرمایا بلاؤ، بلاؤ۔ حضرتِ صفیہؓ نے عرض

﴿(۴) مشکل الآثار ۱/۳۳۲ (۵) ترمذی عن انس (تحفہ تفسیر سورۃ الاحزاب ۹/۶۸) (٦) ترمذی ۹/۶٦، المستدرک ۳/۱۴۶، (۷) ترمذی، تفسیر سورۃ آل عمران (تحفہ ۸/۳۴۹) (۸) المستدرک ۳/۱۴۸﴾

کیا یارسول اللہ! کن کو بلاؤں؟ فرمایا میرے اہلِ بیت کو بلاؤ۔ یعنی حضرت علیؓ، حضرتِ فاطمہؓ اور حضراتِ حسنینؓ۔ جب ان کو لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی چادرِ رحمت ان پر ڈال دی۔ پھر ہاتھ اُٹھائے اور یہ فرمایا: اے اللہ! یہ میری ال واولاد ہے۔ محمد ﷺ اور الِ محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا" (اللہ تعالیٰ تم سے گندگیِ گناہ کو دور کر کے تمھیں خوب پاک کرنا چاہتے ہیں اے اہلِ بیت)۔

(۹) حاکم نے ابنِ عباسؓ سے نقل کیا ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ستارے اہلِ ارض کے لئے غرق یابی سے باعثِ حفظ وامان ہیں اور میرے اہلِ بیت میری امت کے لئے اختلاف سے باعث امان ہیں۔ (۱۰) ترمذی و حاکم نے ابنِ عباسؓ سے نقل کیا ہے: ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس بناء پر محبت کرو کہ اس نے تمھیں بیشمار نعمتوں سے نوازا ہے اور اللہ کی محبت کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور مجھ سے محبت کی خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔ (۱۱) حاکم نے المستدرک میں ابی سعید الخدریؓ سے راویت کی ہے۔ حضرتِ ابی سعید خدریؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو کوئی بھی اہلِ بیت سے بغض وعداوت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنم کی آگ میں ڈالے گا۔ (۱۲) حاکم نے المستدرک میں ابی ذرؓ سے روایت کی ہے۔ حضرتِ ابی ذرؓ نے باب کعبہ کو پکڑے یہ فرمایا: جو مجھے پہچانتا ہے سو وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ سن لے میں ابو ذرؓ ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: سن لو! میرے اہلِ بیت کی مثال کشتیِ نوح کے مانند ہے جو

﴿(۹) المستدرک ۳/۱۴۹ (۱۰) ترمذی (تحفہ ۱۰/۲۹۲، المستدرک ۳/۱۵۰ (۱۱) المستدرک ۳/۱۵۰ (۱۲) المستدرک ۳/۱۵۰۔۱۵۱﴾

اس کشتی پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (۱۳) بزار نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے اور طبرانی نے بھی یہ حدیث تینوں معاجم میں نقل کی ہے۔ بزار کی سند میں حسن بن ابی جعفر الجفری اور طبرانی کی سند میں عبد اللہ بن داھر راوی ہیں یہ دونوں راوی متروک ہیں۔ (۱۴) نیز یہ روایتِ مذکورہ بزار اور طبرانی نے ابنِ عباسؓ سے بھی نقل کی ہے۔ (۱۵) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں جس کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہلِ بیت ہیں پھر قریش اور انصار میں سے جو ان کے قریب ترین ہیں ان کی شفاعت کروں گا پھر ملکِ یمن میں سے جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہو گا اور میری اتباع کی ہو گی پھر بقیہ سارے عرب۔ اس کے بعد عجمی لوگ، اور جس کی میں پہلے شفاعت کروں گا وہ سب سے افضل ہو گا۔ (۱۶) ابنِ عساکر نے حضرتِ علیؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے کسی اہلِ بیت کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو گا میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا۔ (۱۷) خطیب نے عثمان بن عفانؓ سے روایت کی ہے حضرتِ عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ حسنِ سلوک کیا ہو گا اور دنیا میں اسے اس حسنِ سلوک کا بدلا نہ ملا ہو گا تو میرے ذمہ ہے کہ میں اس کو بدلہ دوں۔ جب وہ قیامت کے دن مجھ سے ملے گا۔ (۱۸) ابن عدی اور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں حضرتِ علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہو گا جو میرے صحابہؓ اور اہلِ بیت سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہو گا۔ (۱۹) ترمذی، ابن ماجہ حاکم اور ابن حبان نے زید بن ارقمؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے

﴿(۱۳) مجمع الزوائد ۹/۱۶۸ (۱۴) ایضاً (۱۵) کنز العمال ۱۲/۹۴ (۱۶) ایضاً رقم ۳۴۱۵۲ (۱۷) ایضاً (۱۸) ایضاً (۱۹) ترمذی ۱۰/۳۸۲، ابن ماجہ (مقدمہ) ۱/۶۵، المستدرک ۳/۱۴۹﴾

حضرتِ علیؓ، حضرتِ فاطمہؓ اور حضراتِ حسنینؓ سے فرمایا: جس سے تم لڑو گے میں بھی اس سے لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے میں بھی اس سے صلح کروں گا۔ (۲۰) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابی ھریرہؓ بھی اسی طرح نقل کی ہے۔ (۲۱) احمد و ترمذی نے حضرتِ علیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص حسنؓ و حسینؓ اور ان کے ماں باپ سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (۲۲) ابن ماجہ اور حاکم نے المستدرک میں روایتِ انسؓ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہم اولادِ عبد المطلب ہیں اور اہلِ جنّت کے قائد ہیں۔ یعنی میں خود اور حضرت حمزہؓ اور حضرتِ علیؓ اور حضرتِ جعفرؓ اور حضراتِ حسنینؓ اور حضرتِ مھدیؒ۔ (۲۳) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ علیؓ سے اور حاکم نے ابی سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرتِ فاطمہؓ سے فرمایا: میں بھی اور تو بھی حضرتِ علیؓ اور حضراتِ حسنینؓ قیامت کے دن ایک مقام میں ہوں گے۔ (۲۴) ابو نعیم نے "الحلیہ" میں حضرتِ علیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے اہلِ بیت کو اذیت پہنچائی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی۔ (۲۵) طبرانی نے "الاوسط" میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے آخری جو بات ارشاد فرمائی وہ یہ تھی: میرے بعد میرے اہلِ بیت سے اچھا معاملہ کرنا۔ (۲۶) طبرانی نے "الاوسط" میں حضرتِ علیؓ سے روایت کی ہے: حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھائی اور خود بھی اس پر بیٹھے میں بھی، حضرتِ فاطمہؓ بھی اور حضراتِ حسنینؓ بھی اس چادرِ مبارک پر بیٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ!

﴿(۲۰) المستدرک ۳/ ۱۴۹ (۲۱) احمد ۱/ ۷۷، ترمذی (مناقب علی) ۱۰/ ۲۳۷ (۲۲) ابن ماجہ (کتاب الفتن باب خروج المھدی) ۲/ ۵۱۹ (۲۳) المستدرک ۳/ ۱۳۷ (۲۴) ایضاً (۲۵) مجمع الزوائد ۹/ ۱۶۳ (۲۶) ایضاً﴾

جیسے میں ان سب سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو جا۔ (۲۷) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں زینب بنت ابی سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ امّ سلمہؓ کے ہاں تھے۔ اتنے میں حضراتِ حسنینؓ اور حضرتِ فاطمہؓ تشریف لائے حضور ﷺ نے حضرتِ حسنؓ کو ایک جانب میں اور حضرتِ حسینؓ کو بھی ایک جانب میں بٹھالیا اور حضرتِ فاطمہؓ کو اپنی گود میں بٹھایا اور پھر یہ فرمایا: اے اہلِ بیت! تم پر خدا تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہو بے شک اللہ کی ذات قابلِ حمد اور بزرگ ہے۔ امّ سلمہؓ یہ دیکھ کر اور سن کر رونے لگیں، حضور ﷺ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ ام سلمہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ان کا تو خاص ذکر کیا ہے مگر مجھے اور میری بیٹی کو چھوڑ دیا۔ (ان کا ذکر نہیں کیا) حضور ﷺ نے فرمایا: تو بھی اور تیری بیٹی بھی اہلِ بیت میں سے ہے۔ (۲۸) بزار نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ شہر فرماتے ہیں: چند خطیب قسم کے آدمی حضرتِ علیؓ کو برا بھلا کہنے لگے تو ان کے آخر میں ایک انصاری آدمی تھا جس کا نام انیس تھا وہ کہنے لگا: خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں قیامت کے دن شجر و حجر سے بھی زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ غیر تو امیدِ شفاعت رکھے مگر حضور ﷺ اپنے اہلِ بیت کو چھوڑ دیں"۔

(۲۹) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی جمیلہ سے روایت کی ہے: جب حضرتِ علیؓ کی شہادت کے بعد حضرتِ حسن بن علیؓ خلیفہ بنے تو ایک دن حضرتِ حسنؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی آپ کی طرف کودا اور آپ کی پشت پر خنجر کے وار کر دیئے جس کے سبب آپ کئی ماہ تک بیمار پڑے رہے پھر ایک دن حضرتِ حسنؓ کھڑے

(۲۷) الکبیر ۳/۴۶-۵۱ (۲۸) مجمع ۹/۱۷۰-۱۷۱ (۲۹) مجمع ۹/۱۷۲

ہوئے اور منبر پر یہ خطبہ دیا اور فرمایا: اے اہلِ عراق! ہمارے بارے میں خدا سے ڈرو کیونکہ ہم تمہارے امراء بھی ہیں اور مہمان بھی۔ اور ہم وہ اہلِ بیت ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ اس دن سے برابر یہی فرماتے رہے، حتیٰ کہ پھر جب بھی ہم انھیں مسجد میں دیکھتے تو روتے ہوئے دیکھتے۔ (۳۰) طبرانی نے "الاوسط" میں یہ نقل کیا ہے کہ علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنجناب کو کون زیادہ محبوب ہے میں یا فاطمہؓ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہے اور تو مجھے فاطمہؓ سے زیادہ عزیز ہے اور میں اور تم حوض کوثر پر ہوں گے اور حوض کوثر کے پاس ستاروں جتنے آبخورے ہوں گے اور میں اور تم اور فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ جنت میں ہوں گے۔ (۳۱) طبرانی نے الاوسط میں ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کو بلایا حضرتِ علیؓ و فاطمہؓ وغیرہ کا نام لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اہلِ بیت میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں جب تک تو کسی امیر کے دروازے پر مانگنے کے لئے کھڑا نہ ہو۔ (۳۲) طبرانی نے "الاوسط" اور "الکبیر" میں جابرؓ سے روایت کی ہے حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں۔ جب عمر بن الخطابؓ نے حضرتِ علیؓ کی صاحبزادی سے نکاح کیا اس وقت حضرتِ عمرؓ نے لوگوں سے فرمایا: تم لوگ مجھے مبارک کیوں نہیں دیتے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: قیامت کے روز میرے سبب و نسب کے سوا باقی تمام سبب و نسب ختم ہو جائیں گے۔ (۳۳) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرے سبب و نسب کے سوا تمام سبب و نسب ختم ہو جائیں گے۔ (۳۴) طبرانی نے "الکبیر" میں ام بکر بنتِ مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ حسن بن علیؓ نے مسور بن مخرمہ کو اپنی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا چنانچہ انھوں نے

﴿(۳۰) مجمع ۹/۱۷۳ (۳۱) مجمع ۹/۱۷۳ (۳۲) ایضاً، الکبیر ۳/۳۶ (۳۳) مجمع ۹/۱۷۳ (۳۴) احمد عن المسور ۴/۳۲۲﴾

نکاح کر لیا پھر حضرتِ حسنؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے روز میرے سبب ونسب کے سوا باقی تمام سبب ونسب ختم ہو جائیں گے۔

فصلِ ثانی

خاص اہل بیتؓ کے فضائل

حضرتِ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے فضائل

(۱) ترمذی نے جمیع بن عمیر سے روایت کی ہے۔ جمیع فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرتِ عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتِ عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ حضرتِ عائشہ نے فرمایا، فاطمہؓ پھر پوچھا گیا مردوں میں کون؟ فرمایا کہ ان کے شوہر (حضرتِ علیؓ) جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بڑے روزہ دار اور تہجد گزار تھے۔ (۲) حاکم نے بھی اس روایت کو نقل کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ (۳) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ بُریدہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ بُریدہؓ فرماتے ہیں: حضورِ پاک ﷺ کو تمام لوگوں میں سب سے محبوب فاطمہؓ اور مردوں میں حضرتِ علیؓ تھے۔ (۴) بخاری و مسلم وغیرہ نے مسور بن مخرمہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی ہاشم اپنی بیٹی کا عقد حضرت علیؓ سے کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں اجازت نہیں دوں گا کبھی نہ دوں گا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ابن ابی طالبؓ میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ حضرتِ فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہؓ کو بری معلوم ہوتی ہے وہ مجھے بھی بُری معلوم ہوتی ہے، جو اس کو تکلیف دے گا وہ مجھے بھی تکلیف دے گا۔ (۵) بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرتِ فاطمہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن پاک

(۱) ترمذی (تحفہ ۱۰/ ۳۷۵) (۲) المستدرک ۳/ ۱۵۵ (۳) ایضاً (۴) بخاری (فتح الباری ۷/ ۶۴۔ (۶۸۔۶۹) مسلم ۲/ ۲۵ ۱ (۵) بخاری (فتح الباری ۶/ ۳۹۱، مسلم ۲/ ۱۳۶

کا دور کرتے تھے لیکن اس سال انھوں نے دو مرتبہ مجھ سے دور کیا۔ میرا گمان ہے کہ میری اجل قریب آگئی ہے۔ اے فاطمہؓ! (دنیا سے رخصت ہونے کے بعد) تو اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔ للذا اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر اختیار کرنا میں تیرا بہت اچھا پیش خیمہ ہوں۔ (۶) بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرتِ فاطمہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہؓ کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں کہ تو مسلمانوں کی عورتوں کی سردار ہو گی۔ (۷) احمد و ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں ابن الزبیرؓ سے روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ تو میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو اس کو اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور جو اس کو مشقت میں ڈالے گا وہ مجھے مشقت میں ڈالے گا۔ (۸) ترمذی نے امّ سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال حضرتِ فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی۔ جس پر وہ رو پڑیں پھر دوبارہ جب آپ ﷺ نے سرگوشی کی تو ہنس پڑیں۔ حضرتِ امّ سلمہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے تو میں نے حضرتِ فاطمہؓ سے ان کے رونے اور پھر ہنسنے کا سبب پوچھا؟ تو حضرتِ فاطمہؓ نے فرمایا پہلے حضورؐ نے مجھے اپنی وفات کی خبر دی تھی جس پر میں رونے لگی، پھر مجھے اس بات کی خبر دی کہ میں اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار ہوں گی سوائے حضرتِ مریم علیہا السلام کے تو اس پر میں ہنسنے لگی۔ (۹) ترمذی و حاکم نے حضرتِ علیؓ سے روایت کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے اہلِ بیت میں سب سے محبوب فاطمہؓ ہیں۔ (۱۰) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا ایک منادی پردہ کے پیچھے سے نداء

﴿(۶) بخاری (فتح الباری ۷/ ۸۴) مسلم ۲/ ۲۶ا (۷) ترمذی (تحفہ ۱۰/ ۳۷۱ (۸) ترمذی (تحفہ ۱۰/ ۳۷۴ (۹) ترمذی (تحفہ ۱۰/ ۳۷۰، المستدرک ۱/ ۱۵۵ (۱۰) المستدرک ۳/ ۱۵۳﴾

لگائے گا اے لوگو! فاطمہؓ بنتِ محمد ﷺ گزریں گی اس لئے اپنی نگاہیں پست کر لو۔ (۱۱) یہ روایت ابو بکر نے بھی "الغیلانیات" میں حدیث ابی ایوبؓ نقل کی ہے۔ (۱۲) ابو بکر نے "الغیلانیات" میں حدیثِ ابی ھریرۃؓ بھی نقل کی ہے۔ (۱۳) بخاری نے مسور سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (۱۴) احمد و حاکم نے بھی مسور سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو اس کو پریشان کرے گا وہ مجھے پریشان کرے گا اور جو اس کو خوش کرے گا وہ مجھے خوش کرے گا اور قیامت کے دن سارے حسب نسب ختم ہو جائیں گے صرف میرا نسب و سبب اور دامادی رشتہ قائم رہے گا۔ (۱۵) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ ابی سعیدؓ سے روایت کی ہے: فاطمہؓ اہلِ جنّت کی عورتوں کی سردار ہو گی سوائے حضرتِ مریم بنتِ عمران علیہا السلام کے۔ (۱۶) بخاری نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرتِ فاطمہؓ سے فرمایا کیا تو اس پر راضی اور خوش نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہو گی۔ (۱۷) حاکم نے المستدرک میں حضرتِ حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی اجازت چاہی کہ مجھے سلام کریں۔ پھر اس فرشتہ نے مجھے اس بات کی خوشخبری دی کہ فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔ (۱۸) طبرانی نے یہ روایت حدیث ابی ھریرۃؓ نقل کی ہے۔ (۱۹) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرتِ فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو تمام دنیا جہاں کی عورتوں کی سردار، مسلمان عورتوں کی سردار اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔ (۲۰) ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور

﴿(۱۱) کنز العمال ۱۲/۱۰۶ (۱۲) ایضاً (۱۳) بخاری (فتح الباری) ۷/۸۴ (۱۴) احمد ۴/۳۲۳، المستدرک ۳/۱۵۸ (۱۵) المستدرک ۳/۱۵۴ (۱۶) بخاری (مناقب فاطمہ) ۷/۸۳ (۱۷) المستدرک ۳/۱۵۱ (۱۸) مجمع الزوائد ۹/۲۰۱ (۱۹) المستدرک ۹/۲۰۱ (۲۰) مجمع ۹/۲۰۳، المستدرک ۳/۱۵۴﴾

حاکم نے "المستدرک" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ تیرے ناراض ہونے پر ناراض اور تیرے راضی ہونے پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ (۲۱) ترمذی، احمد اور ابو یعلیٰ نے ابی سعید الخدریؓ کی روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسنؓ و حسینؓ نوجوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہوں گے اور حضرتِ فاطمہؓ خواتین جنت کی سردار ہوں گی۔ سوائے حضرتِ مریم علیہا السلام کے۔ (۲۲) طبرانی نے "الاوسط" اور "الکبیر" میں ابنِ عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرتِ مریم علیہا السلام کے بعد تمام جنتی عورتوں کی سردار فاطمہؓ، خدیجہؓ اور آسیہؓ بنتِ مزاحم زوجہ فرعون ہوں گی۔ (۲۳) حاکم نے بھی یہ روایت حضرتِ انسؓ سے نقل کی ہے۔ (۲۴) طبرانی نے "الاوسط" میں اور ابو یعلیٰ نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے حضرتِ فاطمہؓ کے والد کے سوا اور کسی کو حضرتِ فاطمہؓ سے افضل نہیں دیکھا۔ (۲۵) احمد نے نعمان بن بشیرؓ کی روایت نقل کی ہے۔ نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں: حضرتِ ابو بکرؓ نے رسولِ خدا ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضرتِ ابو بکر صدیقؓ نے حضرتِ عائشہؓ کی آواز کو سنا وہ بآوازِ بلند یہ کہہ رہی ہیں کہ خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ علیؓ اور فاطمہؓ آپ ﷺ کو مجھ سے بھی اور میرے والدؓ سے بھی زیادہ محبوب اور پیارے ہیں یہ بات انھوں نے دو یا تین مرتبہ فرمائی۔ چنانچہ جب صدیق اکبرؓ اندر تشریف لائے تو حضرتِ عائشہؓ کو ڈانٹا کہ اے فلانی کی بیٹی! میں تیری آواز کو رسولِ پاک ﷺ کے سامنے بلند ہوتے کیوں سن رہا ہوں؟۔ (۲۶) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ عباسؓ کی روایت نقل کی ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرتِ علیؓ اور حضرتِ فاطمہؓ کے پاس تشریف

﴿(۲۱) مجمع ۹/۲۰۱﴾ (۲۲) تحفہ ۱۰/۲۷۲، احمد ۵/۳۹۱ (۲۳) المستدرک ۳/۱۸۵، احمد ۱/۲۹۳ (۲۴) مجمع ۹/۲۰۱ (۲۵) ایضاً احمد عن النعمان ۴/۲۷۵ (۲۶) مجمع ۹/۲۰۲﴾

لائے پہلے وہ دونوں مسکرا رہے تھے۔ جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا خاموش ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا۔ آخر کیوں ہنس رہے تھے؟ اور جب تم نے مجھے دیکھا تو چپ سے ہو گئے؟ حضرتِ فاطمہؓ نے بات کرنے میں جلدی کی اور عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ بات یہ تھی کہ یہ (حضرتِ علیؓ) فرما رہے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے زیادہ محبوب ہوں اور میں کہہ رہی تھی کہ نہیں بلکہ میں آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اس بات پر مسکرائے اور فرمایا: اے بیٹی! تجھ میں اولاد کی شفقت و ہمدردی ہے اور علیؓ تجھ سے زیادہ مجھے عزیز ہیں۔ (۲۷) طبرانی نے بھی یہ روایت ابی ھریرۃؓ سے نقل کی ہے (۲۸) طبرانی نے ابنِ مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دوں۔ (۲۹) طبرانی نے ابنِ جریج سے نقل کیا ہے۔ ابن جریج فرماتے ہیں: مجھے یہ بات بہت سے لوگوں نے بتائی ہے کہ حضرتِ فاطمہؓ ایک تو اولادِ پاک ﷺ میں سب سے چھوٹی اور کم عمر تھیں اور دوسری یہ کہ حضرتِ فاطمہؓ حضورؐ کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ حضرتِ رقیہؓ حضرتِ فاطمہؓ سے چھوٹی تھیں۔ (۳۰) حاکم نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے حضرتِ فاطمہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے اندازِ تکلم سے مشابہت رکھتا ہو۔ حضرتِ فاطمہؓ جب خدمتِ پاک ﷺ میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ اُن کو مرحبا مرحبا کہتے ہیں اور کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور اپنی مجلس میں بٹھاتے۔ حاکم نے ایک دوسری روایت میں یہ لفظ مزید نقل کئے ہیں کہ جب رسولِ پاک ﷺ حضرتِ فاطمہؓ کے ہاں رونق افروز ہوتے تو حضرتِ فاطمہؓ بھی استقبال کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور دستِ مبارک کو چومتیں۔ (۳۱) حاکم نے "المستدرک" میں

﴿(۲۷) ایضاً (۲۸) مجمع ۹/۲۰۴ (۲۹) مجمع ۹/۲۱۱، الروض الانف ۱/۱۲۳۔۱۲۴ (۳۰) المستدرک ۳/۱۵۴
(۳۱) المستدرک ۳/۱۵۵﴾

حضرتِ عمر بن الخطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عمر فاروقؓ ایک مرتبہ حضرتِ فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہؓ! مجھے آپ کے والدِ مکرم ﷺ کے بعد آپؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔ (۳۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ فاطمہؓ سے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

(۱۲) حضرتِ زینبؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے فضائل

(۱) طبرانی نے ابنِ جریجؒ سے روایت نقل کی ہے۔ ابنِ جریجؒ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات کئی لوگوں نے بتائی ہے کہ حضرتِ زینبؓ بناتِ طاہراتؓ میں سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ (۲) بزار نے اور طبرانی نے "الاوسط" اور "الکبیر" میں حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ کی صاحبزادی حضرتِ زینبؓ کنانہ کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوئیں۔ کفار کے چند آدمیوں نے اُن کا تعاقب کیا، ھبار بن اسود نے ان کو پکڑ لیا۔ حضرتِ زینبؓ کو نیزہ سے زمین پر گرا دیا وہ حاملہ تھیں، حمل ساقط ہو گیا، بنو ہاشم اور بنو امیہ کا باہم جھگڑا ہوا، بنو امیہ کہنے لگے کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں اور یہ حضرتِ زینبؓ اپنے چچا ابی العاص کے بیٹے کی زوجہ تھیں اور ہند بنتِ عتبہ کے پاس تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زید بن حارثہؓ سے فرمایا: تم کیوں نہیں چلے جاتے اور زینب کو (مکہ سے) لے آتے؟ حضرتِ زیدؓ نے فرمایا ضرور یا رسول اللہ! حضورؐ نے فرمایا یہ میری انگوٹھی لے لو اور اس کو دے دینا۔ چنانچہ حضرت زیدؓ چل پڑے راستہ میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا تو کس کا چرواہا ہے اس نے بتایا ابی العاص کا، پھر پوچھا یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے کہا

(۳۲) المستدرک ۳/۱۵۱۔۱۶۳" (۱) مجمع الزوائد ۹/۲۱۲ (۲) ایضاً

زینب بنت محمد ﷺ کی ہیں۔ پھر حضرتِ زیدؓ نے اس چرواہے سے کہا اگر میں تجھے کوئی چیز زینب کو دینے کے لئے دوں اور تو کسی سے اس کا ذکر بھی نہ کرے تو کیا تو تیار ہے ؟ اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ حضرتِ زیدؓ نے اس کو وہ انگوٹھی دے دی اور چرواہا چل دیا اس نے وہ انگوٹھی حضرتِ زینبؓ کو جا کر دے دی۔ حضرتِ زینب نے وہ انگوٹھی پہچان لی، حضرتِ زینبؓ نے پوچھا یہ تجھے کس نے دی ہے ؟ چرواہے نے کہا کسی آدمی نے دی ہے۔ پوچھا تو نے اس کو کہاں چھوڑا؟ چرواہے نے کہا فلاں جگہ میں، حضرتِ زینبؓ خاموش ہو گئیں جب رات ہوئی حضرتِ زینبؓ نکلیں اور جب حضرتِ زیدؓ کے پاس پہنچ گئیں۔ حضرتِ زیدؓ نے کہا آپؓ آگے اونٹ پر سوار ہو جائیں حضرت زینبؓ نے کہا نہیں بلکہ آپ آگے سوار ہوں، چنانچہ حضرتِ زیدؓ آگے اور حضرت زینبؓ ان کے پیچھے اونٹ پر سوار ہو گئیں اس طرح حضرتِ زینبؓ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے یہ میری سب سے اچھی بیٹی ہے جسے میری وجہ سے مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ یہ بات حضرتِ علیؓ کو پہنچی وہ حضرتِ عروہؓ کی طرف روانہ ہوئے اور ان سے جا کر پوچھا یہ تم نے کیا بات کہی ہے مجھے تیری طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ تو یہ واقعہ بیان کرتا ہے کیا تو حضرتِ فاطمہؓ کا مرتبہ کم کرنا چاہتا ہے ؟ عروہؓ نے کہا واللہ ! ایسی بات نہیں بلکہ حضرتِ فاطمہؓ کا مقام و مرتبہ میں کم نہیں کر سکتا چاہے اس کے بدلہ میں ساری دنیا کیوں نہ مجھے مل جائے۔ بہر حال آئندہ میں ایسی بات بیان نہیں کروں گا۔ (مصنفؒ فرماتے ہیں) اس حدیثِ مبارکہ میں حضور پر نور ﷺ کا فرمان کہ : زینب سب بیٹیوں سے افضل ہیں" اس سے مطلق اور کلی فضیلت مراد نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ نے خود اس کی وجہ " یہ بتائی کہ زینبؓ کو میری وجہ سے مصیبتیں اٹھانی پڑیں اس قید سے معلوم ہوا کہ حضرتِ زینبؓ کو مطلق فضیلت تمام بناتِ طاہرات پر حاصل نہیں ہے کیونکہ حضرتِ فاطمہ کے اتنے مناقب و فضائل وارد ہیں

کہ ان کا عشرِ عشیر بھی کسی اور بیٹی کو حاصل نہیں ہے۔(۳) طبرانی اور ابنِ اسحاق نے یزید بن رُومان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ ابو العاصؓ (خاوندِ زینبؓ) نے جب اسلام لانے کا ارادہ کیا تو اپنی زوجہ حضرتِ زینبؓ کے پاس آئے اور ان سے امان اور پناہ طلب کی جس پر حضرتِ زینبؓ نے ان کو پناہ دے دی۔ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے تو آپؐ نے خود بھی اور لوگوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضرتِ زینبؓ عورتوں کے چبوترہ سے نکلیں اور فرمایا اے لوگو! میں نے ابو العاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: کیا تم نے کوئی بات سنی ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں: حضور ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب تک کہ میں نے یہ بات سن نہیں لی مجھے معلوم نہ تھی۔ ادنی مسلمان بھی دوسرے کو امان دے سکتا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چلے گئے اور اپنی بیٹی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی! ان کو باعزت طریقہ سے رکھو لیکن ان کو اپنے پاس نہ آنے دینا کیونکہ تو اس کے لئے ابھی حلال نہیں ہے بعد میں ابو العاص مسلمان ہو گئے۔ (۴) طبرانی نے عروہ بن زبیرؓ سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ زینبؓ تب سے ہمیشہ بیمار رہنے لگیں جب سے ان کو ھبار بن اسود نے دھکا دیا تھا اور اسی درد میں جان جانِ آفریں کے سپرد فرمائی لوگ اُن کو شہید سمجھتے تھے۔

(۱۳) حضرتِ رقیہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے فضائل

(۱) طبرانی نے حضرتِ قتادہ بن دعامہ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ قتادہ فرماتے ہیں: حضرتِ رقیہؓ پہلے عتبہ بن ابی لھب کی طرف منسوب تھیں لیکن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ" تو نبیِ محبوب ﷺ نے عتبہ سے

(۳) مجمع الزوائد ۹/ ۲۱۵۔۲۱۶ (۴) ایضاً، سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۴۶۔۲۵۰" (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۱۶۔۲۱۷

طلاق کا مطالبہ کیا، حضرتِ رقیہؓ نے بھی اس کا مطالبہ کیا تھا بہر حال عتبہ نے طلاق دے دی۔ پھر حضرتِ عثمانؓ نے ان سے نکاح کیا، انہی کے پاس وفات پائی۔ (۲) طبرانی نے زبیر بن البکار سے مزید یہ الفاظ نقل کئے ہیں: جب عتبہ نے حضرتِ رقیہؓ کو طلاق دے دی تو حضرتِ عثمانؓ نے ان سے نکاح کیا اور حضرتِ رقیہؓ نے حضرتِ عثمانؓ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ کی۔ ایک بیٹا عبداللہ بھی پیدا ہوا۔ حضرتِ عثمانؓ اپنی کنیت اس کے ساتھ ظاہر کرتے تھے۔ حضرتِ رقیہؓ حضرتِ عثمانؓ کے ساتھ پھر مدینہ منورہ بھی آئیں۔ حضرتِ عثمانؓ رسول پاک ﷺ کے حکم سے بدر میں شریک نہ ہو سکے، حضور ﷺ نے ان کو اہلِ بدر میں شامل کرتے ہوئے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا: حضرتِ عثمانؓ نے عرض کی کیا مجھے ثواب بھی ملے گا؛ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تمہیں ثواب بھی ملے گا۔ مناقبِ عثمانؓ میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

(۱۴) حضرتِ ابراہیمؓ بن رسول اللہ ﷺ کے فضائل

(۱) باوردی نے حضرتِ انسؓ سے اور ابنِ عساکر نے حضرتِ جابرؓ سے اور حضرتِ ابن عباسؓ اور حضرتِ ابن ابی اوفیٰؓ سے روایات نقل کی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے۔ (۲) احمد نے بھی حضرتِ انس بن مالکؓ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ (۳) ابن سعد نے مکحول سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر ابراہیمؓ زندہ رہتے تو اس کے ماموں اس کے لئے نرمی نہ کرتے۔ (۴) ابن سعد نے ابی ہریرہؓ سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر ابراہیم زندہ رہتے تو میں ہر قبطی سے جزیہ معاف کر دیتا۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں

﴿(۲) مجمع ۹/ ۲۱۷، کنز العمال ۱۳/ ۴۲ـ۴۴"﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۱۶۲ (۲) احمد عن انس ۳/ ۱۳۳ـ ۲۸۱ (۳) ابن سعد ۱/ ۱۴۴ (۴) ایضاً﴾

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مصر فتح ہو جائے تو قبطیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ قابلِ رحم اور قابلِ امان ہیں۔ (٦) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرتِ انسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا میں نے نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے۔ (٧) احمد نے حضرتِ براءؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ براءؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیمؓ کے بارے میں فرمایا: ابراہیمؓ جنت میں پہنچ چکے ہیں وہاں ان کو ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے۔ (٨) بخاری و مسلم نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے: ابراہیمؓ کے لئے جنت میں ایک مرضعہ (دودھ پلانے والی) مقرر ہو چکی ہے۔ (٩) احمد و مسلم نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ابراہیمؓ میرے بیٹے ہیں۔ شیر خوارگی کی مدت میں وفات پا گئے اس کیلئے دو دودھ پلانے والی مقرر ہو چکی ہیں۔ وہ جنت میں اس کی مدت رضاعت پوری کریں گی۔ (١٠) ابنِ ماجہ نے یہ روایت ابنِ عباس سے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ ابراہیمؓ کیلئے جنت میں ایک مرضعہ مقرر ہو چکی ہے جو اس کی مدتِ رضاعت پوری کرے گی۔

(١٥) حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

(١) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرتِ براءؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپؐ کے کندھے مبارک پر حسنؓ بیٹھے ہیں اور آپؐ یوں فرما رہے ہیں! یا اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (٢) بخاری مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابوہریرہؓ ان الفاظ میں نقل کی ہے یا اللہ! میں حسنؓ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے بھی محبت فرما اور اُس سے بھی

(٦) بخاری (بدء الخلق) ٦/٢٥١، ابنِ سعد ٢/١٣٥-١٣٦ (٧) احمد ٤/٢٨٤-٢٨٩، ٢٩٧ وغیرہ (٨) بخاری (فتح الباری) جنائز ٣/١٩٠، مسلم (کتاب الفضائل) ٢/٧٠-٧١ (٩) احمد ٣/١١٢، مسلم ٢/٧٠-٧١ (١٠) ابنِ ماجہ ١/٤٥٩-٤٦٠

(١) بخاری (مناقب الحسن والحسین) ٧/٧٦، مسلم ٢/١١٦ (٢) بخاری ٧/٧٦، مسلم ٢/١١٥

محبت فرما جو اس سے محبت کرے۔ (۳) بخاری نے حضرت عقبہ بن حارثؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ عقبہؓ فرماتے ہیں: کہ حضرتِ ابو بکرؓ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھ کر چلے ان کے ساتھ حضرتِ علیؓ تھے۔ راستے میں حضرتِ حسنؓ کو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ صدیق اکبرؓ نے ان کو اپنے کندھے پر اُٹھالیا اور فرمایا! کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں حضور ﷺ سے مشابہ ہیں علیؓ سے نہیں حضرت علیؓ مسکرا رہے تھے۔ (۴) احمد، بزار اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرت ابی بکرۃؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپؐ سجدے میں گئے تو حضرتِ حسنؓ کود کر آپ ﷺ کی پشت مبارک اور گردن مبارک پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آہستہ سے سر مبارک اُٹھایا تاکہ وہ گر نہ جائیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے آج آپ کو حضرتِ حسنؓ سے ایسا عمل کرتے دیکھا کہ کسی کے ساتھ نہیں دیکھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ حسنؓ دنیا میں میرا پھول ہے اور میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ (۵) ترمذی نے حدیثِ ابی بکرۃؓ نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا''۔ (۶) بزار نے حضرتِ ابی سعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ ابی سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسنؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے آپ ﷺ حالتِ سجدہ میں تھے حضرتِ حسنؓ آپ کی پشت پر سوار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو پکڑا۔ حتیٰ کہ کھڑے ہو گئے۔ پھر رکوع کیا پھر اپنی پشت پر ان کو بٹھالیا اور قومہ کیا تو ان کو اُتار دیا تو وہ چلے گئے۔ (۷) بزار نے بہئی سے روایت نقل کی

﴿(۳) بخاری ۷/۷۷، احمد ۱/۸، المستدرک ۳/۱۶۸ (۴) مجمع الزوائد ۹/۱۷۵، احمد ۵/۳۷۔۳۸۔۴۴۔۴۷
(۵) ترمذی (مناقب) ۱۰/۲۷۷، الکبیر ۳/۲۳ (۶) مجمع الزوائد ۹/۱۷۵ (۷) ایضاً﴾

ہے بھی فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ عرض کیا کہ مجھے یہ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت میں سب سے زیادہ کون قریب تھا حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ حضرتِ حسن بن علیؓ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت میں بھی قریب تر تھے اور آپ کو محبوب تر بھی تھے وہ آتے رسول اللہ ﷺ حالتِ سجدے میں ہوتے یہ آپکی پشت پر سوار ہو جاتے اس وقت تک پشت سے اترتے نہیں تھے کہ جب تک حضورؐ انہیں خود ہٹا نہ دیتے۔ حضرتِ حسنؓ آتے حضورؐ کے پیٹ کے نیچے داخل ہو جاتے۔ حضورؐ اپنے پاؤں مبارک کشادہ کرتے حتیٰ کہ وہ پھر نکل جاتے۔ (۸) طبرانی نے یہ روایتِ مذکورہ حضرت زبیرؓ سے نقل کی ہے۔ (۹) طبرانی نے "الکبیر" میں کُلیب بن شہاب سے روایت نقل کی ہے کُلیب فرماتے ہیں ایک دن حسن بن علیؓ کا ابنِ عباسؓ کے سامنے ذکر ہوا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ رسول اللہؐ سے بڑی مشابہت رکھتے تھے۔ (۱۰) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت حضرت حسنؓ رکھتے تھے۔ آپ کی آنحضرت ﷺ سے مشابہت سر سے سینہ تک تھی۔ (۱۱) احمد نے زبیر بن اقمر سے روایت نقل کی ہے حضرتِ زبیر فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسن بن علیؓ حضرت کی شہادت کے واقعہ کے بعد خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک قبیلہ ازد کا آدمی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں کہ آپؐ نے ایک کپڑے سے اپنی پنڈلیوں کو باندھا ہوا تھا ارشاد فرمایا جو مجھ سے محبت کرتا ہے اُسے چاہیئے حسنؓ سے محبت کرے۔ حاضرین غائبین کو یہ بات پہنچا دیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا حق نہ ہوتا تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ (۱۲) طبرانی نے "الکبیر" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! جو اس سے محبت رکھتا ہے میں اس سے محبت رکھتا

﴿(۸) ایضاً (۹) مجمع ۹/۷۶ (۱۰) الکبیر ۳/۹۸-۹۹ (۱۱) احمد ۲/۵۳۱ (۱۲) الکبیر ۳/۱۹-۲۰﴾

ہوں (۱۳) طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حسنؓ کو لے کر اپنے ساتھ ملا لیتے تھے اور یہ فرماتے !اے اللہ یہ میرا بیٹا ہے آپ اس سے بھی محبت فرمائیں اور اُس سے بھی محبت فرمائیں جو اس سے محبت کرتا ہے۔ (۱۴) طبرانی نے الکبیر میں حضرت سعید بن زید بن نفیلؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسنؓ کو گود مبارک میں لیا اور فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (۱۵) بزار نے حضرتِ رجاء بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ رجاء فرماتے ہیں میں ایک دن مسجدِ نبوی ﷺ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں حضرتِ ابو سعیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ بھی تشریف رکھتے تھے اس دوران ادھر سے حضرتِ حسنؓ کا گزر ہوا۔ انھوں نے سلام کیا، لوگوں نے ان کو سلام کا جواب دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمروؓ خاموش رہے پھر انھوں نے بعد میں فرمایا وعلیك السلام ورحمۃ اللہ، یہ شخص آسمان والوں کو سب سے زیادہ محبوب ہے حضرتِ عبداللہؓ فرمانے لگے کہ واقعہ صفین کے بعد سے میں نے ان سے کلام تک نہیں کیا۔ حضرتِ ابو سعیدؓ فرمانے لگے کہ ان کے پاس چل کر معذرت کرلو۔ حضرتِ عبداللہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے کھڑے ہوئے، پہلے حضرتِ ابو سعیدؓ نے حضرتِ حسنؓ سے اجازت مانگی، حضرتِ حسنؓ نے اجازت دے دی پھر حضرتِ عبداللہؓ کے لئے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کو بھی اجازت مل گئی جب اندر آگئے تو حضرتِ ابو سعیدؓ حضرتِ عبداللہؓ سے فرمانے لگے کہ وہ بات دوبارہ ذکر کرو جو آپ نے حضرتِ حسنؓ کے گزرنے کے وقت کہی تھی۔ حضرتِ عبداللہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے میں پھر ذکر کر دیتا ہوں وہ بات یہ ہے کہ میں نے یہ کہا تھا کہ حضرتِ حسنؓ آسمان والوں کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرتِ حسنؓ نے اس پر فرمایا: جب آپ جانتے ہیں کہ میرا مرتبہ یہ ہے

﴿(۱۳) الکبیر ۳/ ۱۹ (۱۴) الکبیر ۱/ ۱۱۵ (۱۵) مجمع الزوائد ۹/ ۱۷۶۔۱۷۷﴾

کہ میں اہلِ سماء کو سب سے زیادہ محبوب ہوں تو پھر آپ نے جنگِ صفین میں ہمارے ساتھ قتل و قتال کیوں کیا؟ یا تعاون کر کے کثرت کا باعث کیوں بنے؟ حضرتِ عبداللہؓ نے فرمایا: خدا کی قسم نہ تو میں کسی لشکر کی کثرت اور اضافہ کا باعث بنا اور نہ میں نے تلوار چلائی۔ میں تو صرف اپنے والد صاحب کے ساتھ حاضر تھا، حضرتِ حسنؓ نے فرمایا: کیا یہ حدیث آپ کے علم میں نہیں تھی یا نہیں ہے کہ خالق کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔ حضرتِ عبداللہؓ نے فرمایا جی ہاں میں نے سنی ہے لیکن اصل حقیقت یہ تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے عہدِ رسالت میں پے درپے روزے رکھا کرتا تھا، ایک دن میرے والد صاحب نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں میری یہ شکایت کر دی تھی کہ عبداللہ بن عمروؓ دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے اس پر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، نماز بھی پڑھو اور آرام بھی کرو، اس لئے اب میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ عبداللہ! اپنے باپ کی اطاعت کرنا۔ اس لئے جب میرے والد صاحب جنگِ صفین میں نکلے تو میں بھی اطاعت کی بناء پر ان کے ساتھ نکلا۔ (۱۶) احمد و طبرانی نے عمیر بن اسحٰق سے روایت نقل کی ہے: عمیر فرماتے ہیں: ایک دن میں نے حضرتِ ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ آپ کی حضرتِ حسن بن علیؓ سے ملاقات ہوئی حضرتِ ابو ہریرہؓ نے ان سے فرمایا: اے حسن! اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر مجھے وہ متبرک مقام دکھا جہاں پر رسول اللہ ﷺ کو میں نے بوسہ لیتے دیکھا تھا۔ چنانچہ حضرتِ حسنؓ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ نے وہ متبرک جگہ چوم لی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرتِ ابو ہریرہؓ نے ان کی ناف کا بوسہ لیا۔ (۱۷) حاکم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے اور اس کی تصحیح کی

﴿(۱۶) احمد ۲/ ۴۲۷، ۴۸۸، الکبیر ۱/ ۱۹، ۹۷ (۱۷) المستدرک ۳/ ۱۶۸﴾

ہے۔(۱۸)احمد نے حضرتِ معاویہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ معاویہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرتِ حسنؓ کی زبان یا ہونٹ چوستے دیکھا ہے ایسی مبارک زبان یا ہونٹ کو عذاب ہر گز نہیں ہو سکتا کہ جن کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے چوسا ہو۔ (۱۹) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ ابی سعید المقبری سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابی سعید مقبری فرماتے ہیں: ہم حضرتِ ابو ہریرہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرتِ حسن بن علیؓ تشریف لائے انھوں نے سلام کیا۔ لوگوں نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ کو اس کا علم نہ ہوا حضرتِ ابو ہریرہؓ سے عرض کیا گیا حضرت! یہ حضرتِ حسن بن علیؓ ہیں جنھوں نے سلام کیا تھا اور لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ فوراً حضرتِ حسنؓ سے ملے اور عرض کی یا سیّدی! و علیک السلام۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ سے کسی نے پوچھا آپ یا سیّدی کہہ رہے ہیں حضرتِ ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ "سیّد" ہیں۔(۲۰) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں اور بزار نے حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ حسن بن علیؓ کے بارے میں فرمایا: میرا یہ بیٹا سیّد (سردار) ہے، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ (۲۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ ابی بکرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور دنیا میں یہ میرا پھول ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کروادے گا یہ حدیثِ ابی بکرہؓ صحیح بخاری وغیرہ میں بھی موجود ہے نیز یہ روایت کثیر جماعتِ صحابہؓ سے مختلف

---

(۱۸) احمد ۴/۹۴ (۱۹) الکبیر ۳/۲۴ (۲۰) مجمع الزوائد ۹/۱۷۸ (۲۱) الکبیر ۳/۲۱-۲۴، بخاری ۷/۷۶، المستدرک ۳/۱۷۵، احمد عن ابی بکرہ ۵/۳۷-۳۸

اسناد سے مروی ہے۔ (۲۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرتِ حسنؓ سے پیار کرتے دیکھا ہے تب سے مسلسل میں ان (حضرتِ حسنؓ) سے محبت کرتا ہوں میں نے ایک دن حضرتِ حسنؓ کو نبی کریم ﷺ کی گود مبارک میں دیکھا۔ حضرتِ حسنؓ آپؐ کی داڑھی مبارک میں اپنی انگلیاں ڈال رہے تھے اور حضور ﷺ اپنی زبانِ مبارک اُن کے منہ میں ڈال رہے تھے۔ پھر آپؐ نے یہ فرمایا: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (۲۳) حاکم نے "المستدرک" میں یزید بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ عروہؓ نے اپنے والد سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ حسنؓ کو چوما، اور اپنے ساتھ لگایا اور محبت سے اُن کو سونگھنے لگے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک انصاری آدمی بیٹھے تھے، اس انصاری نے کہا کہ میرا ایک بالغ بیٹا ہے میں نے اسے کبھی بھی نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ ہی نے تیرے دل سے شفقت و محبت نکال دی ہے تو پھر بھلا میرا اس میں کیا گناہ ہے؟ (۲۴) حاکم نے "المستدرک" میں ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ حضرتِ حسن بن علیؓ کو اپنے کندھے مبارک پر اُٹھائے ہوئے تشریف لائے تو ایک آدمی کی حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اے بچے! کیا خوب سواری ہے جس پر تو سوار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور خود سوار بھی کیا خوب ہے۔ (۲۵) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ جبیر بن نفیرؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ جبیرؓ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ حسنؓ سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلیفہ بننا چاہتے ہیں؟ حضرتِ حسنؓ نے فرمایا: سارے سردارانِ عرب میرے ہاتھ میں ہیں جس سے میں لڑوں گا اس سے وہ بھی لڑیں گے

(۲۲) المستدرک ۳/۱۶۹ (۲۳) المستدرک ۳/۱۷۰ (۲۴) ایضاً (۲۵) ایضاً

اور جس سے میں صلح کروں گا اس سے وہ بھی صلح کریں گے میں خلافت سے محض رضائے خداوندی اور امتِ محمدیہ کو خون ریزی سے بچانے کے لئے دستبردار ہوا ہوں۔

(۲۶) ابو داؤد اور نعیم بن حماد نے "الفتن" میں ابی اسحٰق سے روایت نقل کی ہے: ابی اسحٰق فرماتے ہیں: حضرتِ علیؓ نے اپنے بیٹے حضرتِ حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سیّد (سردار) ہے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے ان کو سیّد فرمایا: اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی ظاہر ہوگا جو تمہارے نبیؐ کے ہمنام ہوگا۔ پیدائش میں ان جیسا ہوگا مگر طور طریقہ میں ان جیسا نہ ہوگا۔ روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

(۲۷) ابنِ عساکر نے حضرتِ علیؓ سے نقل کیا ہے۔ حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: ایک دن رسول کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا، ننھا کدھر ہے؟ ننھا یہاں ہے؟ حسنؓ گلے میں لونگ کا ہار پہنے اور اپنے ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے باہر آئے۔ حضور ﷺ نے ان کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا اور فرمایا: میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ اس سے بھی محبت رکھے۔ (۲۸) ابنِ عساکر اور ابو یعلیٰ نے یہ روایت حضرتِ ابو ہریرہؓ سے بھی نقل کی ہے۔

(۱۶) حضرت امام حسین بن علیؓ کے فضائل

(۱) ترمذی و حاکم نے حضرتِ یعلیٰ بن مرّہ سے روایت نقل کی ہے، حضرتِ یعلیٰ بن مرّہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں۔ جو حسینؓ سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے۔ حسینؓ اسباط میں سے ایک سبط ہے (یعنی نواسوں میں سے ایک نواسا ہے) (۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول

(۲۶) کنز العمال ۳/ ۶۴ (۲۷) تہذیب ابن عساکر ۴/ ۲۰۶ (۲۸) کنز ایضاً رقم ۳۷۶۴۱ (۱) ترمذی (مناقب) ۱۰/ ۲۷۹، المستدرک ۳/ ۱۷۷ (۲) المستدرک ۳/ ۱۷۷

اللہ ﷺ نے حضرتِ حسینؓ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! میں حسینؓ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حسینؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ (۴) ترمذی نے انصار کی ایک عورت حضرتِ سلمیٰؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ سلمیٰؓ فرماتی ہیں: میں حضرتِ امّ سلمہؓ کے پاس حاضر ہوئی تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں میں نے پوچھا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ حضرتِ امّ سلمہؓ نے فرمایا: میں نے خواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے سرِ مبارک اور داڑھی مبارک پر خاک پڑی ہے اور آپ ﷺ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے؟ فرمایا: میں ابھی حسینؓ کا قتل دیکھ کر آیا ہوں۔ (۵) ابنِ سعد نے بھی حضرتِ امّ سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے ام سلمہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ ارضِ عراق میں قتل ہوگا، میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ مجھے وہاں کی خاک لاکر دکھاؤ جہاں پر وہ قتل ہوگا۔ جبریل علیہ السلام آئے اور فرمایا یہ وہاں کی خاک ہے۔ (۶) ابن سعد نے حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے یہ خبر دی ہے کہ حسینؓ دریائے فرات کے کنارہ پر قتل ہوں گے۔ (۷) نیز ابنِ سعد اور طبرانی نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے یہ خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ میرے بعد ارضِ طف میں قتل ہوگا اور میرے پاس وہاں کی یہ خاک بھی لائے ہیں اور انھوں نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ انکی آرام گاہ بھی اسی جگہ ہوگی۔ (۸) ابو داؤد اور

﴿(۳) الکبیر ۳/۴۰ (۴) ترمذی (تحفہ ۱۰/۲۷۵) (۵) البدایہ والنھایہ ۸/۱۹۹۔۲۰۰ (۶) کنز العمال رقم ۳۴۲۹۸ (۷) الکبیر عن عائشہ ۳/۱۱۳ (۸) المستدرک ۳/۱۷۷﴾

حاکم نے ''المستدرک'' میں حضرتِ امّ فضل بنتِ حارثؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی یعنی حضرتِ حسینؓ کو اور وہ میرے پاس سرخ رنگ کی خاک بھی لائے۔(۹) بغوی، ابن سکن، باوردی، ابن مندہ اور ابن عساکر اور طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ امّ سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے (جس میں یہ الفاظ ہیں) میرا یہ بیٹا حسینؓ ارضِ عراق میں قتل ہوگا جس کو ''کربلا'' کہتے ہیں تم میں سے جو موجود ہو اسے چاہیے کہ اس کی مدد کرے۔ (۱۰) خلیلی نے الارشاد میں حضرتِ عائشہؓ اور حضرتِ ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ قتل ہوگا اور یہ اس زمین کی خاک ہے (۱۱) یہ احادیثِ مبارکہ طبرانی نے حضرتِ امّ سلمہؓ سے اور ابن سعد نے حضرتِ عائشہؓ سے اور طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ زینب بنت جحشؓ اور احمد، ابویعلی، ابن سعد اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرتِ علیؓ سے اور نیز طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرتِ ابی امامہؓ، حضرتِ انسؓ، حضرتِ ام سلمہؓ سے اور ابن سعد اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرت عائشہؓ سے اور ابنِ عساکر نے حضرت زینب امّ المومنینؓ سے اور ابنِ عساکر نے حضرتِ امّ الفضل بنتِ حارث زوجہء حضرتِ عباسؓ سے نقل کی ہیں۔ اور یہ تمام احادیثِ مبارکہ سابقہ اسنادِ روایات کے ماسوا دیگر اسناد سے مروی ہیں۔

(۱۲) حاکم نے ''المستدرک'' میں حضرتِ ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی نازل کی ہے کہ میں نے (اللہ تعالیٰ) حضرتِ یحیٰ بن زکریا علیھما السلام کے بدلہ اور انتقام میں ستر ہزار آدمی

﴿(۹) کنز العمال ۱۲/۱۲۶ (۱۰) کنز ایضاً رقم ۳۴۳۱۵ (۱۱) احمد ۱/۸۵، ۳/۲۴۲، و ۲۶۵، طبرانی ۳/۱۱۰۔۱۱۷ تہذیب ابن عساکر ۴/۳۲۸۔۳۲۹ (۱۲) المستدرک ۳/۱۷۸﴾

قتل کئے ہیں لیکن تیرے بیٹے حسینؓ کے قتل کے بدلہ میں ستر ہزار اور مزید ستر ہزار قتل کروں گا (یعنی قتل کراؤں گا) (۱۳) ابن عساکر نے حضرتِ حسین بن علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ایک سیاہ سفید داغوں والے کتے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے اہلِ بیت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہا ہے۔
(۱۴) طبرانی نے "الاوسط" میں اور خطیب و ابن عساکر نے حدیثِ ام سلمہؓ نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: حسینؓ ۶۰ھ ہجری کے کنارہ پر قتل ہوں گے۔
(۱۵) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: حسینؓ کا جسمِ اطہر رسول اللہ ﷺ کے جسمِ مبارک سے ملتا جلتا تھا۔
(۱۶) طبرانی نے حضرتِ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حسینؓ کی ایک ٹانگ ادھر اور دوسری اُدھر کر کے اپنی ران مبارک پر بٹھایا اور ان کے رخسار کو بوسہ دیا۔ (۱۷) ابو یعلیٰ نے حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے، حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس کو یہ بات خوش کن ہو کہ وہ ایک جنتی شخص کو دیکھے تو اُسے چاہئے کہ حسین بن علیؓ کو دیکھ لے۔ (۱۸) احمد، ابو یعلیٰ، بزار اور طبرانی نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ ام سلمہؓ سے فرمایا: دروازہ بند رکھنا کوئی داخل نہ ہونے پائے۔ (اتنے میں) حضرتِ حسینؓ بن علی آئے، میں نے اندر نہ آنے دیا پر انھوں نے ایک چھلانگ لگائی اور اندر آگئے اور اندر آکر کبھی حضور ﷺ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے اور کبھی آپ ﷺ کے کندھے مبارک پر۔ فرشتہ نے حضورِ ﷺ سے کہا کہ آپؐ ان سے محبت رکھتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔

﴿(۱۳) ایضاً (۱۴) المجمع ۹/۱۹۰ (۱۵) الکبیر ۳/ ۹۸_۹۹ (۱۶) الکبیر عن ابن عباس ۳/ ۴۵ (۱۷) مجمع ۹/ ۱۸۷ (۱۸) احمد عن انس ۳/ ۲۴۲، ۲۶۵ الکبیر ۳/ ۱۱۲﴾

ہاں۔ فرشتہ نے کہا کہ آپ ﷺ کی امت عنقریب اس کو قتل کرے گی۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادیتا ہوں جہاں یہ قتل ہوں گے۔ چنانچہ اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ مارا اور سرخ مٹی لے آیا، حضرتِ ام سلمہؓ نے وہ مٹی اپنے دوپٹہ میں رکھ لی۔ ثابت کہتے ہیں کہ وہ مٹی کربلا کی تھی۔ (۱۹) احمد، ابو یعلی، بزار اور طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ نُجَی الحضرمی سے روایت نقل کی ہے نجی حضرمی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرتِ علیؓ کے ساتھ چلا جارہا تھا، جب مقامِ نینوی سامنے آیا (جبکہ میں صفین کی طرف جارہا تھا) تو حضرتِ علیؓ نے آواز دی ابو عبداللہ! صبر کرواے ابو عبداللہ! دریائے فرات کے کنارہ صبر کرو۔ میں نے پوچھا حضرت! یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا: ایک دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں مبارک سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! کیا آپ ﷺ کو کسی نے ناراض کیا ہے؟ کیا بات ہے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے انھوں نے مجھے یہ بتایا کہ حسینؓ دریائے فرات کے کنارہ پر قتل ہوں گے جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں آپ کو اس کی مٹی سونگھنے کے لئے دوں؟ میں نے کہا جی ضرور دیں۔ انھوں نے اپنا دستِ مبارک بڑھایا اور ایک مٹھی بھر مٹی لے کر مجھے دے دی۔ پس مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ (۲۰) طبرانی نے "الکبیر" میں زھریؒ سے روایت نقل کی ہے۔ زھریؒ فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مردان نے مجھ سے پوچھا کہ قتلِ حسینؓ کے دن کوئی خاص علامت اگر تو نے دیکھی ہو تو مجھے بتاؤ؟ میں نے کہا اس دن کا حال یہ تھا کہ بیت المقدس کا جو کنکر بھی اٹھایا جاتا تو وہ خون آلود ہوتا۔ عبدالملک کہنے لگے! میرا بھی یہی خیال ہے۔ (۲۱) طبرانی نے یہ روایت

﴿(۱۹) احمد ۱/ ۸۵، الکبیر رقم ۲۸۱۱ (۲۰) مجمع ۹/ ۱۹۶ (۲۱) ایضاً و الکبیر رقم ۲۸۳۵﴾

زھریؒ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے "ملک شام کا جو پتھر بھی قتلِ حسینؓ کے دن اٹھا کر دیکھا جاتا تو وہ خون آلود ہوتا۔" (۲۲) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی قُبیل سے روایت نقل کی ہے۔ ابی قُبیل فرماتے ہیں: جب حسین بن علیؓ شہید ہوئے تو ایسا سخت سورج گہن لگا کہ نصفِ نہار میں ستارے نمودار ہونے لگے، ہم سمجھے کہ شاید کہ یہ سورج ہی ہے۔ (۲۳) طبرانی نے "الکبیر" میں جمیل بن زید کی بھی روایت نقل کی ہے۔ جمیل فرماتے ہیں: جب حسینؓ قتل ہوئے تو آسمان کا رنگ سرخ ہو گیا۔ (۲۴) طبرانی نے الکبیر میں عیسیٰ بن حارث الکندی کی روایت بھی نقل کی ہے۔ عیسیٰ فرماتے ہیں: جب حسینؓ قتل ہوئے تو سات دن تک یہ حال رہا کہ جب ہم عصر کی نماز پڑھ لیتے تو آسمان کو ہم دیواروں پر یوں دیکھتے جیسے زرد رنگ کی چادریں اس پر پڑی ہوں۔ اور ستاروں کو دیکھتے کہ وہ آپس میں ملے ہوتے۔ (۲۵) طبرانی نے "الکبیر" میں محمد بن سیرین سے بھی روایت نقل کی ہے کہ محمد بن سیرین فرماتے ہیں: اس وقت تک آسمان پر سُرخی نہ تھی جب تک حسینؓ قتل ہوئے۔ (۲۶) طبرانی نے "الکبیر" میں امّ سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ امّ سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے جنات کو بھی حسینؓ بن علیؓ کی شہادت پر نوحہ کرتے سُنا ہے۔ (۲۷) طبرانی نے حضرت میمونہؓ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے (ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ یہ کوئی اور میمونہؓ ہو سکتی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت میمونہؓ تو قتلِ حسینؓ سے پہلے فوت ہو چکی ہیں۔)

﴿(۲۲) مجمع ۹/۱۹۷، الکبیر رقم ۲۸۳۸ (۲۳) ایضاً الکبیر ۲۸۳۷ (۲۴) ایضاً الکبیر رقم ۲۸۳۹ (۲۵) ایضاً و الکبیر رقم ۲۸۳۰ (۲۶) مجمع ۹/۱۹۹، الکبیر (۲۸۶۳، ۲۸۶۷) (۲۷) ایضاً و الکبیر رقم ۲۸۶۸، تہذیب ۱۲/۴۵۳، الاصابہ ۸/۱۹۴۔﴾

حضرتِ حسن اور حضرتِ حسین رضی اللہ عنہما کے مشترکہ فضائل

(۱) ترمذی حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں! نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا آپ کو اپنے اہلِ بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ فرمایا: حسنؓ اور حسینؓ۔ حضور ﷺ ان دونوں کو گلے لگاتے اور (پیار سے) سونگھتے تھے۔ (۲) احمد اور ترمذی حضرت ابی سعیدؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ ابی سعیدؓ فرماتے ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ نوجوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔ (۳) طبرانی نے حضرتِ حسینؓ بن علیؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ حسین بن علیؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حسنؓ اور حسینؓ نوجوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔ طبرانی نے الکبیر میں اس کو نقل کیا ہے۔ (۴) طبرانی نے الکبیر اور "الاوسط" میں اس کو حدیثِ اسامہؓ سے نقل کیا ہے۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں اس روایت کو جابرؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ (۶) نیز طبرانی نے اس کو حضرتِ مالک بن حویرثؓ سے نقل کیا ہے۔ اس میں مزید الفاظ یہ نقل کیے ہیں۔ اور ان کے والد ان دونوں سے افضل ہیں"۔ (۷) طبرانی نے یہ روایت "الکبیر" میں حضرتِ حذیفہؓ سے بھی نقل کی ہے۔ (۸) طبرانی نے یہ روایت قرّہ بن ایاس سے بھی نقل کی ہے۔ (۹) نیز یہ روایت ترمذی اور طبرانی نے حضرتِ حذیفہؓ سے بھی نقل کی ہے۔ (۱۰) نیز طبرانی نے "الکبیر" میں اس کو حضرتِ ابی ہریرہؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ (۱۱) طبرانی نے یہ روایت حضرتِ علیؓ سے بھی ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میرے سوا ہر نبی کی

(۱) ترمذی (تحفہ ۱۰/۲۷۶) (۲) احمد ۳/۳،۶۲، ترمذی ۱۰/۲۷۲ (۳) الکبیر عن علی ۳/۲۵۔۲۶ (۴) مجمع ۹/۱۸۳ الکبیر رقم ۲۶۱۸ (۵) ایضاً الکبیر عن جابر ۳/۲۹ (۶) ایضاً، کنز العمال رقم ۳۴۲۴۷ (۷) ایضاً الکبیر رقم ۲۶۱۷ (۸) ایضاً (۹) ایضاً، احمد ۵/۳۹۱ (۱۰) مجمع ۹/۱۸۳ الکبیر رقم ۲۶۰۴ (۱۱) مجمع ۹/۱۸۲ الکبیر عن علی رقم ۲۶۰۳

اولاد میں انبیاء پیدا ہوتے رہے ہیں جبکہ (اے فاطمہؓ) تیرے دونوں بیٹے نوجوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں سوائے حضرتِ یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیھما السلام کے جو خالہ زاد ہیں۔(۱۲) طبرانی نے یہ لفظ بھی نقل کیے ہیں: حسنؓ و حسینؓ نوجوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔ طبرانی نے الکبیر میں بھی بروایت حضرتِ عمر بن خطابؓ یہ روایت نقل کی ہے۔(۱۳) طبرانی نے الکبیر میں یہی الفاظ حدیثِ علیؓ میں بھی نقل کیے ہیں۔(۱۴) ابن عدی نے بھی یہ روایت ابنِ مسعودؓ سے نقل کی ہے۔(۱۵) ابن عساکر نے بھی یہ روایت ابنِ عمرؓ سے نقل کی ہے۔ (۱۶) احمد نے حضرتِ ابی ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں: ایک دن رسول پاک ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ حسنؓ و حسینؓ بھی تھے ایک اس کندھے مبارک پر اور ایک اس کندھے مبارک پر سوار تھا۔ آپ ﷺ کبھی حسنؓ کو چومتے اور کبھی حسینؓ کو، اسی حال میں ہم تک پہنچے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ ان سے اتنا پیار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے حقیقت میں مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔(۱۷) ابنِ ماجہ نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔(۱۸) احمد نے عطاء بن یسار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ان کو یہ خبر دی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرتِ حسنؓ اور حضرتِ حسینؓ کو گلے لگا رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں: اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔(۱۹) احمد، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ نے حدیثِ حذیفہؓ نقل کی ہے۔ ایک فرشتہ آسمان سے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس سے پہلے وہ فرشتہ کبھی نہیں آیا تھا۔ اس نے رب تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کو سلام کرنے کی اجازت

﴿(۱۲) ایضاً (۱۳) ایضاً (۱۴) و (۱۵) ابن عدی رقم ۶ ۳۴۴۳ و ابن عساکر رقم ۷ ۳۴۴۴ (۱۶) احمد ۲ / ۲۸۸، ۴۴۰، ۵۳۱

(۱۷) ابن ماجہ ۱ / ۶۴ (۱۸) احمد عن عطاء ۵ / ۳۶۹ (۱۹) احمد ۵ / ۳۹۱ ـ ۳۹۲ ترمذی ۱۰ / ۲۸۴ ـ ۲۸۵﴾

مانگی اور سلام حضور علیہ السلام پیش کرنے کے بعد اس نے آپ علیہ السلام کو یہ خوشخبری دی کہ حسنؓ و حسینؓ نوجوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہوں گے اور حضرتِ فاطمہؓ جنّتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔ (۲۰) بخاری و ترمذی نے ابنِ عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: حسنؓ و حسینؓ دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ (۲۱) نسائی نے یہ روایت حضرتِ انسؓ سے اور ابنِ عساکر و ابن عدی نے حضرتِ ابی بکرۃؓ سے نقل کی ہے۔ (۲۲) احمد، ابنِ حبان اور حاکم نے المستدرک میں حضرتِ بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ بُریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ "اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ" میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے چلے آرہے ہیں تو (انکی محبت میں) مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے اپنی بات (وعظ و نصیحت وغیرہ کا سلسلہ) منقطع کیا اور ان کو گود میں اُٹھا لیا۔ (۲۳) احمد اور دار قطنی نے "الافراد" میں اور طبرانی، حاکم اور بیہقی و ابن عساکر نے حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: حضرتِ ہارون علیہ السلام نے جیسے اپنے بیٹوں کے نام شبر اور شبیر رکھا تھا میں نے بھی یہی نام اپنے ان بیٹوں کے رکھے ہیں۔ (۲۴) بغوی اور طبرانی نے یہ روایت سلمانؓ سے نقل کی ہے۔ (۲۵) ابو یعلی اور بزار نے حدیثِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب آپ علیہ السلام سجدہ میں گئے۔ حضرتِ حسنؓ و حسینؓ نے چھلانگ لگائی اور آپؐ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب صحابہ نے ان کو منع کرنا چاہا تو آپ علیہ السلام نے اشارہ سے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو (کچھ نہ کہو) جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو اپنی گودِ مبارک میں بٹھالیا اور فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیئے کہ ان دونوں

(۲۰) بخاری ۷/۷۹، ۸/۱۰۰۸/۳۵۰ ترمذی ۱۰/۲۷۴-۲۷۵، احمد ۲/۸۵ (۲۱) کنز رقم ۳۴۲۵۱ (۲۲) احمد ۵/۳۵۴ ترمذی ۱۰/۲۷۸ (۲۳) احمد ۱/۹۸ طبرانی ۳/۱۰۰، المستدرک ۳/۱۶۵ تہذیب ابن عساکر ۴/۲۰۴ (۲۴) ایضاً (۲۵) مجمع الزوائد ۹/۱۷۹، المستدرک ۳/۱۶۷

سے بھی محبت کرے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں کو اپنے گلے لگا لیا۔ (۲۶) بزار نے بھی ابنِ مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ حسنؓ و حسینؓ کے بارے فرمایا: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔ اور جس نے ان سے محبت رکھی اس نے در حقیقت مجھ سے محبت رکھی۔ (۲۷) بزار نے قرہ بن لیاس سے بھی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضراتِ حسنینؓ کے بارے فرمایا: یا اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ۔ (۲۸) بزار نے یہ حدیث ابی ہریرہؓ اور دیگر اسناد سے بھی نقل کی ہے۔ (۲۹) طبرانی نے حضرتِ ابی ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مروان حاکم ایک مرتبہ حضرتِ ابی ہریرہؓ کے پاس ان کی مرض الوفات کے وقت آئے اور یہ کہا کہ ابو ہریرہؓ! جب سے ہم تمہارے مصاحب بنے ہیں تب سے ہم کبھی کسی معاملہ میں آپ سے ناراض یا آپ پر غضبناک نہیں ہوئے مگر یہ تم حضراتِ حسنینؓ سے اتنی محبت کیونکر کرتے ہو؟ ابو ہریرہؓ یہ سن کر دوزانو ہو کر بیٹھے اور فرمایا: (محبت حسنینؓ کا سبب یہ ہے کہ) ایک دن ہم لوگ رسول اللہ کے ہمراہ کہیں نکلے، تو ابھی ہم راستہ کے کسی حصہ میں تھے کہ رسول پاک ﷺ نے حسنؓ و حسینؓ کے رونے کی آواز سنی اس وقت وہ دونوں اپنی والدہ (حضرتِ فاطمہؓ) کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ جلدی سے ان کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ (کیوں رو رہے ہیں؟) حضرتِ فاطمہؓ نے فرمایا: پیاس ستا رہی ہے۔ فوراً رسول اللہ ﷺ مشکیزہ میں پانی تلاش کرنے لگے۔ ان دنوں پانی کے تالاب کم اور لوگ زیادہ ہوتے تھے حضور ﷺ نے آواز لگائی تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ہر ایک اپنے مشکیزہ میں پانی تلاش کرنے لگا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی میسر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

﴿(۲۶) مجمع ۹/۱۸۰ (۲۷) ایضاً، البخاری ۷/۷۱، احمد ۵/۲۰۵ (۲۸) ابی داؤد (منحۃ المعبود ۲/۱۹۲ (۲۹) مجمع ایضاً ۹/۱۸۰-۱۸۱ الکبیر رقم ۲۶۵۶﴾

حضرتِ فاطمہؓ سے فرمایا: ان بیٹوں میں سے ایک مجھے دو، انھوں نے پردہ کے نیچے سے دے دیا۔ میں نے دیتے وقت ان کے بازو کی سفیدی دیکھی۔ حضور ﷺ نے ان سے لے کر اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور وہ رورہا تھا چپ نہیں ہو رہا تھا آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک نکالی اور اُس کو چومنے لگے اور چوسنے لگے۔ حتی کہ وہ خاموش ہو گیا اور پرسکون ہو گیا پھر میں نے اس کے رونے کی آواز نہیں سنی۔ دوسرا بچہ بھی رو رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھی مجھے دو انھوں نے وہ بھی حضور ﷺ کو دے دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ بھی اسی طرح محبت و پیار کیا وہ بھی چپ ہو گیا پھر اس کے رونے کی بھی آواز میں نے نہیں سنی۔ (۳۰) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ سلمان سے روایت نقل کی ہے حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو حسنؓ و حسینؓ سے محبت رکھتا ہے میں بھی ان سے محبت رکھتا ہوں اور جس سے میں محبت رکھتا ہوں اس سے اللہ محبت رکھتا ہے اور جو ان دونوں کو ناراض رکھے گا میں اس سے ناراض ہوں گا اور جس سے میں ناراض ہوا اللہ اس سے ناراض ہوا اور جس سے اللہ ناراض ہوا اللہ اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور اس کے لئے دائمی عذاب ہو گا۔ (۳۱) یہ روایت حاکم نے بھی "المستدرک" میں نقل کی ہے۔ (۳۲) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ ابو ایوب انصاریؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ ابو ایوبؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حسنؓ اور حسینؓ آپ ﷺ کے سامنے یا آپؐ کی گود میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ ان دونوں سے محبت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیسے محبت نہ کروں یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں جن کو میں سونگھتا ہوں۔ (۳۳) بزار نے حضرتِ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ سعدؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

﴿(۳۰) مجمع ۹/۱۸۱ الکبیر رقم ۲۶۵۵ (۳۱) المستدرک ۳/۱۷۱ (۳۲) مجمع ۹/۱۸۱ (۳۳) ایضاً﴾

حسنؓ اور حسینؓ آپ ﷺ کے پیٹ کے اوپر کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ان سے محبت کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں کیوں نہ ان سے محبت کروں یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ (۳۴) احمد اور بزار نے حضرتِ ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے جب آپؐ سجدے میں گئے تو حسنؓ اور حسینؓ چھلانگ لگا کر حضور ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے جب آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو ان کو اپنے پیچھے سے آہستہ سے پکڑا اور اپنی پشت سے اُتار دیا جب حضور ﷺ دوبارہ سجدے میں گئے تو حسینؓ نے دوبارہ یہی حرکت کی حتی کہ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی رانوں پر بٹھالیا میں کھڑا ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ان کو ایک طرف کر دوں؟ بجلی چمکی حضور ﷺ نے ان سے کہا اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ جب بجلی کی چمک ذرا تھمی تو وہ اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔ (۳۵) حاکم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے (۳۶) ابو یعلی نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سجدے میں جاتے اُدھر سے حسنؓ اور حسینؓ آپؐ کی پشت پر آکر سوار ہو جاتے تو آپ سجدے میں زیادہ دیر رہتے کسی نے پوچھا یا نبی اللہ! آپ نے طویل سجدہ کیا؟ حضور ﷺ فرماتے میرا بیٹا مجھ پر سوار ہو گیا تھا اس لئے میں نے جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا۔ (۳۷) حاکم نے بھی یہ روایت "المستدرک" میں نقل کی ہے۔ (۳۸) ابو یعلی نے حضرتِ عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا میں نے ایک دن حسنؓ و حسینؓ کو رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا میں نے عرض کیا تمہارے نیچے کیا خوب سواری ہے۔

﴿(۳۴) ایضاً واحمد ۵/۵۱۳ (۳۵) المستدرک ۳/۱۶۶ (۳۶) احمد ۳/۴۹۳۔۴۹۴ (۳۷) المستدرک ۳/۱۶۵۔۱۶۶ (۳۸) مجمع الزوائد ۹/۱۸۲﴾

حضور علیہ السلام نے فرمایا دونوں سوار بھی تو کیا خوب ہیں۔ (۳۹) طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ گھٹنیوں چل رہے تھے آپ ﷺ کی پشت پر حسنؓ و حسینؓ سوار تھے اور حضور ﷺ یہ فرما رہے تھے تمہارا اونٹ بھی کیا خوب اونٹ ہے اور اس پر بوجھ بھی کیا خوب ہے۔ (۴۰) طبرانی نے الاوسط میں حضرتِ براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک حسنؓ و حسینؓ آگئے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے، جب آپ ﷺ سر مبارک اُٹھانے لگے تو ان کو ہاتھ کے اشارہ سے روکا اور فرمایا تمہاری سواری بھی کیا خوب سواری ہے۔ (۴۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ سلمانؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ سلمانؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد حاضر تھے اچانک امّ ایمنؓ آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حسنؓ و حسینؓ گم ہو گئے ہیں اور یہ وقتِ چاشت کا واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُٹھو! میرے بیٹوں کو تلاش کرو۔ ہر ایک نے اپنا اپنا رخ لیا میں نے نبی کریم ﷺ کے رُخ کو اختیار کیا، ہم برابر تلاش کرتے رہے حتی کہ جب ایک دامن کوہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں حسنؓ و حسینؓ ایکدوسرے کے ساتھ چمٹے کھڑے ہیں اور قریب ہی ایک سانپ کھڑا ہے جس کے منہ سے چنگاریوں کی طرح کوئی چیز نکل رہی تھی رسول اللہ ﷺ جلدی سے آگے بڑھے پہلے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب مڑا پھر تیزی سے رینگتا ہوا کسی سوراخ میں چلا گیا پھر حضور ﷺ حسنینؓ کے پاس آئے ان کو پہلے جدا کیا پھر ان کے چہروں پر دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم اللہ تعالیٰ کو کس قدر مکرم و محترم ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ایک کو اپنے دائیں کندھے مبارک پر اور دوسرے کو بائیں کندھے

﴿(۳۹) ایضاً (۴۰) ایضاً (۴۱) ایضاً﴾

مبارک پر اُٹھایا۔ میں نے کہا تم دونوں بڑے خوش نصیب ہو، تمہاری سواری بھی کیا خوب سواری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار بھی تو کیا خوب ہیں اور ان کے والدین دونوں سے افضل ہیں۔ (۴۲) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ نقل کی ہے کہ: حضرتِ فاطمہؓ آنحضرت ﷺ کی مرض الوفات کے وقت حضرتِ حسنؓ اور حضرتِ حسینؓ کو آپ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دونوں آپؐ کے بیٹے ہیں ان کو کوئی چیز ورثہ کے طور عطا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: حسنؓ کو تو مجھ کی سی شکل و صورت اور شرافت و عظمت حاصل ہے اور حسینؓ کو مجھ کی سی شجاعت اور سخاوت حاصل ہے۔ (۴۳) طبرانی نے یہ روایت الاوسط میں بھی حضرتِ ابی رافعؓ سے نقل کی ہے"۔

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۴۲) مجمع ۹/ ۱۸۵ (۴۳) ایضاً۔"﴾

﴿فصل ثالث﴾

﴿بنی عبد المطلب میں سے آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور اقرباء کرام کے فضائل﴾

﴿(۱۷) حضرتِ خدیجہ بنتِ خویلدؓ کے فضائل﴾

(۱) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: حضرتِ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ابھی خدیجہؓ (غارِ حرا میں) آرہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا وغیرہ ہے جب وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ جائیں تو آپ ﷺ ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے بھی سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنت میں ایک محل کی خوشخبری سنا دیجئے جو خولدار موتی کا ہے اور اس محل میں نہ شوروغل ہے نہ تکلیف و تکان ہے۔ (۲) احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ عبداللہ بن جعفرؓ نقل کی ہے: عبداللہؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہؓ کو جنت میں ایک ایسے محل کی خوشخبری سنا دوں جو موتی کا ہے اور اس میں نہ شوروغل ہے اور نہ تکلیف و تکان۔ (۳) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ نقل کی ہے۔ حضرتِ فاطمہؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری اماں خدیجہؓ کہاں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک ایسے محل میں ہیں جو موتی کا ہے جس میں نہ شوروغل ہے اور نہ تکلیف و تکان اور وہ مریم

﴿(۱) بخاری (فتح ۷/ ۱۰۸۔۱۰۹، مسلم ۴/ ۱۱۸ (۲) مجمع الزوائد ۹/ ۲۲۳، احمد ۱/ ۲۰۵، ۲/ ۲۳۰، ۴/ ۳۵۵، ۳۵۶، ۶/ ۲۷۹ (۳) مجمع الزوائد ۹/ ۲۲۳﴾

اور آسیہ کے درمیان میں ہیں۔ حضرتِ فاطمہؓ نے عرض کیا اس موتی کا؟ فرمایا: نہیں بلکہ وہ محل موتیوں، لؤ لؤ اور یاقوت سے بنا ہوا ہے۔ (۴) طبرانی نے یہ روایت الکبیر اور الاوسط میں حضرتِ جابرؓ سے نقل کی ہے۔ (۵) نیز طبرانی نے یہ روایت ابنِ عباسؓ سے نقل کی ہے۔ (٦) طبرانی نے "الاوسط" میں بھی اس کو ابنِ ابی اوفیٰؓ سے نقل کیا ہے۔ (۷) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں سے جتنی غیرت اور جتنا رشک میں حضرتِ خدیجہؓ سے کرتی تھی اتنا کسی زوجہ مطہرہ سے نہیں کرتی تھی حالانکہ میں نے حضرتِ خدیجہؓ کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ البتہ آپ ﷺ ان کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ بکری ذبح کرتے اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر بوٹیاں بناتے پھر اس گوشت کو حضرتِ خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ہاں بھجواتے۔ اکثر اوقات میں آپ ﷺ سے کہہ دیا کرتی کہ جیسے اس دنیا میں ایک خدیجہؓ کے علاوہ اور کوئی عورت ہی نہیں آپ جواب میں فرماتے: وہ تو واقعی اس طرح کی تھیں اور ایسی ہیں تھیں اور پھر میری اولاد بھی تو انہی کے بطن سے ہے۔ (حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں) حضرتِ خدیجہؓ کے تین سال بعد حضور ﷺ نے مجھے اپنے عقدِ مبارک میں لیا۔ (۸) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مریم بنتِ عمران اپنی امت میں سب سے بہتر عورت ہیں اور خدیجہؓ بنتِ خویلد اپنی امت میں سب سے بہتر عورت ہیں۔ (۹) طبرانی نے "الکبیر" میں مالک بن حویرثؓ سے روایت نقل کی ہے۔ مالکؓ فرماتے ہیں: مردوں میں سب سے پہلے علیؓ اور عورتوں میں خدیجہؓ اسلام لائے۔ (۱۰) بزار نے یہ روایت انہی

﴿(۴) ایضاً (۵) مجمع ۹/ ۲۲۳ (٦) ایضاً (۷) بخاری ۷/ ۱۰۶۔۱۰۸، مسلم ۲/ ۱۱۸۔۱۱۹ (۸) بخاری ۷/ ۱۰۵، مسلم ۲/ ۱۱۸ (۹) مجمع ۹/ ۲۲۰ (۱۰) ایضاً﴾

رافع سے نقل کی ہے۔(۱۱) طبرانی نے "الکبیر" میں قتادہ بن دعامہ سے روایت نقل کی ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں: خدیجہؓ نے ہجرتِ مدینہ سے تین سال پیشتر وفات پائی۔ مردوں اور عورتوں میں یہ اول خاتون ہیں جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں۔ حضور نے جاہلیت میں ان کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا۔ اور اُن کے سوا آپ ﷺ کی کسی سے اولاد بھی نہیں ہے۔(۱۲) طبرانی نے یہ روایت عروہ بن زبیرؓ سے بھی اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔(۱۳) نیز طبرانی نے زھریؒ سے نقل کیا ہے۔ زھریؒ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے حضرتِ خدیجہؓ کی وفات تک کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا۔ (۱۴) احمد، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے حدیثِ ابنِ عباسؓ نقل کی ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے افضل یہ چار خواتین ہیں: خدیجہ بنتِ خویلد، فاطمہ بنتِ محمد، مریم بنتِ عمران اور آسیہ بنتِ مزاحم زوجہء فرعون۔(۱۵) طبرانی نے الاوسط میں اسی طرح حدیثِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے۔(۱۶) طبرانی نے الکبیر میں اور بزار نے حدیثِ عمار بن یاسرؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عمارؓ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: خدیجہؓ کو میری امت کی عورتوں پر یوں فضیلت بخشی گئی ہے جیسے مریم علیھا السلام کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔(۱۷) احمد نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب خدیجہؓ کو یاد فرماتے تو اُن کی تعریف کرتے بلکہ خوب تعریف کرتے۔ (حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں) ایک دن مجھے غیرت آئی میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کیا ایک بڑھیا کو کثرت سے یاد کیا کرتے ہیں

﴿(۱۱) ایضاً (۱۲) ایضاً (۱۳) ایضاً (۱۴) احمد مختصراً ۱/ ۸۴، ۱۱۶، ۱۳۲، ۱۴۳ و من انس ۳/ ۱۳۵ (۱۵) مجمع ۹/ ۲۲۳ ترمذی ۱۰/ ۳۸۸۔۳۸۹ (۱۶) مجمع ۹/ ۲۲۳ (۱۷) مجمع ۹/ ۲۲۴، احمد ۶/ ۱۱۷۔۱۱۸، ۱۵۰، ۱۵۴﴾

خدا نے ان سے اچھی بیویاں آپ ﷺ کو عطا فرمائیں ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا ہرگز نہیں۔ جب لوگوں نے کفر کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں : جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انھوں نے تصدیق کی۔ جب میرا کوئی معین نہ تھا انھوں نے میری مالی معاونت کی، اور اللہ تعالیٰ نے دوسری ازواج کے بجائے ان سے مجھے اولاد بھی بخشی۔

(۱۸) طبرانی نے "الکبیر" میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ : جبریل علیہ السلام غارِ حرا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اچانک حضرتِ خدیجہؓ آئیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اے جبریل! یہ خدیجہؓ ہیں جبریل علیہ السلام نے فرمایا : ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے بھی سلام کہہ دیجئے۔

(۱۹) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ سعید بن کثیر مرسلاً نقل کی ہے جس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں : حضرتِ خدیجہؓ نے جواب میں کہا۔ اللہ پاک خود سلام ہیں اور ان کی طرف سے بھی سلام ہے اور جبریل علیہ السلام پر بھی سلام۔ (۲۰) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ عفیف بن عمرو نقل کی ہے عفیف فرماتے ہیں میں ایک تاجر آدمی تھا جاہلیت میں میں عباس بن عبدالمطلب کا دوست تھا میں تجارت کی غرض سے آیا میں نے عباس بن عبدالمطلب کے پاس مقام منیٰ میں پڑاؤ ڈالا۔ اتنے میں ایک آدمی آیا جب آفتاب ڈھل گیا تو نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا ایک عورت آئی وہ بھی نماز پڑھنے لگ گئی۔ پھر ایک قریب البلوغ لڑکا بھی آیا وہ بھی نماز پڑھنے لگا میں نے عباس سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے بتایا یہ "محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب" ہیں میرے بھتیجے یہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس عورت اور اس لڑکے کے سوا ابھی تک اور کسی نے ان کی اتباع نہیں کی ہے اور یہ عورت خدیجہ بنتِ خویلد ان کی زوجہ ہیں یہ لڑکا ان کا چچازاد علی ابن ابی طالب ہیں عفیف بن عمرو فوراً مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اچھے

﴿(۱۸) مجمع الزوائد ۹/ ۲۲۴۔۲۲۵ (۱۹) مجمع ۹/ ۲۲۵ (۲۰) المستدرک ۳/ ۱۸۳﴾

طریقے سے اسلام قبول کیااور فرمایامیں آج کے دن اسلام لاناکیسے پسند نہ کروں گا جبکہ اسلام قبول کرنے میں چوتھا شخص میں ہوں گا۔

(۱۸) حضرتِ عائشہؓ بنتِ ابی بکرؓ کے فضائل

(۱) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرتِ عمرو بن العاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب عائشہؓ ہیں اور مردوں میں ان کے والدِ گرامی ہیں۔ (۲) ترمذی و ابن ماجہ نے بھی یہ روایت حضرتِ انسؓ سے نقل کی ہے (۳) ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام قسم کے کھانوں پر ہے۔ (۴) نسائی نے بھی یہ روایت حضرتِ ابی موسیٰؓ سے نقل کی ہے۔ (۵) طبرانی نے بھی اس کو حضرتِ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے نقل کیا ہے۔ (۶) نیز طبرانی نے اس کو "الاوسط" میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا ہے۔ (۷) نیز طبرانی نے اس کو حضرتِ قرہ بن ایاس سے نقل کیا ہے۔ (۸) ابو نعیم نے "فضائل الصحابۃ" میں حضرتِ عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے مقامِ تہامہ (مکہ معظمہ) کو تمام روئے زمین پر فضیلت حاصل ہے اور جس طرح ثرید کو تمام قسم کے کھانوں پر فوقیت حاصل ہے۔ (۹) بخاری مسلم وغیرہ نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دو راتیں مسلسل تمھیں میرے خواب میں لایا گیا جس کی صورت یہ تھی کہ

---

(۱) بخاری فتح ۷/ ۲۱ (باب غزوۃ ذات السلاسل)، مسلم ۲/ ۹۹ (۲) ترمذی ۱۰/ ۳۸۲، ابن ماجہ ۱/ ۵۱ (۳) ترمذی ۱۰/ ۳۸۳ الطبرانی الصغیر ۱/ ۹۴ (۴) النسائی (فی عشرۃ النساء) ۷/ ۶۳۔ ۶۴، مسلم ۲/ ۱۲۴ (۵) مجمع ۹/ ۲۴۳ (۶) ایضاً (۷) ایضاً (۸) احمد عن انس ۳/ ۲۶۴ (۹) بخاری ۷/ ۱۷۸، مسلم ۲/ ۱۱۹

ایک فرشتہ نہایت شاندار ریشمی کپڑے پر تمہاری تصویر کو میرے سامنے لاتا اور مجھ سے کہتا کہ یہ تصویر تمہاری ہونے والی بیوی کی ہے۔ اور جب میں (تصویر کا) پردہ ہٹا کر تمہارا چہرہ دیکھتا تو ہو بہو تمہارا ہی چہرہ ہوتا تھا پھر میں (فرشتہ کے جواب میں) کہہ دیا کرتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ خود ہی اس کو پورا کرے گا (۱۰) ابنِ سعد نے مسلم البطین سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ جنت میں بھی میری زوجہ ہے۔ (۱۱) بخاری، ترمذی اور نسائی نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے امّ سلمہؓ! عائشہؓ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ خدا کی قسم عائشہ کے سوا تم میں سے کسی کے لحاف میں مجھ پر وحی کا نزول نہیں ہوا۔ (۱۲) بخاری، مسلم وغیرہ نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ (۱۳) بخاری، مسلم وغیرہ نے حضرتِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے واقعہء افک کے موقع پر فرمایا: اے عائشہؓ! خوشخبری ہو، اللہ نے تجھے بری قرار دیا ہے۔ (۱۴) بخاری، مسلم وغیرہ نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب ناراض ہوتی ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے، حضرتِ عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو پھر یوں تو کہتی ہیں: نہیں ربِ محمدؐ کی قسم اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو پھر یوں کہتی ہے نہیں ربِ ابراہیم کی قسم۔ (۱۵) ترمذی نے ابی موسیٰؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ ابی موسیٰؓ فرماتے ہیں: جب ہم لوگ (صحابہ کرامؓ) کو کسی حدیث کے

(۱۰) ابن سعد ۸/۶۶ (۱۱) بخاری ۷/۸۶، ترمذی ۱۰/۷۶ ۳ النسائی (عشرۃ النساء) ۷/۶۳ (۱۲) بخاری ۷/۸۴، مسلم ۲/۱۲۳، مسند الحمیدی ۱/۱۳۳، ترمذی ۱۰/۳۸۰ (۱۳) بخاری ۸/۳۵۰، مسلم (باب فی حدیث الافک کتاب التوبہ) ۲/۳۶۶ (۱۴) بخاری (فتح ۹/۲۸۵ فی النکاح) مسلم ۲/۱۳۰، احمد ۶/۳۰ (۱۵) ترمذی ۱۰/۳۸۰

بارے اشکال ہوتا اور اس کے متعلق حضرتِ عائشہؓ سے پوچھتے تو ہم ان کے پاس اس کے متعلق علم پاتے۔ (۱۶) ابو یعلی اور بزار نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں ایک روز رسولِ کریم ﷺ تشریف لائے، میں رو رہی تھی حضور ﷺ نے پوچھا! کیوں رو رہی ہو! میں نے کہا فاطمہؓ نے مجھے بُرا بھلا کہا ہے؟ حضور ﷺ نے فاطمہؓ کو بلایا اور پوچھا اے فاطمہؓ! کیا تو نے عائشہؓ کو بُرا بھلا کہا ہے۔ حضرتِ فاطمہؓ نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ حضورؐ نے فرمایا: جس سے میں محبت رکھتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ فاطمہؓ نے کہا، جی ہاں رکھتی ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: جس کو میں ناپسند سمجھتا ہوں کیا تو اس کو ناپسند سمجھتی ہے؟ فاطمہؓ نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میں عائشہؓ سے محبت رکھتا ہوں لہٰذا تو بھی اس سے محبت رکھ۔ حضرتِ فاطمہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد اب میں عائشہؓ سے ایسی بات کبھی نہیں کہوں گی جس سے ان کو تکلیف پہنچے۔ (۱۷) طبرانی نے "الکبیر" میں امّ سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ امّ سلمہؓ نے حضرتِ عائشہؓ کی یومِ وفات کو فرمایا: آج وہ شخصیت دنیا سے رخصت ہو گئی جو رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی پھر فرمایا: میں ان کے لئے ان کے والد کے سوا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتی ہوں۔ (۱۸) طبرانی نے "الاوسط" میں حضرتِ ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ عائشہؓ کو تمام ازواج پر فضیلت اور فوقیت دیا کرتے تھے۔ (۱۹) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ مسروقؒ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ مسروقؒ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرتِ عائشہؓ علم الفرائض جانتی تھیں؟ حضرتِ مسروق نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے اکابرِ صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ وہ حضرتِ عائشہؓ سے فرائض کے متعلق مسائل پوچھا کرتے تھے۔ (۲۰) طبرانی نے "الکبیر" میں زہریؒ سے مرسلاً

(۱۶) مجمع الزوائد ۹/۲۴۱ (۱۷) مجمع ۹/۲۴۲ (۱۸) ایضاً (۱۹) ایضاً ابن سعد ۸/۶۶، المستدرک ۴/۱۱ (۲۰) مجمع ۹/۲۴۳، المستدرک ۴/۱۱

روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اس امت کی تمام عورتوں کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے جن میں ازواجِ مطہرات بھی شامل ہوں تو حضرتِ عائشہؓ کا علم تمام عورتوں کے علم سے کثیر ہوگا۔ (۲۱) بزار نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشدل اور خوشگوار انداز میں دیکھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمادیجیے۔ حضورؐ نے مجھے ان الفاظ میں دعا دی۔ اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے اور چھپے ظاہر سارے گناہ معاف فرما۔ حضرتِ عائشہؓ اتنی خوش ہوئیں کہ ان کا سر ان کی گود میں جا لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو میری دعا پر خوش ہوئی ہے؟ حضرتِ عائشہؓ نے عرض کیا آپ ﷺ کی دعا پر میں کیسے خوش نہ ہوں گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم ہر نماز میں میری یہی دعا اپنی امت کے لئے ہے۔

﴿(۱۹) حضرتِ حفصہ بنت عمر بن خطابؓ کے فضائل﴾

(۱) بزار اور طبرانی نے حدیثِ عمار بن یاسرؓ نقل کی ہے حضرتِ عمارؓ فرماتے ہیں: جب رسول کریم ﷺ نے حضرتِ حفصہؓ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرتِ جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا حفصہؓ سے رجوع فرمایئے اس لئے کہ حفصہؓ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں اور وہ جنت میں بھی آپؐ کی زوجہ ہیں۔ (۲) طبرانی نے یہ روایت الاوسط میں حضرتِ انسؓ سے نقل کی ہے۔ (۳) حاکم نے بھی "المستدرک" میں یہ روایت نقل کی ہے۔ (۴) طبرانی نے "الکبیر" میں بھی یہ روایت حضرتِ قیس بن زیدؓ سے نقل کی ہے۔

﴿(۲۱) مجمع ۹/ ۲۴۳-۲۴۴-۲۴۴ " ﴾ ﴿(۱،۲) مجمع الزوائد ۹/ ۲۴۴ (۳) المستدرک ۴/ ۱۵ (۴) مجمع ۹/ ۲۴۵، ابن سعد ۸/ ۸۴ "﴾

(۲۰) حضرتِ امّ سلمہؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ام سلمہؓ نقل کی ہے: حضرتِ ام سلمہؓ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، اپنی چادر مبارک لپیٹ کر دروازہ کی دہلیز پر رکھ دی اور اس پر ٹیک لگا کر فرمایا: اے امّ سلمہؓ تیرا کیا خیال ہے؟ (مجھ سے نکاح کرنے کے متعلق) حضرتِ امّ سلمہؓ نے عرض کیا کہ میں بہت غیور عورت ہوں میں ڈرتی ہوں کہ کہیں آپ کو میری وجہ سے (بعد میں) کوئی ناگواری نہ پیش آجائے۔ حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ پھر ایک روز تشریف لائے اور پوچھا اے امّ سلمہؓ تیرا کیا خیال ہے؟ اگر مہر میں اضافہ کا کہتی ہو تو ہم اضافہ کر دیتے ہیں؟ حضرتِ امّ سلمہؓ نے پہلی والی بات کو دہرایا۔ امّ عبدؓ نے کہا اے امّ سلمہؓ! جانتی ہو قریش کی عورتیں کیا باتیں کر رہی ہیں؟ قریش کی عورتیں کہہ رہی ہیں کہ امّ سلمہؓ نے محمد ﷺ کو اس لیے رد کر دیا کہ ان کا ارادہ کسی ایسے قریشی آدمی سے ہے جو جوان بھی ہو اور مالدار بھی۔ چنانچہ امّ سلمہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا: فضائلِ اہلِ بیت میں حضرتِ امّ سلمہؓ کی شان میں ایک یہی فرمانِ رسالت کافی ہے کہ: اے ام سلمہؓ! تم تو خیر پر ہو۔

(۲۱) حضرتِ سودۃ بنتِ زمعہؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں حدیثِ عبد الرحمٰن بن سابط مرسلاً نقل کی ہے عبد الرحمٰن فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرتِ سودہؓ سے علیحدگی کا ارادہ فرمایا: حضراتِ شیخینؓ (حضرتِ ابو بکرؓ و عمرؓ) کو ان کی طلاق پر گواہ بنانے کی غرض سے

---

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۴۵، الطبرانی الکبیر ۳/ ۴۶۔۵۰، احمد ۲/ ۲۹۲، المستدرک ۳/ ۱۴۶" (۲،۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۴۶، ابن سعد ۸/ ۵۳۔۵۴، دیکھو بخاری (فتح الباری) ۷/ ۲۱۴ تفسیر آیت نمبر ۱۲۸ سورہ نساء)

بلو لیا۔ حضرتِ سودہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے دنیا سے کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں ہے، میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا بھی حشر آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ ہو جو ان کو اجر و ثواب ملے مجھے بھی حاصل ہو۔ (۲) طبرانی نے الکبیر میں حدیثِ ہیثم یا ابی ہیثم بھی نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ سودہؓ کو ایک طلاق دی۔ حضرتِ سودہؓ آپؐ کے راستہ میں بیٹھ گئیں، جب آپ ﷺ کا گزر ہوا تو حضرتِ سودہؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ رجوع فرمالیں اور میری باری جس کو چاہیں عطا فرمادیں۔ میری یہی خواہش ہے کہ قیامت کے دن میرا حشر آپ کی زوجہ کی حیثیت سے ہو۔ حضور ﷺ نے ان سے رجوع فرمالیا اور ان کی بات قبول فرمائی۔

(۲۲) حضرت زینب بنتِ جحشؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ راشد بن سعد نقل کی ہے حضرتِ راشد فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ عمر بن خطابؓ بھی تھے تو دیکھا کہ زینب بنتِ جحشؓ نماز پڑھ رہی ہیں اور اپنی نماز میں دعا کر رہی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بڑی نرم دل ہے۔ (۲) طبرانی نے الکبیر میں زینب بنتِ جحشؓ سے روایت نقل کی ہے! حضرتِ زینبؓ فرماتی ہیں کہ جب میری عدت طلاق ختم ہو گئی تو رسولِ کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میرے بال کھلے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ نکاح بغیر خطبہ اور گواہ کے ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نکاح کرانے والے ہیں اور جبریل علیہ السلام گواہ ہیں۔ (۳) حاکم نے "المستدرک" میں بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ (۴) ابو یعلی نے حدیثِ ابی برزہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ ابو برزہؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی نو ازواجِ مطہرات تھیں ایک دن

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۴۷۔ ۲۴۸ (۲) ایضاً، ابن سعد ۸/ ۱۰۴ (۳) المستدرک ۴/ ۲۵ (۴) مجمع ۹/ ۲۴۸، ابن سعد ۸/ ۱۰۸﴾

آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین وہ ہے جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں چنانچہ ہر ایک نے اپنے ہاتھ دیوار پر رکھنے شروع کر دیئے حضور ﷺ نے فرمایا میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ تم میں بہترین وہ ہے جو سب سے بڑھ کر فیاض اور سخی ہے۔(۵) طبرانی نے الاوسط میں یہ روایت ام المومنین حضرتِ میمونہؓ سے نقل کی ہے۔(۶) بزار نے یہ روایت عبدالرحمٰن بن ابزی سے نقل کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اس لئے کہ زینب کاریگر تھیں اللہ کے راستے میں اپنی کاریگری سے مدد کرتی تھیں۔(۷) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ محمد بن یحیٰی بن حبان مرسلاً نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کون زینبؓ کے پاس جا کر ان کو خوشخبری سنائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے۔

﴿(۲۳) حضرت زینب بنتِ خزیمہ ہلالیہؓ کے فضائل﴾

(۱) طبرانی نے حدیثِ زہری مرسلاً نقل کی ہے زہریؒ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زینب بنت خزیمہؓ سے نکاح فرمایا۔ ام المساکین ان کا لقب ہے (اس لقب کی وجہ) یہ ہے کہ حضرتِ زینبؓ کثرت سے مساکین کو کھانا کھلاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی وفات پائی۔ (۲) طبرانی نے یہ روایت "الکبیر" میں محمد بن اسحٰق سے مرسلاً نقل کی ہے۔

﴿(۲۴) حضرتِ میمونہ بنتِ حارثؓ کے فضائل﴾

(۱) احمد نے حدیثِ ابی رافع نقل کی ہے۔ ابو رافعؓ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ ایک مشن پر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ میمونہؓ کو میرے پاس لے آؤ۔

﴿(۵) مجمع ۹/۲۴۸ (۶) ایضاً (۷) المستدرک ۴/۲۴﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۲۴۸، المستدرک ۴/۳۳ (۲) ایضاً﴾
﴿(۱) احمد ۶/۳۹۱﴾

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اس وقت ایک مشن پر نکلا ہوا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس سے میں محبت رکھتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتا؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! حضورؐ نے فرمایا پھر جاؤ میمونہؓ کو میرے پاس لے آؤ۔ میں گیا اور میمونہؓ کو آپؐ کے پاس لے آیا۔ (۲) ابو یعلی نے یذید بن اصم ؒ سے روایت نقل کی ہے۔ یذید فرماتے ہیں: ام المومنین حضرتِ میمونہؓ مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہوئیں۔ اس وقت ان کے پاس ان کے بھائی کی اولاد میں سے کوئی نہ تھا۔ حضرتِ میمونہؓ فرمانے لگیں۔ مجھے مکہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ مجھے یہاں پر موت نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ مجھے مکہ میں موت نہیں آئے گی۔ لوگوں نے ان کو اٹھا کر مقامِ سرف کے اس درخت تک پہنچادیا جس درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے ان سے بنی (تعلق ازدواجی) فرمائی تھی۔ وہاں پہنچ کر وفات پائی۔ (۳) طبرانی نے الکبیر میں حدیثِ میمونہؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مومن بہنیں ہیں: میمونہ بنت حارثؓ، ام الفضل بنتِ حارثؓ، سلمٰی زوجہ حمزہؓ اور اسماء بنتِ عمیسؓ۔ یہ وہ ازواج مطہرات ہیں جن کے ہم نے فضائل و مناقب ذکر کردیئے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی ازواج اور سراری (کنیزوں) کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ خاص ان کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ ان کا تعلقِ زوجیت ہی بڑا باعثِ فضیلت ہے۔ نیز ان کے متعلق قرآن پاک کا نزول اور رب سبحانہ و تعالیٰ کا ان کو مخاطب فرمانا ہی ایک عظیم منقبت اور عظیم فضیلت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

﴿(۲) مجمع ۹/ ۲۴۹ (۳) ایضاً، المستدرک ۴/ ۳۲-۳۳﴾

(۲۵) حضرتِ حمزہ بن عبد المطلبؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں "سیّد الشہداء" حمزہ بن عبد المطلبؓ ہیں۔ (۲) طبرانی نے بھی یہ روایت "الاوسط" میں نقل کی ہے۔ (۳) طبرانی نے "الاوسط" میں ابنِ عباسؓ سے بھی روایت نقل کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: قیامت کے دن سیّد الشہداء حمزہ بن عبد المطلب اور وہ آدمی ہوگا جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور نیک کام کا حکم اور بُرے کام سے منع کیا لیکن بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا ہو۔ (۴) ضیاء نے بھی یہ روایت انہی الفاظ سے حضرتِ جابرؓ سے نقل کی ہے۔ (۵) نیز طبرانی نے اس کو "الکبیر" میں بروایتِ علیؓ نقل کیا ہے۔ (۶) نیز طبرانی نے "الکبیر" میں یحیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لبیبہ سے انھوں نے اپنے والد، اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اللہ کے ہاں ساتویں آسمان پر یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ حمزہ بن عبد المطلبؓ شیرِ خدا اور شیرِ رسولؐ خدا ہیں۔ (۷) حاکم نے بھی یہ روایت المستدرک میں نقل کی ہے۔ نیز حاکم نے اس کو مرسلاً بھی عمیر بن اسحٰق سے نقل کیا ہے۔ عمیر فرماتے ہیں: حمزہ بن عبد المطلبؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو تلواروں سے قتال کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ میں شیرِ خدا اور شیرِ رسولؐ خدا ہوں۔ (۸) احمد، ترمذی اور ابو داؤد نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر صفیہ (حضرتِ حمزہ کی بہن، آنحضرتؐ کی پھوپھی) کو رنج نہ ہوتا تو میں ان کی نعش

(۱) المستدرک ۳/۱۹۹ (۲) مجمع الزوائد ۹/۲۶۸ (۳) ایضاً (۴) کنز العمال ۱۱/۶۷۵ (۵) مجمع ۹/۲۶۸، الکبیر ۳/۱۶۵ (۶) الکبیر ۳/۱۶۳ (۷) المستدرک ۳/۱۹۴ (۸) احمد ۳/۱۲۸، ترمذی (تحفہ جنائز باب ماجاء فی قتلی احد وذکر حمزہ) ۴/۹۶، ابو داؤد (کتاب الجنائز) (۳۱۳۶)

کو یوں ہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے اور پھر قیامت کے دن ان جانوروں کے پیٹوں سے حمزہؓ کا حشر ہوتا۔ (۹) طبرانی نے بھی یہ روایت حضرتِ عبداللہ بن جعفرؓ سے نقل کی ہے۔ (۱۰) حاکم نے بھی یہ روایت حضرتِ ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔ (۱۱) نیز حاکم نے اسکو حضرتِ ابی ھریرہؓ سے بھی "المستدرک" میں نقل کیا ہے۔ (۱۲) طبرانی نے "الکبیر" میں یعقوب بن عُتبہ بن مغیرہ بن اخنس بن شُریق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ حمزہؓ جب مشرف بہ اسلام ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان کو تسلی دی، ان کے اسلام لانے کی برکت سے بعض اسلامی امور مستحکم ہوئے۔ اور قریش ہیبت زدہ ہو گئے۔ اور سمجھ گئے کہ اب حمزہؓ ان کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے۔

(۲۶) حضرتِ عباس بن عبدالمطلبؓ کے فضائل

(۱) ترمذی نے حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ کیونکہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا۔ عباسؓ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (۳) ترمذی نے حدیثِ ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: عباسؓ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں، بے شک آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔ (۴) خطیب نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: عباسؓ میرے وصی اور میرے وارث ہیں۔ (۵) ابن عدی نے حدیثِ علیؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عباسؓ کے بارے میں نیک سلوک

﴿(۹) الکبیر عن انس ۳/۱۵۷ (۱۰) المستدرک ۳/۱۹۶ (۱۱) المستدرک ۳/۱۹۷۔۱۹۸ (۱۲) الکبیر ۳/۱۵۳۔۱۵۴۔ ابن سعد ۳/۹، طبری ۲/۳۳۴۔" (۱) ترمذی ۱۰/۲۶۳ (۲) المستدرک ۳/۳۳۳ (۳) ترمذی ۱۰/۲۶۵ (۴) کنز رقم (۳۳۳۸۵) (۵) کنز رقم (۳۳۳۸۸)﴾

کرنے کی وصیت قبول کرو (عباسؓ سے اچھا سلوک کرو) کیونکہ وہ میرے چچا اور میرے باپ کی طرح ہیں۔ (۶) ابنِ ماجہ نے ابنِ عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا خلیل (دوست) بنایا ہے جیسے ابراھیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ میرا اور ابراھیم علیہ السلام کا مقام جنّت میں ہے۔ قیامت کے دن آمنے سامنے ہونگے اور عباسؓ ہمارے درمیان ہوگا۔ دو خلیلوں کے درمیان ایک مومن ہوگا۔ (۷) احمد و نسائی نے ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو روئے زمین میں سب سے زیادہ مکرم اللہ کے ہاں کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا (یارسول اللہ!) آنجنابؐ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں۔ مردوں کو بُرا بھلا نہ کہو اس سے زندوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ (۸) احمد، ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں عبدالمطلب بن ربیعہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل بھی نہیں ہوگا جب تک وہ عباسؓ اور ان کی اولاد سے محبت نہ رکھے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! جس نے میرے چچا کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس لئے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے مانند ہوتا ہے۔ (۹) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی اُسید الساعدیؓ سے نقل کیا ہے۔ ابی اُسیدؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک روز عباس بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا! اے عباسؓ! تم بھی اور تمھاری اولاد بھی کل کو اس وقت تک گھر کا رُخ نہ کرنا جب تک کہ میں تمھارے پاس نہ آجاؤں۔ اس لئے کہ مجھے تم سے کوئی کام ہے۔ حضرتِ عباسؓ اور ان کی اولاد آپ کا انتظار کرنے لگے۔ جب چاشت کا

﴿(۶) ابن ماجہ ۱/ ۶۴ (فضل العباس) (۷) احمد ۱/ ۳۰۰ (۸) احمد ۴/ ۱۶۵، ترمذی ۱۰/ ۲۶۳، المستدرک ۳۲۹ (۹) مجمع الزوائد ۹/ ۲۷۰﴾

وقت ہوا تو حضور پر نور ﷺ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے "السلام علیکم" فرمایا۔ سب نے جواب میں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا۔ حضورؐ نے پوچھا تم نے صبح کس حال میں کی؟ انھوں نے کہا الحمدللہ خیریت کے ساتھ۔ حضورؐ نے فرمایا ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور سمٹ جاؤ۔ جب سب حضورؐ کے قریب آگئے۔ حضورؐ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو لپیٹ کر فرمایا: پروردگار! یہ میرے چچا ہیں میرے باپ کی مانند ہیں اور یہ میرے اہلِ بیت ہیں، جیسے میں نے ان کو اپنی اس چادر سے مستور کیا ہے اسی طرح جہنم کی آگ سے بھی ان کو محفوظ فرما۔ (اس دُعا پر) دروازوں کی دہلیزیں اور گھر کی دیواریں آمین، آمین، آمین پکار اٹھیں۔ (۱۰)ابنِ ماجہ نے اس حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ (۱۱)ترمذی نے ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ عباسؓ سے فرمایا: اے چچا! پیر کے دن صبح کے وقت تم اپنی اولاد کو لیکر میرے پاس آنا تاکہ میں تمھارے لئے دُعا کروں، جس کے سبب اللہ تعالیٰ تمھیں اور تمھاری اولاد کو نفع پہنچائے گا چنانچہ (جب پیر کا دن آیا تو) صبح کے وقت حضرتِ عباسؓ اور ان کے ساتھ ہم سب (اولاد) آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اپنی چادر مبارک ہم سب کو اوڑھائی اور پھر یوں دعا فرمائی۔ یااللہ! عباسؓ کو اور ان کی اولاد کو بخش دے، اور ظاہر وباطن کی ایسی مغفرت عطا فرما کہ کوئی گناہ باقی نہ چھوڑ۔ الٰہی! عباسؓ کو ان کی اولاد میں قائم و محفوظ رکھیو۔ (۱۲)حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ عبداللہ بن ثعلبہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اور مجھے اس بات کا بھی حکم دیا ہے کہ میں حسن سلوک کی ابتداء عباس بن عبدالمطلبؓ سے کروں۔ (۱۳)ابنِ عساکر نے ابنِ عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ

﴿(۱۰)ایضاً، ابن ماجہ ۱/۶۳ (۱۱)ترمذی ۱۰/۲۶۶۔۲۶۷ (۱۲)المستدرک ۳/۳۳۴﴾

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق اور سعادت مند شخص عباسؓ ہے۔ (۱۳) ابنِ عساکر نے ابنِ مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عباسؓ کو اذیت نہ پہنچاؤ اس سے تم مجھے اذیت پہنچاؤ گے، جس نے عباسؓ کو برا بھلا کہا تحقیق اس نے مجھے برا بھلا کہا، اس لئے کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے مانند ہوتا ہے۔ (۱۴) عبدالرزاق اور ابنِ جریر نے بھی اسی طرح کی روایت مجاہدؒ سے مرسلاً نقل کی ہے۔ (۱۵) ابنِ سعد نے بھی ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں۔ (۱۶) ابو داؤد طیالسی، احمد بن حنبل، ابو داؤد، ابنِ منیع رویانی، ھناد بن سری نے "کتاب الزھد" میں، ابن خزیمہ، ابو عوانہ، ابن مندہ نے "کتاب الایمان" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں، بیہقی اور ضیاء نے "المختارۃ" میں بھی یہ روایت حضرتِ براءؓ سے نقل کی ہے۔ (۱۷) ترمذی نے حضرتِ ابی ھریرہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابو ھریرہؓ فرماتے ھیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خراسان سے سیاہ رنگ کے جھنڈے ظاہر ہونگے، کوئی شے انکو روک نہ سکے گی، حتّٰی کہ پھر وہ مقامِ ایلیاء پر نصب کر دیئے جائینگے۔ (۱۸) رافعی نے ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: چچا جان! کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سنادوں کہ آپ کی اولاد میں برگزیدہ ہستیاں، آپکی عترت میں خلفاء ہونگے۔ اور آخر زمانہ میں مہدی بھی آپ کی اولاد میں سے ہونگے۔ جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہدایت کی ہوائیں چلادے گا۔ اور ضلالت کی آگ بجھادی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی ابتداء ہم سے کر دی ہے اور اختتام آپ کی اولاد پر ہو گا۔ (۱۹) ھیثم بن کلیب اور ابن عساکر نے ابنِ عباسؓ سے

﴿(۱۳) ابن عساکر رقم (۳۳۴۴۴) (۱۴) ایضاً رقم (۳۳۴۱۷) (۱۵) ابنِ سعد ۴/۲۲ (۱۶) مسند ۱۱/۷۰۳۔۷۰۴
(۱۷) ترمذی (آخر ابواب الفتن) ۲/۵۴۶۔۵۴۷ (۱۸) مسند اعمال عن الرافعی رقم (۳۳۴۲۰) (۱۹) ایضاً رقم (۳۳۴۳۱)﴾

روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عباسؓ اور ان کی اولاد کی مدد فرما۔ یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (پھر فرمایا) اے چچا! کیا آپ کے علم میں نہیں ہے کہ مہدی آپ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ جن کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے کاموں کی) توفیق عطا کی جائیگی اور وہ خدا کے پسندیدہ ہوں گے۔ (۲۰) ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرتِ ابی ھریرۃؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرتِ عباسؓ سے فرمایا: اے ابوالفضل! کیا میں تمھیں اس بات کی خوشخبری نہ سنادوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امرِ دین کی ابتداء مجھ سے کی ہے اور انتہاء تیری اولاد پر ہو گی۔ (۲۱) دیلمی نے حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب اولادِ عباسؓ کے لئے ایک جھنڈا ہوگا۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا، اور جو اس کی مخالفت کرے گا ہلاک ہو جائے گا۔ وہ جھنڈا اس وقت تک ان کے ہاتھوں سے نہیں چھوٹے گا جب تک کہ وہ حق کو قائم رکھیں گے۔ (۲۲) ابن عدی اور ابنِ عساکر نے حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرتِ عباسؓ سے فرمایا: سن لو! ایمان اس وقت تک ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوگا جب تک وہ میری خاطر تم سے محبت نہ رکھیں گے۔ (۲۳) طبرانی نے "الکبیر" میں عصمہ بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں کی جماعت! تم اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہو سکو گے۔ جب تک کہ تم عباسؓ سے محبت نہ رکھو۔ (۲۴) احمد اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرت عباسؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: دیکھو! آسمان پر تجھے کوئی ستارہ دکھائی دیتا ہے؟

﴿(۲۰) ایضا رقم (۳۳۴۲۱) (۲۱) عن الدیلمی رقم (۳۳۴۲۲) (۲۲) ایضا (۳۳۴۲۵) (۲۳) عن الطبرانی رقم (۳۳۴۲۷) (۲۴) احمد ۱/۲۰۹، المستدرک ۳/۳۲۶﴾

حضرت عباسؓ نے فرمایا جی ہاں ثریا دیکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ تیری نسل میں ثریا کی تعداد کے بقدر حکمران پیدا ہوں گے جن میں سے دو فتنہ میں پڑیں گے۔
(۲۵) خطیب اور ابنِ عساکر حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الٰہی! عباسؓ، اولادِ عباسؓ اور ان لوگوں کی مغفرت فرما جو ان سے محبت رکھے۔ (۲۶) ابن عساکر نے حضرت ابو ھریرہؓ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عباسؓ اور ان کی اولاد کے بری، اعلانی، ظاھری، باطنی، گزشتہ، آیندہ سارے گناہ قیامت تک معاف فرما۔
(۲۷) طبرانی نے الاوسط میں ابی رافعؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابو رافعؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو حضرتِ عباسؓ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری سنائی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو (غلامی سے) آزاد کردیا۔ (۲۸) احمد بزار اور ابو یعلی نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت نقل کی ہے، حضرت سعدؓ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا: یہ عباسؓ بن عبد المطلب ہیں جو قریش میں سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحم ہے۔

(۲۷) حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے فضائل

(۱) بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرتِ براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ براءؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جعفرؓ! تم صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔ (۲) بخاری وغیرہ نے حضرتِ ابی ھریرہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابی ھریرہؓ فرماتے ہیں: میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ بعض اوقات میں کسی کو کوئی

﴿(۲۵) ایضا رقم ۳۳۴۴۶ (۲۶) ابن عساکر رقم ۳۳۴۴۸ (۲۷) مجمع الزوائد ۹/ ۲۶۸ (۲۸) ایضا، احمد ۱/ ۱۸۵﴾
﴿(۱) بخاری (کتاب الصلح) ۵/ ۳۲۲، ترمذی ۲۷۰ (۲) بخاری (مناقب) ۷/ ۶۱-۶۲، ترمذی ۱۰/ ۲۷۰-۲۷۱﴾

آیت اس لئے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لیجا کر مجھے کھانا کھلا دے، حالانکہ مجھے اس کا مطلب معلوم ہوتا تھا۔ مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے جعفر بن ابی طالبؓ تھے۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے، اور جو کچھ موجود ہوتا اس سے ہماری ضیافت کرتے تھے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف گھی کی خالی کپی نکال کر لاتے اور ہم اسے پھاڑ کر اس میں جو کچھ لگا رہتا اسے چاٹ لیتے تھے۔ (۳) ابن سعد نے محمد بن اسامہ بن زید سے انھوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرتِ جعفرؓ سے فرمایا: تیری صورت میری صورت کے مشابہ ہے اور تیری سیرت بھی میری سیرت کے مشابہ ہے۔ تو مجھ سے اور میرے شجرۂ نسب میں سے ہے۔ (۴) خطیب نے حضرتِ علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرتِ جعفرؓ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو اور تم میرے شجرۂ نسب میں سے ہو۔ (۵) مسلم، ابو داؤد، بیہقی اور حاکم نے بھی المستدرک میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۶) احمد نے بھی عبید اللہ بن زید بن اسلم سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۷) ابن عساکر نے بھی عبد اللہ بن جعفرؓ سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے۔ ابنِ عساکر نے حدیثِ اسماء بنت عمیسؓ بھی نقل کی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جعفرؓ جیسے آدمی کی (وفات پر) رونے والی کو رونا چاہیئے۔ (۸) محاملی نے اپنی امالی میں اور ابن عساکر نے روایتِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں بڑے فیاض اور فراخ دل جعفرؓ ہیں۔ (۹) ابو داؤد اور حاکم نے المستدرک میں روایتِ ابی ہریرہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفرؓ کو جنت میں فرشتوں کے

﴿(۳) ابن سعد ۴/۳۶ (۴) الاستیعاب ۱/۲۴۳ (۵) مسلم رقم (۳۳۱۹۷)، المستدرک ۳/۲۱۱، العقد الفرید ۲/۳۵۵ (۶) احمد عن عبید اللہ بن زید ۴/۳۴۲ (۷) الاستیعاب ۱/۲۴۳ (۸) کنز رقم (۳۳۱۸۸) (۹) المستدرک ۳/۲۰۹، ترمذی ۱۰/۲۶۸، مقاتل الطالبین ۱۷﴾

ساتھ اُڑتے دیکھا ہے۔ (۱۰) طبرانی نے "الکبیر" میں، ابن عدی اور حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں گذشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جعفرؓ فرشتوں کے ساتھ اس میں اُڑ رہے ہیں اور حمزہؓ تخت پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ (۱۱) ابن سعد نے یہ روایت مذکورہ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مرسلاً نقل کی ہے۔ اس میں مزید یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں: (میں نے جعفرؓ کو دیکھا کہ) وہ جنت میں جہاں چاہتے یاقوت کے بنے دو پروں کے ساتھ اُڑ رہے تھے۔ (۱۲) حاکم نے بھی "المستدرک" میں اس کو حضرتِ براءؓ سے نقل کیا ہے۔ (۱۳) ابن سعد نے بھی اس کو عبداللہ بن جعفرؓ سے نقل کیا ہے۔ (۱۴) طبرانی نے اپنی تینوں معاجم میں روایتِ ابی جحیفہ نقل کی ہے۔ ابی جحیفہ فرماتے ہیں: حضرتِ جعفر بن ابی طالبؓ ملکِ حبشہ سے آئے تو رسولِ کریم ﷺ نے ان کی پیشانی چومی۔ اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفرؓ کی آمد سے زیادہ مسرت اور خوشی حاصل ہوئی ہے یا فتح خیبر سے۔ (۱۵) طبرانی نے بھی یہ روایت "الکبیر" میں شعبی سے مرسلاً نقل کی ہے۔ نیز ابو یعلیٰ نے اس کو نقل کیا ہے۔

(۲۸) حضرتِ عقیل بن ابی طالبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی اسحاق سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرتِ عقیلؓ سے فرمایا: اے ابو یزیدؓ! میں تم سے دو وجہ سے محبت کرتا ہوں ایک اس لئے کہ تم میرے قرابت دار ہو اور دوسرے اس لئے کہ میرے چچا تم سے محبت رکھتے تھے۔ (۲) ابن عساکر اور حاکم نے بھی "المستدرک" میں

(۱۰) الکبیر ۲/۱۰۶، المستدرک ۳/۲۰۹۔ (۱۱) ابن سعد ۴/۳۷ (۱۲) المستدرک ۳/۲۰۹ (۱۳) ابن سعد ۴/۳۹ (۱۴) مجمع ۹/۲۷۲
(۱۵) مجمع ۹/۲۷۲، الکبیر رقم (۱۴۶۹) کنز العمال ۱۱/۶۶۵۔۶۶۶ (۱) کنز العمال ۱۱/۷۴۰ (۲) المستدرک ۳/۵۷۶

اس روایت ابی اسحٰق کو نقل کیا ہے۔ (۳) نیز حاکم نے "المستدرک" میں یہ روایت حضرتِ ابی حذیفہؓ سے نقل کی ہے۔

(۲۹) حضرتِ ابی سفیان بن حارث بن عبد المطلبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں روایتِ ابی حبۃ البدری نقل کی ہے۔ ابی حبہ بدری فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حُنین کے موقع پر حضرتِ ابوسفیان بن حارثؓ کو ایک گوشہ میں لڑتے دیکھ کر فرمایا: ابوسفیان میرے اہل میں سے سب سے بہتر ہیں۔ یا فرمایا میرے اہل کے بہترین لوگوں میں سے ہیں۔ (۲) ابنِ سعد اور حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ عروہ بن زبیرؓ مرسلاً نقل کی ہے کہ حضورِ پر نور ﷺ نے فرمایا: ابوسفیان نوجوانانِ اہلِ جنّت کے سردار ہیں۔

(۳۰) حضرتِ عبد اللہ بن عباسؓ کے فضائل

(۱) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اے اللہ! اس کو کتاب کا علم عطا فرما۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اے اللہ! اسے علم حکمت عطا فرما۔ (۲) حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین حضرتِ میمونہؓ کے گھر پر تشریف فرما تھے میں نے آپؐ کے لئے وضو کا پانی

﴿(۳) ایضاً﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹ / ۲۷۴ (۲) ابنِ سعد ۴ / ۵۳، المستدرک ۳ / ۲۵۵﴾ ﴿(۱) بخاری (الوضوء) ۱ / ۱۹۷، مسلم ۲ / ۱۴۰، (۲) المستدرک ۳ / ۵۳۴﴾

رکھا۔ حضرتِ میمونہؓ نے آپ ؐ سے عرض کیا کہ ابنِ عباسؓ نے آپ ﷺ کے لئے وضو کاپانی رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے دعا دی۔ اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما اور اسے علم تفسیر عطا فرما۔ (۳) حاکم نے بھی "المستدرک" میں ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: میں ایک روز نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ آخر شب کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے مجھے پکڑا اور اپنے برابر لا کھڑا کر دیا پھر جب آپ ﷺ نماز کی طرف متوجہ ہوئے میں پیچھے ہٹ گیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کیابات ہے میں تمھیں اپنے برابر کر رہا تھا لیکن تم پیچھے ہٹنے لگے؟ میں نے عرض کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں کسی کے شایانِ شان نہیں کہ آپ ﷺ کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ حضور ﷺ کو ان کی بات اچھی لگی، مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ میرے علم اور فقہ میں اضافہ فرمائے۔ (۴) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابنِ عمرؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پر سب سے بڑے مہربان ابو بکرؓ ہیں۔ دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔ حیاو شرم میں سب سے زیادہ عثمانؓ ہیں، سب سے بڑی قاری ابی بن کعبؓ ہیں، علم فرائض میں سب سے بڑے عالم زید بن ثابتؓ ہیں، قضاو فیصلہ میں سب سے بڑے ماہر علیؓ ہیں۔ حلال و حرام کے مسائل سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں، لب و لہجہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خوش الحان ابو ذرؓ ہیں، اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں، اور اس امت کے بہت بڑے عالم عبد اللہ بن عباسؓ ہیں۔ (۵) احمد نے روایتِ ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک ابنِ عباسؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔ (۶) بزار اور طبرانی نے ان

﴿(۳) المستدرک ۳/ ۵۳۵ (۴) ایضاً (۵) احمد ۱/ ۲۶۶ (۶) مجمع ۹/ ۲۷۶﴾

الفاظ میں یہ روایت نقل کی ہے: اے اللہ! اسے قرآنِ کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔ (۷) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: تم کیا خوب "ترجمان القرآن" ہو جبریل علیہ السلام نے دو مرتبہ مجھے دُعا دی ہے۔ (۸) حاکم نے "المستدرک" میں عمرو بن دینار سے روایت نقل کی ہے۔ عمرو بن دینار فرماتے ہیں: حضرتِ جابرؓ کے سامنے پالتو گدھوں کے گوشت کا مسئلہ ذکر کیا گیا تو حضرتِ جابرؓ نے فرمایا: کہ بحر العلوم یعنی ابنِ عباسؓ نے اس کا انکار کیا ہے اور یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی ہے: قُلْ لاَّ أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً...... (۹) حاکم نے "المستدرک" میں مجاھد سے بھی نقل کیا ہے۔ "حضرتِ مجاھدؒ فرماتے ہیں: ابنِ عباسؓ کو کثرتِ علم کی بناء پر بحر العلوم کہا جاتا تھا۔ (۱۰) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابن عباسؓ بھی نقل کی ہے: ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں مجھے (میرے والد) حضرت عباسؓ نے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، میں آپؐ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی تھا۔ حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے میرے حبیب! تم کب آئے؟ میں نے کہا کچھ دیر پہلے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تم نے میرے پاس کسی کو دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے ایک آدمی کو یہاں دیکھا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ میرے چچا کے سوا کسی نے ان کو نہیں دیکھا ہے۔ ہاں اگر کوئی نبی ہو (تو ان کو دیکھ سکتا ہے) پھر فرمایا: اے اللہ! اسے تفسیر کا علم عطا فرما۔ اسے دین کی سمجھ عطا فرما، اسے ایمان والوں میں سے بنا۔ (۱۱) طبرانی نے "الاوسط" میں اس کو نقل کیا ہے۔ (۱۲) حاکم نے "المستدرک" میں حدیثِ ابن عباسؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عباسؓ

﴿(۷) ایضا، المستدرک ۳/ ۵۳۷ (۸) المستدرک ۳/ ۳۳۵ (۹) المستدرک ۳/ ۵۳۵ (۱۰) المستدرک ۳/ ۵۳۶ (۱۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۷۶ (۱۲) المستدرک ۳/ ۵۳۷﴾

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ طہارت گاہ میں داخل ہوئے، پھر جب آپ باہر نکلے تو دیکھا کہ پانی کا ایک برتن ڈھکے ہوئے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کس نے رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔(۱۳)حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ عبداللہ بن مسعودؓ نقل کی ہے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں: ابن عباسؓ کیا خوب ترجمان القرآن ہیں۔ (۱۴)طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ عبدالملک بن میسرہ نقل کی ہے۔ عبدالملک فرماتے ہیں: میں نے ستر یا اسی اصحابِ رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔ میں نے کسی صحابی کو ابن عباسؓ کی مخالفت کرتے نہیں دیکھا۔ جب بھی کوئی صحابی ابن عباسؓ سے ملتے تو یہی کہتے کہ قول آپ ہی کا معتبر ہے، آپ ہی سچ فرماتے ہیں۔ (۱۵)طبرانی نے "الکبیر" میں ابن عباسؓ سے بھی روایت نقل کی ہے کہ ہرقل نے حضرتِ معاویہؓ کو لکھا کہ اگر ان میں علم نبوت کا کچھ حصہ باقی ہے تو میرے سوالات کے ضرور جواب دے دیں گے۔ ہرقل نے حضرت معاویہؓ سے مجرہ (کہکشاں) قوس (کمان) اور اس جگہ کے بارے پوچھا جس جگہ پر سوائے دن کی ایک ساعت کے آفتاب نہیں پہنچا۔ جب حضرت معاویہؓ کے پاس وہ مکتوب اور حاملِ مکتوب پہنچا۔ تو فرمایا آج تک مجھ سے اس طرح کے سوالات نہیں کئے گئے۔ حضرتِ معاویہؓ نے وہ مکتوبِ ہرقل لپیٹا اور اسے ابنِ عباسؓ کے پاس بھیج دیا۔ ابن عباسؓ نے جواباً لکھا کہ قوس سے مراد اہلِ ارض کا غرق ہونے سے مامون و محفوظ ہونا ہے۔ اور مجرّہ سے مراد آسمان کا وہ دروازہ ہے جو ایک دن پھٹ جائے گا۔ اور وہ جگہ جہاں دن کی ایک ساعت کے سوا آفتاب نہیں پہنچا اس سے مراد وہ دریا ہے جو بنی اسرائیل کے لئے کشادہ ہو گیا تھا۔ (۱۶)احمد نے عبداللہ بن حارث سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ

﴿(۱۳)المستدرک ۳۷۵ (۱۴)مجمع الزوائد ۹/۲۷۷ (۱۵)مجمع الزوائد ۹/۲۷۷۔۲۷۸ (۱۶)مجمع ۹/۲۸۵، احمد ۱/۲۱۴﴾

رسول اللہ ﷺ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے عبداللہ، عبید اللہ اور کثیر کو صف بستہ کھڑا فرماتے اور فرماتے جو میرے پاس دوڑ کر آئے گا اسے اتنا اتنا انعام ملے گا۔ چنانچہ سب آپؐ کی طرف دوڑتے آتے اور آکر آپؐ کی پشت مبارک اور سینے مبارک پر سوار ہو جاتے، حضورؐ ان کو اپنے سینہ مبارک سے لگا لیتے اور ان کو محبت و پیار سے چوم لیتے۔

(۳۱) حضرتِ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت نقل کی ہے: عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے رسولِ کریم ﷺ کے دستِ مبارک پر صرف سات سال کی عمر میں بیعت کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو مسکرائے اور بیعت کیلئے اپنا دستِ مبارک بڑھایا اور ان دونوں سے بیعت فرمائی۔ (۲) احمد نے روایت عبداللہ بن جعفرؓ نقل کی ہے۔ عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں: میں اور حضرتِ عباسؓ کے بیٹے قثمؓ اور عبید اللہؓ ہم ابھی بچے تھے، ایک دن کھیل رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کا ہمارے قریب سے گزر ہوا، اور فرمایا: اس کو میری طرف اٹھاؤ۔ چنانچہ آپؐ نے مجھے اپنے سامنے اٹھالیا، پھر قثمؓ سے فرمایا اسے بھی میری طرف اٹھاؤ چنانچہ ان کو اپنے پیچھے اٹھالیا۔ عبید اللہ چونکہ حضرتِ عباسؓ کو بڑے محبوب تھے، اس لئے آپؐ کو اپنے چچا سے حیا آئی کہ قثمؓ کو اٹھالیتے لیکن عبید اللہ کو نہ اٹھاتے۔ راوی فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے تین بار میرے سر پر دست مبارک پھیرا۔ جب بھی دست مبارک پھیرتے یہ فرماتے: اے اللہ! جعفرؓ کی اولاد میں اسے جانشین بنا۔ (۳) ابو یعلیٰ اور طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ عمرو بن حریث نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ کا ایک روز عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس سے گزر

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۸۵۔۲۸۶ (۲) ایضاً، احمد ۱/ ۲۰۴۔۲۰۵ (۳) مجمع ۹/ ۲۸۶، سیر اعلام النبلاء ۳/ ۴۵۸﴾

ہوا، وہ تجارت کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! عبداللہؓ کے تجارتی معاملات میں برکت عطا فرما۔ (۴) ابو داؤد طیالسی، ابن سعد، احمد اور حاکم نے "المستدرک" میں روایت عبداللہ بن جعفرؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن جعفرؓ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو۔ (۵) ابن عساکر نے علی بن عبداللہ بن جعفر سے انھوں نے اپنے والد (عبداللہ) سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عبداللہؓ سے فرمایا: تجھے مبارک ہو تیری پیدائش میری مٹی سے ہوئی ہے اور تیرے والد فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اڑ رہے ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۴) ابی داؤد (منحۃ ۲/۱۴۸)، احمد ۱/۲۰۴، نسائی ۸/۱۸۲، المستدرک ۳/۵۶۶ (۵) عن الکنز عن ابن عساکر رقم (۳۳۵۹۳)﴾

بابِ رابع

دیگر حضراتِ صحابہ کرامؓ کے فضائل

(۳۲) حضرتِ عبد اللہ بن مسعودؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ام عبد کا بیٹا (ابن مسعودؓ) میری امت کے لئے جو پسند کرے میں بھی اپنی امت کے لئے وہی بات پسند کرتا ہوں۔

(۲) طبرانی نے "الاوسط" میں اور بزار نے بھی حدیث ابن مسعودؓ نقل کی ہے۔

(۳) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیث ابی درداءؓ نقل کی ہے: حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ابن مسعودؓ کو (وعظ و ارشاد کے لئے) خطبہ دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ ابن مسعودؓ کھڑے ہوئے، اور فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار، اسلام ہمارا دین برحق، قرآن ہمارا امام، بیت اللہ ہمارا قبلہ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پیغمبر ہیں۔ اللہ اور اس کا رسولؐ ہمارے لئے جو کچھ پسند کرے ہم اس سے راضی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ام عبد کا بیٹا ٹھیک کہتا ہے، ام عبد کا بیٹا درست کہتا ہے اور سچ کہتا ہے۔ میں بھی اس بات پر راضی و خوش ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے، میری امت کیلئے اور امّ عبد کے بیٹے کے لئے پسند کرے۔ (۴) بخاری و ترمذی نے عبد الرحمٰن بن زید سے روایت نقل کی ہے: عبد الرحمٰن فرماتے ہیں: میں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ صحابہؓ میں نبی کریم ﷺ سے عادات و اخلاق اور طور طریق میں سب سے زیادہ قریب کون صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں۔ آپؓ نے فرمایا: اخلاق، طور طریق اور سیرت و عادت میں ام عبد کے بیٹے سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔ وہ آپؐ کے خانگی حالات تک سے واقف ہوتے تھے۔ (۵) بخاری و مسلم وغیرہ نے مسروق اور شقیق سے روایت

(۱) المستدرک ۳/۳۱۷ (۲) مجمع الزوائد ۹/۲۹۰ (۳) ایضاً (۴) بخاری (فضائل) ۷/۸۲، (الادب) ۱۰/۴۱۹
(۵) بخاری (فضائل القرآن) ۹/۴۱، مسلم ۲/۱۳۱، ابن سعد ۲/۳۴۲

نقل کی ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں : اس ذات کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی، اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی دور دراز کی مسافت ہے) تب بھی میں اس کے پاس پہنچوں گا۔ (٦) بخاری و مسلم نے حضرت ابی موسیٰؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی موسیٰؓ فرماتے ھیں : میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ منورہ) حاضر ہوئے۔ اور ایک زمانہ تک یہاں قیام کیا، ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ ابنِ مسعودؓ، نبی کریم ﷺ کے گھرانے کے ایک فرد ہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کی والدہ کی بکثرت آمد و رفت ہم دیکھا کرتے تھے۔ (٧) مسلم و ترمذی نے روایتِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں : جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، "لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا۔" تو رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، (اے ابن مسعودؓ) تم بھی انھی لوگوں میں سے ہو۔ (٨) طبرانی، بزّار اور حاکم نے المستدرک میں ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ھیں : مجھے خوب یاد ہے وہ وقت جب چھ افراد میں سے چھٹا فرد میں تھا، ہمارے سوا اس وقت کوئی مسلمان ابھی نہ تھا۔ (٩) ابو یعلیٰ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے، عمر فاروقؓ فرماتے ھیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا : جو شخص جس طرح ترو تازہ جیسے نازل ہوا اسی طرح قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا پسند کرے تو اسے چاہیئے کہ ابنِ امّ عبد کی قرأت کے مطابق تلاوت کلام پاک کرے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ھیں کہ میں ابن

﴿(٦) بخاری (فضائل) ٧ / ١٨٢، مسلم ٢ / ١٣٠، (٧) مسلم ٢ / ١٣٠، (٨) مجمع الزوائد ٩ / ٢٨٧ (٩) ایضاً﴾

مسعودؓ کے پاس گیا تاکہ ان کو یہ خوشخبری سناؤں، لیکن حضرتِ ابوبکرؓ مجھ سے سبقت لے گئے چنانچہ انھوں نے جاکر ابن مسعودؓ کو خوشخبری سنائی۔ خدا کی قسم جب بھی میرا اور صدیق اکبرؓ کا کسی نیکی کے کام میں مقابلہ ہوا ہے، حضرتِ ابوبکرؓ ہی مجھ پر سبقت لے گئے ہیں۔ (۱۰) احمد و بزّار نے بھی حدیثِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے۔ (۱۱) بزّار نے ابن مسعودؓ سے یہ روایت نقل کی ہے: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرات شیخینؓ نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ رسول کریم ﷺ نے میرے لئے یہ فرمایا ہے: سوال کر تجھے عطا کیا جائیگا۔ (۱۲) طبرانی نے یہ روایت عبداللہ بن عتبہ سے نقل کی ہے۔ (۱۳) بزّار اور طبرانی نے "الاوسط" اور "الکبیر" میں روایت عمار بن یاسرؓ نقل کی ہے۔ حضرت عمارؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کریم کو جیسے نازل ہوا ویسے تر و تازہ پڑھے تو اس کو چاہیئے کہ ابن ام عبد (ابن مسعودؓ) کی قرأت کے مطابق پڑھے۔ (۱۴) احمد و بزار نے روایت ابن عباسؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دور فرماتے تھے۔ آپؐ نے وصالِ مبارک کے سال دو مرتبہ قرآن پاک کا دور فرمایا۔ آپؐ کی آخری قرأت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت کے مطابق تھی۔ صحیح میں یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے رسولِ کریم ﷺ کو ستر بار قرآن سنایا ہے۔ (۱۵) احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ علی بن ابی طالبؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم ﷺ نے ابن مسعودؓ کو ایک درخت پر چڑھنے کا حکم فرمایا اور یہ فرمایا کہ اس درخت میں سے کچھ میرے پاس لائے۔ چنانچہ جب ابن مسعودؓ درخت پر چڑھے تو اصحابِ رسول ﷺ کی نظر ابن مسعودؓ کی پنڈلی پر پڑ گئی۔ پنڈلی کے پتلے اور باریک ہونے کی وجہ سے سب ہنسنے لگے۔ اس پر حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کس وجہ

﴿(۱۰) ایضاً و احمد ۱/ ۷، ۲۶، ۱۸، ۴۴۵ (۱۱) مجمع ۹/ ۲۸۸ (۱۲) ایضاً (۱۳) ایضاً (۱۴) ایضاً و احمد ۱/ ۴۰۵، ۴۱۴، ۴۱۲ (۱۵) ایضاً﴾

سے ہنستے ہو؟ (یاد رکھو) ابن مسعودؓ کی ٹانگ قیامت کے روز میزانِ اعمال میں احد پہاڑ سے زیادہ ثقیل اور بھاری ہوگی۔ (۱۶) احمد، ابو یعلی، بزار اور طبرانی نے بھی حدیث ابن مسعودؓ نقل کی ہے۔ بعض روایات میں یہ الفاظ ھیں: ابن مسعودؓ کی پنڈلی قیامت کے روز اُحد کے پہاڑ سے زیادہ شدید اور عظیم ہوگی۔ اور بعض روایات میں یہ الفاظ ھیں: ایک روز ابن مسعودؓ رسول محبوب ﷺ کے پیچھے چلے جا رہے تھے (آگے اسی طرح حدیث ہے)۔ (۱۷) بزار اور طبرانی نے یہ روایت مذکورہ قرہ بن ایاس سے بایں الفاظ نقل کی ہے: دونوں میزانِ اعمال میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی اور بھاری ہونگی۔ (۱۸) یہ روایت طبرانی نے ''الاوسط'' اور ''الکبیر'' میں بھی ابی الطفیل سے نقل کی ہے۔ (۱۹) احمد و طبرانی نے حدیث عمرو بن العاصؓ نقل کی ہے: حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ھیں: رسولِ کریم ﷺ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپؐ ابنِ مسعودؓ اور عمار بن یاسرؓ سے محبت رکھتے تھے اور ان سے راضی خوش تھے۔ (۲۰) طبرانی نے ''الکبیر'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کے حق میں فرمایا: وہ ایک علم وفقہ سے بھرے ہوئے برتن تھے۔ (۲۱) حاکم نے ''المستدرک'' میں روایت علقمہ نقل کی ہے۔ علقمہؒ فرماتے ھیں! جب میں ملک شام پہنچا اور دمشق کی جامع مسجد میں حاضر ہوا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھی، اور پھر میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھ کو نیک ہمنشیں میسر فرما! پھر میں ایک جماعت میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک بزرگ آئے، میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ھیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو درداءؓ ھیں، میں بولا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو نیک ھمنشیں میسر فرما، اور اللہ تعالیٰ نے آپ جیسا نیک ھمنشیں مجھے میسر فرمادیا، یہ سن کر حضرت ابو درداءؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں کوفہ کا

﴿(۱۶) مجمع ۹/۲۸۹، احمد ۱/۴۲۰،۴۲۱ (۱۷) مجمع ۹/۲۸۹ (۱۸) ایضا (۱۹) ایضا، احمد ۴/۲۰۳ (۲۰) مجمع الزوائد ۹/۲۹۰-۲۹۱ (۲۱) المستدرک ۳/۳۱۶﴾

رہنے والا ہوں۔ حضرتِ ابو درداءؓ بولے کہ کیا تمھارے ہاں (کوفہ میں) ابن ام عبد (ابن مسعودؓ) نہیں ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک، تکیہ اور چھاگل رکھنے کا شرف حاصل تھا، کیا تمھارے ہاں وہ صاحب نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی زبانِ مبارک کے ذریعہ شیطان سے پناہ وامان عطا کی ہے۔ (یعنی عمارؓ) اور کیا تمھارے ہاں وہ صاحب نہیں ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کے اس راز کا محرم ہونے کا شرف حاصل ہے جس کو ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا (یعنی حذیفہؓ)۔

(۲۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی کو صلاح مشورہ کے بغیر لوگوں کا امیر و خلیفہ بناتا تو ابنِ امِ عبد (عبداللہ بن مسعودؓ) کو ان کا امیر و خلیفہ بنا دیتا۔

(۳۳) حضرت عمار بن یاسرؓ کے فضائل

(۱) بخاری نے ابی سعیدؓ سے روایت نقل کی ہے: ابی سعیدؓ فرماتے ہیں: ہم تعمیر مسجد نبویؐ کے لئے ایک ایک کر کے اینٹیں لا رہے تھے، لیکن عمارؓ دو دو اینٹیں لا رہے تھے، اتنے میں نبی کریم ﷺ ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار صاف کیا، پھر فرمایا: افسوس! عمارؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ یہ تو انھیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہو گا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ حمیدی نے "الجمع" میں یہ الفاظ ذکر نہیں کیے "ایک باغی جماعت قتل کرے گی" لیکن برقانی اور اسماعیلی نے یہ زیادتی نقل کی ہے۔ ائمہ کی ایک جماعت نے بھی یہ زیادتی نقل کی ہے۔ نیز صحابہؓ کی ایک جماعت نے بھی یہ زیادتی نقل کی ہے بخاری نے قتادہ بن

(۲۲) المستدرک ۳/۳۱۸۔ (۱) فتح الباری (کتاب الصلوٰۃ) ۱/۴۳۰۔۴۳۱

نعمانؓ، مسلم نے ام سلمہؓ، ترمذی نے ابو ھریرہؓ، نسائی نے عبداللہ بن عمروؓ سے اور طبرانی نے سند صحیح یا سند حسن کے ساتھ یہ زیادتی جن اصحاب کرامؓ سے نقل کی ہے وہ یہ ھیں: عثمان بن عفانؓ، حذیفہ بن الیمانؓ، ابو ایوبؓ، خزیمہ بن ثابتؓ، معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، ابو الیسرؓ اور عمارؓ۔ (۲) یہ روایت یالابزار نے بھی حضرت ابی ھریرہؓ سے نقل کی ہے اور یہ حدیث معجزات نبوت میں سے ہے۔ اس لئے کہ جیسے مخبر صادق مصدوق ﷺ نے فرمایا تھا ویسے ہی واقع ہوا۔ (۳) طبرانی نے عمرو بن العاصؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ عمروؓ فرماتے ھیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: عمارؓ کا قاتل اور سالب (سامان چھیننے والا) جہنم کی آگ میں جائیں گے۔ (۴) طبرانی اور ابو یعلیٰ نے حدیثِ ابی البختری و میسرہ نقل کی ہے کہ عمار بن یاسرؓ جنگ صفین کے موقع پر قتل و قتال کرتے جا رہے تھے خود قتل نہ ہو پا رہے تھے۔ پھر ایک دن آپ کی خدمت میں دودھ لایا گیا آپ نے نوش فرما کر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ دنیا کا آخری مشروب ہے جسے میں پیئوں گا۔ پھر اٹھے، قتال کیا اور قتل ہو گئے۔ (۵) طبرانی نے یہ روایت ابی سِنان الدولی سے نقل کی ہے۔ (۶) احمد نے حدیثِ عثمان بن عفانؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عثمانؓ فرماتے ھیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آلِ یاسرؓ کی بخشش فرما۔ (۷) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ جابرؓ نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کا عمار بن یاسرؓ اور ان کے اہل خانہ کے پاس سے گزر ہوا۔ دیکھا کہ انھیں دین کے معاملہ میں تکلیفیں دی جا رہی ہیں: آپؐ نے فرمایا: آلِ یاسرؓ کو خوشخبری سنا دو کہ تمھارا ٹھکانا جنّت ہے۔ (۸) احمد و طبرانی نے خالد بن الولیدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت خالد بن الولیدؓ فرماتے ہیں: ایک دن میرے اور عمار بن یاسرؓ کے درمیان بحث چل پڑی، میں نے ان کو کوئی سخت بات کہہ

﴿(۲) مجمع الزوائد ۹/۲۹۶ (۳) ایضاً (۴) مجمع الزوائد ۹/۲۹۷ (۵) ایضاً (۶) احمد ۳/۱۲ (۷) مجمع ۹/۲۹۳ (۸) احمد ۱/۸۹﴾

دی۔ وہ (عمار) رسول اللہ ﷺ کے دربار میں میری شکایت کرنے چل پڑے حضرتِ خالدؓ (شکایت سن کر) عمارؓ کو سخت سست کہنے لگے ان کی سخت کلامی میں اضافہ ہوتا رہا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش تھے، کلام نہیں فرمارہے تھے۔ حضرتِ عمارؓ رونے لگے، اور عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ اس کو دیکھتے نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: جو عمارؓ سے عداوت رکھے گا اللہ اس سے عداوت رکھیں گے اور جو عمارؓ سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھیں گے۔ خالدؓ فرماتے ھیں میں وہاں سے نکلا، کوئی چیز مجھے عمار کی رضاجوئی سے بڑھ کر محبوب نہ تھی۔ چنانچہ میں عمارؓ سے ملا اور وہ راضی ہوگئے۔ (۹) طبرانی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ھیں: جو عمارؓ کی تذلیل کرے گا اللہ اسکی تذلیل وتحقیر کرے گا، اور جو عمارؓ کو برا بھلا کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سزا دے گا اور جو عمارؓ کی عیب گیری کریگا اللہ تعالیٰ اس کی عیب گیری کرے گا۔ (۱۰) احمد اور طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں حضرت حسن سے نقل کیا ہے، حسن فرماتے ھیں: عمرو بن العاصؓ فرماتے ھیں کہ ہم لوگ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ رسولِ کریم ﷺ تادمِ حیات جس سے محبت رکھتے ہوں وہ شخص جہنم کی آگ میں چلا جائے۔ (یعنی ایسا ناممکن سمجھتے تھے)، حضرت عمروؓ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ آپ کو عامل بنایا کرتے تھے؟ حضرتِ عمروؓ نے جواب دیا کہ نہیں اصل بات یہ ہے کہ حضورؐ ایک آدمی سے محبت رکھتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا: عمار بن یاسرؓ۔ طبرانی نے مزید یہ الفاظ بھی نقل کئے ھیں: حضرتِ عمروؓ سے پوچھا گیا کہ وہ جو جنگِ صفین میں تمھارے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے؟ فرمایا خدا کی قسم ہم نے ان کو قتل کیا ہے۔ (۱۱) احمد نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عبداللہؓ فرماتے ھیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ابن سمیہ پر جب بھی دو کام پیش کئے گئے

﴿(۹) مجمع الزوائد ۹/ ۲۹۳-۲۹۴ (۱۰) احمد ۴/ ۱۹۹ (۱۱) احمد ۱/ ۳۸۹﴾

تو انھوں نے سخت کام کو اختیار کیا ہے۔ (۱۲) ترمذی نے بھی حدیث عائشہؓ بایں الفاظ نقل کی ہے: جب بھی دو کام ان پر پیش کیے گئے تو انھوں نے ان میں آسان ترین کو اختیار کیا۔ (۱۳) بزار نے حدیثِ عائشہؓ نقل کی ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ھیں: میں عمارؓ کے سوا ہر ایک کے حق میں کچھ نہ کچھ کہہ سکتی ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: عمارؓ کے رگ وریشہ میں ایمان بھرا ہوا ہے۔ (۱۴) بزار نے حدیثِ علیؓ بھی نقل کی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "جہنم کی آگ پر حرام ہے کہ عمارؓ کا خون، گوشت پوست کھائے۔ (۱۵) بزار اور طبرانی نے "الاوسط" میں حضرتِ حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ حذیفہؓ فرماتے ھیں کہ میں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے! ابو الیقظان (کنیت عمارؓ) فطرتِ اسلام پر رہیں گے۔ اس کو چھوڑیں گے نہیں۔ حتیٰ کہ وفات پا جائیں یا بڑھاپا ان کو پہنچ جائے۔ (۱۶) طبرانی نے "الکبیر" میں ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب (کسی معاملہ میں) لوگ اختلاف کریں تو ابنِ سمیہ حق بات کے ساتھ ہوں گے۔ (۱۷) ابنِ عساکر نے حدیثِ ابن مسعودؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حق جہاں بھی جاتا ہے عمارؓ حق کے ساتھ پھرتے ہیں۔ (۱۸) عقیلی اور ابن عساکر نے حدیث سعد بن ابی وقاصؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حق عمارؓ کے ساتھ ہے جب تک کہ (غم و فکر وغیرہ کی وجہ سے) ان کی عقل مغلوب نہ ہو جائے۔ (۱۹) حاکم نے "المستدرک" میں حدیث ابن مسعودؓ نقل کی ہے: ابن مسعودؓ فرماتے ھیں: میں عمار بن یاسرؓ کے سوا کسی کو نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کی رضا جوئی کی نیت سے واقعہ فتنہ میں نکلا ہو۔

﴿(۱۲) ترمذی ۱۰/۲۹۹ (۱۳) مجمع الزوائد ۹/۲۹۵ (۱۴) ایضاً (۱۵) ایضاً (۱۶) المستدرک ۳/۳۹۱ (۱۷) ابن عساکر ۱۱/۲۱۷ (۱۸) ابن عساکر رقم (۳۳۵۳۸) (۱۹) المستدرک ۳/۳۹۴﴾

(۳۴) حضرت زید بن حارثہؓ کے فضائل

(۱) بخاری مسلم وغیرہ نے روایت ابن عمرؓ نقل کی ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس کا امیر اسامہ بن زیدؓ کو بنایا، ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا، اور خدا گواہ ہے کہ وہ (زیدؓ) امارت کے مستحق تھے۔ اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہؓ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ (۲) ترمذی نے بھی روایت ابن عمرؓ نقل کی ہے: ابن عمرؓ فرماتے ہیں: حضرتِ عمرؓ نے اسامہؓ کو بیت المال سے ساڑھے تین ہزار، اور عبداللہ ابن عمرؓ کو تین ہزار دیئے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہؓ کو مجھ پر فضیلت کیوں دی ہے؟ اللہ کی قسم انھوں نے کسی غزوہ میں مجھ پر سبقت حاصل نہیں کی ہے۔ فرمایا: اے بیٹے! اس لئے کہ اسامہؓ کے والد زیدؓ رسولِ کریم ﷺ کو تمھارے باپ سے زیادہ عزیز، اور اسامہؓ تم سے زیادہ محبوب تھے۔ لہٰذا میں نے آنحضرت ﷺ کے محبوب شخص کو اپنے محبوب پر مقدم کیا ہے۔ (۳) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ جبیر بن مطعمؓ نقل کی ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زید بن حارثہؓ بہترین امیر لشکر، برابر تقسیم کرنے والے اور رعایا کے حقوق کے سلسلے میں سب سے زیادہ عدل وا نصاف سے کام لینے والے ہیں۔ (۴) رویانی اور ضیاء نے روایتِ بُریدہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو ایک جوان لڑکی نے میرا

﴿(۱) فتح الباری بشرح البخاری ۷/ ۸۰،۷۰/ ۱۲۲، مسلم ۲/ ۱۱۷، احمد ۲/ ۲۰ (۲) ترمذی ۱۰/ ۳۱۸۔۳۱۹ (۳) المستدرک ۳/ ۲۱۵ (۴) کنز العمال رقم (۳۳۲۹۹)، (۳۳۳۰۲)﴾

استقبال کیا، میں نے پوچھا تو کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں زید بن حارثہؓ کے لئے ہوں۔ (۵) حاکم نے "المستدرک" میں قیس بن ابی حازمؓ سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: زید کی محبت پر ہم کو ملامت نہ کرو۔

(۳۵) حضرتِ اُسامہ بن زیدؓ کے فضائل

حضرتِ اسامہؓ کے والد حضرت زید بن حارثہؓ کے فضائل میں خود حضرتِ اسامہ کے بھی چند فضائل بیان ہوئے (اس کے علاوہ چند مزید فضائل سنیئے)۔

(۱) احمد نے روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ فرماتی ھیں: جب سے میں نے رسول کریم ﷺ کو شانِ اسامہؓ بیان فرماتے سنا ہے اس کے بعد سے کسی کے لئے یہ شایان شان نہیں ہے کہ وہ اسامہؓ بن زید سے بغض رکھے، حضورؐ نے فرمایا تھا: جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اسامہؓ سے بھی محبت رکھے۔ (۲) طبرانی نے زھریؒ سے مرسلاً روایت نقل کی ہے۔ زھریؒ فرماتے ھیں: اُسامہؓ بن زید آخر دم تک بنامِ امیر پکارے جاتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے آخر دم تک امیر لشکر بنائے رکھا، ان سے امارت واپس نہیں لی۔

اور یہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے ایک محدودہ (قابل حد عورت) کے لئے شفاعت کا ارادہ کیا۔ صحابہ کرامؓ فرمانے لگے ہمیں چاہیئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے محبوب اُسامہؓ کے پاس جائیں۔ (ترمذی وغیرہ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت نے فکر میں مبتلا کر دیا تھا جس نے دراصل چوری کی تھی، آپس میں مشورہ ہونے لگا کہ اس عورت کی سفارش کے لئے رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے؟ تاکہ حدِ سرقہ سے جان بخشی ہو جائے، آپس میں یہ طے پایا کہ

(۵) المستدرک ۳/۲۱۵ (۱) احمد ۶/۱۵۶۔۱۵۷ (۲) الکبیر ۱/۱۲۱، المستدرک ۳/۵۹۷، بخاری ۶/۷۷ ۳ (الانبیاء)۔

اسامہؓ ہی یہ مہم انجام دے سکتے ہیں کیونکہ حضورؐ کو ان سے بے حد محبت ہے، چنانچہ جب اُسامہؓ نے حضورؐ سے اس عورت کی سفارش کی تو حضورؐ نے فرمایا کیا تم اللہ کی قائم کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو؟ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کی بالفرض مرتکب ہوتیں تو میں ضرور اس کے ہاتھ کاٹ دیتا)۔

(۳۶) حضرتِ خباب بن الارتؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں گردُوس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ خبابؓ اس وقت اسلام لائے جب پانچ آدمی اسلام لا چکے تھے یعنی حضرتِ خبابؓ چھٹے شخص تھے جو اسلام لائے (یعنی سادس الاسلام تھے)۔ (۲) حاکم نے بھی یہ روایت "المستدرک" میں نقل کی ہے۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں مرسلاً اور حاکم نے "المستدرک" میں زھریؒ سے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت نقل کی ہے: زھریؒ فرماتے ہیں: خباب بن ارتؓ بنی زھرہ کے مولیٰ (آزاد کردہ) تھے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ۳۷ھ میں وفات پائی۔ حضرت علیؓ سے علیحدہ ہو کر صفین سے کوفہ چلے گئے تھے۔ خبابؓ پہلے صحابیِ رسولؐ ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوئے۔ مکہ میں اسلام لائے تھے۔ (۴) حاکم نے "المستدرک" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ خبابؓ غزوۂ بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات میں رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے ہیں۔

---

(۱) الکبیر ۴/۶۲ (۲) المستدرک ۳/۳۸۲ (۳) مجمع الزوائد ۹/۲۹۸-۲۹۹، المستدرک ۳/۳۸۷ (۴) المستدرک ایضاً

(۳۷) حضرت بلال بن رباحؓ موذنِ رسولؐ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" اور "الصغیر" میں سہل بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے: سہلؓ فرماتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو اچانک میں نے کسی کی آہٹ سنی۔ جب دیکھا تو بلالؓ تھے۔ (۲) طبرانی نے تینوں معاجم اور احمد نے ابی امامہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ ابی امامہؓ فرماتے ھیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے کسی کی آہٹ سنی۔ میں نے پوچھا جبریل! یہ آہٹ کیسی ہے؟ فرمایا! بلالؓ ھیں آپؐ کے آگے چل رہے ھیں۔ صحیحین میں یہ حدیث ابی ھریرہؓ سے منقول ہے۔ بخاری میں اس سے بھی زیادہ طویل حدیث حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ھیں: آنحضرت ﷺ نے بلالؓ سے دریافت فرمایا: (اے بلال!) ایسا پر امید عمل تو نے کونسا کیا ہے؟ بلالؓ نے جواب دیا کہ جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو جتنی توفیق ہوتی ہے نماز پڑھ لیتا ہوں (اس کے علاوہ اور کچھ نہیں)۔ (۳) طبرانی نے یہ روایت "الکبیر" میں وحشی بن حربؓ سے نقل کی ہے۔ (۴) احمد نے حدیثِ ابن عباسؓ اور بزار نے حدیثِ زید بن ارقمؓ نقل کی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: بلالؓ خوب آدمی ہیں، وہ سید الشھداء ھیں۔ مؤذن حضرات قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردن والے ہوں گے۔ (۵) طبرانی نے الصغیر اور الاوسط میں روایتِ ابن عمرؓ نقل کی ہے: ابنِ عمرؓ فرماتے ھیں میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: بلالؓ قیامت کے روز ایک ایسی

---

(۱) الکبیر ۶/۱۶۱ (۲) احمد عن ابی حریرہ ۲/۳۳۳، ۳۳۹، الکبیر ۸/۲۳۵، الصغیر ۲/۵۹ (۳) مجمع ۹/۲۹۹ (۴) احمد عن انس ۳/۱۶۹، ۲۶۴ (۵) مجمع الزوائد ۹/۳۰۰، الصغیر ۱/۲۲۳

لو نٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے جس کا کجاوہ سونے کا، جس کی لگام موتیوں اور یاقوت کی ہو گی، ان کے پاس ایک جھنڈا ہو گا، مؤذن حضرات اس کے ساتھ ساتھ چلیں گے بالآخر بلالؓ سب کو جنت میں لے جائینگے۔ حتیٰ کہ بلالؓ اس مؤذن کو بھی جنت میں لے جائینگے جس نے محض رضائے الٰہی کی خاطر چالیس دن اذان دی ہو گی۔

(۳۸) حضرت سالم مولی (آزاد کردہ) ابی حذیفہؓ کے فضائل

(۱) ابو نُعیم نے "الحلیہ" میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: سالمؓ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔ اگر انہیں خدا کا خوف نہ بھی ہو تا تب بھی وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرتے۔ (۲) احمد، ابن عدی اور بزار نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ (ایک روز) نبی کریم ﷺ نے سالم مولی ابی حذیفہؓ کو رات کے وقت نماز وغیرہ پڑھتے سنا تو ارشاد فرمایا: اس خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ان جیسے حضرات پیدا فرمائے ہیں۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں مرسلاً عروہ سے روایت نقل کی ہے کہ سالم مولی ابی حذیفہؓ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (۴) احمد نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت عمروؓ فرماتے ہیں۔ ایک دن مدینہ منورہ میں خوف وہراس پھیل گیا، میں سالم مولی ابی حذیفہؓ کے پاس آیا، انھوں نے تلوار اپنی گردن میں لٹکا رکھی تھی۔ پس میں نے بھی اپنی تلوار لی اور گردن میں لٹکالی (یعنی چوکس ہو گیا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تمھاری جائے پناہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ پھر فرمایا: جیسے ان دو مومن مردوں نے جرأت کا مظاہرہ کیا ایسے تم نے کیوں نہ کیا؟

(۱) الحلیہ ۱/ ۱۷۷ (۲) احمد ۶/ ۱۶۵، المستدرک ۳/ ۲۲۶ (۳) مجمع الزوائد ۹/ ۳۰۰، ابن سعد ۳/ ۸۸ (۴) احمد ۴/ ۲۰۳

(۳۹) حضرت صہیبؓ بن سِنان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت صہیبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صہیبؓ سے یوں محبت کرو جیسے ماں اپنی اولاد سے کرتی ہے۔ (۲) عقیلی اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرت صہیبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صہیبؓ سے بُغض نہ رکھو۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار آدمی سابقینِ اسلام ہیں: پہلا میں خود سابقِ عرب ہوں۔ دوسرا صہیبؓ سابقِ روم ھیں اور سلمانؓ تیسرے سابقِ فرس ھیں اور چوتھے بلالؓ ہیں جو سابقِ حبش ہیں۔ (۴) طبرانی نے یہ روایت ابی امامہؓ وام ھانیؓ سے نقل کی ہے۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت صہیبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں: مجھے نزولِ وحی سے قبل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے۔ (۶) حاکم نے یہ روایت "المستدرک" میں نقل کی ہے اور اس کی تصحیح کی ہے۔ (۷) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت صہیبؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ صہیبؓ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر غزوہَ میں شریک رہا ہوں۔ اور آپؐ نے جو غزوہَ بھی کیا چاہے اول میں یا آخر میں مَیں یا تو آپؐ کی دائیں جانب موجود رہا ہوں یا بائیں جانب۔ اور اسی طرح میں آپؐ کی ہر بیعت کے وقت اور سریہ بھیجنے کے وقت حاضر رہا ہوں۔ جب بھی دوسرے لوگ دشمن کے سامنے ہونے سے ڈرے ہیں

(۱) المستدرک ۳/۴۰۱ (۲) کنز العمال ۱۱/۶۹۳ رقم (۳۳۳۵۳) (۳) الکبیر ۸/۳۴ (۴) الکبیر ۸/۱۳۱، ۱، الصغیر ۱/۱۰۲
(۵) الکبیر ۸/۴۱_(۶) المستدرک ۳/۴۰۰ (۷) الکبیر ۸/۴۳_۴۴

کے پیچھے رہا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کو آخر دم تک کبھی بھی میں نے دشمن کے سامنے میں ان کے سامنے رہا ہوں اور جب بھی دشمن کے پیچھے رہنے سے ڈرے ہیں میں ان نہیں ہونے دیا لیکن درمیان میں میں ہوتا تھا۔ (۸) حاکم نے حدیث کا بعض حصہ نقل کیا ہے۔ (۹) ابن عدی اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرت صہیبؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے صہیبؓ سے یوں محبت رکھے جیسے ماں اپنی اولاد سے رکھتی ہے۔ (۱۰) ابن عساکر نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ (۱۱) طبرانی نے "الکبیر" میں مسور بن مخرمہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں: جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو انھوں نے حضرت صہیبؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(۴۰) حضرتِ سلمان فارسیؓ کے فضائل

(۱) ترمذی اور طبرانی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جنت کی حوریں ان کی مشتاق ہیں علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ۔ (۲) طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ امّ درداءؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سلمانؓ کے بارے فرمایا: تیری ماں تجھے گم کرے، سلمانؓ علم سے بھرپور ہیں: (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرت عمرو بن عوفؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ (۴) ابن سعد نے حسن سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ سلمانؓ سابقِ فارس ہیں۔ فضائل صہیبؓ میں یہ روایت

﴿(۸) المستدرک ۳/۳۹۹ (۹) ایضاً۔ قم (۳۳۳۵۵) (۱۰) تہذیب ابن عساکر ۶/۴۵۰ (۱۱) الکبیر ۸/۳۳، ابن سعد ۳/۲۳۰، المستدرک ۳/۴۰۲﴾ ﴿(۱) ترمذی (مناقب سلمان) ۱۰/۲۹۷-۲۹۸، الکبیر ۶/۲۶۳ (۲) مجمع ۹/۳۴۴-۳۴۴ (۳) الکبیر ۶/۲۶۰، المستدرک ۳/۵۹۸ (۴) ابن سعد ۴/۸۲﴾

گزر چکی ہے۔ (۵) ابن مردویہ نے اپنی امالی میں نیز ابن عساکر نے روایت ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو اس بات کا آرزو مند ہو کہ ایک ایسے شخص کو دیکھے جس کا دل نور سے بھرا ہوا ہے تو وہ سلمانؓ کو دیکھ لے۔ یہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ اگر ایمان ثریا کے بھی پاس ہوگا تو اہلِ فارس کا ایک آدمی اس کو پالے گا۔ حضرت سلمانؓ کا دین حق کی جستجو اور تلاش کے متعلق واقعہ کتب حدیث میں معروف ہے کہ وہ کس طرح اپنے شہر سے نکلے، دیگر ادیان میں منتقل ہوئے (یعنی مذہب عیسائیت اختیار کیا) اور کس طرح ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں دینِ صحیح کی تلاش میں پھرتے رہے، احمد بن حنبلؒ نے "المسند" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے بھی "المستدرک" میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ایمان لانے کا واقعہ ذکر کیا ہے۔

(۴۱) حضرتِ عثمان بن مظعونؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں اسود بن سریع سے روایت نقل کی ہے۔ اسود فرماتے ھیں: جب عثمان بن مظعونؓ نے وفات پائی تو مسلمان ان کے بارے خوف زدہ ہوئے اور جب ابراھیم بن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا اب تم بھی ہمارے سلفِ صالح عثمان بن مظعونؓ کے پاس چلے جاؤ۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر جب ایک شخص کا انتقال ہوا تھا یہ فرمایا: اس کو ہمارے فَرَط کی طرف بھیجو۔ عثمان بن مظعونؓ میری امت کے کیا خوب فرط ھیں (فَرَط کے معنی ہیں آگے جا کر پہلے انتظام کرنے والا)۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جب حضرتِ رقیہ بنتِ

﴿(۵) دیکھئے رقم (۳۳۳۴۵) (فتح الباری ۸/۵۲۰-۵۲۱، مسلم ۴/۱۷۰)﴾ ﴿(۱) الکبیر ۱/۲۹۲ (۲) مجمع ۹/۳۰۲ (۳) المستدرک ۳/۱۹۰، احمد ۱/۲۳۷-۲۳۸، الاستیعاب ۳/۱۰۵۴﴾

رسول ﷺ کا انتقال ہوا تو حضورؐ نے فرمایا: تم بھی ہمارے سلفِ خیر عثمان بن مظعونؓ کے پاس چلی جاؤ (یعنی عثمان بن مظعونؓ پہلے جا چکے ھیں اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ)۔ (۴) طبرانی نے ''الاوسط'' میں حضرت انسؓ سے بایں الفاظ روایت نقل کی ہے۔ اب تم بھی ہمارے سلفِ صالح عثمان بن مظعونؓ کے پاس چلی جاؤ۔ (۵) طبرانی نے ''الکبیر'' میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے انتقال کے دن تشریف لائے، اور حضرت عثمان بن مظعونؓ کی طرف جھکے گویا کہ آپؐ وصیت کر رہے ہوں۔ پھر جب آپؐ نے سر مبارک اٹھایا تو آپؐ کی آنکھوں میں رونے کے آثار تھے۔ پھر دوبارہ آپؐ ان کی طرف جھکے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپؐ رو رہے ھیں۔ پھر سہ بارہ جھکنے کے بعد آپؐ زارو قطار رونے لگے۔ لوگ جان گئے کہ عثمانؓ انتقال کر گئے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ رونے لگے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خاموش رہو یہ عمل شیطان کی طرف سے ہے لہٰذا استغفار کرو۔ پھر فرمایا اے ابو السائب! تم دنیا سے اس طرح رخصت ہوئے کہ تمھارا دامن ذرہ برابر اس سے آلودہ نہ ہونے پایا۔ (۶) ابنِ سعد نے سعد بن مسعود اور عمارہ بن غراب الیحصُبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عثمان بن مظعونؓ بڑے حیادار اور پاکدامن شخص ہیں۔

(۴۲) حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے فضائل

(۱) مسلم ترمذی اور نسائی نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر حضرت حاطبؓ کی شکایت کرنے لگا کہ یا نبی اللہ! حاطبؓ نارِ جہنم میں جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ وہ جہنم میں نہیں جائیں گے اس لئے کہ وہ تو غزوہ بدر و حدیبیہ میں شریک تھے۔

(۴) مجمع الزوائد ۹/ ۳۰۲ (۵) ایضاً (۶) ابن سعد ۳/ ۳۹۴ (۱) مسلم (فضائل: باب من فضائل اھل بدر) ۲/ ۱۵۰، ترمذی (مناقب: باب من سب اصحاب النبی ﷺ) ۱۰/ ۳۶۶۔۳۶۷

(۲) احمد و طبرانی نے ام بشرؓ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

صحیحین میں کئی طرق سے یہ روایت ثابت ہے کہ حضرت حاطبؓ نے جب اہلِ مکہ کے ساتھ خفیہ خط وکتابت کا معاملہ کیا تھا اس پر کسی نے ان کو قتل کرنا چاہا یا منافق کہا تو رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا خبر! اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی شان میں خود فرما دیا ہے کہ جو جی میں آئے کرو (میں نے تم کو بخش دیا ہوا ہے)۔

(۴۴) حضرتِ عکاشہ بن المحصنؓ کے فضائل

(۱) احمد و ابو یعلی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمام امتیں میرے سامنے پیش کی گئیں، چنانچہ میری امت کی کثرت نے مجھے خوش کر دیا، میری امت کے لوگ اتنی کثرت سے تھے کہ ٹیلوں اور پہاڑوں تک کو انھوں نے بھر دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ کیا تم راضی ہو گئے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے علاوہ مزید ستر ہزار افراد بے حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ وہ دراصل وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے نہ کبھی چوری کی ہوگی۔ نہ منتر دم جھاڑ کرایا ہوگا۔ اور نہ ہی داغ لگوائے ہوں گے۔ بس اپنے پروردگار کی ذات پر توکل واعتماد رکھتے ہوں گے۔ عکاشہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! میرے لئے اللہ سے دعا فرما دیجئے کہ وہ مجھے بھی انہی میں سے بنا دے۔ حضورؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر ایک اور شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! میرے لئے بھی اللہ سے دعا فرما دیجیے کہ وہ مجھے ان میں سے بنا دیں۔ حضورؐ نے فرمایا! عکاشہؓ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں ابی ھریرہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے

(۲) احمد ۶/ ۳۶۲، الکبیر ۳/ ۲۰۵ (۱) مسند احمد ۱/ ۱، ۴۰۱، ۲، ۴۰۲/ ۲، ۴۰۲: ۵۱: ۳ وغیرہ، (۲) المستدرک ۳: ۲۲۸

چودھویں رات کے چاند جیسے روشن ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان کے روشن اور جگمگاتے ستارے سے زیادہ خوبصورت ہوں گے۔ عکاشہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ سے میرے لئے دعا فرمادیں کہ وہ مجھے بھی ان میں سے بنادے، حضورؐ نے دعا کی یا اللہ! عکاشہؓ کو ان میں سے بنادے۔ ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ مجھے ان میں سے بنادے۔ حضورؐ نے فرمایا عکاشہؓ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔

(۴۴) حضرتِ مقداد بن الاسودؓ کے فضائل

(۱) بزار نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو: آپؐ اپنی ہدی (قربانی کا جانور) لے کر چل پڑے پھر اس کو ذبح کر دیا۔ مقدادؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم وہ نہیں ہیں جو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہہ دیں، فَاذْهَبْ أَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (تو اور تیرا رب جاکر لڑے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں) آپ نے مقامِ حدیبیہ میں ہدی کا جانور ذبح کیا۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت چار آدمیوں کا اشتیاق رکھتی ہے۔ علی بن ابی طالبؓ، عمار بن یاسرؓ، سلمانؓ فارسیؓ اور مقداد بن اسودؓ۔ (۳) ترمذی نے بھی یہ روایت حضرتِ مقداد کے ذکر کے علاوہ نقل کی ہے۔

(۴۵) حضرت سعد بن معاذؓ کے فضائل

(۱) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۰۷ (۲) ایضاً (۳) ایضاً، ترمذی نے یہ روایت مناقب سلمان فارسیؓ میں نقل کی ہے (تحفہ ۱۰/ ۲۹۸)﴾ ﴿(۱) بخاری (مناقب سعد) ۷/ ۹۷، مسلم (فضائل) ۲/ ۱۴۳، احمد ۳/ ۳۱۶﴾

اکرم ﷺ نے فرمایا، سعد بن معاذؓ کی وفات پر عرشِ رحمٰن بھی لرز اٹھا۔ (۲) احمد و مسلم نے بھی اس کو حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔ (۳) احمد، بزار اور طبرانی نے بھی حدیثِ ابی سعید الخدریؓ نقل کی ہے۔ (۴) احمد نے روایت رمیثہؓ بھی نقل کی ہے۔ (۵) احمد و طبرانی نے روایتِ عائشہ بھی نقل کی ہے۔ (۶) طبرانی نے حدیث معیقیب بھی نقل کی ہے۔ (۷) بزار نے بھی یہ روایت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کی ہے۔ (۸) بزار نے ابنِ عمرؓ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ کی وفات کے موقع پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں، اس سے پہلے اتنی تعداد میں فرشتے زمین پر نہیں آئے۔ تدفین کے وقت آپؐ نے فرمایا: اگر کوئی ضغطۂ قبر (قبر کی گھبراہٹ و تنگی) سے چھوٹ سکتا ہے تو وہ سعد ہیں جو اس سے چھوٹ سکتے ہیں۔ (۹) بزار اور طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ ادھر سے سعد بن معاذؓ تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمھارے سردار ہیں۔ (۱۰) طبرانی نے اسماء بنت یزیدؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سعد بن معاذ کی وفات ہوئی تو ان کی والدہ (حزن و ملال سے) چیخ اٹھیں۔ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے ان سے فرمایا: تیرا بیٹا وہ پہلا بیٹا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی ذات بھی (خوشی سے) ہنسی ہے۔ (۱۱) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرت براءؓ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ریشم کے چند کپڑے دیکھے تو فرمایا: اس ذات کی مجھے قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں جو رومال سعد بن معاذؓ کو ملے ہیں وہ ان ریشمی کپڑوں سے کہیں بہتر اور

﴿(۲) احمد ۳/ ۲۲۳ (۳) مجمع ۹/ ۳۰۹، احمد ۳/ ۲۳-۲۴ الکبیر / ۱۲ ار قم (۵۳۳۴) (۴) احمد ۶/ ۳۲۹ (۵) احمد ۶/ ۳۵۲ (۶) مجمع ۹/ ۳۰۹ (۷) مجمع ۹/ ۳۰۸ (۸) نسائی (الجنائز) ۴/ ۸۲ (۹) مجمع ۹/ ۳۰۸-(۱۰) مجمع ۹/ ۳۰۹ (۱۱) بخاری (مع) ۵/ ۱۷۶، مسلم (فضائل) ۴/ ۱۳۳﴾

خوبصورت ہیں۔ (۱۲)بزار نے بھی یہ روایت حضرت انسؓ سے نقل کی ہے۔ (۱۳)ابن سعد نے سعد بن ابراھیم سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جتنی رونے (یعنی بین کرنے والی) عورتیں ہیں وہ جھوٹ بولتی ہیں لیکن ام سعدؓ سچ کہتی ہیں۔ (۱۴)ابن سعد نے یہ روایت محمود بن لبید سے بھی نقل کی ہے۔

(۴۶) حضرت معاذ بن جبلؓ کے فضائل

(۱)ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: علماء جب اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہوں گے تو معاذ بن جبلؓ ان کے آگے ہوں گے۔ (۲)ابو نعیم نے "الحلیہ" میں حضرت ابی سعیدؓ سے بھی نقل کیا ہے کہ سر تاجِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: معاذ بن جبلؓ حلال و حرام کے مسائل سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (۳)طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابو نعیم نے "الحلیہ" میں محمد بن کعب القرظی سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معاذ بن جبلؓ (قیامت کے روز) مقام و مرتبہ میں علماء سے آگے ہوں گے۔ (۴)حاکم نے "المستدرک" میں ابی عبیدہؓ اور عبادہ بن الصامتؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: معاذ بن جبلؓ انبیاء و مرسلین کے بعد اعلم الاولین والاخرین ہیں، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتے ہیں۔ (۵)احمد نے عمرانؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: معاذ بن جبلؓ جب قیامت کے دن قبر سے اٹھائے جائیں گے تو علماء کے آگے آگے ہوں گے۔ (۶)ابنِ سعد نے محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا معاذؓ تو

﴿(۱۲)مجمع الزوائد ۹/ ۳۰۹_۳۱۰ (۱۳)ابن سعد ۳/ ۴۲۹ (۱۴)ابن سعد ۳/ ۴۲۷_۴۲۸_"﴾ ﴿(۱)الحلیہ ۱/ ۲۲۸ (۲)ایضاً (۳)الحلیہ ۱/ ۲۲۹، ابن سعد ۲/ ۳۴۷ (۴)المستدرک ۳/ ۲۷۱ (۵)احمد ۴/ ۳۲۶ (۶)ابن سعد میں یہ روایت ترجمہ معاذؓ میں نہیں ملی شاید دوسری جگہ ہو۔﴾

ایسے ہیں کہ ان کی ہر شے حتی کہ ان کی انگوٹھی بھی ایمان لائی ہے۔ (۷) بزار نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو! ابی بن کعبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، معاذ بن جبلؓ اور سالم مولی ابی حذیفہؓ سے۔ یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ (۸) حاکم نے "المستدرک" میں معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے، حضرتِ معاذؓ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے ایک روز میرا ہاتھ پکڑا، پھر فرمایا! اے معاذؓ! خدا کی قسم میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ (حضرت معاذؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ خدا کی قسم میں بھی آپؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا، اے معاذؓ! میں تمھیں ایک چیز کی وصیت و نصیحت کرتا ہوں جسے تم نے ہر نماز کے بعد نہیں چھوڑنا ہے۔ ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کر۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی شُکْرِكَ وَذِکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (اے اللہ! اپنے شکر بجالانے اپنے ذکر اور اپنی حسنِ عبادت پر میری مدد فرما)۔

یہ حدیث مبارکہ وہ ہے جسے ہم نے حضرتِ معاذؓ تک مسلسلاً نقل کیا ہے۔ جیسے ہم نے یہ حدیث "اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر" میں بھی ذکر کی ہے۔

(۴۷) حضرتِ اُسید بن حُضیرؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے حدیثِ اُسید بن حضیرؓ نقل کی ہے کہ حضرتِ اُسیدؓ اپنے گھر کی چھت پر تلاوت فرمارہے تھے وہ بڑے خوش آواز تھے۔ فرماتے ہیں دریں اثناء کہ میں تلاوت کررہا تھا اچانک ایک ابر (سایہ بان) کی سی چیز نے مجھے ڈھانپ لیا۔ گھر میں خاتونِ خانہ اور گھوڑا بھی تھا اس لئے مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں اس کو ضرر نہ پہنچائے۔

---

(۷) مجمع ۹/ ۳۱۱، بخاری (فضائل القرآن) ۹/ ۳۸ (۸) المستدرک / ۳/ ۲۷۳-۲۷۴ (۱) المستدرک ۳/ ۲۸۷-۲۸۸

میں خدمتِ پاک ﷺ میں حاضر ہوا (ساری بات بتائی) حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمھارا قرآن سننے کے لئے آئے تھے، اسی طرح پڑھو۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ایک رات بہت اندھیرا تھا۔ حضرت اُسیدؓ اور حضرتِ عباد بن بشرؓ بارگاہ نبویؐ سے اٹھ کر گھر کو چلے تو ان میں سے کسی کے پاس چھڑی تھی وہ روشن ہو گئی دونوں اس روشنی میں چلنے لگے۔ جب دونوں ایک مقام پر پہنچ کر ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسرے کی چھڑی روشن ہو گئی۔ (۳) حاکم نے "المستدرک" میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے۔ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: حضرتِ اُسیدؓ ایک نیک صالح، ملیح اور ہنس مکھ صحابیؓ تھے۔ ظریفانہ باتوں سے اپنے ساتھیوں کو ہنسا رہے تھے (جب ان کے مزاح کی لے کچھ زیادہ ہی تیز ہو گئی تو) سرورِ دو عالم ﷺ نے ان کے پہلو میں ایک چھڑی سے ٹھوکا دیا، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ کی چھڑی نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی۔ حضورؐ نے فرمایا: "مجھ سے بدلہ لے لو۔" بولے حضورؐ! آپؐ کی چھڑی تو میرے ننگے بدن کو لگی، لیکن آپؐ کے بدن پر تو قمیص ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فوراً اپنا پیرہنِ مبارک اٹھا دیا۔ حضرتِ اُسیدؓ حضورؐ سے لپٹ گئے۔ اور آپؐ کے پہلوئے اقدس کو چومنے لگے، پھر عرض کیا، "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان میرا تو بس یہی مقصد تھا۔" (۴) حاکم نے "المستدرک" میں ابی ھریرۃؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابی ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُسید بن حضیرؓ بہت خوب آدمی ہیں۔

﴿(۲) المستدرک ۳/ ۲۸۸ (۳) المستدرک ۳/ ۲۸۸ (۴) المستدرک ۳/ ۲۸۹﴾

(۴۸) حضرت براء بن مالکؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے بھائی براء بن مالکؓ کے پاس آیا وہ لیٹے کچھ گا رہے تھے۔ میں نے ان کو منع کیا تو کہنے لگے مجھے بستر پر موت بڑی ناگوار ہے۔ سو کے قریب کافروں کو قتل کرنے پر بھی میں تنہارہ گیا ہوں ہاں بعض میرے ہم شریک شہید ہوئے ہیں۔ (میں اکیلا تنہارہ گیا ہوں) (۲) ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، بہت سے غبار آلود بالوں والے، پریشان حال اور پرانے کپڑوں والے لوگ ایسے ہیں جن کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں دیتا، لیکن اگر وہ کسی چیز پر اللہ پر توکل کرتے ہوئے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم سچی کردے۔ انہی لوگوں میں سے براء بن مالکؓ بھی ہیں۔ (۳) حاکم نے بھی المستدرک میں اور ابو نعیم نے الحلیہ میں بایں الفاظ یہ روایت نقل کی ہے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو خود بھی ناتواں اور کمزور ہوتے ہیں اور دوسرے بھی ان کو ناتواں سمجھتے ہیں اور بظاہر پھٹے پرانے کپڑوں والے ہوتے ہیں لیکن اگر وہ کسی چیز پر توکلا علی اللہ قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کردے۔

(۴۹) حضرت سعد بن الربیعؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے زید بن ثابتؓ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے مجھے غزوۂ احد کے موقع پر حضرتِ سعد بن ربیعؓ کی تلاش کے لئے بھیجا (میں تلاش کرتا ہوا آیا تو دیکھا کہ) حضرتِ سعدؓ زخمی پڑے

(۱) المستدرک ۳/ ۲۹۱ (۲) ترمذی (مناقب البراء بن مالک) (۱۰/ ۳۵۶) (۳) المستدرک ۳/ ۲۹۲، الحلیہ ۱/ ۳۵۰

(۱) مالک ۲/ ۲۱ (الجہاد، باب الترغیب فیہ)

ہیں۔ آخری سانسیں تھیں۔ ستّر کے قریب مختلف قسم کے زخم لگے تھے کوئی نیزے کا زخم، کوئی تلوار کا اور کوئی تیر کا، میں نے کہا اے سعدؓ! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور آپؐ نے پوچھا ہے کہ مجھے خبر دو کہ تم اپنے کو کیسا پار ہے ہو؟ (یعنی تمھاری اس وقت کیفیت کیا ہے؟) حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کو بھی میرا اسلام کہنا، اور نیز آپؐ سے یہ بھی کہہ دینا کہ میں اس وقت جنّت کی خوشبو محسوس کررہا ہوں۔ اور میری قوم (انصار) سے بھی یہ کہہ دینا کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا اور رسول اللہ ﷺ کو کوئی نقصان دشمن کی طرف سے پہنچے گا تو تمھارا کوئی بھی عذر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہوگا (یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اس کو اپنی جان رحمتِ دوعالم ﷺ پر نثار کردینی چاہیے۔) یہ کہتے ہی حضرتِ سعد بن ربیعؓ کی روح پرواز کرگئی۔ (۲) طبرانی نے ام سعد بنت سعد بن ربیعؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ سعد بن ربیعؓ کی بیٹی ام سعدؓ ایک روز حضرتِ صدیق اکبرؓ کے پاس حاضر ہوئیں، حضرتِ ابوبکرؓ نے ان کے لئے ایک چادر بچھادی وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطابؓ تشریف لائے انھوں نے پوچھا خلیفۂ رسول اللہ! یہ عورت کون ہے؟ حضرتِ ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو سوائے ذاتِ رسولؐ کے ہم دونوں سے افضل تھے، یعنی یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو عہدِ رسالتؐ میں انتقال فرماگئے تھے اب ہم ہی دونوں رہ گئے ہیں۔

(۵۰) حضرت ابیّ بن کعبؓ کے فضائل

(۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرتِ ابی بن کعبؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ

﴿(۲) مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۰﴾ ﴿(۱) بخاری (مناقب ابی بن کعب) ۷/ ۱۰۰، مسلم (کتاب الصلوٰۃ) ۱/ ۳۰۹ (فضائل) ۲/ ۱۳۲۔۱۳۳﴾

نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو سورۃ البینہ (لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) سناؤں، حضرتِ ابیؓ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں، اس پر حضرت ابیؓ رونے لگے۔ (۲) احمد و طبرانی نے ابی حبہ البدریؓ سے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ البینہ نازل ہوئی تو حضرتِ جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ کے پروردگار آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپؐ یہ سورۃ حضرت ابیؓ کو سنائیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابیؓ سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں یہ سورت تجھے سناؤں، حضرتِ ابیؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا اس موقع پر میرا ذکر بھی کیا گیا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر حضرت ابیؓ رونے لگے۔ (۳) ترمذی اور طبرانی نے "الاوسط" میں حدیثِ ابی بن کعبؓ نقل کی ہے۔ حضرت ابیؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو المنذر! مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ تیرے سامنے قرآن پیش کروں (یعنی پڑھ کر سناؤں) حضرتِ ابیؓ نے کہا! اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر میں ایمان لایا ہوں۔ آپؐ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا ہے اور آپؐ ہی سے میں نے سیکھا ہے (یعنی میں کیسے آپؐ سے سنوں) نبی کریم ﷺ نے اپنا ارشاد دھرایا۔ حضرتِ ابیؓ نے (فرطِ مسرت میں) عرض کی یا رسول اللہ! کیا واقعی میرا تذکرہ ہوا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ صرف تیرے نام کا تذکرہ نہیں بلکہ تیرے نام و نسب کا بھی ملاءِ اعلیٰ میں تذکرہ ہوا ہے۔ (۴) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ مسروقؒ سے روایت نقل کی ہے۔ مسروق فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کی جانب سے چھ صحابہؓ عہدۂ قضا پر فائز تھے، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرتِ عبداللہؓ، حضرت ابیؓ بن کعب، حضرتِ زیدؓ، حضرتِ ابو موسیٰؓ۔ حاکم نے بھی یہ روایت "المستدرک" میں نقل کی ہے۔ (۵) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت ابی بن کعبؓ

(۲) احمد ۴۸۹/۲ (۳) مجمع الزوائد ۳۱۲/۹، الکبیر ۱۶۹/۱ (۴) مجمع ۳۱۲/۹ (۵) المستدرک ۳۰۴/۳

سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کتاب اللہ کی کونسی آیت تیرے نزدیک عظیم ہے؟ حضرتِ ابیؓ نے عرض کی یارسول اللہ! آیت الکرسی "اَللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔" حضورؐ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ مبارک لگاتے ہوئے (اور شاباش دیتے ہوئے) فرمایا اے ابو المنذرؓ! تجھے علم مبارک ہو۔

(۵۱) حضرت ابی طلحہ زید بن سہل الانصاریؓ کے فضائل

(۱) بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابی ھریرۃؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابی ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رحمتِ دوعالم ﷺ رونق افروز تھے کہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یارسول اللہ! میں پریشان حال ہوں اور محتاج ہوں (میری اعانت فرمادیجئے) حضورؐ نے اسی وقت ازواجِ مطہرات سے پوچھ بھیجا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے۔ سب کی طرف سے یہی جواب آیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ اب حضورؐ (صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور) فرمایا۔ کوئی تم میں ایسا ہے جو اس بندے کو اپنا مہمان بنائے؟ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرمائے گا۔ ابو طلحہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ میں اس کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ چنانچہ ابو طلحہؓ ان کو اپنے گھر لے گئے، اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں کھانے کو کچھ ہے؟ انھوں نے کہا بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا پکا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ ابو طلحہؓ نے کہا کوئی بات نہیں۔ بچوں کو بہلا کر سلادو، پھر

(۱) بخاری (فضائل) ۷/۹۴، مسلم (کتاب الاشربہ) ۱/۲-۳۰۳-۳۰۴

جب ہمارے مہمان آئیں تو ان کو اس طرح معلوم ہو جیسے ہم بھی کھا رہے ہیں (اس کے لئے بہانہ یہ کرنا کہ) جب ہم کھانا ان کے آگے رکھ دیں گے تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے چراغ بجھا دینا (اندھیرے میں مہمان سارا کھانا کھالے گا) غرض اس طرح مہمان کو کھانا کھلا کر دونوں (ابو طلحہؓ اور ان کی بیوی) نے رات فاقہ سے گزاری۔ صبح کو جب یہ میزبان (ابو طلحہؓ) حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے ان سے فرمایا: رات کو تمھارا اپنے مہمان کے ساتھ برتاؤ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا اور یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر تنگی ہی ہو)۔

(۲) احمد و ابو یعلی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ابو طلحہؓ کی (جرأت مندانہ) آواز مشرکین پر ایک جماعت سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ابو طلحہؓ کی آواز لشکر میں ایک جماعت سے بہتر ہے۔ (۳) ابو یعلی نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن حضرت ابو طلحہؓ سورتِ براۃ کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے، "اِنْفِرُوْا خِفَافاً وَ ثِقَالاً" (ہلکے اور بوجھل نکل کھڑے ہو اور اپنے مال و جان سے جہاد کرو) تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم دیکھتے نہیں میرے رب مجھے جہاد میں نکلنے کو فرما رہے ہیں لہٰذا جہاد کا سامان میرے لئے تیار کرو (میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں) بچوں نے آپؓ سے کہا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخر دم تک جہاد کیا۔ آپ حضرتِ عمرؓ اور حضرتِ ابو بکرؓ کے ساتھ بھی جہاد میں شریک رہے ہیں (یعنی آپ اپنی زندگی میں بہت سے جہاد کر چکے ہیں) آپ آرام فرمائیں ہم آپ کی طرف سے جہاد پر چلے جائیں گے۔ لیکن حضرت ابو طلحہؓ اپنی بات پر اڑے رہے کہ میرے لئے سامانِ

﴿(۲) احمد ۳/ ۲۰۳ (۳) مجمع ۹/ ۳۱۲﴾

جہاد تیار کر دو۔ (بالآخر چوں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سامانِ جہاد تیار کر دیا، اس زمانہ میں ایک بحری مہم روانہ ہو رہی تھی اس میں شامل ہو کر) جہاز پر سوار ہو گئے۔ (ایک دن جہاز طوفانِ باد میں ہچکولے کھا رہا تھا) ان کی روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ جہاز کہیں سات دن بعد ایک جزیرہ کے کنارہ لگا۔ اس دوران لاش ویسی ہی پڑی رہی اور اس میں ذرہ برابر بھی تغیر نہ ہوا۔ (۴) طبرانی نے بھی حضرت انسؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(۵۲) حضرتِ سعد بن عبادہؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو ابو سفیان کی آمد کی خبر پہنچی تو حضرتِ ابو بکرؓ نے گفتگو فرمائی، آپؐ نے توجہ نہ دی، پھر حضرتِ عمرؓ نے گفتگو فرمائی آپؐ مخاطب نہیں ہوئے، بالآخر (رئیس الانصار) حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ ﷺ ہم کو حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں تو ہم ضرور ڈال دیں گے، اور اگر حکم کریں کہ ہم برك الغماد تک گھوڑوں کو بھگا دیں تو ہم ضرور ایسا کریں گے۔ (یعنی ہم ہر طرح آپ ﷺ کے تابع فرمان اور جانثار ہیں) تب رسولِ کریم ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور وہ چلے حتیٰ کہ میدانِ بدر میں اُترے۔

(۲) ابو داؤد نے قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سعد بن عبادہؓ کی آل واولاد پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔ عنقریب حضرتِ عبداللہ بن حرامؓ کے فضائل میں بھی حضرتِ سعد بن عبادہؓ کی فضیلت ذکر ہو گی۔

﴿(۴) الکبیر ۵/ ۹۳﴾﴿(۱) المستدرک ۳/ ۲۵۳۔(۲)﴾

(۵۴) حضرتِ حارثہ بن النعمانؓ کے فضائل

(۱) احمد، ابو یعلی اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے حسنِ سلوک کا نتیجہ ہے، یہ تمہارے حسنِ سلوک کا اجر ہے۔ حضرتِ حارثہؓ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔ (۲) احمد و طبرانی نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ حارثہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسولِ کریم ﷺ کے پاس سے گزرا اس وقت حضرتِ جبریل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا، پھر میں وہاں سے گزر گیا۔ جب میں واپس لوٹا تو نبی کریم ﷺ جا چکے تھے، اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ موجود تھا؟ میں نے کہا جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے آپ کے سلام کا انھوں نے جواب بھی دیا ہے۔ (۳) احمد نے بھی یہ روایت حضرتِ ابی سلمہؓ سے نقل کی ہے اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: کیا تو اس آدمی کو جانتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں حضور ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اگر تو سلام کرتا تو وہ ضرور سلام کا جواب دیتے۔ (۴) بزار اور طبرانی نے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۵) ترمذی اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حارثہ بن نعمانؓ کی والدہ سے فرمایا: تیرا بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے اور فردوس جنت

(۱) احمد ۶/۱۵۱، المستدرک ۳/۲۰۸، مسند الحمیدی ۱/۱۳۶ (۲) احمد ۵/۴۳۳، الکبیر ۳/۲۵۷ (۳) احمد ۲/۲۷، (۴) الکبیر رقم (۳۲۲۵) (۵) المستدرک ۳/۲۰۸، ترمذی (کتاب التفسیر سورۃ المؤمنون) ۹/۱۸

میں ایک اونچا اور افضل مقام ہے۔ حاکم نے بھی المستدرک میں یہ حدیث حارثہ بن نعمانؓ کے فضائل میں ذکر کی ہے۔ لیکن ظاہر یہی ہے کہ وہ حارثہ بن سراقہؓ ہیں نہ کہ ابنِ نعمان۔

(۵۴) حضرتِ عمرو بن الجموحؓ کے فضائل

(۱) بزار نے حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! تمہارے سردار کون ہیں؟ انھوں نے عرض کی جد بن قیس، ہم اسے بخیل پاتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا بھلا کون سا مرض بخل سے بڑھ کر ہوگا، وہ تمہارے سردار نہیں بلکہ سفید گھنگریالے بالوں والے عمرو بن الجموحؓ تمہارے سردار ہیں۔ (۲) طبرانی نے اس کو "الکبیر" میں کعب بن مالکؓ سے نقل کیا ہے۔ (۳) نیز طبرانی نے اس کو "الکبیر" اور "الاوسط" میں بھی نقل کیا ہے۔
(۴) احمد نے حضرتِ ابی قتادہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ عمرو بن الجموحؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر میں فی سبیل اللہ جہاد کروں اور پھر شہید ہو جاؤں تو آیا میں صحیح ٹانگ کے ساتھ جنت میں جاؤں گا؟ ان کی ٹانگ میں لنگڑا پن تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ عمرو بن الجموحؓ خود بھی ان کے بھتیجے بھی اور غلام بھی غزوہ احد کے دن جب شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا: گویا کہ یہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ عمروؓ صحیح ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل رہے ہیں پھر رسولِ کریم ﷺ نے سب کے بارے میں حکم فرمایا: چنانچہ ان سب کو ایک ہی قبر میں ڈال دیا گیا۔

(۱) الادب المفرد ص ۲۹۶، مجمع ۹/ ۳۱۵ (۲) الطبرانی الکبیر ۹/ ۳۱۴۔۳۱۵ (۳) احمد ۵/ ۲۹۹

(۵۵) حضرت بشر بن البراء بن معرورؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے کعب بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! تمہارے سردار کون ہیں؟ انھوں نے کہا جد بن قیس۔ پر ہم اس پر بخل کی تہمت لگاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بھلا بخل سے بھی بڑھ کر کوئی مرض ہو گا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! پھر ہمارے سردار کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے سردار بشر بن براء بن معرورؓ ہیں۔ (۲) طبرانی اور بزار نے اس کو حضرت ابی ہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ یہ روایت فضائل عمرو بن الجموحؓ میں گزر چکی ہے۔ دراصل یہ حدیث دو مختلف زمانوں پر محمول ہے۔ (یعنی دو مرتبہ بنی سلمہ کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ پہلی مرتبہ جب آئے تو فرمایا عمرو بن جموحؓ تمہارے سردار ہیں۔ دوسری مرتبہ آنے پر فرمایا: بشر بن براء تمہارے سردار ہیں۔) حضرت بشرؓ کے فضائل و مناقب میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ انھوں نے خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بکری کا زہر آلود گوشت کھایا تھا یہ واقعہ معروف و مشہور ہے۔

(۵۶) حضرت ابو الیسر کعب بن عمروؓ کے فضائل

(۱) احمد نے حضرت ابی یسرؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت ابی یسرؓ فرماتے ہیں: ہم غزوہ خیبر میں شام کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعے کا محاصرہ کر رکھا تھا ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعے میں جا رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابو الیسرؓ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں۔ فرمایا جاؤ۔ میں بکریوں کی

﴿(۱) الکبیر ۲/۲۱ (۲) مجمع الزوائد ۹/۳۱۵، مغازی الواقدی ۲/۶۷۷-۶۷۹، بخاری ۷/۳۰۰، ابن سعد ۳/۵۷۱، احمد ۲/۴۵۱، طبری ۳/۱۵﴾﴿(۱) احمد ۳/۴۲۷-۴۲۸﴾

طرف دوڑا۔ حضور ﷺ نے جب مجھے دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے اللہ! ہمیں اس کے ذریعے سے نفع پہنچا۔ ابو الیسرؓ کہتے ہیں کہ آگے کی بکریاں تو قلعے کے اندر پہنچ گئی تھیں پچھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑ لیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا اور حضور ﷺ کے سامنے لا کر اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے ان کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔ ابو الیسرؓ کا انتقال تمام صحابہؓ کے آخر میں ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے لوگو! میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کرو کیونکہ میں سب سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

(۵۷) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرامؓ کے فضائل

یہ حضرتِ جابر بن عبد اللہؓ کے والدِ گرامی ہیں۔ (۱) بزار نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھے خزیرہ (حریرہ کی ایک قسم، آٹے سے بنتا ہے) بنانے کا حکم دیا، چنانچہ جب میں نے بنا دیا تو والد صاحب نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خزیرہ لے آیا، حضور ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ! کیا یہ پکا ہوا گوشت ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ نہیں! در حقیقت میرے والد نے مجھے خزیرہ بنانے کو فرمایا جب میں نے بنا لیا تو پھر فرمایا کہ آنجناب کی خدمت میں پیش کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا اس کو رکھ دو۔ میں پھر والد صاحب کے پاس آیا والد صاحب نے پوچھا کہ رسالتِ مآب ﷺ نے کیا فرمایا؟ میں نے بتا دیا کہ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا اے جابرؓ! کیا یہ گوشت ہے جو لائے ہو؟ (حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں) میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ گوشت کھانے کی خواہش فرما رہے تھے۔ چنانچہ حضرتِ عبد اللہؓ نے فوراً ایک پالتو جانور ذبح کیا مجھے بھوننے کو فرمایا: میں نے اس کا گوشت بھونا، اور

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۷

لے کر خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اے جماعتِ انصار! جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اللہ تعالیٰ انصار کو عموماً اور عمرو بن حرام کی آل و اولاد اور سعد بن عبادہؓ کو خصوصاً جزائے خیر عطا فرمائے۔"۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابرؓ! کیا میں تمھیں خوشخبری نہ سناؤں؟ عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور سنائیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ خیر کی خوشخبری سنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد عبد اللہ بن عمروؓ کو زندہ کر کے ان سے بالمشافہ کلام فرمایا اور یہ فرمایا: اے میرے بندے تمنا کر، جس چیز کی تو تمنا کرے گا میں تجھے عطا کروں گا انھوں نے عرض کی، پروردگار! میں نے تیری بندگی کا حق ادا نہیں کیا، اس لئے میری تمنا یہ ہے کہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ میں ایک بار پھر تیرے محبوب ﷺ کے ساتھ شہید کر دیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات طے ہو چکی ہے کہ کوئی دنیا میں واپس نہیں جائے گا"۔ (۳) ترمذی نے بھی یہ حدیث اختصار کے ساتھ نقل کی ہے۔ (۴) طبرانی اور بزار نے بھی یہ روایت ابی عبادہ الزرقی سے نقل کی ہے۔ (۵) حاکم نے "المستدرک" میں حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر ایک سے پردہ کے پیچھے سے کلام فرماتے ہیں، لیکن (تیرے والد کی شان یہ ہے کہ) تیرے والد سے اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ کلام فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا: اے میرے بندے! جو دل میں تیرے تمنا آتی ہے کر۔ آگے حدیث ماقبل کی طرح ہے۔ یعنی حدیثِ عائشہؓ میں پوری حدیث ذکر ہو چکی ہے۔

﴿(۲) المستدرک ۳/۲۰۳ (۳) مجمع ۹/۳۱۷ (۴) ایضاً (۵) المستدرک ۳/۲۰۴﴾

﴿(۵۸)(ان کے بیٹے) حضرتِ جابرؓ بن عبد اللہؓ کے فضائل﴾

(۱) ترمذی نے حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں رسولِ پاک ﷺ نے لیلۃ البعیر کو میرے لئے پچیس مرتبہ دعائے استغفار فرمائی: (لیلۃ البعیر سے مراد) وہ رات ہے جس رات انھوں نے اپنا ایک اونٹ رسولِ کریم ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ (۲) دیلمی نے حضرتِ جابرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک ﷺ نے مجھے (پیار و محبت سے) یوں مخاطب فرمایا: اے جویبرؓ خوش آمدید"۔ ان کے والد (حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرامؓ) کے فضائل میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد گزر چکا ہے "جماعتِ انصار! اللہ تعالیٰ انصار کو عموماً اور عمرو بن حرامؓ اور سعد بن عبادہؓ کی اولاد کو خصوصاً جزائے خیر عطا فرمائے"۔

﴿(۵۹) حضرتِ عبد اللہ بن رواحہؓ کے فضائل﴾

(۱) ابنِ عساکر نے حضرتِ ابی ھریرۃؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عبد اللہ بن رواحہؓ بہت اچھے آدمی ہیں۔ (۲) احمد نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک ابنِ رواحہؓ پر رحمت فرمائے۔ ابنِ رواحہؓ ایسی مجالس سے محبت رکھتے ہیں جن پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں۔ (۳) طبرانی نے الاوسط میں حضرتِ عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ سرتاجِ

﴿(۱) ترمذی (مناقب) ۱۰/۳۵۱ (۲) کنز العمال عن الدیلمی ۱۱/۶۶۹﴾ ﴿(۱) کنز العمال عن ابن عساکر ۱۱/۷۳۲ (۲) احمد ۳/۲۱۵ (۳) مجمع الزوائد ۹/۳۱۶﴾

دو عالم ﷺ ایک روز جمعہ کے دن منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے، منبر مبارک پر تشریف رکھنے کے بعد فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن رواحہؓ (ابھی آرہے تھے کہ) جونہی انھوں نے آنحضرت ﷺ کا فرمان "بیٹھ جاؤ" سنا تو تعمیل ارشاد میں بکریوں کے ریوڑ میں ہی بیٹھ گئے۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! ابنِ راوحہؓ نے جب آپ ﷺ کا فرمان "بیٹھ جاؤ" سنا تو وہ بکریوں کے ریوڑ ہی میں یعنی فوراً اسی جگہ بیٹھ گئے۔ (حضور ﷺ نے دعا دی کہ اللہ تمھاری فرمانبرداری میں اضافہ فرمائے) (۴) طبرانی نے حضرتِ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی عبداللہ بن رواحہؓ پر رحمت فرمائے۔ جہاں بھی وقتِ صلوٰۃ ہوتا ہے اپنے اونٹ کو بٹھا دیتے ہیں۔

(۶۰) حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں جب رسولِ پاک ﷺ غزوہ بنی المصطلق سے واپس لوٹے۔ تو ابن عبداللہ بن ابیؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنے باپ پر تلوار سونتی اور فرمایا خدا میں اس وقت تک اپنی تلوار میان میں نہیں رکھوں گا جب تک کہ تو یہ نہیں کہہ دیتا کہ محمد ﷺ عزیز ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو۔ محمد ﷺ عزیز اور میں ذلیل ہوں یہ بات رسول اللہ کو جب پہنچی آپؐ نے ان کی جرأت کو پسند فرمایا اور سراہا۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن عبداللہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے باپ کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی، حضورؐ نے فرمایا: اپنے باپ کو قتل نہ کر۔ (۳) بزار نے روایت ابی ھریرہؓ نقل کی

﴿(۴) ایضاً﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹ / ۳۱۸ (۲) ایضاً، طبری ۲ / ۶۰۸ (۳) ایضاً﴾

ہے۔ حضرتِ ابی ھریرہؓ فرماتے ہیں: عبداللہ بن ابی ایک بلند عمارت کے سایہ میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں آنحضرت ﷺ کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو ابن ابی کہنے لگا ابن ابی کبشہ کا یہاں سے گزر ہوا اس پر ابن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مکرم و محترم بنایا ہے اگر آپؐ ارادہ فرمائیں تو میں اس (بدبخت) کا سر قلم کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، اپنے والد کے ساتھ حسنِ سلوک اور حسنِ صحبت سے پیش آؤ۔

(۶۱) حضرتِ قتادہ بن النعمان الظفریؓ کے فضائل

(۱) احمد و بزار نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ قتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ تاریک رات میں نکلا، میں نے دل میں یہ سوچا کہ اگر آج مجھے حضورؐ کی مبارک صحبت آپؐ کے ساتھ نماز میں حاضری اور اپنے محبوب کو مانوس کرنے کا موقع ملا تو ایسا ضرور کروں گا۔ چنانچہ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو اچانک بجلی چمکی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: اے قتادہؓ! مضطرب کیوں ہو؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، حضورؐ! میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ آپؐ کو مانوس کروں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ کھجور کی جڑ ہے اسے لے لو۔ جب تو اسے لیکر نکلے گا تو (کھجور کی یہ جڑ مثلِ شمع روشن ہو کر) دس آدمی جو تیرے سامنے اور دس جو پیچھے ہوں انکے راستے کو روشن کر دیگی۔" حاکم نے المستدرک میں فرمایا ہے کہ: حضرت قتادہ بن نعمانؓ بیعتِ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر تھے۔ اور حضرتِ قتادہؓ ان اصحاب رسول ﷺ میں سے ہیں جو تیر انداز تھے۔ غزوۂ بدر، اُحد میں شریک تھے۔ اُحد کے موقع پر آپ کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ پڑی تھی، انھوں نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنی اہلیہ سے محبت رکھتا ہوں، اگر وہ مجھے اس حال میں

(۱) مجمع الزوائد ۹/۳۱۸

دیکھے گی تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اظہارِ کراہت کرے گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اس آنکھ کو حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح سالم اور تیز نظر ہو گئی۔ آپ غزوۂ خندق اور دیگر غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے ہیں۔ آپ کے بیٹے آپ کی شان میں کہتے ہیں:

أَنَا ابْنُ الذی سالتْ علی الخدّ عینه

میں اس عظیم باپ کا بیٹا ہوں جسکی آنکھ نکل کر رخسار پر بہہ گئی

فردّت بکفّ المصطفیٰ احسن الردّ

پھر دستِ مبارک کی برکت سے کیا خوب انداز میں رکھ دی گئی

فعادتْ کما کانتْ باوّل امرها

جب آپ ﷺ نے آنکھ رکھ دی تو وہ پہلے کی طرح صحیح سالم ہو گئی۔

فَوَا حُسن ماعینٍ ووا حُسنُ ماردّ

وہ آنکھ بھی کیا خوب ہے وہ رکھنا بھی کیا خوب ہے۔

(۶۲) حضرتِ ابی قتادہ الانصاریؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے حضرتِ ابی قتادہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابی قتادہؓ فرماتے ہیں: مشرکین نے رسول پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس کو للکارا تو میں سوار ہوا چنانچہ میں ان پر غالب آگیا اور میں نے مسعدہ کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا: ابی قتادہؓ کامیاب ہو گیا۔ اے اللہ! اس کی بخشش فرما، آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا اور پھر آپ ﷺ نے مجھے مسعدہ مقتول کا سامان بطورِ عطیہ عنایت فرمایا۔ (۲) طبرانی نے ابی قتادہؓ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرتِ ابی قتادہ

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۹ (۲) ایضاً

انصاریؓ نے بدر کی رات رسالتمآب ﷺ کی حفاظت کی خاطر پہرہ داری کے فرائض انجام دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسپر دُعا دی۔ اے اللہ! جس طرح ابی قتادہؓ نے آپ کے پیغمبرؐ کی اس رات حفاظت فرمائی ہے اسی طرح ابی قتادہؓ کی بھی حفاظت فرما۔ حضرتِ سلمہ بن اکوعؓ کے فضائل میں بھی ان کی فضیلت کا ذکر عنقریب آئے گا۔

(۶۳) حضرتِ عبادہ بن الصامتؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ عبادہ بن الصامتؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرتِ عبادہؓ بن الصامتؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو الولید! (پھر آپؐ نے ان کے بدری ہونے کا ذکر فرمایا)۔ (۲) طبرانی نے حضرتِ عبادہؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرتِ معاویہؓ نے لوگوں سے فرمایا: اے جماعتِ انصار! کیا وجہ ہے تم اپنے بھائی قریش کے ساتھ مجھ سے ملنے نہیں آئے؟ حضرتِ عبادہؓ نے جواب دیا: حاجت مانع تھی۔ پوچھا اونٹنیاں کیا ہوئیں؟ (یعنی اپنی اونٹنیوں پر کیوں نہیں آگئے؟) حضرتِ عبادہؓ نے کہا ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ سب اونٹنیاں جنگِ بدر میں (تمھارے اور تمھارے والد کے تعاقب میں لاغر کردی تھیں۔ حضرتِ عبادہؓ بیعتِ عقبہ، بدر اور اُحد میں شریک تھے۔ آپ اہلِ شجرہ (بیعتِ رضوان) اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد آپ نے بڑے جہادی کارنامے انجام دیئے۔

(۶۴) حضرتِ ابی ایوّب الانصاریؓ کے فضائل

آپؓ کا نامِ گرامی خالد بن زید بن کلیب ہے۔ (۱) طبرانی نے "الکبیر" میں نیز حاکم نے بھی حضرتِ ابی ایوبؓ انصاری سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ابی ایوّب

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۳۰ (۲) ایضاً﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۲۳﴾

انصاریؓ فرماتے ہیں :۔رسولِ اکرم ﷺ سعی بین الصفاوالمروہ فرمارہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر پرندے کا پر گرا۔ابو ایوبؓ جلدی سے آگے بڑھے اور خود اسے پکڑ لیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے حضرتِ ابی ایوبؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی وہ چیز دور کرے جو تجھے ناگوار ہے : حضرتِ ابی ایوبؓ کے لئے یہی ایک فضیلت کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ہجرتِ مدینہ فرمائی تو انہی کے گھر میں نزولِ اجلال فرمایا۔اور حضرتِ ابی ایوب انصاریؓ پہلے شخص ہیں جن کے گھر میں آپ ﷺ نے نزول فرمایا(اور آپ کے مہمان بنے) حضرتِ ابی ایوب انصاریؓ غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسالت مآب ﷺ کے ہمرکاب رہے ہیں نیز آپؓ ان نُقباء میں سے بھی ہیں جنھوں نے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعتِ عقبہ فرمائی۔ آپؓ کا مدفن تمام مسلمانوں سے بعید تر ہے اس لئے کہ آپؓ شہر قسطنطنیہ میں مدفون ہوئے ہیں۔

(۶۵) حضرتِ ثابت بن قیس بن شماسؓ کے فضائل

(ا) ابنِ سعد، بغوی، ابنِ قانع، طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں "عُقیلی" ابو نعیم، حاکم نے "المستدرک" میں اور ضیاء نے المختارہ میں حضرتِ ثابت بن قیسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ ثابتؓ فرماتے ہیں : میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اندیشہ ہے کہ میں تباہ نہ ہو جاؤں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا : کیوں بھائی ؛ میں نے عرض کی !یارسول اللہ! میں اپنی تعریف پسند کرتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ جو کام نہ کیا ہو اس پر تعریف پسندی کی جائے اور میں زینت وجمال کو پسند کرتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تکبر اختیار کرنے سے منع فرمایا۔(اسی طرح) میں ایک بلند آواز آدمی ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے منع فرمادیا ہے کہ ہم

(ا) الکبیر ۲/ ۵۷۔۵۹، المستدرک ۳/ ۲۳۴، مجمع الزوائد ۹/ ۳۲۱

اپنی آوازیں آپ ﷺ کی آواز پر بلند کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم اس طرح خیر و بھلائی کی زندگی گزارو کہ تمہاری تعریف کی جائے اور شہادت کی موت پاکر تم جنت میں داخل ہو جاؤ؟ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ باتیں تو مجھے پسند ہیں چنانچہ آپؓ نے قابلِ تعریف زندگی گزاری اور شہادت کی موت پائی۔ (مسیلمہ کذاب کی لڑائی میں)۔" (۲) بخاری و مسلم وغیرہ نے حدیثِ انسؓ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرتِ ثابت بن قیسؓ سے فرمایا: تم دوزخی نہیں ہو بلکہ اہلِ جنت میں سے ہو۔ (۳) طبرانی نے اس کو "الکبیر" میں نقل کیا ہے۔ (۴) نیز طبرانی نے حضرتِ ثابتؓ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔ حضرتِ ثابتؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ"۔ (اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرو) تو حضرتِ ثابتؓ راستہ میں ہی بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ عاصم بن عدیؓ کا گزر ہوا تو انھوں نے پوچھا ثابتؓ! کیوں رو رہے ہو؟ کہا میں بلند آواز ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ میرے بارے نازل ہوئی ہے۔ (اس کے بعد) جب رسولِ کریم ﷺ نے یہ فرمایا: اے بیٹے! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابلِ تعریف زندگی گزارو اور شہادت کی موت پاکر جنت میں داخل ہو جاؤ؟ عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشخبری پر راضی ہوں۔ آئندہ کبھی بھی میں اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند نہیں کروں گا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی "اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۝"

(۵) طبرانی نے عطاء الخراسانی سے روایت نقل کی ہے۔ عطاء الخراسانی فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا تاکہ لوگوں سے حدیث ثابت بن قیسؓ معلوم کر سکوں۔

﴿(۲) بخاری (باب علامات النبوۃ) ۶/ ۴۸۵_۴۸۶، مسلم (ایمان) ۱۹۹، مصنف عبدالرزاق: ۲۰۴۲۵ (۳) الکبیر ۲/ ۵۶.
(۴) مجمع ۹/ ۳۲۱ اور یہ آیات سورۂ حجرات کی ہیں۔﴾

لوگوں نے ان کی صاحبزادی کی طرف میری راہنمائی کی۔ چنانچہ میں نے ان کی صاحبزادی سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب سورہ لقمان کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، "اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ" (بے شک اللہ تعالیٰ کسی متکبر کو پسند نہیں فرماتے) تو حضرت ثابتؓ خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہو گئے۔ اور گھر میں بیٹھ کر دروازے بند کر کے رونا شروع کر دیا آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی بھیج کر ان کو بلایا اور دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں زینت وجمال کو پسند کرتا ہوں اور یہ کہ میں اپنی قوم کا سردار بھی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم ان میں سے نہیں ہو (یعنی متکبرین میں سے)۔ بلکہ تم خیر وبھلائی کے ساتھ زندگی گزارو اور شہادت کی موت پاکر جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ۔" تو انھوں نے پھر اسی طرح کیا۔ حضورؐ نے پھر ایک آدمی بلا بھیجا۔ حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی یارسول اللہ! میں خشیتِ الٰہیہ سے لرزہ براندام ہوں اور (قدرتی طور پر) بلند آواز ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے اعمال رائیگاں نہ ہو جائیں۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ تم قابلِ تعریف زندگی گزار کر شہادت کی موت مرو گے اور اللہ تعالیٰ تمھیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(چنانچہ) جب حضرت ابو بکر صدیقؓ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگِ یمامہ کے لئے مسلمانوں کو جمع فرما رہے تھے تو یہ حضرتِ ثابت بن قیسؓ بھی اس خونریز جنگ میں جانے والوں کے ساتھ تھے۔ ایک موقع پر جب مسلمانوں کی صفوں میں رخنہ پڑا۔ مسیلمہ اور بنی حنیفہ نے مسلمانوں کو تین مرتبہ پیچھے ہٹایا تو حضرت ثابتؓ اور سالم مولی

ابی حذیفہؓ بے قرار ہو گئے اور نہایت حسرت کے ساتھ کہا کہ ہم عہدِ رسالت میں یوں نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر ان دونوں نے ایک گڑھا کھود کر اس میں داخل ہو کر اور قدم جما کر دشمن کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا بالآخر دونوں رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ ایک مسلمان نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ جب میں کل گزشتہ شہید ہوا تو ایک مسلمان بھائی کا میرے پاس سے گزر ہوا تھا اس نے میری عمدہ زرہ اتار لی ہے۔ لشکر کے آخر میں اس کی منزل ہے۔ اس کے گھر میں ایک گھوڑا بھی ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہے اور آگے پیچھے دوڑتا ہے۔ اس زرہ پر اس نے ہنڈیا رکھی ہوئی ہے (چھپانے کے لئے)۔ اور اس ہنڈیا کے اوپر کجاوہ ڈال رکھا ہے۔ آپ خالد بن الولیدؓ کے پاس جائیں اور یہ کہیں کہ یہ اس سے واپس لے لیں۔ اور جب آپ خلیفۂ رسول کے پاس جائیں تو انہیں یہ بتا دینا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے۔ اور میرا اتنا مال ہے۔ اور میرا فلاں غلام آزاد ہے (یعنی آزاد کر دینا)۔ اس وصیّت کو محض خواب وخیال سمجھ کر کہیں ضائع نہ کر دینا۔ چنانچہ وہ صاحب (خواب دیکھنے والے) خالد بن الولیدؓ کے پاس آئے۔ انھوں نے زرہ کی طرف توجہ کی۔ جیسا بتایا گیا تھا ویسا ہی پایا۔ پھر خلیفۂ رسول حضرتِ ابو بکرؓ کے پاس آکر سارا واقعہ بتایا۔ انھوں نے حضرتِ ثابتؓ کی وصیت کو ان کی وفات کے بعد نافذ فرمایا (یعنی وصیت کے مطابق زرہ سے ان کا قرض ادا کیا اور غلام بھی آزاد کر دیا)۔ "(مصنفؒ فرماتے ہیں کہ) ہمیں نہیں معلوم کہ حضرت ثابت بن قیسؓ کے علاوہ کسی کی وصیت جائز قرار دی گئی ہو۔"

(۶) طبرانی نے "الکبیر" میں بھی بروایتِ انسؓ واقعۂ زرہ نقل کیا ہے۔

(۷) حاکم نے بھی المستدرک میں مذکورہ حدیثِ عطاء الخراسانی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح علی شرطِ مسلم ہے۔

﴿(۶) الکبیر ۲/۵۶ (۷) المستدرک ۳/۲۳۵﴾

(۶۶) حضرتِ خزیمہ بن ثابت الانصاریؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سواء بن الحارث سے ایک گھوڑا خرید فرمایا تھا، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ خزیمہ بن ثابتؓ نے حضورؐ کے حق میں شہادت (گواہی) دیدی؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا آپؓ تو ہمارے ساتھ اس وقت موجود ہی نہ تھے آپ نے کیسے گواہی دیدی۔ حضرتِ خزیمہؓ نے کہا۔ جو احکاماتِ ربانیہ آپؐ لیکر آئے ہیں ان کی میں نے جب تصدیق کی ہے تو مجھے یقین ہے کہ آپؐ حق بات ہی فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خزیمہؓ جس چیز کے بارے اکیلے ہی گواہی دیں تو ان کی اکیلی گواہی کافی ہے۔ یہ حدیث کتبِ حدیث و سیر میں مشہور ہے۔ (۲) احمدؒ نے عمارہ بن خزیمہ بن ثابتؓ سے انھوں نے اپنا چچا سے نقل کیا ہے۔ ان کے چچا صحابیِ رسولؐ تھے۔ کہ خزیمہ بن ثابتؓ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ حضورؐ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کر رہے ھیں۔ (صبح کو) جب خزیمہؓ دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو اپنا خواب ذکر کیا۔ تو رسولِ کریم ﷺ لیٹ گئے۔ خزیمہؓ نے آپؐ کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا۔

(۶۷) حضرت انس بن مالکؓ کے فضائل

(۱) بخاری مسلم وغیرہ نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت انسؓ فرماتے ہیں: حضرتِ ام سلیمؓ (یعنی والدہ انسؓ) نے عرض کی یا رسول اللہ! انسؓ آپ کا خادم ہے اس کے لئے دعا فرمادیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے مال

﴿(۱) الکبیر ۴/۱۰۱ (۲) احمد ۵/۲۱۶۔"﴾ ﴿(۱) بخاری (الصوم) ۴/۱۹۸، مسلم (فضائل) ۲/۱۴۱، ترمذی (مناقب ۳۳۱/۱۰﴾

اولاد میں اضافہ فرما۔ اور جو کچھ آپ نے اسے عطا فرمایا اس میں برکت نازل فرما۔ (۲)ابو یعلیٰ نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: میں یہ آرزو رکھتا ہوں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے ملوں تو یہ کہوں حضورؐ آپ کا چھوٹا سا خادم حاضر ہے۔ (۳)طبرانی نے بھی حضرت انسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت انسؓ کی پیشانی پر بال تھے۔ رسول اللہ ﷺ (محبت سے) ان بالوں کو کھینچتے اور پکڑتے تھے۔ (۴)طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ قتادہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ قتادہؓ فرماتے ہیں: کہ جب انس بن مالکؓ کی وفات ہو گئی تو مُورِّق العجلی نے کہا کہ آج نصف علم دنیا سے رخصت ہو گیا۔ کسی نے پوچھا اے ابو المغیرہ! یہ آپ کیسے کہتے ہیں؟ تو حضرتِ قتادہؓ نے فرمایا ایک بد عتی شخص تھا جب وہ ہم سے کسی حدیثِ رسولؐ کی بابت اختلاف کرتا تو ہم اسے یہ کہتے تھے اچھا چلو پھر اس صحابیِ رسولؐ (انس بن مالکؓ) کے پاس جس نے خود یہ حدیث سرکارِ دو عالم ﷺ سے سنی ہے۔

(۶۸)حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اور ان کے بیٹے حضرت یوسفؓ کے فضائل

(۱)بخاری، مسلم وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے عبد اللہ بن سلامؓ کے سوا اور کسی کے متعلق جو زمین پر چلتا ہو یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے اور یہ آیت "شَہِدَ شَاہِدٌ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ۔" انھیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (۲)احمد، ابو یعلیٰ اور بزار نے حضرتِ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت نقل

(۲)مجمع الزوائد ۹/۳۲۵ (۳)الکبیر ۱/۲۲۱ (۴)مجمع ۹/۳۲۵۔ (۱)بخاری (مناقب) ۷/۱۰۱، مسلم (فضائل) ۲/۱۴۲، المستدرک ۳/۴۱۴ (۲)احمد ۱/۱۶۹، ۱۸۳

کی ہے کہ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ (کھانے کا) لایا گیا۔ حضورؐ نے تناول فرمایا، کچھ کھانا بچ گیا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی سے ابھی ایک جنتی شخص آئے گا اور میرے ساتھ یہ بچا ہوا کھانا کھائے گا۔ اتنے میں عبداللہ بن سلامؓ آئے اور انھوں نے (حضورؐ کے ساتھ) کھانا کھایا۔ (۳) حاکم نے بھی یہ مذکورہ روایت ''المستدرک'' میں نقل کی ہے اور اس کی تصحیح کی ہے۔ (۴) طبرانی نے الکبیر میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سفر طے کر کے مکہ مکرمہ آئے۔ رسولِ پاک ﷺ ان دنوں مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں لوگوں کے ساتھ اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرتؐ میرے پیچھے تشریف فرما تھے۔ اور لوگ ان کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ میں جب لوگوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو رسول کریم ﷺ کی نظر مبارک مجھ پر پڑ گئی، آپؐ نے دریافت فرمایا: کیا تم عبداللہ بن سلامؓ ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا: قریب ہو جاؤ، میں حضورؐ کے قریب ہو گیا۔ پھر فرمایا عبداللہ بن سلامؓ! سچ سچ بتانا کیا تو نے تورات میں میرے رسولِ خدا ہونے کا ذکر پایا ہے؟ میں نے عرض کیا آپؐ رب تعالیٰ کی صفت بیان کریں! اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور حضورؐ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سورت پڑھی۔ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔'' حضورؐ نے بھی سورۃ الاخلاص پڑھی۔ فوراً عبداللہ بن سلامؓ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔'' پھر جب ابنِ سلامؓ مدینہ منورہ لوٹے تو اپنا اسلام مخفی رکھا۔ جب آپؐ نے ہجرتِ مدینہ فرمائی۔ میں (ابن سلامؓ) اس وقت اپنے کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اسے کاٹ رہا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ میں ایک ہنگامہ سا سنا۔ میں نے کسی سے پوچھا یہ کیسا شور ہے؟

(۳) المستدرک ۳/۴۱۶ (۴) مجمع الزوائد ۹/۳۲۶

لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں میں نے کھجور کے درخت کے اوپر سے چھلانگ لگائی اور دوڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ پھر واپس لوٹ آیا، میری والدہ نے کہا: خدا کی قسم اگر حضرتِ موسیٰ بن عمران علیہ السلام ان کی جگہ پر ہوتے تو تو درخت کے اوپر سے اس طرح چھلانگ نہ لگاتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے اتنی خوشی اور مسرت نہیں ہوئی جتنی کہ رسولِ کریم ﷺ کی آمد مبارک سے ہوئی ہے۔

(۵) حاکم نے المستدرک میں حضرتِ معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے۔ حضرتِ معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، آپؐ نے فرمایا: عبداللہ بن سلامؓ دسویں فرد ہونگے جو جنّت میں داخل ہوں گے (یعنی عاشر الجنۃ ہوں گے)۔

(۶) احمد نے یوسفؓ بن عبداللہ بن سلامؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ یوسفؓ (صاحبزادۂ ابن سلامؓ) فرماتے ہیں: رسول محبوب ﷺ نے مجھے اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور میرے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور یوسف میرا نام رکھا۔ حضرت یوسفؓ اور یہود بے بہبود کے مابین واقعہ ءِ خصومت اور حضرت یوسفؓ کا تورات میں آیتِ رجم کے وجود کی شہادت دینا ایک ایسا معروف قصہ ہے جو کتبِ حدیث وسیر میں موجود ہے۔"

(۶۹) حضرتِ حذیفہ بن الیمانؓ کے فضائل

(۱) ترمذی نے حضرتِ حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ! کاش آپؐ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیتے؟ آپؐ نے فرمایا: اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں اور پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم عذابِ خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ لیکن جو بات تم سے حذیفہؓ بیان کرے اس کی

(۵) المستدرک ۳/۳۱۶ (۶) احمد ۴/۳۵ (۱) ترمذی (مناقب) ۱۰/۳۱۶

تصدیق کرنا اور جو عبداللہ بن مسعودؓ پڑھے وہی پڑھنا۔" (۲) بزار اور طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ حذیفہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ حذیفہؓ فرماتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے مجھے ہجرت اور نصرت (میں سے کسی کا انتخاب کرنے کا) اختیار دیا تو میں نے ہجرت کو اختیار کیا۔ (۳) ترمذی نے روایت حذیفہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں کتنے دن بعد حاضر ہوتے ہو؟ میں نے عرض کیا اتنے دنوں سے میری حاضری چھوٹی ہوئی ہے۔ میں نے کہا اچھا اب چھوڑیئے۔ میں آج ہی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر نمازِ مغرب پڑھوں گا۔ چنانچہ میں گیا اور آپؐ کے ساتھ مغرب پڑھی۔ پھر آپؐ عشاء تک نماز میں مشغول رہے۔ پھر آپؐ عشاء پڑھ کر لوٹے، میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا، آپؐ نے میری آواز سنی تو دریافت فرمایا کون ہے؟ حذیفہؓ ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا: تمھیں کیا کام ہے؟ اللہ تعالیٰ تیری اور تیری والدہ کی مغفرت فرمائے۔ پھر فرمایا: یہ ایک ایسا فرشتہ تھا جو آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا۔ اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ خوشخبری سنانے کے لئے آنے کی اجازت چاہی کہ فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی، اور حسنؓ و حسینؓ جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہوں گے۔

(۷۰) حضرتِ ابی الدحداحؓ کے فضائل

(۱) احمد و طبرانی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! فلاں شخص کے کھجور کے درخت میرے باغ میں ہیں، میں اپنے باغ میں قیام پذیر ہوں (آپؐ اس سے فرمائیں کہ اپنے درخت اکھاڑ لے) حضورؐ نے فرمایا ایسا کرو اپنا باغ اس کو کھجور کے ان درختوں کے عوض دیدو جو تمھیں جنت میں

(۲) الکبیر ۳/ ۱۸۲، (۳) ترمذی، مناقب (باب الحسن والحسین) ۱۰/ ۲۸۴ (۱) احمد عن انس ۳/ ۱۴۶

ملیں گے۔ وہ نہ مانا۔ (ایک موقع پر) ابو الدحداحؓ ان کے پاس آئے۔ اور اس سے کہا کہ آپ اپنے کھجوروں کے درخت (میرے باغ کے عوض) میرے ہاتھ بیچ دو۔ چنانچہ اس نے بیچ دیئے پھر ابو الدحداحؓ نے حاضر خدمتِ پاک ﷺ ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنے باغ کے عوض کھجوروں کے درخت خرید لئے ہیں میں نے وہ آپ کو دے دیئے آپؐ اس کے لئے مقرر کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابی دحداحؓ کے لئے جنت میں کتنے ہی بڑے بڑے کھجور کے پھلدار درخت ہیں۔ آپؐ نے یہ کئی بار فرمایا۔ پھر ابی دحداحؓ گھر آئے اور اہلیہ سے کہا اے امِ دحداحؓ! اس باغ کو خالی کر دو۔ میں نے یہ باغ ان کھجوروں کے درخت کے بدلہ میں بیچ دیا ہے جو جنت میں ملیں گے۔ ام دحداحؓ نے کہا یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے۔ یا اسی طرح کا کوئی کلمہ جواب میں کہا۔" (۲) ابو یعلی نے ابنِ مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی "مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔" (کون اللہ کو قرضہ حسنہ دے گا) تو ابو دحداحؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ہم سے قرضِ حسنہ (صدقہ وغیرہ) کا ارادہ فرماتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ابو دحداحؓ ہاں۔ ابو دحداحؓ نے کہا حضورؐ! اپنا دستِ مبارک دکھایئے، حضورؐ نے اپنا دستِ مبارک ان کے ہاتھ میں دے دیا، ابو دحداحؓ نے کہا کہ میں نے اپنا باغ اپنے رب کو قرض دے دیا (یعنی صدقہ کر دیا)۔ آپ کا باغ ایسا تھا کہ اس میں چھ سو کھجور کے درخت لگے تھے، پھر ابو دحداحؓ چلتے ہوئے اپنے باغ میں آئے۔ آپ کے اہل وعیال ابھی باغ ہی میں تھے۔ ابو دحداحؓ نے پکار کر کہا: ام دحداحؓ! اس نے کہا لبیك (جی حضور)۔ ابو دحداحؓ نے کہا ام دحداحؓ! باغ سے نکلو۔ میں نے یہ باغ اب اپنے رب کو قرض دے دیا ہے۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں عبد الرحمٰن بن اَبزیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ

﴿(۲) مجمع ۹/ ۳۲۴ (۳) ایضاً﴾

رسولِ اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ کسی آدمی کو قرض کے حصول (یعنی صدقہ خیرات) کے لئے ابو دحداحؓ کے پاس بھیجا۔ جب آپؐ کا قاصد ابو دحداحؓ کے پاس پہنچا تو ابو دحداحؓ کہنے لگے کیا حضورؐ نے میری طرف تمہیں حصولِ قرض کے لئے بھیجا ہے؟ قاصد نے کہا کہ جی ہاں۔ ابو دحداحؓ نے کہا کہ اتنی اتنی جگہ میں جتنے درخت ہیں سارے میں نے اللہ کے راستہ میں وقف کر دیئے۔ اس پر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ابی الدحداحؓ کے لئے جنّت میں کتنے ہی کھجور کے درخت ہیں۔"

(۷۱) حضرتِ ابی ذرؓ کے فضائل

بعض کہتے ہیں کہ آپ کا اصل نام جندب بن جنادہؓ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بُرَیدبن جُنادہؓ ہے۔" (۱) ترمذی نے اور حاکم نے "المستدرک" میں عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آسمان کسی پر ابو ذرؓ سے زیادہ سایہ فگن نہیں ہوا، اور نہ ہی زمین نے ان سے زیادہ سچے کو اٹھایا۔ (۲) ترمذی و حاکم نے المستدرک میں حدیثِ ابی ذرؓ نقل کی ہے۔ حضرت ابی ذرؓ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان نے ابو ذرؓ سے زیادہ زبان کے سچے اور وعدے کو پورا کرنے والے پر سایہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی زمین نے ان سے زیادہ سچے اور وفا شعار کو اٹھایا ہے۔ وہ عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم انھیں بتا دیں؟ فرمایا: ہاں بتا دو۔ (۳) احمد و طبرانی نے بھی یہ روایت حضرتِ ابی الدرداءؓ سے نقل کی ہے۔ (۴) طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ جبیر بن نُفیرؓ سے نقل کیا ہے: حضرت جبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ذرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں رابع الاسلام (چوتھا فرد اسلام قبول کرنے والا) ہوں۔ مجھ سے قبل سوائے نبی

﴿(۱) ترمذی (مناقب) ۱۰/۳۰۲، المستدرک ۳/۳۴۲۔ (۲) ترمذی ۱۰/۳۰۴، المستدرک ۳/۳۴۲ (۳) احمد ۵/۱۹۷ (۴) الکبیر ۲/۱۵۶﴾

کریم ﷺ، حضرتِ ابو بکرؓ اور حضرتِ بلالؓ کے کوئی بھی اسلام نہ لایا تھا۔ (۵) ترمذی اور بزار نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے، علیؓ، عمارؓ، میرا خیال ہے کہ تیسرے انھوں نے ابو ذرؓ بیان فرمائے تھے۔ (۶) عبداللہ بن احمد نے ''زوائد المسند'' میں ابی الاسود الدؤلی سے روایت نقل کی ہے۔ ابی الاسود الدؤلی فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب محمد ﷺ کی زیارت کی ہے۔ ابو ذرؓ جیسا میں نے کوئی نہ دیکھا۔ (۷) احمد، بزّار اور حاکم نے ''المستدرک'' میں ابراھیم بن الاشتر النخعی سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ام ذرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ام ذرؓ فرماتی ہیں کہ جب ابو ذرؓ کی وفات کا وقت قریب آگیا (وہ اس وقت مقام ربذہ میں تھے) تو میں رونے لگی۔ ابو ذرؓ نے مجھ سے فرمایا! کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا کہ کیوں نہ روؤں جب کہ آپ جنگل بیابان میں جان دے رہے ہیں اور نہ ہی میرے پاس اس وقت اتنا کپڑا موجود ہے جو میرے اور آپ کے کفن کے لئے کافی ہو سکے۔ ابو ذرؓ کہنے لگے کہ مت رو، ایک خوشخبری سن۔ ''رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا ہے آپؐ نے ایک جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا میں بھی اس میں موجود تھا کہ تم میں سے ایک آدمی جنگل بیابان میں مرے گا اور مومنین کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہو گی۔'' اب اس جماعت کا ہر فرد کسی نہ کسی بستی آبادی میں مر چکا ہے اب اس وقت میں ہی وہ واحد آدمی ہوں، خدا کی قسم نہ میں نے خود دروغ بیانی سے کام لیا ہے اور نہ میری تکذیب کی گئی ہے۔ لہٰذا راستہ پر نگاہ رکھ۔ میں نے کہا: سارے حاجی حضرات جا چکے، راستے منقطع ہو چکے اب امید کہاں، لیکن ابو ذرؓ نے کہا کہ نہیں جا اور راستہ پر نظر رکھ۔ ام ذرؓ کہتی ہیں کہ میں ریت کے ایک ٹیلہ کی طرف دوڑتی پھر واپس آکر ابو ذرؓ کی بیمار پرسی کرتی۔ اسی دوران میں کیا دیکھتی ہوں کہ

(۵) مجمع ۹/ ۳۳۰ (۶) مجمع ۹/ ۳۳۱ (۷) ایضا، احمد ۵/ ۱۶۶، المستدرک ۳/ ۳۴۵

چند آدمی اپنے اونٹوں پر سوار بڑھ رہے ہیں، میرے پاس آکر ٹھہرے اور انھوں نے پوچھا تو کیوں پریشان ہے؟ ام ذرؓ نے کہا یہ ایک قریب المرگ مسلمان ہے تم اس کو کفن وغیرہ دیدو تمھیں اجر وثواب حاصل ہوگا۔ انھوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا ابوذرؓ ہیں۔ انھوں نے پوچھا کیا یہ صحابی رسولؐ ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ ہمارے ماں باپ اس پر قربان، چنانچہ وہ جلدی سے ابوذرؓ کے پاس پہنچے۔ ابوذرؓ نے ان سے کہا کہ پہلے یہ خوشخبری سن لو! وہ خوشخبری یہ ہے کہ "رسولِ خدا ﷺ نے ایک مرتبہ ایک جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا میں بھی اس جماعت میں موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک آدمی جنگل بیابان میں مرے گا، پھر مومنین کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر ہوگی۔" اب حقیقتِ حال یہ ہے کہ میرے سوا اس جماعت کا ہر فرد کسی نہ کسی بستی، آبادی میں مر چکا ہے، خدا کی قسم نہ میں نے خود جھوٹ کہا ہے اور نہ میری تکذیب کی گئی ہے۔ اگر میرے پاس یا میری اھلیہ کے پاس کوئی کپڑا ہوتا تو میں اپنے یا اسی کے کپڑے میں کفن دیا جاتا۔ میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا آدمی کفن نہ پہنائے جو امیر یا نگران یا قاصد و نقیب ہو۔ (چنانچہ) اس آنے والی جماعت کا ہر فرد سوائے ایک انصاری کے ایسا تھا کہ ابوذرؓ کی شرائط پر پورا نہ اترتا تھا۔ اس انصاری نے کہا اے چچا! میں تمھیں اپنی اس چادر میں یا ان دو کپڑوں میں کفن دوں گا جو میرے صندوق میں رکھے ہیں جنہیں میری والدہ نے کاتا تھا۔ ابوذرؓ نے کہا ٹھیک ہے آپ مجھے کفن پہنا دیں۔ چنانچہ حاضرین میں سے اسی انصاری نے ان کو (ان کے مرنے کے بعد) کفن دیا، سب نے جنازہ پڑھا، اور دفنا دیا۔ (۸) احمد نے حضرت ابی ذرؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت ابی ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے روز سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گا۔ اس لئے کہ

﴿(۸) احمد ۵/ ۱۶۵﴾

میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا ہے آپؐ نے فرمایا: قیامت کے روز تم میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو دنیا سے اسی کیفیت و حالت میں رخصت ہوا ہوگا جس حالت پر میں اس کو دنیا میں چھوڑ کر گیا ہوں گا۔ خدا کی قسم میرے سوا تم میں سے ہر ایک اپنا دامن دنیا کے کسی نہ کسی کام میں متعلق کر چکا ہے۔ (۹) طبرانی نے "الکبیر" میں بھی یہ روایت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔ (۱۰) حاکم نے المستدرک میں اور ابن عساکر نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو ذرؓ پر رحمت فرمائے۔ اکیلے چلتے ہیں۔ اکیلے ہی وفات پائیں گے اور پھر اکیلے ہی قیامت کے دن اٹھیں گے۔ (۱۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے وہ حدیث نقل کی ہے جس میں اسلامِ ابی ذرؓ، رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں ان کی آمد اور (قبول اسلام کے بعد) قریش کے سامنے اظہار اسلام کا تذکرہ ہے۔ یہ حدیث بخاری وغیرہ ابو ذرؓ کے فضائل کثیرہ و مناقب عظیمہ پر مشتمل ہے۔ وہ دراصل ایک طویل حدیث ہے۔"

(۷۲) حضرتِ زید بن ثابتؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں مصعب بن سعدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ مصعبؓ فرماتے ہیں کہ حضرتِ عثمان بن عفانؓ نے فرمایا، کاتبِ رسول اللہ ﷺ زید بن ثابتؓ کو بلاؤ۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں فرائض کا علم سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرتِ زید بن ثابتؓ نے اپنی والدہ کی (نمازِ جنازہ میں) چار تکبیرات کہیں اور پھر اپنی سواری کے پاس آئے تو ابنِ عباسؓ نے سواری کی رکاب پکڑ لی، حضرتِ زیدؓ نے کہا کہ آپ رہنے

﴿(۹) مجمع ۹/ ۳۲۷ (۱۰) کنز العمال ۱۱/ ۶۶۸ (۱۱) بخاری ۶/ ۳۲۸۔۳۳۰﴾ ﴿(۱) الکبیر ۵/ ۱۱۳ (۲) المستدرک ۳/ ۴۲۲ (۳) مجمع ۹/ ۳۴۵﴾

دیں، چھوڑ دیں، تو ابنِ عباسؓ نے فرمایا ہم بڑے علماء کا اسی طرح احترام کرتے ہیں۔
(۴) طبرانی نے الکبیر میں یحیٰ بن سعید سے بھی روایت نقل کی ہے۔ یحیٰ بن سعید فرماتے ہیں: زید بن ثابتؓ کی وفات کے وقت حضرتِ ابی ھریرہؓ نے فرمایا: آج "خیر الامت" کا انتقال ہو گیا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن عباسؓ کو ان کا جانشین بنائے گا۔

(۷۳) حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ کے فضائل

(۱) ابو بکر نے "(الغیلانیات)" میں اور ابن عساکر نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ نبی پاک ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا۔ قیس بن سعدؓ کو اس لشکر کا امیر بنایا۔ چنانچہ جب سب لوگ مشقت و تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ تو قیس بن سعدؓ نے نو سواری کے اونٹ ان کے لئے ذبح کئے۔ جب یہ لشکر واپس آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو سارا واقعہ عرض کیا گیا تو حضورؐ نے فرمایا! کہ جود و سخاوت اس گھرانے کے ہر فرد کی اچھی عادت ہے۔ (۲) ابن عساکر نے یہ روایت جابر بن سمرةؓ سے بھی نقل کی ہے۔(۳) طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں۔ قیس بن سعدؓ کا مقام و مرتبہ رسالت مآب ﷺ کے نزدیک امیر کے کوتوال کی طرح تھا۔

(۷۴) حضرت رافع بن خدیجؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں رافع بن خدیجؓ کی اہلیہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد یا غزوۂ خیبر (راوی عمرو کو شک ہے) کے موقع پر رافع بن خدیجؓ کو رسول

﴿(۴) ایضاً﴾ ﴿(۱) کنز العمال ۱۱/ ۷۴۲ (۲) ایضاً (۳) مجمع الزوائد ۹/ ۳۴۵۔۳۴۶"﴾ ﴿(۱) الکبیر ۴/ ۲۸۲۔۲۸۳﴾

اللہ ﷺ کی ہمرکابی میں ایک تیر سینہ پر لگ گیا تھا۔ رافعؓ حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! یہ تیر نکال دیجیے۔ حضورؐ نے فرمایا اے رافعؓ! اگر تو چاہے تو میں تیر بھی اور پیکان دونوں کو نکال دوں اور اگر تو چاہے تو میں تیر کو تو نکال دوں لیکن پیکان کو رہنے دوں پھر قیامت کے دن تیرے شہید ہونے کی شہادت دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے تیر کو نکال دیا لیکن پیکان رہنے دی، حضرتِ رافعؓ نے ساری زندگی یوں ہی گزار دی، حتی کہ حضرتِ معاویہؓ کے دور میں ان کا زخم کھل گیا اور خراب ہو گیا۔ (اسی صدمہ سے) انتقال فرمایا۔

(۷۵) حضرت ابی موسیٰ الاشعری عبداللہ بن قیسؓ کے فضائل

(۱) بخاری و ترمذی نے حضرت ابی موسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابی موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھے گزشتہ رات دیکھ لیتا کہ کتنے غور سے میں تیری قرأت سن رہا تھا (تو تو بہت خوش ہوتا) اے ابی موسیٰؓ! تمھیں اللہ تعالیٰ نے الِ داؤد کی سریلی آوازوں میں سے آواز عطا فرمائی ہے۔ (۲) احمد، مسلم اور نسائی نے حدیثِ بریدہؓ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابی موسیٰؓ! تجھے اللہ تعالیٰ نے الِ داؤد کی سریلی آوازوں میں سے آواز عطا فرمائی ہے۔ (۳) احمد، نسائی اور ابنِ ماجہ نے یہ روایتِ بالا حضرت ابی ھریرہؓ سے، نیز نسائی نے حضرت عائشہؓ سے بھی، ابو نعیم نے "الحلیہ" میں بروایتِ انسؓ، محمد بن نصر نے حضرتِ براءؓ، ابنِ ابی شیبہ اور ابنِ سعد نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مرسلاً، نیز

(۱) بخاری ۹/ ۷۵۔۷۶ (فضائل القرآن)، ترمذی (مناقب) ۱۰/ ۳۵۷ (۲) کنز العمال ۱۱/ ۷۱۱۔۷۱۲ (۳) حدیث (احمد، نسائی، ابن ماجہ) رقم ۳۳۴۷۲ عن ابی ھریرہ و عائشہ۔ حدیث (ابو نعیم فی الحلیہ، عن انس) رقم ۳۳۴۷۳

ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن نصر، اور حاکم نے "المستدرک" میں اور ابو نعیم نے "الحلیہ" میں دیگر طرق روایت سے بھی نقل کی ہے۔ (۴) ابن سعد نے نعیم بن یحیٰ سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! الی موسیٰ "سید الفوارس" (شہسواروں کے سردار) ہیں۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں سعید بن عبدالعزیز التنوخیؒ سے نقل کیا ہے سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: ابو موسیٰ الاشعریؓ حضور ﷺ کی خدمت میں (خیبر میں) حاضر ہوئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کشتی والوں کو دعا دی، (کشتی میں سوار حضرات میں سے جو سب سے بڑے اور چھوٹے تھے ان کے لئے آپؐ نے دعا فرمائی۔ ابو عامر کہتے تھے کہ کشتی والوں میں مَیں سب سے بڑا اور میرا بیٹا سب سے چھوٹا تھا، سعید کہتے ہیں کہ اس کشتی میں ابو عامر، ابو مالک، ابو موسیٰ، کعب بن عاصم وغیرہ حضرات سوار تھے)۔

(۷۶) حضرتِ خالد بن الولیدؓ کے فضائل

(۱) احمد و ترمذی نے روایتِ ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: خالد بن الولیدؓ کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ (۲) ابنِ عساکر نے یہ روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے۔ (۳) بغوی نے اس کو عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے نقل کیا ہے۔ (۴) احمد اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابی بکر صدیقؓ سے روایت نقل کی ہے۔ صدیقِ اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: کیا ہی اچھا آدمی ہے اللہ کا بندہ اور قبیلہ کا بھائی خالد بن الولیدؓ۔ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں پر چلانے کے لئے سونتا ہے (یعنی نیام سے نکالا ہے)۔ (۵) احمد نے عبدالملک بن عمیر سے روایت

﴿(۴) ابن سعد ۴ / ۱۰۷۔ (۵) المستدرک ۳ / ۴۶۵، مجمع الزوائد ۹ / ۳۵۸﴾ ﴿(۱) احمد ۱ / ۸، ترمذی (مناقب) ۱۰ / ۳۴۴ (۲) المستدرک ۳ / ۲۹۸ (۳) رقم ۷۹ ۲۳۲، دراصل بن جعفر ہے (۴) مجمع الزوائد ۹ / ۳۴۸ (۵) ایضاً، احمد ۴ / ۹۰﴾

نقل کی ہے۔ عبدالملک فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے خالدبن الولیدؓ کو معزول کر کے (انکی جگہ) حضرتِ ابو عبیدہؓ کو عامل مقرر کیا تو خالد بن الولیدؓ نے لوگوں سے کہا کہ حضرت عمرؓ نے تم پر اس امت کے امین کو (عامل بنا کر) بھیجا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ خالدؓ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور (خالدؓ) قبیلہ کے کیا خوب نوجوان ہیں۔ (۶) احمد اور طبرانی نے الکبیر میں ناشرہ بن سُمَیَّ الیَزَنی سے روایت نقل کی ہے ناشرہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو جابیہ کے دن فرماتے سنا ہے۔ وہ خطبہ دے رہے تھے کہ لوگو! میں تمھارے سامنے خالد بن الولیدؓ کی معزولی کا عذر بیان کرتا ہوں دراصل میں نے ان کو حکم دیا تھا کہ اس مال کو ضعفاء مہاجرین کے لئے وقف کر دینا۔ لیکن انھوں نے وہ مال بہادروں، جاہ و منصب رکھنے والوں اور اہل لسان کو دے دیا۔ اس لئے میں نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو عامل بنادیا۔ ابو عمرو بن حفص بن المغیرہ (کھڑے ہوئے) اور کہا عمر بن الخطابؓ! آپ نے اعتذار نہیں کیا بلکہ آپؓ نے ایک ایسے عامل کو اس کے عہدہ سے معزول کیا ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے عامل مقرر کیا تھا۔ اور آپ نے ایک ایسی تلوار کو میان میں رکھ دیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے سونتا تھا۔ اور آپ نے ایک ایسے عَلَم کو (اس کی جگہ سے) ہٹادیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے نصب کیا تھا۔ آپؓ نے واقعی قطعِ رحمی اور ابنِ عم سے حسد کا برتاؤ کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو جواب دیا کہ (بھائی) آپ قریب کے رشتہ دار، نوعمر اور اپنے ابنِ عم کے بارے غضبناک ہو رہے ہیں۔ (۷) طبرانی نے "الکبیر" اور "الصغیر" میں اور بزار، اور حاکم نے "المستدرک" میں نیز ابنِ حبان نے روایتِ عبداللہ بن ابی اوفیؓ نقل کی

(۶) احمد ۳/۴۷۵ (۷) الکبیر ۴/۱۲۱، الصغیر ۱/۲۰۹، المستدرک ۳/۲۹۸

ہے۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رسولِ کریم ﷺ سے خالد بن الولیدؓ کی شکایت کر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے خالدؓ! ایسے آدمی کو تکلیف نہ پہنچا جو اہلِ بدر میں سے ہے، اس لئے کہ اگر تو احد پہاڑ کے برابر بھی اللہ کے راستہ میں سونا خرچ کر دے گا تب بھی اس کے عمل (کے مرتبہ) کو نہیں پا سکتا۔ خالدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اصل میں وہ میری آبروریزی کر رہا تھا اس لئے میں نے اس کو جواب دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: خالدؓ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ خالدؓ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ نے کفار پر مسلط کیا ہے۔ (۸) طبرانی نے "الکبیر" میں (حضرت انسؓ سے) نقل کیا ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ کو منبر پر اہلِ مؤتہ (حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ) کی شہادت کی اطلاع ملی تو فرمایا: اب رایتِ اسلام (اسلام کا جھنڈا) خالدؓ سنبھالے گا جو اللہ عزوجل کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ (۹) طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابو یعلی نے جعفر بن عبداللہ بن الحکم سے روایت نقل کی ہے کہ جنگِ یرموک میں حضرت خالدؓ کی ٹوپی گم ہو گئی تو فرمایا، اسے تلاش کرو، (تلاش کرنے پر نہ ملی) پھر فرمایا مزید تلاش کرو جب تلاش کی گئی تو مل گئی۔ دیکھا تو وہ ٹوپی پرانی ہو چکی تھی۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا پھر اپنے سر مبارک کا جب حلق کر لیا تو لوگ آپؐ کے سر مبارک کے اطراف کے بال لینے کو لپکے، میں بھی آپؐ کی پیشانی مبارک کے بال کی طرف جلدی سے لپکا، پیشانی مبارک کے بال لیکر میں نے اپنی اس ٹوپی میں رکھ لئے تھے۔ جس معرکہ میں بھی یہ بال میرے پاس موجود رہے مجھے نصرت الٰہیہ عطا ہوتی رہی۔ (۱۰) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں عمرو بن العاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ جس دن سے ہم مسلمان ہوئے ہیں اس دن سے

﴿(۸) الکبیر رقم (۳۸۰۰) (۹) الکبیر رقم (۳۸۰۴) (۱۰) مجمع ۹/ ۳۵۰، تہذیب ابن عساکر ۵/ ۱۰۰﴾

جو مہم بھی پیش آئی آنحضرت ﷺ نے میرے اور خالدؓ کے برابر کسی کو نہیں فرمایا۔"

(۱۱)ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں ابی السفر سے روایت نقل کی ہے۔ ابی السفر فرماتے ہیں کہ ایک دن خالد بن الولیدؓ نے مقامِ حیرہ میں امیرِ بنی مَرَازِبہ کے ہاں پڑاؤ ڈالا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت! زہر سے احتیاط رکھنا کہیں عجمی لوگ آپ کو پلانہ دیں۔ حضرتِ خالدؓ نے فرمایا زہر لے آؤ، جب لایا گیا تو آپؓ نے اپنے ہاتھ میں لے کر بسم اللہ پڑھی اور منہ میں ڈال دیا آپ کو کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔ (۱۲)ابو یعلی نے نقل کیا ہے کہ خالد بن الولیدؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ رات اتنی محبوب نہیں ہے جس رات میرے گھر محبوب دلہن بھیجی جائے اور مجھے اس رات میں لڑکے کی خوشخبری بھی دی جائے جتنی کہ وہ شدید سردی والی رات محبوب ہے کہ جس میں مہاجرین کے لشکر میں میں موجود ہوں اور دشمن صبح کے وقت ہی حملہ آور ہو جائے۔

﴿(۷۷)حضرتِ عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ کے فضائل﴾

(۱)بخاری، مسلم وغیرہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں موٹے ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ جنت میں ہر اس جگہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں مجھے اڑا کر لیجاتا ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت حفصہؓ سے بیان کیا۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو حضورؐ نے فرمایا: تیرا بھائی ایک نیک آدمی ہے کاش وہ قیام اللیل (نمازِ تہجد) کا اہتمام کرے۔ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے قیام اللیل کو کبھی ترک نہیں کیا۔ (۲)دیلمی نے ابن

﴿(۱۱)الکبیر ۴/۱۲۳۔۱۲۴ (۱۲) مجمع ۹/۳۵۰﴾ ﴿(۱)بخاری ۳/۳۲۰۵، مسلم (فضائل) ۲/۱۴۰(۲)کنز العمال ۱۱/۷۱۹﴾

عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہر امت کا ایک عالم ہوتا ہے اس امت کا عالم عبداللہ بن عمرؓ ہے اور ہر نبی کا ایک خلیل ہوتا ہے میرے خلیل سعد بن معاذؓ ہیں۔ (۳) طبرانی نے "الاوسط" میں میمون بن مھران سے روایت نقل کی ہے: میمون فرماتے ہیں کہ میں نے ابنِ عمرؓ کو فرماتے سنا ہے: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ حضورؐ نے میری طرف نظرِ مبارک فرماکر مجھے اتنی دعائیں دیں کہ دنیا و مافیھا اگر مجھے بدلہ میں مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہوگی۔ (۴) طبرانی نے الکبیر میں مالکؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ مالکؒ فرماتے ہیں کہ ابنِ عمرؓ رسولِ کریم ﷺ کے بعد ساٹھ سال تک دنیا میں رہے۔ (اتنے عرصہ دراز تک) لوگوں کے وفود علم حاصل کرنے آتے تھے۔ (مالکؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ نے چھیاسی سال کی عمر پائی، ساٹھ سال تک فتوی دیا، نافعؒ نے ان سے ایک کثیر علم آگے امت تک پہنچایا ہے)۔

﴿(۷۸) حضرتِ ابی ھریرہ الدَّوسیؓ کے فضائل﴾

(۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے روایت ابی ھریرہؓ نقل کی ہے۔ حضرت ابی ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپؐ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں پر یاد نہیں رہتیں۔ حضورؐ نے فرمایا: اپنی چادر بچھادے۔ میں نے چادر بچھا دی۔ پھر حضورؐ نے احادیثِ کثیرہ بیان فرمائیں (اس کا اثر یہ ہوا کہ) جو بھی حدیث آپؐ نے بیان فرمائی میں اسے نہ بھولا۔ (۲) طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم نے "المستدرک" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی زید بن ثابتؓ کے پاس آیا۔ اس نے زیدؓ سے کوئی بات پوچھی۔ زید بن ثابتؓ نے اس سے کہا۔ ابی ھریرہؓ کے پاس جاؤ۔

﴿(۳) مجمع الزوائد ۹/۳۴۶ (۴) مجمع ۹/۳۴۷﴾ ﴿(۱) بخاری ۴/۲۳۰-۲۳۱، مسلم ۲/۲ (فضائل) (۲) المستدرک ۳/۵۰۸، مجمع ۹/۳۶۱﴾

دریں اثناء کہ میں، ابو ھریرہ اور ایک اور شخص مسجد میں دعا و ذکر کر رہے تھے کہ ادھر سے رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہوئے۔ آپؐ تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم بھی خاموش ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا: جس عمل میں تم مشغول تھے وہ پھر سے کرو۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھی نے ابی ھریرہؓ سے قبل ہی دعا کرنا شروع کر دی حضورؐ ہماری دعا پر آمین فرماتے رہے۔ پھر ابو ھریرہؓ نے یہ دعا کی: اے اللہ! میں بھی آپ سے وہ مانگتا ہوں جو میرے ان دو صاحبوں نے مانگا ہے۔ اور میں آپ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو محفوظ رہے اور نہ بھولے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "آمین" پھر ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ایسے علم کا سوال کرتے ہیں جو نہ بھولے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ غلامِ دوسیؓ تم دونوں پر سبقت لے گیا۔ (۳) عبداللہ بن احمد نے اور حاکم نے "المستدرک" میں ابی بن کعبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ ابی ھریرہؓ ایسی بہت سے باتوں کو حضور ﷺ سے پوچھنے میں جری اور جسارت کرنے والے تھے جو دوسرے نہ پوچھ سکتے تھے۔ (۴) بزار نے ابی الشعثاء سے نقل کیا ہے۔ ابی الشعثاء فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا، دیکھا کہ حضرت ابی ایوبؓ حضرت ابی ھریرہؓ کے حوالہ سے حدیثِ رسولؐ بیان کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ ابی ھریرہؓ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں حالانکہ آپ نے خود رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ ابو ایوبؓ نے فرمایا (ٹھیک ہے زیارت کی ہے) لیکن ابی ھریرہؓ نے یہ حدیث سنی ہے (جو کہ میں نے نہیں سنی)۔" (۵) حاکم نے المستدرک میں روایتِ عائشہؓ نقل کی ہے۔ حضرتِ عائشہؓ نے ابی ھریرہؓ کو بلایا اور فرمایا اے ابی ھریرہؓ! کیا یہ احادیث جو ہم تک پہنچی ہیں کیا واقعی تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں؟ ابی ھریرہؓ نے عرض کی اماں! آپ کو تو شیشہ، سرمہ دانی یا حضورؐ کی تزیین وغیرہ کبھی مشغول و مصروف رکھتی ہو گی

(۳) مجمع ۹/ ۳۶۱، المستدرک ۳/ ۵۱۰ (۴) مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۱۔ ۳۶۲ (۵) المستدرک ۳/ ۵۰۹

لیکن خدا کی قسم حدیث رسول ﷺ کے سوا میرا کوئی مشغلہ ھی نہ تھا۔ (۶) حاکم نے المستدرک میں ابی ھریرہؓ سے بھی روایت نقل کی ہے: ابی ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایسی احادیث بھی یاد ہیں جو میں تم سے بیان نہیں کروں گا۔ اگر ان میں سے کوئی حدیث میں نے بیان کر دی تو تم لوگ ضرور مجھے سنگ سار کر دو گے۔ (۷) بزار نے ابی ھریرہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جب میں آپؐ کی زیارت کرتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور جب زیارت سے محروم رہتا ہوں تو دل پریشان ہو جاتا ہے یا آپؐ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ کہا۔ (۸) حاکم نے "المستدرک" میں روایتِ ابن عمرؓ نقل کی ہے۔ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ: میرا ابی ھریرہؓ کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ یہ حدیث رسول ﷺ بیان فرما رہے تھے کہ "جو شخص جنازہ کے پیچھے جائے اور نمازِ جنازہ پڑھے تو اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے۔ اور اگر تدفین تک ساتھ رہے تو اس کے لئے دو قیراط ثواب ہے۔ اور قیراط احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔" ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے ابی ھریرہؓ! یہ کیسی حدیثِ رسول ﷺ بیان کرتے ہو؟ سوچ تو لیا کرو۔ ابو ھریرہؓ کھڑے ہوئے حتی کہ ابو ھریرہؓ اور ابن عمرؓ حضرتِ عائشہؓ کے پاس چل دیئے۔ (وہاں پہنچ کر ابو ھریرہؓ نے کہا ام المؤمنین! میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے؟ "جو جنازہ کے ساتھ چلے اور نماز جنازہ پڑھے تو اس کے لئے ایک قیراط ہے اور اگر دفن تک شریک رہے تو اس کے لئے دو قیراط ہیں۔" حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ خدا گواہ ہے۔ جی ہاں (میں نے سنی ہے)۔ ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ کسی چیز نے بھی حتی کہ پودا لگانے یا بازاروں میں معاملہء تجارت نے مجھے حضور ﷺ کی صحبت بابرکات سے غافل نہیں

(۶) المستدرک ۳/۵۰۹ (۷) مجمع ۹/۳۶۱ (۸) المستدرک ۳/۵۱۰-۵۱۱

رکھا۔ میں آپؐ سے ہی احادیث کی تعلیم لیتا اور آپؐ ہی سے کھانا طلب کیا کرتا تھا جو آپؐ مجھے کھلاتے۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ اے ابی ھریرۃؓ! واقعی آپؓ سب سے زیادہ صحبتِ پاکؐ میں رہنے والے اور حدیث رسولؐ کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ (۹) حاکم نے "المستدرک" روایتِ ابی انس بن مالک بن ابی عامرؓ بھی نقل کی ہے۔ ابی انسؓ فرماتے ہیں کہ: میں طلحہ بن عبید اللہ کے پاس بیٹھا تھا، اچانک ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا کہ اے ابو محمد! واللہ! ہم نہیں جانتے کہ یہ یمنی (ابو ھریرۃؓ) احادیث رسولؐ زیادہ جانتا ہے یا تم؟ (کیونکہ ہم اس سے وہ احادیث سنتے ہیں جو ہم دوسروں سے نہیں سنتے) یا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہے؟ طلحہؓ نے کہا کہ واللہ! انھوں (ابو ھریرۃؓ) نے ہم سے زیادہ احادیث سنی ہیں اور ہم سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ ہم تو مالدار لوگ تھے، ہم صبح اور شام کے وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ پھر واپس لوٹ جاتے۔ لیکن ابو ھریرۃؓ مسکین تھے۔ ان کے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ نہ مال نہ اہل و اولاد، حضورؐ کے ساتھ ساتھ ہی رہتے تھے۔ جہاں بھی حضورؐ جاتے یہ ساتھ ہوتے۔ ہمیں اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ وہ ہم سے زیادہ احادیث رسولؐ جانتے ہیں اور ہم سے زیادہ انھوں نے احادیثِ رسولؐ سنی ہوئی ہیں۔ ہم میں سے کسی نے بھی ان پر (ابو ھریرۃؓ) اس بات کی تہمت نہیں لگائی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔

(۷۹) حضرتِ عُبید بن سُلیمؓ کے فضائل

آپ کی کنیت ابی مالکؓ یا ابی عامرؓ ہے۔ (۱) احمد نے حضرتِ عبیدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبید بن سلیمؓ کو دعا دی ہے کہ اے اللہ! عبید ابی مالکؓ

---

(۹) المستدرک ۳/ ۵۱۱-۵۱۲ (۱) احمد ۵/ ۳۴۳

پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اور انہیں (قیامت کے روز) بہت سے لوگوں پر فوقیت عطا فرمانا۔ (۲)ابن سعد اور طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت ابی موسیٰؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عبید ابی عامرؓ کو قیامت کے دن بہت سے لوگوں پر فوقیت عطا فرمانا۔

(۸۰) حضرتِ سفینہؓ کے فضائل

(۱)شیرازی نے الالقاب میں حضرتِ سفینہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، "جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا کہ سفینہؓ کو آتشِ دوزخ سے حفظ و امان کی خوشخبری سنا دو۔" (۲)احمد، بزار اور طبرانی نے الکبیر میں سعید بن جمهان سے روایت نقل کی ہے: سعید فرماتے ہیں کہ حجاج کے دور میں میری ملاقات حضرتِ سفینہؓ سے مقامِ بطنِ نخلہ میں ہوئی۔ میں نے ان کے پاس دس راتیں قیام کیا۔ اس عرصہ میں مَیں ان سے احادیثِ رسولؐ پوچھتا رہا۔ (ایک دن) میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کا نامِ گرامی کیا ہے؟ فرمایا میں تمھیں اپنا نام جہیں بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہؓ رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا سفینہؓ آپؐ نے نام کیوں رکھا؟ تو فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سفر پر نکلے آپؐ کے ساتھ آپؐ کے صحابہ کرام بھی تھے سامان اتنا زیادہ تھا کہ اٹھانا مشکل ہو گیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی چادر بچھا دو۔ میں نے اپنی چادر بچھا دی۔ سب نے اپنے سامان اس میں رکھ دیئے۔ پھر (چادر باندھ کر) میرے پر لاد دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سامان اٹھاؤ تو سفینہؓ ہے۔ اگر میں اس دن ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ یا چھ یا سات اونٹوں سے لدے بوجھ بھی اٹھاتا تو مجھ پر گراں نہ ہوتا۔ (۳)احمد نے بھی عمران النخلی سے انھوں نے

﴿(۲)ابن سعد ۴/ ۲۵۸، کنز العمال ۱۱/ ۷۳۶﴾ ﴿(۱)کنز العمال ۱۱/ ۶۹۲ (۲)احمد ۵/ ۲۲۱ الکبیر ۷/ ۹۶ (۳)احمد ۵/ ۲۲۲﴾

مولی ابی سلمہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۴) بزار اور طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت سفینہؓ سے روایت نقل کی ہے: سفینہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن کشتی میں بیٹھا تھا کہ اچانک ہماری کشتی ٹوٹ گئی۔ راستہ بھی نامعلوم تھا کہ ناگہاں ایک شیر ہمارے سامنے آگیا، میرے ساتھی پیچھے ہٹ گئے لیکن میں قریب ہوا اور میں نے (آگے بڑھ کر) کہا کہ جانتے ہو؟ میں سفینہؓ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا صحابیؓ، ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ تو وہ شیر میرے آگے چلنے لگا حتی کہ اس نے ہمیں راستہ پر لا کھڑا کر دیا، پھر خود دور ہو گیا، ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ ہمیں راستہ دکھا رہا ہے۔ پھر میں سمجھا کہ وہ اصل میں ہمیں رخصت کر رہا تھا۔

(۸۱) حضرتِ طلحہ بن البراءؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے ابی مسکین سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کو حضرتِ طلحہؓ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا: اے اللہ! آپ طلحہؓ سے اس حال میں ملاقات کریں کہ وہ آپ کو دیکھ کر ہنسے اور آپ اس کو دیکھ کر ہنسیں (یعنی خوش ہوں)۔ (۲) طبرانی نے یہ روایت "الاوسط" میں نقل کی ہے۔ (۳) ابو داؤد نے بھی یہ روایت سندِ حسن کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۸۲) حضرتِ صفوان بن المعطلؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں سعد مولیٰ ابی بکر سے روایت نقل کی ہے سعد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں صفوان بن معطلؓ کی شکایت کر دی کہ صفوانؓ میری ہجو کرتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صفوانؓ کو (اسکے حال پر) چھوڑ دو، زبان کا تو برا ہے پر دل کا پاک ہے۔ (۲) ابو یعلی الموصلی نے بھی یہ روایت

﴿(۴) مجمع ۹/۳۶۶، الکبیر ۷/۹۴﴾ ﴿(۱) الکبیر ۸/۳۷۲ (۲) مجمع ۹/۳۶۵-۳۶۶ (۳) ایضاً﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۳۶۳-۳۶۴ (۲) کنز العمال ۱۱/۶۹۴﴾

سفینہؓ سے نقل کی ہے۔ (۳)ابن سعد نے حدیث حسن مرسلاً نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صفوانؓ کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔ "صحیح" کی حدیث الافک میں یہ فرمانِ نبوی ﷺ ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں صفوانؓ کو بہتر ہی سمجھتا ہوں۔"

(۸۳) حضرتِ ابی اُسید الساعدیؓ کے فضائل

آپؓ کا نام مالک بن ربیعہؓ ہے۔ (۱)بزار نے ابی اُسیدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی اسید الساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ (یکے بعد دیگرے) بیس غزوات میں شامل رہا ہوں۔ (۲)طبرانی نے "الکبیر" میں سلیمان بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ ابواُسید الساعدیؓ کی بینائی (واقعہ) قتلِ عثمانؓ سے پہلے جاتی رہی تو ابواُسیدؓ نے کہا کہ شکر الحمدللہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے اپنے محبوبؐ کی حیات میں تو مجھے اپنی بصارت سے متمتع ہونے دیا۔ لیکن جب اپنے بندوں پر ابتلاء و آزمائش کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے میری بصارت چھین لی۔

(۸۴) حضرتِ سلمہ بن الاکوعؓ کے فضائل

(۱)طبرانی نے "الکبیر" میں سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ سلمہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی بار مجھے اپنا ردیف بنایا، اور کئی بار میرے سر پر دست مبارک پھیرا، اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے اتنی تعداد میں دعائے استغفار فرمائی ہے جتنی تعداد میں میرے ہاتھ کی انگلیاں ہیں۔ (۲)طبرانی نے الصغیر میں ابی قتادہ الحارث بن ربعیؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ

﴿(۳) صحیح البخاری ۵/۱۹۸_۲۰۱﴾﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۳۶۳_(۲)ایضاً﴾﴿(۱)الکبیر ۷/۲۷ (۲) مجمع الزوائد ۹/۳۶۳﴾

کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے بہترین شہسوار ابو قتادہؓ اور بہترین آدمی سلمہ بن الاکوعؓ ہیں۔

آپؐ نے یہ ارشادِ گرامی مشہور غزوہ یعنی غزوہ ذی قرد کے موقع پر فرمایا۔

کتب حدیث وسیر میں یہ ثابت و موجود ہے۔

(۸۵) حضرتِ عمرو بن ثابتؓ المعروف بہ اُصَیرم کے فضائل

(۱) احمد نے روایت ابی ہریرۃؓ نقل کی ہے، حضرت ابی ہریرۃؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایسا آدمی بتاؤ جس نے کبھی نماز بھی نہ پڑھی ہو لیکن جنت میں داخل ہو گیا۔ جب لوگ نہ بتا سکے تو حضرت ابی ہریرۃؓ سے انھوں نے پوچھا کہ وہ (خوش نصیب) کون ہے؟ فرمایا: اُصَیرمؓ بنی عبدالاشہل، عمرو بن ثابت بن وقش، میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ اُصَیرمؓ کا ذرا حال بتاؤ؟ انھوں نے کہا کہ اُصَیرمؓ شروع میں اپنی قوم سے باز رہے تھے۔ جب غزوۂ احد ہوا، رسولِ پاک ﷺ احد کی طرف نکلے تو اسلام کی حقانیت ان کے سامنے کھلی تو مشرف بہ اسلام ہوئے۔ پھر انھوں نے اپنی تلوار لی اور نکل پڑے، حتیٰ کہ قوم کے پاس پہنچ کر لوگوں کے بیچ میں گھس گئے، اور قتال کرنے لگے، حتیٰ کے زخموں سے چور چور ہو گئے۔ دریں اثنا بنی عبدالاشہل کے چند آدمی اپنے مقتولین کو میدان میں تلاش کر رہے تھے کہ دیکھا کہ اُصَیرم موجود ہیں۔ انھوں نے کہا واللہ! یہ تو اُصَیرم لگتے ہیں یہ یہاں کیسے آگئے؟ ہم تو اسے چھوڑ آئے تھے یہ تو منکر ہے۔ جب انھوں نے اصیرمؓ سے پوچھا کہ اے عمروؓ! آپ یہاں کیسے؟ کیا اسلام کی رغبت کھینچ لائی ہے؟ یا قومی غیرت و حمیت؟ اُصَیرمؓ نے کہا کہ ہاں اسلام کی رغبت

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۲

کھینچ لائی۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ، وَأَسْلَمْتُ۔ میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آیا اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر میں نے اپنی تلوار لی اور حضورؐ کے ہمراہ نکل پڑا حتی کہ قتال کرتے کرتے زخموں سے بھر گیا ہوں۔ تھوڑی دیر نہ گزری ہو گی کہ اُصَیرِم نے لوگوں کے ہاتھوں میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ جب رسالتمآب ﷺ سے اُصَیرِمؓ کا ذکر ہوا تو فرمایا: "اُصَیرِمؓ اہل جنّت میں سے ہے۔"

(٨٦) حضرت صفوان بن قُدامہؓ کے فضائل

(١) طبرانی نے "الکبیر" میں عبدالرحمٰن بن صفوان بن قدامہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میرے والد صفوانؓ نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ آپؐ مدینہ منورہ میں تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ان سے بیعت اسلام فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک ان کی طرف بڑھایا انھوں نے دستِ مبارک پر ہاتھ پھیرا، پھر صفوانؓ نے عرض کی یارسول اللہ! تحقیق میں آپؐ سے محبت رکھتا ہوں حضور نبی مکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہو گا۔

(٨٧) حضرتِ جُلَیبیبؓ کے فضائل

(١) مسلم نے ابی برزہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی برزہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک جہاد میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال عطا کیا۔ آپؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا: تم کسی کو گم شدہ تو نہیں پاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں فلاں فلاں شخص گم شدہ ہیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ تم کسی کو گم شدہ تو نہیں پاتے؟

(١) مجمع الزوائد ٩ / ٣٦٤، الکبیر ٨ / ٨٥

لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں فلاں فلاں شخص گم شدہ ہیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ تم کسی کو گم شدہ تو نہیں پاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا لیکن میں تو جلیبیبؓ کو گم شدہ پاتا ہوں۔ لوگوں نے تلاش کیا تو انکی لاش ان سات لاشوں کے پہلو میں پائی جن کو جلیبیبؓ نے قتل کیا تھا پھر جلیبیبؓ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا: اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا پھر اس کو قتل کیا گیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپؐ نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھا، آپؐ کے دستِ مبارک اس کے لئے تختہءمیّت کے قائم مقام تھے۔ اس کے بعد ایک گڑھا کھودا گیا اور پھر انھیں قبر میں رکھ دیا گیا۔" راوی نے غسل کا ذکر نہیں کیا۔

(۲) احمد نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ ابو برزہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ جلیبیبؓ عورتوں کے پاس آجایا کرتے تھے اور ان سے کھیلتے تھے۔ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ خبردار! جلیبیبؓ تمھارے سامنے نہ آنے پائے ورنہ تیری خیر نہیں۔ (ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ) انصار کی جب کوئی بے خاوند عورت ہوتی تو جلیبیبؓ اس سے اس وقت تک نکاح نہ کرتے جب تک کہ پوچھ نہ لیتے کہ آیا حضورؐ کا تو ارادہ نہیں؟ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری سے فرمایا: اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ اس نے کہا کہ ضرور، یارسول اللہ ﷺ یہ بات تو ہمارے لئے باعثِ عزت اور آنکھوں کا سرور ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بھائی! میں اپنے لئے نہیں چاہ رہا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر کس کے لئے؟ فرمایا: جلیبیبؓ کے لئے۔ عرض کی اچھا میں اس کی والدہ سے مشاورت کر لوں۔ اس نے (جاکر) کہا کہ حضورؐ نے آپکی بیٹی کے لئے پیامِ نکاح دیا ہے۔ والدہ کہنے لگیں سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے۔

سر آنکھوں پر۔ پھر اس نے کہا کہ حضورؐ خود اپنے لئے نہیں بلکہ جلیبیبؓ کے لئے پیامِ نکاح دے رہے ہیں۔ اس پر لڑکی کی والدہ نے کہا کہ جلیبیبؓ کے لئے نہیں۔ واللہ جلیبیبؓ سے نکاح نہیں کروں گی۔ جب وہ انصاری جانے لگا تاکہ لڑکی کی والدہ کی بات حضورؐ کو پہنچادے (کہ وہ راضی نہیں) لڑکی خود کہنے لگی کہ اماں! کس نے پیامِ نکاح دیا ہے والدہ نے اسے بتادیا (کہ حضورؐ نے اس طرح پیام دیا ہے) لڑکی نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کا حکم رد کروگے۔ مجھے منظور ہے۔ جلیبیبؓ سے ہی میرا نکاح کردو۔ وہ میری زندگی ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ لڑکی کے والد گرامی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ آپؐ نے جلیبیبؓ سے اس لڑکی کا نکاح فرمادیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ ایک جہاد میں تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالِ غنیمت عطا فرمایا تو آپؐ نے پوچھا کہ تم کسی کو گم تو نہیں پاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں فلاں فلاں شخص گم ہیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ تم کسی کو گم شدہ تو نہیں پاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ جی ہاں فلاں فلاں شخص گم شدہ ہیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ تم کسی کو گم شدہ تو نہیں پاتے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا لیکن میں تو جلیبیبؓ کو گم شدہ پاتا ہوں۔ لوگوں نے تلاش کیا تو انکی لاش ان سات لاشوں کے پہلو میں پائی جن کو جلیبیبؓ نے قتل کیا تھا پھر جلیبیبؓ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا: اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا پھر اس کو قتل کیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ انصار میں اس سے زیادہ خرچ کرنے والی کوئی عورت نہ تھی۔ ایک روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کی عورت کے لئے دعا بھی فرمائی کہ اے اللہ! اس عورت پر خیر و بھلائی کی بارش برسادے۔ (۳) احمد اور بزار نے بھی یہ واقعہ دیگر طریق سے نقل

(۳) احمد ۴/ ۴۲۵

کیا ہے۔

(۸۸) حضرتِ حارثہ بن سراقہؓ کے فضائل

(۱) بخاری و ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ام حارثہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی یا نبیؐ اللہ! مجھے حارثہؓ کے متعلق بتایئے، حارثہؓ جنگِ بدر میں شہید ہو گئے تھے، انھیں ایسا تیر لگا تھا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو پھر میں صبر کروں گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں پھر خوب رووں گی۔ حضورؐ نے فرمایا اے ام حارثہؓ! جنت میں کئی باغ ہیں۔ تیرا بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ گیا ہے۔"

(۸۹) حضرت ابی الدرداءؓ کے فضائل

بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نامِ گرامی عویمر بن زیدؓ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابن عامر انصاریؓ ہے۔ (۱) ابنِ عساکر نے جبیر بن نفیر سے مرسلاً روایت نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "تحقیق ہر امت کا ایک حکیم ہوتا ہے۔ اور اس امت کا حکیم ابو الدرداءؓ ہے۔" (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی الدرداءؓ سے نقل کیا ہے: ابی الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ میری امت کی ایک قوم ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لے گی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا ہے۔ لیکن تو ان میں سے نہیں ہے۔" (۳) طبرانی نے یہ روایت "الاوسط" میں نیز بزار نے بایں الفاظ نقل کی ہے۔ میں تمھارا پیش رو ہوں گا۔ میں حوضِ کوثر پر تم میں سے کسی کو نہ پاؤں گا تو کہوں گا کہ یہ میرے اصحاب میں سے

﴿(۱) بخاری ۶/۲۰ (الجہاد)، ترمذی (التفسیر) سورۃ المومنون ۹/۱۸۔﴾ ﴿(۱) کنز العمال عن ابن عساکر ۱۱/۱۸۷ (۲) مجمع ۹/۳۶۷ (۳) ایضاً﴾

ہے۔ کہا جائے گا کہ آپؐ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپؐ کے بعد کیا بدعات نکال لی تھیں۔ ابوالدرداءؓ نے عرض کیا۔ میرے لئے دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے نہ بنائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں ہے۔ (۴) طبرانی نے "الاوسط" میں شریح بن عبید اور ابن عائذ سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عویمرؓ کیا خوب شہسوار ہیں۔ ابوالدرداءؓ کیا خوب آدمی ہیں۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی الدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ابی الدرداءؓ کے قبولِ اسلام کا وعدہ کیا تھا۔ (۶) طبرانی نے "الکبیر" میں خیثمہ سے بھی نقل کیا ہے کہ ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ میں بعثت نبویؐ سے پہلے تاجر تھا۔ جب بعثتِ نبویؐ ہوئی۔ تو میں نے تجارت اور عبادت کو جمع کرنے کا ارادہ کیا پر معاملہ ٹھیک اور درست نہ چلا۔ چنانچہ میں نے تجارت ترک کر دی اور عبادت پر مستقیم ہو گیا۔"

(۹۰) حضرت زاھر بن حرامؓ کے فضائل

(۱) احمد، ابویعلیٰ اور بزار نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدوی آدمی جس کا نام "زاھرؓ" تھا، وہ نبی کریم ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتا تھا۔ اور جب وہ سفر کا ارادہ کرتا تو رسولِ کریم ﷺ اس کے لئے سامانِ سفر مہیا فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے بارے) فرمایا: زاھرؓ ہمارے بدوی ہیں اور ہم اس کے حضری (شہری) ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے محبت کرتے تھے۔ وہ بد صورت تھے۔ ایک دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زاھرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ اپنا سامان فروخت فرما رہے تھے۔ اور آپؐ اسکے پیچھے سے اس طرح چمٹ گئے کہ وہ نہ دیکھ سکے۔

﴿(۴) کنز العمال (۳۳۵۱۱) (۵) سیر اعلام النبلاء ۲/۳۳۱ (۶) مجمع الزوائد ۹/۳۶۷، ابن سعد ۷/۳۹۱﴾ ﴿(۱) مجمع ۹/۳۶۸-۳۶۹، احمد ۳/۱۶۱﴾

انھوں نے عرض کیا مجھے چھوڑدو، یہ کون ہے ؟ جو نہی التفات فرمایا تو پہچان گئے کہ حضورؐ ہیں۔ جب زاھرؓ نے پہچانا کہ حضورؐ میرے پیچھے ہیں تو انھوں نے اپنی پشت کو سینۂ مبارک کے ساتھ لگائے رکھنے میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کی۔ اور حضورؐ یہ فرمانے لگے کہ یہ غلام کون خریدے گا؟ انھوں نے عرض کی یارسول اللہ! واللہ! آپ مجھے مندا پائیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا لیکن اللہ کے ہاں تو تم مندے نہیں ہو۔ یا فرمایا؛ تم اللہ کے ہاں مہنگے ہو۔ (۲) بزار اور "طبرانی" نے "الکبیر" میں یہ روایتِ مذکورہ سالم بن ابی الجعد سے انھوں نے زاھرؓ سے نقل کی ہے۔

(۹۱) حضرتِ عثمان بن ابی العاصؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عثمانؓ فرماتے ہیں کہ جب وفدِ ثقیف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں بھی اس میں موجود تھا۔ جب ہم نے بابِ نبی علیہ السلام پر اپنی سواریاں روک دیں تو ہم سوایوں سے اترے۔ وفدِ ثقیف کے لوگ کہنے لگے کہ کون ان سواریوں کے پاس ٹھہرے گا۔ جب کہ ہر ایک خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہونے کو بہت پسند کرتا تھا، کوئی بھی پیچھے رہنے کو پسند نہیں کرتا تھا۔ عثمان کہتے ہیں کہ میں سب سے چھوٹا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں سواریوں کی حفاظت کے لئے رک جاتا ہوں مگر میری شرط یہ ہے کہ تم وعدہ کرو کہ جب تم (حاضری کے بعد) باہر آؤگے تو پھر تمھیں میرے لئے رکنا ہوگا۔ انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ لوگ حاضری کے بعد جب باہر آئے تو انھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو، میں نے کہا کہ کہاں؟ کہنے لگے اپنے گھر۔ میں نے کہا کہ گھر سے تو میں سفر کر کے بابِ نبی علیہ السلام تک پہنچا ہوں اب حاضری کے

﴿۲﴾ مجمع ۹/ ۳۶۸﴾ ﴿۱﴾ مجمع الزوائد ۹/ ۳۷۰۔ ۳۷۱، الکبیر ۹/ ۳۰۔﴾

بغیر کیسے واپس چلا جاؤں؟ (یہ نہیں ہو سکتا) جب کہ تم نے مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا۔ بالآخر انھوں نے کہا کہ اچھا پھر جلدی کرو۔ ہم حضورؐ سے تو ہر بات پوچھ آئے ہیں۔ تم صرف دعا کروا کے چلے آؤ۔ چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے دعا فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کا علم اور دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ حضورؐ نے فرمایا تو نے کیا کہا ہے؟ میں نے اپنی بات دھرائی۔ حضورؐ نے فرمایا: تو نے ایک ایسی بات مجھ سے پوچھی ہے جو کہ تیرے کسی ساتھی نے نہیں پوچھی۔ لہٰذا تم ان پر بھی اور جس کو تم اپنی قوم میں سے آگے بڑھاؤ امیر ہو۔
(۲) طبرانی نے "الاوسط" میں ابی ھریرہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی ھریرہؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے آپؐ کے دستِ مبارک میں کتاب تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں یہ کتاب ایک ایسے آدمی کو عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسولؐ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ (پھر فرمایا) اے عثمانؓ! اٹھو، چنانچہ عثمان بن ابی العاصؓ اٹھے تو حضورؐ نے وہ کتاب ان کو عطا فرما دی۔"

(۹۲) حضرتِ عبداللہ ذی البجادینؓ کے فضائل

(۱) ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت حسن نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ ذی البجادینؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔ تم بہت زیادہ آہ وزاری کرنے والے ہو، اور بہت زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہو۔ (۲) احمد و طبرانی نے عقبہ بن عامرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی بابت جسے "ذوالبجادین" کہا جاتا تھا یہ فرمایا کہ وہ بہت آہ وزاری کرنیوالے ہیں۔ اس

(۲) مجمع ۹/ ۳۷۱ (۱) ترمذی (المناقب) ۲/ ۱۶۳ (۲) احمد عن عقبہ بن عامر الجھنی ۴/ ۱۵۹

لئے کہ وہ کثرت سے ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے اور بآوازِ بلند دعا کیا کرتے تھے۔ (۳) احمد نے ابن الادرع سے روایت نقل کی ہے: ابن الادرع فرماتے ہیں کہ: میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہرہ داری کیا کرتا تھا۔ ایک رات حضورؐ کسی کام کو باہر نکلے۔ آپؐ نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ ہم پھر چلنے لگے۔ ایک جگہ ہمارا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا وہ نماز میں قرآن پاک جہراً پڑھ رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بعید نہیں کہ یہ ریاکاری کر رہا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو نماز میں جہراً قرآن پڑھ رہا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمھیں تلاوتِ کلامِ پاک کا اجر و ثواب دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی نیت سے نہیں ملے گا۔ پھر ایک رات کسی کام کو حضورؐ نکلے، میں آپ کی (دشمن وغیرہ سے) نگرانی کر رہا تھا، حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑا، ایک مقام پر ہمارا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا وہ بھی جہراً نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بعید نہیں کہ یہ بھی ریاکاری کی نیت سے پڑھ رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، "تحقیق یہ شخص اللہ کی طرف بہت رجوع کرنیوالا ہے۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو وہ عبداللہ ذوالبجادین تھے۔"

(۹۳) حضرتِ نُعیم النَّحَّامؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کا نام "نحّام" اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں نے جنت میں ان کی آواز سنی ہے۔ "نحم" اصل میں آواز کو کہتے ہیں۔ (۲) ابنِ سعد نے ابی بکر العدوی سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے نعیمؓ کی آواز وہاں سنی۔ (۳) طبرانی نے نعیمؓ کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے۔ نعیم بن عبداللہ بن

(۳) احمد ۵/۳۵۰ (۱) مجمع الزوائد ۹/۳۷۰ (۲) کنز العمال ۱۱/۷۵۰، ابن سعد ۴/۱۳۸ (۳) مجمع ۹/۳۷۰

اسید بن عبد عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب۔ ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ فرماتے ہیں کہ: نعیمؓ ہجرتِ حبشہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور ارضِ شام کے علاقہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

(۹۴) حضرت عبداللہ بن الارقمؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عبدالواحد بن ابی عون سے روایت نقل کی ہے:

عبدالواحد فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کا خط نبی کریم ﷺ کو آیا: حضورؐ نے عبداللہ بن الارقمؓ سے فرمایا: میری جانب سے جواب لکھ دو۔ عبداللہؓ نے اس خط کا جواب لکھا اور پھر حضورؐ کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ حضورؐ نے فرمایا: ٹھیک لکھا ہے اور خوب لکھا ہے۔ اے اللہ! اسے توفیق بخش۔" جب حضرتِ عمرؓ خلیفہ بنے تو آپ عبداللہؓ سے مشاورت کیا کرتے تھے۔ (۲) حاکم نے یہ روایت بالا "المستدرک" میں نقل کی ہے۔ اور اسے صحیح الاسناد کہا ہے۔ (۳) طبرانیؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن الارقمؓ نبی پاک ﷺ، حضرتِ ابو بکر صدیقؓ، حضرتِ عمر فاروقؓ، حضرتِ عثمان ذوالنورینؓ اور حضرتِ علی المرتضیٰؓ سب کے سیکرٹری اور مضمون نگار رہ چکے ہیں۔ حاکم نے بھی "المستدرک" میں اسی طرح فرمایا ہے۔

(۹۵) حضرتِ جریر بن عبداللہؓ کے فضائل

(۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے حضرتِ جریرؓ سے روایت نقل کی ہے۔

حضرتِ جریرؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر میں آنے یا انعام عطا کرنے) سے نہیں محروم رکھا۔ جب بھی آنحضرتؐ مجھے

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۷۰ (۲) المستدرک ۵/ ۳۳۵ (۳) مجمع ۹/ ۳۷۰، المستدرک ۳/ ۳۳۵﴾ ﴿(۱) بخاری ۷/ ۱۰۳، مسلم (فضائل) ۲/ ۱۳۹۔۱۴۰﴾

دیکھتے تو مسکراتے۔ میں نے حضورؐ سے گھوڑے پر ثابت نہ رہنے کی (نہ جمنے کی) شکایت کی تو آپؐ نے میرے سینہ پر دستِ مبارک مارا اور فرمایا: اے اللہ! جریرؓ کو گھوڑے پر جمادے اور ثابت قدم رکھ اور اسے راہنما اور ہدایت یافتہ بنا۔" (۲) احمد اور طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت جریرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ آیا، سواری بٹھا کر کپڑوں کے تھیلہ سے اپنا حلّہ نکالا اور اسے زیبِ تن کر کے مسجدِ نبویؐ کی طرف روانہ ہوا۔ حضورؐ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ لوگ میری طرف عجیب شفقت کے انداز سے دیکھنے لگے، میں نے اپنے قریب کے ساتھی سے پوچھا۔ عبداللہ! کیا حضورؐ میرا ذکر فرما رہے تھے؟ انھوں نے کہا "ہاں" حضورؐ نے آپ کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ ابھی خطبہ کے دوران میں حضورؐ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں اس دروازہ یا پہاڑ کے راستے تمھارے پاس یمن کا بہترین شخص آئے گا۔ اس کے چہرہ پر بادشاہی کی علامت ہوگی۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بارے میں حضورؐ کے ارشادات سن کر بہت خوش ہوا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں اسے حدیثِ ابن عباسؓ نقل کیا ہے۔ (۴) طبرانی نے "الکبیر" میں اور بزّار نے عبداللہ بن ضَمْرہ سے روایت نقل کی ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس صحابہؓ کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا۔ اکثر صحابہؓ یمن کے تھے۔ کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی تھوڑی دیر میں یمن کا بہترین شخص اس پہاڑ کے راستہ سے آئے گا۔ ہر شخص آرزو کرنے لگا کہ آنے والا اس کے گھر کا فرد ہو۔ دیکھا تو حضرت جریر بن عبداللہؓ پہاڑ کے راستہ تشریف لائے۔ اور آپؓ کو آپؐ کے اصحابِ کرامؓ کو سلام کیا۔ سب نے سلام کا جواب دیا۔ پھر آپؐ نے اپنی ردائے مبارک (چادر مبارک) بچھادی۔ اور فرمایا اے جریرؓ! اس پر تشریف

﴿(۲) احمد ۴/ ۳۵۹۔ ۳۶۰، طبرانی الکبیر مختصراً ۲/ ۳۴۰ (۳) مجمع ۹/ ۳۷۲ (۴) الکبیر ۲/ ۳۴۰﴾

فرما ہوں۔ اصحاب کرامؓ کے ساتھ کافی دیر بیٹھنے کے بعد چلے گئے۔ اصحاب رسول اللہ ﷺ کہنے لگے آج ہم نے جریرؓ کی خاطر ایسا منظر دیکھا جو کبھی کسی کے لئے نہیں دیکھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ "ھاں" یہ اپنی قوم کا معزز آدمی ہے۔ جب کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں کئی طرق سے حضرت جریرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ہجرت پر بیعت فرمایئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بیعت فرمایا اور ہر مسلمان کی مخلصانہ خیر خواہی کو مجھ پر لازم کیا میں نے اسی بات پر بیعت کی۔ (۶) طبرانی نے "الکبیر" میں علی بن ابی طالبؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جریرؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ ان کا ظاہر اور باطن ایک ہے، ان کا ظاہر اور باطن ایک ہے، ان کا ظاہر اور باطن ایک ہے (یعنی مخلص صحابی ہیں)۔ (۷) ابن عدی اور ابن عساکر نے اسے بروایت علیؓ نقل کیا ہے۔ (۸) خطیب اور ابن عساکر نے بھی حضرت علیؓ سے بایں الفاظ یہ روایت نقل کی ہے: جریرؓ کو سب و شتم نہ کرو۔ تحقیق جریرؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

(۹۶) حضرت وائل بن حجرؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں حضرتِ وائل بن حجرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ: میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے فرمایا کہ: یہ وائل بن حجرؓ ہیں: یہ کسی اور رغبت یا رھبت سے نہیں آئے۔ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی خاطر آئے ہیں۔ آپؐ نے اپنی ردائے مبارک

﴿(۵) مجمع ۹/ ۳۷۳ (۶) الکبیر ۲/ ۳۲۸ (۷) کنز العمال ۱۱/ ۶۵۹ (۸) تاریخ بغداد ۱/ ۱۸۸﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۷۳-۳۷۴﴾

ان کے لئے بچھادی۔ اور انھیں اپنے پہلو میں بٹھایا اور اپنے سینہ سے لگایا۔ (۲) بزار نے بھی وائلؓ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ (۳) طبرانی نے بھی "الکبیر" اور "الصغیر" میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(۹۷) حضرت حسّان بن ثابتؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الصغیر" میں اور حاکم نے "المستدرک" میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا: مشرکین کی ہجو (مذمت) بیان کر بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس سے تیری تائید کرتا ہے۔ بے شک جب تو ان کی ہجو کرتا ہے روح القدس (جبریل علیہ السلام) تیرے ساتھ ہوتے ہیں۔ (۲) بخاری، مسلم نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ (۳) حاکم نے حدیث عائشہؓ نقل کی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حسانؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھتے تھے۔ جس پر وہ کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اظہار فخر کیا کرتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس سے حسانؓ کی تائید و مدد کرتے ہیں جب یہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اظہارِ فخر اور مقابلہ کرتے ہیں۔ (۴) مسلم نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ (۵) بخاری، مسلم وغیرہ نے حدیث حسانؓ والی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسانؓ! رسول اللہ ﷺ کی جانب سے (مشرکین کو) جواب دو۔ اے اللہ! حسانؓ کی روح القدس سے تائید و نصرت فرما۔ (۶) ابن عساکر نے حدیث عائشہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسانؓ مومنین اور منافقین کے درمیان ایک حجاز ہے۔ مومن ہی حسانؓ سے محبت کرتا ہے اور منافق ہی اس سے بغض رکھتا ہے۔

﴿(۲) ایضاً (۳) مجمع ۹/ ۲۷۴، الصغیر ۲/ ۱۴۳-۱۴۴﴾ ﴿(۱) الصغیر ۱/ ۳۶، المستدرک ۳/ ۴۷۸ (۲) بخاری (بدء الخلق) ۶/ ۲۳۶، مسلم ۲/ ۱۴۴ (۳) المستدرک ۳/ ۴۷۸ (۴) مسلم ۲/ ۱۴۴-۱۴۵ (۵) بخاری ۶/ ۲۲۳، مسلم ۲/ ۱۴۴ (۶) تهذیب ابن عساکر ۴/ ۱۳۱﴾

(۹۸) حضرت دِحیہ الکلبیؓ کے فضائل

(۱) ابن سعد نے شعبی سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دحیہ کلبیؓ حضرت جبریل علیہ السلام کے مشابہ ہے اور عروہ بن مسعودؓ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ اور عبدالعزیٰ دجال کے مشابہ ہے۔ (۲) طبرانی نے "الاوسط" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ رسول کریم ﷺ فرماتے تھے کہ حضرتِ جبریل علیہ السلام میرے پاس دِحیہ کلبیؓ کی شکل و صورت میں آئے ہیں۔ حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں کہ دحیہؓ جسیم، جمیل اور سفید رنگ کے آدمی تھے۔

(۹۹) حضرت ابوزید عمرو بن اخطبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے حضرت ابی زیدؓ سے نقل کیا ہے۔ ابی زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے ہمراہ سات غزوات میں شریک رہا ہوں۔ (۲) احمد نے ابی زید بن اخطبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ تیرہ مرتبہ قتال کیا ہے۔ (۳) احمد و طبرانی نے بھی ابی زیدؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پانی مانگا، میں پانی کا ایک پیالہ خدمت میں لایا تو اس میں بال موجود تھا میں نے وہ بال پکڑ کر نکال دیا۔ حضورؐ نے دعا دی: اے اللہ! اس کو جمیل و خوبرو بنا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابی زیدؓ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا تو ان کی داڑھی مبارک میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔ اور (بعض روایات میں) یہ الفاظ ہیں: ساٹھ سال کی عمر میں ایسا دیکھا۔" (۴) احمد نے بھی ابی زیدؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اللہ تجھ کو خوب رو بنائے۔" ابی

﴿(۱) ابن سعد ۴/ ۲۵۰ (۲) مجمع الزوائد ۹/ ۳۷۸﴾ ﴿(۱) ایضاً۔ (۲) ایضاً، احمد ۵/ ۳۴۰ (۳) احمد ۵/ ۳۴۰ (۴) ایضاً﴾

زیدؓ نہایت خوب رو اور حسین شکل وشباہت کے مالک تھے۔

(۱۰۰) حضرت ضَمُرہ بن ثعلبہؓ کے فضائل

(۱) احمد و طبرانی نے حضرت ضمرہ بن ثعلبہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت ضمرہؓ نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے یمن کا ایک حلۃ زیب تن کرر کھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرا کیا خیال ہے تیرا یہ حلۃ (کپڑوں کا جوڑا) تجھے جنت میں داخل کرے گا؟ ضمرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ میرے لئے استغفار فرمادیں۔ میں یہ حلہ ابھی اتار پھینکتا ہوں۔ اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہؓ کی بخشش فرما۔ حضرت ضمرہؓ جلدی سے گئے اور فوراً وہ حلہ تن سے دور کر دیا۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں ضمرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ضمرہؓ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا فرمادیجئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مشرکین و کفار پر ابنِ ثعلبہؓ کا خون حرام کردے۔ ضمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں لشکر میں حملہ کرتا تو نبی ﷺ مجھے ان کے پیچھے نظر آتے لوگ کہتے تمھیں دھوکہ لگ رہا ہے کہ تو لوگوں پر حملہ کر رہا ہے۔ تو آپ کہتے کہ نبی ﷺ مجھے ان کے پیچھے نظر آتے۔ تو میں میدان کا رزار میں حملہ آور ہوتا حتی کہ آپؐ کے پاس جا کر رک جاتا۔ پھر میں خود کو اپنے ساتھیوں کے پاس دیکھتا تو پھر میں حملہ کرتا حتی کہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس ہوتا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؓ نے ایک طویل زمانہ عمر کا پایا ہے۔

(۱) احمد ۴/ ۳۳۸، الکبیر ۸/ ۳۶۹ (۲) الکبیر ۸/ ۳۶۹

(۱۰۱) حضرت فُرات بن حیانؓ کے فضائل

(۱) احمد، ابنِ ماجہ، حاکم نے المستدرک میں اور بیہقی نے حضرت فُراتؓ سے روایت نقل کی ہے: فُراتؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ تم میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کو میں کچھ بھی عطا نہیں کرتا میں ان کے ایمان پر اعتماد کرتا ہوں۔ فرات بن حیانؓ انہی لوگوں میں سے ہیں۔"

(۲) احمد نے بھی یہ روایت فُراتؓ نقل کی ہے۔ (۳) بزار نے علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں کسی قوم کو تالیف قلب کے لئے کچھ عطا کرتا ہوں۔ اور کسی قوم کو اُس چیز کے حوالہ اور سپرد کر دیتا ہوں جو چیز (ایمان) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے۔ فُرات بن حیانؓ انہی لوگوں میں سے ہیں۔"

(۱۰۲) حضرت عَمرو بن تغلِبؓ کے فضائل

(۱) بخاری نے حضرت عمرو بن تغلبؓ سے روایت نقل کی ہے؛ عمرو بن تغلبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امّا بعد۔ بخدا میں بعض لوگوں کو عطا کرتا ہوں اور بعض کو عطا نہیں کرتا۔ لیکن میں جس کو عطا نہیں کرتا وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے جسے میں عطا کرتا ہوں۔ میں تو ان لوگوں کو عطا کرتا ہوں جن کے دلوں میں بے صبری اور لالچ محسوس کرتا ہے۔ لیکن جن کے دل اللہ تعالیٰ نے خیر اور بے نیاز بنائے ہیں میں ان پر اعتماد کرتا ہوں۔ عمرو بن تغلبؓ بھی انہی میں سے ہیں۔ بخاری کے الفاظ یہ ہیں: میں ایسے لوگوں کو عطا کرتا ہوں جن کی کج

﴿(۱) احمد ۴/۳۳۶، طبری ۲/۲۹۲-۲۹۳ (۲) مجمع الزوائد ۹/۳۸۰ (۳) مجمع ۹/۳۸۱﴾ ﴿(۱) بخاری (کتاب الجمعہ) ۲/۳۲۲﴾

روی اور بے صبری کا مجھے ڈر ہوتا ہے۔ لیکن جن کے دل اللہ تعالیٰ نے خیر اور بے نیاز بنائے ہیں میں ان پر اعتماد کرتا ہوں۔ انہی میں سے عمرو بن تغلبؓ بھی ہیں۔ (۲) احمد نے اس حدیث کو پہلے الفاظ سے نقل کیا ہے۔

﴿(۱۰۳) حضرت عمران بن حُصینؓ کے فضائل﴾

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں محمد بن سیرینؒ سے روایت نقل کی ہے۔ محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب نبی پاک ﷺ میں سے کوئی ایسا نہیں آیا جس کو عمران بن حصینؓ پر فضیلت دی جاتی ہو۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں محمد بن المنکدر سے روایت نقل کی ہے۔ محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی رسول ﷺ ایسا نہیں آیا جسے عمران بن حصینؓ پر فضیلت دی جائے۔ (۳) طبرانی نے "الکبیر" میں عمران بن حصینؓ سے روایت نقل کی ہے: عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول کریم ﷺ سے بیعت کی ہے تب سے میں نے اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے نہیں مَس کیا ہے۔ (۴) حاکم نے بھی "المستدرک" میں یہ روایت نقل کی ہے۔
(۵) طبرانی نے "الکبیر" میں عطاء بن ابی میمونہ مولی عمران بن حصینؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت میں عمران بن حصینؓ کے بھائی قتل ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان کے بدلہ میں ستر آدمی قتل کیے۔

﴿(۱۰۴) حضرت حکیم بن حزامؓ کے فضائل﴾

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں حکیم بن حزامؓ سے روایت نقل کی ہے:

حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جاہلیت میں چالیس غلام آزاد کیے۔ میں نے

﴿(۲) احمد ۵/۶۹﴾ ﴿(۱) مجمع ۹/۳۸۱ (۲) المستدرک ۳/۴۷۰ (۳) مجمع الزوائد ۹/۳۸۱ (۴) المستدرک ۳/۴۷۲
(۵) مجمع ۹/۳۸۲﴾ ﴿(۱) المستدرک ۳/۴۸۳﴾

حضورؐ سے پوچھا کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا۔ حضورؐ نے فرمایا سابقہ اجر و ثواب کے ساتھ تو اسلام لایا ہے۔ "مستدرک" میں حاکم کے الفاظ یہ ہیں کہ : حکیم بن حزامؓ نے جاہلیت میں سو آزاد کیے تھے اور سو اونٹوں کی سواریاں دی تھیں جب وہ مسلمان ہوئے تو انھوں نے سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ سواری کے لئے دیئے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ جاہلیت کے زمانہ میں مَیں جو نیک کام کرتا تھا آیا مجھے اس کا ثواب ملے گا؟ اس پر آپؐ نے فرمایا: سابقہ اجر و ثواب کے ساتھ تو اسلام لایا ہے۔ (۲) طبرانی نے الکبیر میں حکیمؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکیمؓ سے فرمایا: اے اللہ! حکیمؓ کے معاملات میں برکت عطا فرما۔

(۱۰۵) حضرت عُروہ بن مسعود الثقفیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں عروہ بن الزبیرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ عروہ بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہو کر آئے اور آکر حضورؐ سے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمھیں کہیں قتل نہ کر دیں۔ انھوں عرض کیا حضورؐ! اگر وہ مجھے سوتے ہوئے بھی پاتے ہیں تو مجھے نہیں جگاتے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمادی۔ انھوں نے اپنی قوم میں جا کر انھیں دعوتِ اسلام دی۔ لیکن قوم نے انھیں متہم کیا۔ ان کی نہ مانی بلکہ ان کو ایسی ایسی باتیں سنائیں کہ جن کا انھیں گمان تک نہ تھا۔ پھر جب وقتِ سحر ہوا اور فجر طلوع ہوئی۔ عروہ اپنے گھر کے کمرہ میں تھے۔ نماز کے لئے اذان دی اور جب تشہد پڑھا تو ثقفی آدمی نے انھیں تیر مارا چنانچہ وہ شہید ہو گئے۔ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا: عروہؓ کی مثال صاحبِ یاسین

(۲) الکبیر ۳/ ۲۳۰ (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۸۶

جیسی ہے۔ انھوں نے اپنی قوم کو دعوت الی اللہ دی پر قوم نے ان کو قتل کر دیا۔
(۲) یہ روایت طبرانی نے زھری سے بھی باسنادِ حسن نقل کی ہے۔ (۳) طبرانی نے اس کو ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عروہ بن مسعودؓ کو طائف کی طرف بھیجا۔ ایک آدمی نے ان کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص (عروہ) صاحبِ یاسین کے مشابہ ہے۔

(۱۰۶) حضرت عکرمہ بن ابی جہلؓ کے فضائل

(۱) ابن عساکر نے یزید بن ابی حبیب سے نقل کیا ہے کہ عکرمہ بن ابی جہلؓ نے ایک انصاری آدمی "محذر" کو قتل کیا تو جب حضورؐ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے تبسم فرمایا۔ ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ نے اس بات پر تبسم فرمایا ہے کہ آپ کی قوم کے ایک آدمی نے ہماری قوم کے ایک آدمی کو قتل کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ "نہیں" بلکہ میں نے اس بات پر تبسم کیا ہے کہ وہ دونوں جنت کے ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ (۲) ابن عساکر نے یہ روایت حضرت انسؓ سے بھی نقل کی ہے۔ (۳) طبرانی نے الکبیر میں مصعب بن عبداللہ الزبیریؒ سے روایت نقل کی ہے۔
مصعبؒ فرماتے ہیں کہ عکرمہ کا کوئی بیٹا وغیرہ نہ تھا۔ فتح مکہ کے دن بھاگ نکلے تھے۔ عکرمہؓ کی زوجہ ام حکیم بنتِ ھشام نے نبی ﷺ سے ان کے لئے امان طلب کیا تھا ام حکیم نے اپنے خاوند (عکرمہ) کو یمن میں پایا اور پھر ان کو پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے آئیں۔ جب حضورؐ نے عکرمہؓ کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور ان کو گلے لگایا اور فرمایا: مہاجر سوار کو خوش آمدید۔ (۴) ترمذی، ابن سعد، حاکم نے "المستدرک" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں عکرمہ بن ابی جہلؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ

﴿(۲) ایضا (۳) ایضا﴾ ﴿(۱) کنز العمال عن ابن عساکر ۱۱/ ۷۴۱ (۲) ایضا (۳) مجمع الزوائد ۹/ ۳۸۵ (۴) ترمذی (تحفہ ۸/ ۳۔۴، المستدرک ۳/ ۲۴۲)﴾

رسول اللہ ﷺ نے میری آمد کے دن فرمایا! مہاجر سوار کو خوش آمدید۔ مہاجر سوار کو خوش آمدید۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے جو بھی خرچ کیا ہے وہ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ہے۔" (۵) ابنِ سعد اور ابن عساکر نے عبداللہ بن الزبیرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمھارے پاس عکرمہ بن ابی جہل مومن اور مہاجر ہو کر آئے گا۔ لہٰذا اس کے باپ کو بُرا بھلا نہ کہنا۔ کیونکہ میت کو سب وشتم کرنا زندہ کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ میت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (۶) طبرانی نے "الکبیر" میں ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت میں عکرمہ بن ابی جہلؓ کے لئے کھجور کے پھلدار درخت دیکھے ہیں۔ جب عکرمہ مسلمان ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا یہ ہیں وہ شخص۔

(۱۰۷) حضرتِ ابی امامہ صدیؓ بن عجلانؓ کے فضائل

(۱) ابن عساکر نے ابی امامہؓ سے نقل کیا ہے۔ ابی امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوامامہؓ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی امامہؓ سے نقل کیا ہے کہ ابی امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی قوم کی طرف داعی الی اللہ بنا کر بھیجا تا کہ احکامِ اسلام ان کے سامنے پیش کروں۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا، وہ اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے اور دودھ دھو کے پی چکے تھے جب انھوں نے مجھے دیکھا تو کہا "خوش آمدید" آؤ صدیؓ بن عجلان سنا ہے کہ تو اس آدمی کا دین اختیار کر کے بے دین ہو گیا ہے (یعنی اپنے دین کو چھوڑ کر بے دین ہو

(۵) کنز العمال ۱۱/۷۴۱ (۶) مجمع الزوائد ۹/۳۸۵ (۱) تہذیب ابن عساکر ۶/۴۲۰ (۲) الکبیر ۸/۳۳۵، آیت سورہ مائدہ کی ہے۔

گیا ہے) میں نے کہا نہیں میں تو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور مجھے رسولِ پاک ﷺ نے تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ تمھارے سامنے بھی اسلام کے احکام پیش کردوں۔ اسی دوران وہ ایک پیالہ کھانے کا لائے۔ سب اس کے ارد گرد جمع ہو کر کھانے لگے اور مجھ سے بھی کہا اے صدیؓ! تم بھی آجاؤ کھالو۔ میں نے کہا: تمھارا ستیاناس! میں تو تمھارے پاس اس پیغمبرؐ کی طرف سے آیا ہوں جو اس کھانے کو تم پر حرام قرار دیتا ہے۔ جیساکہ اللہ نے اس کا حکم نازل کیا۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ........ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ میں انھیں دعوتِ اسلام دیتا رہا پر وہ انکار کرتے رہے۔ میں نے ان سے کہا کہ افسوس کی بات ہے۔ مجھے شدید پیاس ہے پانی کا کوئی مشکیزہ ہی لے آو۔ انھوں نے کہا کہ "نہیں" ہم تجھے اسی حال پر چھوڑے رکھیں گے تاکہ تو پیاسا ہی مر جائے۔ ابی امامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمامہ باندھا اور اپنا سر عمامہ میں رکھ کر شدید گرمی میں اور تیز دھوپ میں سو گیا۔ خواب میں کوئی آنے والا میرے پاس شیشہ کا پیالہ لایا۔ اس سے بڑھ کر حسین پیالہ کسی نے نہیں دیکھا ہوگا۔ اس میں کوئی ایسا مشروب تھا کہ اس سے لذیذ ترین مشروب کسی نے نہیں دیکھا وہ مشروب اس نے مجھے دے دیا اور میں نے پی لیا۔ جب میں پی کر فارغ ہوا تو ساتھ ہی بیدار ہو گیا۔ واللہ! پھر مجھے پیاس نہ تھی اور نہ ہی اس مشروب کے پینے کے بعد پیاس کا مجھے احساس ہوا۔ (۳) طبرانی نے بھی "الکبیر" میں ابی امامہؓ سے نقل کیا ہے۔ ابی امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ کھانے میں مشغول تھے۔ انھوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرا اکرام کیا اور کہا کہ آیئے اور تناول فرمائیں۔ میں نے کہا کہ میں تو تمھیں اس کھانے

(۳) الکبیر ۸/ ۳۴۳

سے منع کرنے آیا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ میں تمھارے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ تم اس پر ایمان لاؤ۔ لیکن انھوں نے میری تکذیب کر دی۔ اور مجھے جھڑک دیا۔ میں بھوکا پیاسا تھا۔ سخت مشقتیں مجھے لاحق تھیں۔ میں سو گیا۔ تو خواب میں دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے پیا۔ میں خوب سیراب ہوا اور میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ قوم نے کہا کہ ایک آدمی تمھارے اشراف میں سے اور رات کو چلنے والوں میں سے تمھارے پاس آیا تھا پر تم نے اس کو ٹھکرا دیا۔ جاؤ اس کے پاس۔ اس کو وہ کچھ کھلاؤ پلاؤ جو وہ چاہتا ہے۔ چنانچہ سارے لوگ میرے پاس آئے، کھانے پینے کی چیزیں لے کر، میں نے کہا کہ مجھے تمھارے کھانے اور پینے کی چیزوں کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا بھی دیا ہے اور پلا بھی دیا ہے۔ اُس حقیقتِ حال پر غور کرو جس پر میں قائم ہوں۔ چنانچہ جب انھوں نے غور و فکر کیا تو مجھ پر یعنی ان احکامات پر ایمان لے آئے جو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لایا تھا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ابی امامہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے ان کو پیٹ دکھایا تو سب مسلمان ہو گئے۔"

(١٠٨) حضرت ضرار ابن الازورؓ کے فضائل

(۱) احمد و طبرانی نے حضرتِ ضرارؓ سے نقل کیا ہے۔ حضرت ضرارؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: اپنا دستِ مبارک بڑھایئے تاکہ آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعتِ اسلام کروں۔ پھر انھوں نے اشعار پڑھے۔ نبی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے ضرار! تو نے اپنے معاہدہ میں دھوکہ نہیں دیا۔ آپؐ کی وفات کے بعد ضرارؓ کے ایسے عظیم مجاہدانہ کارنامے ہیں جن سے دوسرے عاجز ہیں۔

(۱) مسندِ احمد ۴/۷۶، الکبیر ۸/۳۵۵-۳۵۶

(۱۰۹) حضرت ابی عطیہؓ البکریؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الاوسط" میں ابی عطیہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی عطیہؓ فرماتے ہیں کہ میرے گھر والے مجھے رسولِ پاک ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ میں اس وقت ایک جوان لڑکا تھا۔ آپؐ نے میرے سر پر دستِ مبارک پھیرا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابی عطیہؓ کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ دیکھے ہیں۔ تقریباً اس وقت آپؓ کی عمر سو سال تھی۔

(۱۱۰) حضرت ابی مُصعب المدنیؓ کے فضائل

(۱) بزار نے عبدالملک بن عمیر سے روایت نقل کی ہے: عبدالملک فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک لڑکا تھا جس کی کنیت ابو مصعب تھی۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ کے سامنے بالیں رکھی تھیں۔ آپؐ نے بالیوں سے دانے صاف کر کے پھونک کر اس کو دیئے اس نے کھا لئے۔ جو بالیوں سے نکلے دانے کھاتا تھا انصار اسے عار دلاتے تھے۔ لیکن جب رسولِ کریم ﷺ نے خود اسے بالیوں سے دانے نکال کر دیئے تو اس نے حضورؐ کو رد نہیں کئے۔ ابو مصعبؓ کہتے ہیں کہ پھر میں تھوڑی دیر کے لئے خدمتِ نبویؐ سے اٹھ کر چلا گیا (اپنی والدہ کو سارا واقعہ جا کر بتایا) دوبارہ خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ مجھے جنت میں آپؐ کے ساتھ کر دے۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ دعا تجھے کس نے سکھائی ہے؟ میں نے کہا "کسی نے نہیں" حضورؐ نے فرمایا اچھا میں کروں گا۔ جب میں واپس لوٹا تو حضورؐ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ اور فرمایا؛ کثرتِ سجود سے اپنے لئے میری مدد کرنا۔

---

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۹۸ (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۹۹

(۱۱۱)حضرت زید بن صُوحانؓ کے فضائل

(۱)ابو یعلی، ابن عدی، خطیب اور ابن عساکر نے علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایسے شخص کے دیکھنے کا آرزو مند ہو جس کے بعض اعضاء جنّت میں پہلے ہی جا چکے ہیں تو اُسے چاہیئے کہ زید بن صوحانؓ کو دیکھ لے۔ (کیونکہ زیدؓ کا ہاتھ کسی موقع پر کٹ گیا تھا)۔ (۲)ابن عساکر نے بھی یہ روایت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ سے نقل کی ہے۔ (۳)نیز ابنِ عساکر نے اسے عبید اللہ بن لاحق سے نقل کیا ہے۔ (۴)نیز ابن مندہ اور ابن عساکر نے اس کو ابی ذرؓ سے نقل کیا ہے۔

(۱۱۲)حضرت عبد اللہ بن ھلال الانصاریؓ کے فضائل

(۱)طبرانی نے "الکبیر" میں عبد اللہ بن ھلالؓ سے روایت نقل کی ہے، عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں لے جایا گیا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ میں نسیان کا شکار نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر میرے لئے دعائے برکت کی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہؓ کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے وہ اپنے سر کے بالوں میں کنگھی نہیں کر سکتے تھے۔ آپؓ صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔

(۱)کنز العمال ۱۱/ ۶۸۵ (۲)کنز العمال ۱۳/ ۴۰۳ (۳)کنز ۱۱/ ۶۶۸ (۴)ایضاً

(۱۱۳) حضرت اشجّ عبد القیس رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) احمد نے عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت نقل کی ہے۔ عبد الرحمٰن فرماتے ہیں کہ اشج بن عصر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اشج! تمھارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن کو اللہ عزوجل پسند فرماتے ہیں: عرض کی وہ کیا ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا؛ حلم اور وقار۔ عرض کی یہ خصلتیں مجھ میں اب پیدا ہوئی ہیں یا پہلے سے موجود تھیں (یعنی بطورِ تصنع ہیں یا فطری)۔ فرمایا پہلے سے موجود ہیں۔ میں نے کہا اس ذات کا شکر ہے جس نے ایسی دو خصلتوں پر مجھے پیدا کیا ہے جو اللہ کو محبوب و پسند ہیں۔ (۲) یہ روایت طبرانی نے "الکبیر" میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ (۳) نیز طبرانی نے اس کو "الاوسط" میں بھی باسنادِ حسن نقل کیا ہے۔ (۴) ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں بھی اس کو بُریدہ العبدی سے نقل کیا ہے۔ (۵) بزار نے بھی یہ روایت ام ابان بنت الوازع سے نقل کی ہے۔ (۶) طبرانی نے بھی اس کو "الکبیر" اور "الاوسط" میں نافع العبدی سے نقل کیا ہے۔"

(۱۱۴) حضرت فرَوہ بن ھُبیرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں بنی قشیر کے ایک شخص فرَوہ بن ھُبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ فروہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ پہلے ہم اللہ عزوجل کو چھوڑ کر مختلف معبودوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم انھیں پکارتے پر وہ ہماری پکار کا جواب نہیں دیتے تھے، ہم ان سے سوال کرتے پر وہ ہمیں جواب نہیں دیتے تھے۔ پس جب ہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۳۸۷-۳۸۸، احمد ۴/۲۰۵-۲۰۶ (۲) مجمع ۹/۳۸۸ (۳) ایضاً (۴) ایضاً (۵) مجمع ۹/۳۹۰ (۶) ایضاً، الکبیر ۵/۳۱۷﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۴۰۰-۴۰۱﴾

حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے ہم کو ہدایت بخشی۔ (شکر ہے اب) ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص فلاح پا گیا جس کو عقل و دانش کی دولت عطا ہوئی پھر عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بھی وہ دو کپڑے پہنا دیں جن کو آپؐ نے پہنا ہو۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو اپنا پیراھنِ مبارک پہنایا۔ جب آپؐ موقف عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وقت پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بات دھراؤ فروہؓ نے اپنی بات دھرائی تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: وہ شخص فلاح پا گیا جسے عقل و دانش کی دولت عطا ہوئی۔

(۱۱۵) حضرتِ خوات بن جُبیرؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے دو طریق سے خوات بن جبیرؓ سے روایت نقل کی ہے:

خواتؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام "ظہران" میں اترے۔ میں اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو دیکھا کہ عورتیں باتیں کر رہی ہیں۔ انھوں نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ میں واپس گیا، اپنے صندوق سے ایک حلہ نکالا اور اس کو پہن کر ان عورتوں کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا: اے ابو عبداللہ!۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو میں ڈر گیا اور میرا دماغ چکرا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اصل میں میرا اونٹ بدک گیا تھا، میں اس کے لئے کوئی رسی وغیرہ تلاش کر رہا ہوں۔ حضورؐ چل دیئے میں بھی آپؐ کے پیچھے ہو لیا۔ آپؐ نے اپنی ردائے مبارک میری طرف ڈال دی۔ اور خود پیلو کے درخت میں گھس گئے۔ گویا کہ اب بھی حضورؐ کی پشت مبارک کا منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپؐ نے قضائے حاجت کے بعد وضو فرمایا اور جب واپس متوجہ ہوئے تو آپؐ کی داڑھی

(۱) مجمع الزوائد ۹/۴۰۱، الکبیر ۴/۲۴۴

مبارک سے پانی بہہ رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ابو عبداللہ! اس اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟ پھر ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ آپؐ جب بھی راستہ میں ملتے یہ فرماتے! (بھائی!) ابو عبداللہ! السلام علیك! اس اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟ جب میں نے یہ صورتحال دیکھی تو جلدی سے مدینہ منورہ آ گیا اور مسجد نبویؐ اور مجالسِ نبویؐ سے مجتنب ہو گیا جب اجتناب نے طول پکڑا۔ تو پھر میں نے مسجد نبوی کی خلوت میں ایک وقت مقرر کر لیا۔ چنانچہ ایک دن میں مسجد نبوی گیا، اور کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام کسی حجرہ سے تشریف لے آئے اور پھر مختصر دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے اس اُمید پر کہ حضورؐ چلے جائیں گے نماز کو طویل کرنا شروع کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا! ابو عبداللہ! جتنی چاہے طویل کر۔ جب تک تو فارغ نہیں ہو جاتا میں کھڑا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ واللہ! میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے معذرت کروں گا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آپؐ نے فرمایا! السلام علیك! ابو عبداللہ! اس اونٹ کے بدکنے نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، جب سے میں مسلمان ہوا ہوں تب سے وہ اونٹ نہیں بدکا۔ آپؐ نے فرمایا رَحِمكَ اللّٰه! اللہ تجھ پر رحمت فرمائے۔ تین بار فرمایا۔ پھر آپؐ نے دوبارہ کسی موقع پر ایسا نہیں فرمایا۔"

(۱۱۶) حضرت تلب بن ثعلبہ التمیمیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں تلب بن ثعلبہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ تلب بن ثعلبہؓ ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کے چہرہ پر دستِ مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا:۔ اے اللہ! تلبؓ کی مغفرت فرما اور اس پر رحمت فرما۔ تین مرتبہ فرمایا۔"

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۲، الکبیر ۲/ ۵۳

(۱۱۷) حضرت حارث بن عمرو التمیمیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حارث بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حارثؓ ایک دن آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کے چہرہ پر اپنا دستِ شافی پھیرا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ حارثؓ کا چہرہ تا دمِ آخر چمکتا دمکتا رہا۔"

(۱۱۸) حضرت حرملہ بن زیدؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی الدرداءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جس کا نام "حرملہؓ" تھا خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایمان اس جگہ ہے اس نے اشارہ اپنی زبان کی طرف کیا۔ اور نفاق اس جگہ۔ اس نے اشارہ اپنے دل کی طرف کیا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا بہت تھوڑا ہی ذکر کر پاتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کی زبان کو ذاکر (ذکر کرنیوالی) اور دل کو شاکر (شکر گزار) بنا۔ اور اسے میری اور ان لوگوں کی محبت عطا فرما جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے تمام امور کو قابلِ خیر بنادے۔ (۲) طبرانی نے اس کو بروایتِ ابن عمرؓ بھی نقل کیا ہے اور اس میں مزید یہ بھی ہے کہ حرملہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے چند منافقین بھائی ہیں۔ میں ان کا سردار تھا۔ کیا میں ان کے بارے میں آپ کو کچھ بتاؤں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جو بھی ہمارے پاس آتا ہے جیسا کہ تو آیا ہے ہم اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تیرے لئے ابھی استغفار کیا ہے۔ اور جو اپنے گناہ

---

(۱) الکبیر ۳/۲۹۷ (۱)، (۲) الکبیر ۴/۵

پر اصرار کرے تو اللہ تعالیٰ ہی پوچھنے کا زیادہ حقدار ہے۔ کسی کی ہمارے سامنے پردہ دری نہ کرو۔

(۱۱۹) حضرت عدی بن حاتم الطائیؓ کے فضائل

(۱) بخاری، مسلم وغیرہ نے عدی بن حاتمؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت عدی بن حاتمؓ فرماتے ہیں کہ: میں اپنی قوم کے ساتھ حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ قبیلہ طے کے ایک آدمی کے لئے مالِ غنیمت میں سے حصہ لگا رہے تھے۔ اور مجھ سے اعراض کر رہے تھے۔ میں آپ کے سامنے آیا آپ نے پھر مجھ سے اعراض کیا۔ پھر میں آپؓ کے روبرو آیا پھر آپ نے مجھ سے اعراض کیا۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ آپ ہنس پڑے اور فرمایا: پہچانتا ہوں واللہ! جب لوگ کفر پر جمے ہوئے تھے تو اُس وقت ایمان لایا۔ جب لوگ پیچھے ہٹ رہے تھے تو اس وقت متوجہ ہوا۔ جب لوگ عذر کر رہے تھے تو نے وفا کی۔ سب سے پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابِ کرامؓ کے چہروں کو بشاش کیا تمھارے ہی قبیلہ طے کا تھا۔ جسے تم حضورؐ کی خدمت میں لائے تھے۔ پھر آپ عذر معذور کرنے لگے۔ پھر فرمایا: میں نے ایسی قوم کا حصہ لگایا ہے جن کو فقر و فاقہ نے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے سردار بھی ہیں۔ میں نے کہا تب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(۱۲۰) حضرت قیس بن عاصم المنقریؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں حسن بصریؒ سے روایت نقل کی ہے۔ حسن بصریؒ

﴿(۱) کنز العمال ۱۳/۵۶۱۔ ۳﴾ ﴿مجمع الزوائد ۹/۴۰۲﴾

فرماتے ہیں کہ مجھے قیس بن عاصم المقری نے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا: یہ اہل وبر کے سردار ہیں۔ (۲) طبرانی نے الکبیر میں قیسؓ سے نقل کیا ہے کہ قیسؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے انہیں حکم دیا کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر اس سے غسل کرو چنانچہ قیسؓ نے غسل کیا۔ پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی۔ تو قیسؓ نماز کی ادائیگی کے لئے شیخین (حضرت ابی بکرؓ و عمرؓ) کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پڑھ چکے۔ تو حضورؐ نے فرمایا: قیسؓ نے تین ایسی باتیں مجھ سے پوچھی ہیں کہ ابی بکرؓ کے علاوہ اور کسی نے نہیں پوچھیں۔

(۱۲۱) حضرت عبداللہ بن بُسرؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے اور بزار نے عبداللہ بن بسرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا۔ اور پھر فرمایا: یہ بچہ ایک صدی تک زندگی بسر کرے گا۔ عبداللہ بن بسرؓ تقریباً! سو سال تک زندہ رہے۔ (۲) ابن جریر، ابن مندہ، حاکم نے المستدرک میں اور بیہقی نے الدلائل میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ طبرانی نے مزید یہ بھی نقل کیا ہے کہ "عبداللہ کے چہرہ پر موکا تھا۔" حضورؐ نے فرمایا تھا کہ مرنے سے پہلے یہ موکا اس کے چہرے سے ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا عبداللہ کی جب وفات ہوئی تو وہ موکا چہرہ سے ختم ہو چکا ہوا تھا۔ (۳) احمد نے حسن بن ایوب الحضرمی سے روایت نقل کی ہے۔ حسن فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن بسرؓ نے مجھے اپنے سر کا بایاں حصہ دکھایا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ تم ایک صدی تک رہو گے۔ (۴) یہ

﴿(۲) ایضاً﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۴۰۴ (۲) کنز العمال ۱۱/۷۳۴، المستدرک ۳/۵۰۰ (۳) احمد ۴/۱۸۹ (۴) مجمع ۹/۴۰۵﴾

روایت طبرانی نے بھی "الکبیر" میں حسن بن ایوب سے نقل کی ہے۔ (۵) طبرانی نے "الکبیر" میں عبداللہ بن بُسرؓ سے نقل کیا ہے: عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے انگوروں کا خوشہ دیکر حضورؐ کے پاس بھیجا۔ میں نے خدمتِ نبویؐ میں پہنچنے سے قبل ہی کچھ انگور تناول کر لئے۔ (کھالئے) جب آپؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تو آپؐ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور محبت سے فرمایا: "ارے خائن۔"

(۱۲۲) حضرت عمرو بن الحِمقؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الاوسط" میں عمرو بن الحِمقؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا: صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ ہمیں روانہ فرمارہے ہیں حالانکہ نہ ہمارے پاس زادِراہ ہے نہ کھانے کا انتظام اور راستہ بھی نامعلوم ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: سفر میں تمھارا گزر ایک جوانِ رعنا کے پاس سے ہوگا جو تمھیں کھلائے گا بھی، پلائے گا بھی اور راہنمائی بھی کرے گا۔ اور وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (عمروؓ فرماتے ہیں کہ) جب قوم نے میرے ہاں پڑاؤ ڈالا تو وہ ایک دوسرے کی طرف اشارے کرنے لگے اور میری طرف عجیب شفقت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ میں نے پوچھا: "کیا بات ہے ایک دوسرے کی طرف اشارے کر رہے ہو اور میری طرف عجیب نظر سے دیکھ رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے تمھیں خوشخبری ہو۔ ہم تیری ذات میں (یعنی تیرے بارے) میں رسول اللہ ﷺ کا ذکرِ خیر محسوس کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے فرمانِ رسالتِ مآبؐ سے مجھے باخبر کیا۔ چنانچہ میں نے ان کو کھلایا۔ پلایا اور زادِراہ بھی دیا۔ اور ان کے ساتھ بھی نکلا حتی کہ میں نے ان کی راہنمائی بھی کی۔ پھر میں اپنے گھر

﴿(۵) ایضاً۔﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۰۵-۲۰۶﴾

لوٹا۔ ان کے لئے اپنے اونٹوں کی وصیت (حکم) بھی کی۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے نکلا۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں عمروؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ عمرو بن الحمقؓ نے رسول اللہ ﷺ کو پانی پلایا۔ حضورؐ نے دعا دی کہ یا اللہ! اس جوان کو اپنی جوانی سے دیر تک فائدہ اٹھانے دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپؓ کی تقریباً اسی سال کی عمر ہو چکی تھی لیکن ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

(۱۲۳) حضرت عمرو بن حریثؓ کے فضائل

(۱) ابویعلی نے عمرو بن حریثؓ سے نقل کیا ہے۔ عمرو بن حریثؓ فرماتے ہیں کہ میری والدہ مجھے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ حضورؐ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا۔ اور میرے لئے رزق کی دعا فرمائی۔ (۲) طبرانی نے بھی اس کو الکبیر میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۴) حضرت عمرو بن ثعلبہ الجُھَنیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے عمرو بن ثعلبہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عمرو بن ثعلبہؓ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات نبی کریم ﷺ سے سبالہ مقام میں ہوئی۔ میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ آپؐ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عمرو بن ثعلبہؓ کے سر کی جس جگہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تھا۔ سو سال عمر ہو جانے کے باوجود بھی اس جگہ کے بال سفید نہیں ہوئے۔

(۱۲۵) حضرت حنظلہ بن حذیمؓ کے فضائل

(۱) احمد نے اور طبرانی نے "الاوسط" اور "الکبیر" میں حنظلہؓ سے روایت نقل

﴿(۲) ایضاً۔"﴾ ﴿(۱) مجمع ۹/ ۴۰۵ (۲) ایضاً﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۵۔"﴾ ﴿(۱) احمد ۵/ ۶۷۔۶۸، الکبیر ۴/ ۱۶﴾

کی ہے۔ حنظلہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دادا حذیم کے ساتھ حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے میرے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے ہر کام میں برکت عطا فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ تحقیق میں نے حنظلہؓ کو دیکھا ہے کہ کوئی بھی ایسا آدمی جس کا چہرہ متورّم ہو یا کوئی بھی ایسی بکری جس کے تھن متورّم ہوں حنظلہؓ کے پاس لائے جاتے تو حنظلہؓ یہ پڑھ کر "بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" اس پر ہاتھ پھیرتے تو فوراً وہ ورم (سوجن) ختم ہو جاتی۔

(۱۲۶) حضرت قرۃ المزنیؓ کے فضائل

(۱) احمد و بزّار نے معاویہ بن قرّہ سے انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ ان کے والد (قرۃ المزنیؓ) فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے۔ میرے والد نے نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔ آنحضرتؐ نے ان کے سر پر دستِ مبارک بھی پھیرا ہے اور ان کے لئے دعائے استغفار بھی کی ہے۔

(۱۲۷) حضرت ہرماس بن زیادؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الاوسط" میں ہرماس بن زیادؓ سے نقل کیا ہے۔ ہرماسؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھا۔ میرے والد نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میرے لئے اور میرے بیٹے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے: حضورؐ نے میرے سر پر دستِ مبارک پھیرا۔ اور ان سے بیعتِ اسلام فرمائی۔

---

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۷۔ ابن سعد ۷/ ۳۲ (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۸

(۱۲۸) حضرت طارق بن شہابؓ کے فضائل

(۱) احمد و طبرانی نے طارق بن شہابؓ سے روایت نقل کی ہے۔ طارق بن شہابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ اور میں نے حضراتِ شیخین (حضرت ابی بکرؓ و عمرؓ) کے دورِ خلافت میں چالیس یا تیس سے زائد غزوات اور سرایا میں شرکت کی ہے۔ ایک روایت میں تینتیس یا تینتالیس غزوات و سرایا کا ذکر ہے۔

(۱۲۹) حضرت محمود بن لبیدؓ کے فضائل

(۱) احمد نے محمود بن لبیدؓ سے نقل کیا ہے۔ محمود بن لبیدؓ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول سے (جو ان کے گھر میں تھا) منہ میں پانی لے کر میرے چہرے پر کلی فرمائی۔ (اس وقت میں پانچ سال کا تھا) یہ حدیث مبارکہ بہت سی کتب حدیث میں موجود ہے۔

(۱۳۰) حضرتِ فیروز الدیلمیؓ اور ان کے ساتھ آنے والے وفدِ یمن کے فضائل

(۱) احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے فیروز دیلمیؓ سے روایت نقل کی ہے۔ فیروز دیلمیؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان حضرات کے ساتھ تھا جو بیعتِ اسلام کے لئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیعت کو قبول فرمایا تھا۔ (قبولِ بیعت کے بعد) انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۳۰۷۔۳۰۸۔ احمد ۴/۳۱۴، الکبیر ۸/۳۸۵﴾ ﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۳۰۸، احمد ۵/۴۲۹﴾
﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/۴۰۶، احمد ۴/۲۳۲﴾

ہمیں خوب جانتے ہیں: یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم کہاں سے آئے ہیں۔ اور ہم نے اسلام قبول بھی کیا ہے۔ یہ فرمائیں ہمارا ولی اور مالک کون ہے؟ فرمایا تمھارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ ہے۔ انھوں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ ہم کو کافی ہے اور ہم اس پر راضی ہیں۔"

(۱۳۱) حضرت علی بن شَیبانؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الاوسط" میں علی بن شَیبانؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے علی بن شیبانؓ کیلئے دعا فرمائی آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! علی بن شیبانؓ کے ہر کام میں برکت نازل فرما۔ اور علیؓ پر بھی برکت نازل فرما۔

(۱۳۲) حضرت عبداللہ بن السائبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عبداللہ بن السائبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کا شریک تھا۔ جب میں مدینہ منورہ آیا میں نے عرض کیا کہ آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: تم میرے شریک تھے۔ اور کیا خوب شریک تھے۔ نہ تم لڑتے تھے اور نہ جھگڑتے تھے۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں عبداللہ بن السائبؓ سے نقل کیا ہے۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ "ہاں" کیا تم میرے شریک نہ تھے۔ میں نے تجھے بہترین شریک پایا۔ نہ تم لڑتے تھے اور نہ جھگڑتے تھے۔

﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۸﴾﴿(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۹، الکبیر ۷/ ۱۶۵؛ (۲) الکبیر ۷/ ۱۶۵﴾

(۱۳۴) حضرت سائب بن یزیدؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے اپنی تینوں معاجم میں عطاء مولیٰ سائب بن یزیدؓ سے نقل کیا ہے۔ عطا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مولیٰ سائب بن یزیدؓ کو دیکھا کہ ان کی داڑھی تو سفید ہو چکی تھی لیکن سر کے بال سیاہ تھے۔ میں نے پوچھا میرے مولیٰ! کیا وجہ ہے کہ آپ کے سر کے بال سفید نہیں ہوئے؟ فرمایا:۔ میرے سر کے بال کبھی بھی سفید نہیں ہوں گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک دن رسولِ پاک ﷺ کا گزر ہوا۔ میں اس وقت ایک چھوٹا بچہ تھا۔ بچوں کے ساتھ کھیل کود رہا تھا۔ آپؐ نے سلام کیا۔ بچوں میں سے میں تھا جس نے آپؐ کے سلام کا جواب دیا۔ حضورؐ نے اس پر مجھے دعا دی اور پوچھا بیٹا! تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ "سائب بن یزید (بن اخت النمر)۔" آپؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ جس جگہ پر رسالت مآب ﷺ کا دست مبارک لگا ہے آج تک وہ جگہ سفید نہیں ہوئی۔" طبرانی نے "الکبیر" میں بایں الفاظ اسے نقل کیا ہے کہ "سائبؓ کے سر کا وسط حصہ سیاہ تھا اور باقی سفید۔ میں نے پوچھا آقا! واللہ! آپؓ کے سر جیسا میں نے کوئی سر کبھی نہیں دیکھا۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ایک حصہ سر کا سفید اور دوسرا سیاہ ہے؟ سائبؓ نے فرمایا: اے پیارے بیٹے! کیا میں تجھے اس کا سبب نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کہ ضرور بتائیں فرمایا: میں بچوں کے ساتھ ایک دن کھیل رہا تھا کہ رسولِ کریم ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ میں آپؐ کے سامنے آیا اور آپ کو سلام عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا "وعلیك السلام" "تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں "سائب بن یزید" (بن اخت النمر) ہوں۔ رسولِ کریم ﷺ نے میرے سر پر اپنا

(۱) مجمع الزوائد ۹/۴۰۹، الکبیر ۷/۱۹۰، الصغیر ۱/۲۴۹

دست مبارک پھیرا اور دعا دی "بَارَكَ اللهُ فِيك" اللہ تعالیٰ تجھے برکات سے نوازے۔ (سائبؓ کہتے ہیں کہ) واللہ! یہ بال کبھی بھی سفید نہ ہوں گے۔ ہمیشہ اسی طرح سیاہ رہیں گے۔

(۱۳۴) حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حمزہ بن عمرو الاسلمیؓ سے روایت نقل کی ہے:
حمزہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ: ہم ایک سفر میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ رات نہایت تاریک اور وحشتناک تھی۔ اچانک میری انگلیاں روشن ہو گئیں۔ حتی کہ لوگوں کا جو سامان وغیرہ راستہ میں (تاریکی وغیرہ کی وجہ سے) گر گیا تھا وہ انھوں نے اپنی سواریوں پر جمع کرنا شروع کر دیا۔ اور میری انگلیاں برابر روشنی دے رہی تھیں۔" (اصل میں منافقین رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی لے کر بھاگ نکلے تھے۔ کجاوہ کا کچھ سامان بھی گر گیا تھا۔ حمزہ کہتے ہیں کہ پھر اچانک میری انگلیوں سے روشنی نکلنے لگی۔)

(۱۳۵) حضرت ابیض بن حمّالؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں ابیض بن حمّالؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابیض بن حمّالؓ کے چہرے پر خارش کے دانے تھے جو ان کی ناک تک پہنچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی۔ اور ان کے چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو شام نہ ہو پائی تھی کہ خشکی ختم ہو گئی۔

(۱) مجمع الزوائد ۹/۴۱۱، الکبیر ۳/۱۷۵ (۱) الکبیر ۱/۲۵۵

(۱۳۶) حضرت سعد بن تمیم اور ان کی اولاد کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں سعد بن تمیمؓ سے روایت نقل کی ہے۔ سعدؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تیرے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے بیٹے ادھر ہی ہیں۔ فرمایا: ان کو میرے پاس لاؤ۔ میں اپنے گھر آیا۔ اور بچوں کو سفید کپڑے پہنائے پھر حضورؐ کی خدمت میں ان کو لے آیا۔ حضورؐ نے فرمایا: اے اللہ! تحقیق میں ان کو کفر و ضلالت اور اس فقر سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں جو فقر اولادِ آدم کو مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔"

(۱۳۷) حضرت ولید بن قیسؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں ولید بن قیسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ولیدؓ فرماتے ہیں کہ مجھے برص کا مرض لاحق تھا۔ حضورؐ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ میں برص کے مرض سے شفایاب ہو گیا۔

(۱۳۸) حضرت یاسر بن سُوید الجُھَنیؓ، اور ان کے بیٹے مُسرِعؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یاسرؓ کو کسی لشکر یا سریہ میں روانہ کیا، ان کی اہلیہ حاملہ تھیں۔ چنانچہ ان کی اہلیہ کے ہاں ایک بچہ کی ولادت ہوئی۔ وہ اس بچہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ اور عرض کیا

(۱) الکبیر ۶/۵۵ (۱) مجمع الزوائد ۹/۴۱۳ (۱) ایضاً

رسول اللہ! یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس کے والد کسی لشکر میں گئے ہوئے ہیں۔ آپؐ خود ہی اس کا نام تجویز فرمادیں۔ نبی علیہ السلام نے اس بچہ کو لیا۔ اپنا دست مبارک اس پر پھیرا اور فرمایا: اے اللہ! ان کی اولاد میں اضافہ فرما۔ ان کے گناہوں کو کم کردے۔ ان کو محتاج نہ بنا۔ ان میں سے کسی کو تنگی اور فقر وفاقہ کا زمانہ نہ دکھا۔ آپؐ نے اس کی والدہ سے فرمایا: اس کا نام ''مُسرِع'' رکھ دو۔ لہٰذا یہ مسرع بن یاسرؓ ہیں۔ اس لئے کہ اسلام لانے میں اس نے جلدی کی ہے۔''

(۱۳۹) حضرت رَباح بن الربیع الاُسَیدیؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں رَباح بن ربیعؓ سے روایت نقل کی ہے: رَباح بن ربیعؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شرکت کی ہے۔ حضورؐ نے ہم میں سے تین تین آدمیوں کو ایک ایک اونٹ (سواری کیلئے) عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ دو تو اونٹ پر سوار ہو جاتے اور ایک آدمی بیابان میں اونٹ پیچھے سے ہانکتا اور پہاڑوں میں جانور کو آگے سے پکڑ کے لے جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ میں اس وقت پیدل چل رہا تھا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا: اے رَباحؓ! کیا بات ہے میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو پیدل چل رہا ہے؟ میں نے عرض کیا میرے یہ دو دوست اس وقت سوار ہیں۔ میں نے بس تھوڑی دیر کے لئے سواری چھوڑی ہے۔ پھر میرا دوستوں کے پاس سے گزر ہوا وہ اپنا اونٹ بٹھا کر نیچے اتر آئے۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس اونٹ کے سینہ پر سوار ہو جاؤ۔ اور جب تک ہم واپس نہیں لوٹ آتے تم نے سواری سے اترنا نہیں۔ میں نے کہا

(۱) الکبیر ۶/ ۷۱-۷۲

کہ کیوں؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "تمہارا ایک "رفیقِ صالح" ہے۔ تم اس سے حسنِ صحبت سے پیش آنا۔

(۱۴۰) حضرت عائذ بن عمروؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عائذ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عائذؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے قتال کر رہا تھا کہ میرے چہرہ پر ایک تیر آ لگا۔ جس کے سبب میرا چہرہ، داڑھی اور سارا سینہ خون سے لت پت ہو گیا۔ حضورؐ نے (اس موقع پر) میرے لئے دعا فرمائی۔" راوی کہتے ہیں کہ عائذؓ ہمیں اپنا واقعہ بتایا کرتے تھے۔ جب عائذؓ کا انتقال ہوا۔ اور ہم نے ان کو غسل دیا تو ہم نے عائذؓ کے کہنے کے مطابق اس کے سینہ کو دیکھا تو وہ آپؐ کے دست مبارک کے اثر سے گھوڑے کی سفید پیشانی کی طرح رنگ میں سفید اور خوبصورت تھا۔

(۱۴۱) حضرت عائذ بن سعید الجسریؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عائذ بن سعیدؓ سے نقل کیا ہے۔ عائذؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے باپ آپؐ پر قربان، میرے چہرہ پر دست مبارک پھیر دیں اور میرے لئے دعائے برکت بھی فرما دیں۔ چنانچہ آپؐ نے میرے چہرہ پر دستِ مبارک بھی پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت بھی فرمائی۔ عائذ کی اہلیہ امّ ہنین کہتی ہیں کہ: میں نے ان کو کبھی نیند سے بیدار ہونے والا نہیں دیکھا مگر یوں جیسے اس کے چہرہ پر تیل کی شیشی رکھی ہو۔ لیکن اب (دعائے برکت کے اثر سے) چند کھجوریں بھی ان کو سیراب کر دیتی ہیں۔

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۲ (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۲

(۱۴۲) حضرت حَشرج کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں اسحاق سے روایت نقل کی ہے۔ اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے حَشرج نامی شخص کو دیکھا کہ حضور پر نور ﷺ نے انہیں لے کر اپنی گود مبارک میں بٹھالیا۔ پھر اپنا دستِ مبارک ان کے سر پر پھیرا اور دعا بھی فرمائی۔"

(۱۴۳) حضرت ثُمامہ بن اُثالؓ کے فضائل

(۱) احمد نے ابی ھریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ثُمامہ بن اُثالؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ابی طلحہؓ کے باغ میں جاکر غسل کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس صاحب کا اسلام قابلِ رشک ہے۔"

حضرت ثُمامہ بن اُثالؓ کی گرفتاری اور ان کی حضور ﷺ سے بات چیت کا قصہ تمام کتب اسلام میں موجود اور معروف ومشہور ہے۔

(۱۴۴) حضرت احنف بن قیسؓ کے فضائل

(۱) احمد، طبرانی اور حاکم نے "المستدرک" میں احنف بن قیسؓ سے روایت نقل کی ہے، احنفؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ بنی سُلیم کا ایک شخص مجھے ملا۔ اور اس نے کہا کہ کیا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا کہ ضرور سنائیں۔ اس نے کہا کہ ذرا یاد کیجیے وہ وقت جب رسولِ کریم ﷺ نے مجھے آپ کی قوم بنی سعد کی طرف دعوت اسلام کے سلسلہ میں بھیجا تھا آپ نے اس وقت جواب میں کہا تھا کہ واللہ! کہنے والے نے خیر ہی کی بات کہی ہے اور اچھی بات ہی سنائی ہے۔ میں نے واپس جاکر جب رسول اللہ ﷺ کو آپ کی یہ بات بتائی تو آپؐ نے

﴿(۱) الکبیر ۴/ ۶۰﴾﴿(۱) احمد ۲/ ۳۴۳﴾﴿(۱) مجمع الزوائد ۱۰/ ۲، احمد ۵/ ۳۷۲، المستدرک ۳/ ۶۱۴﴾

فرمایا تھا: اے اللہ! احنفؓ کی مغفرت فرما۔ احنفؓ کہتے ہیں کہ یہ میرے نزدیک تمام اعمال میں زیادہ پرامید عمل ہے۔"

(۱۴۵) حضرت نجاشیؓ کے فضائل

(۱) احمد و طبرانی نے جریر سے روایت نقل کی ہے: جریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق تمھارے بھائی نجاشیؓ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ (۲) بزار نے جعفر بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب جعفر بن ابی طالبؓ حبشہؓ سے واپس لوٹے تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کو نجاشیؓ کے ان کے ساتھ انتہائی حسنِ سلوک کی خبر دی۔ اور یہ بھی عرض کیا کہ نجاشیؓ نے آپؐ سے اپنے لئے دعائے مغفرت کے لئے کہا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ! نجاشیؓ کی مغفرت فرما۔ سب مسلمانوں نے اس پر آمین کہا۔" (۳) بزار نے عبداللہ بن الزبیرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عبداللہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مبارکہ "وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰىٓ اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔" (اور جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو ابلتی ہیں آنسوؤں سے۔") نجاشی اور اس کے اصحاب کے بارے نازل ہوئی ہے۔"
(۴) طبرانی نے الاوسط میں انسؓ سے روایت نقل کی ہے: حضرت انسؓ فرماتے ھیں کہ جب نجاشیؓ کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ اس پر کسی نے یہ عرض کیا کہ آپؐ ہمیں اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنے کو فرما رہے ہیں جب کہ اس کا انتقال "حبشہ" میں ہوا ہے۔ تو اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی "وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ

﴿(۱) احمد ۴/۲۹۰ طبرانی ۲/۳۶۷ (۲) مجمع الزوائد ۹/۳۱۹ (۳) مجمع الزوائد ۹/۳۱۹ اور آیت کریمہ (نمبر ۸۳) سورۂ مائدہ کی ہے ﴿(۴) مجمع ۹/۳۱۹ اور آیت (۱۹۹) سورۂ آل عمران کی ہے﴾

اِلَيْكُمْ۔" (اور کتاب والوں میں بعضے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اترا تمہاری طرف۔")

(۱۴۶) حضرت حنظلہ بن عبداللہ الانصاریؓ کے فضائل

ان کو ابن عامرؓ بھی اور ابن ابی عامرؓ بھی کہا جاتا ہے۔ (۱) ابن سعد نے خزیمہ بن ثابتؓ سے انھوں نے حنظلہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حنظلہؓ کو چاندی کے برتنوں میں موجود آب باراں سے غسل دے رہے ہیں۔" (۲) حاکم نے یحیٰ بن عباد بن عبداللہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شہادتِ حنظلہ بن ابی عامرؓ کے وقت رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:۔ تحقیق تمہارے صاحب کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔" حنظلہؓ کی اہلیہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ حالتِ جنابت میں تھے جونہی انھوں نے شوروغوغا سنا جہاد کے لئے (بغیر غسل کے) نکل پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اسی لئے فرشتوں نے انھیں غسل دیا۔"

(۱۴۷) حضرت ابی دُجانہ سِماک بن خرشہؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں زبیر بن عوامؓ سے روایت نقل کی ہے۔ زبیر

﴿(۱) کنز العمال ۱۱/ ۷۴۳ ۶ (۲) المستدرک ۳/ ۲۰۴۔۲۰۵﴾﴿(۱) المستدرک ۳/ ۲۳۰، احمد ۳/ ۱۲۳﴾

بن عوامؓ فرماتے ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار سب کے سامنے پیش کی اور فرمایا: یہ تلوار ادائیگیِ حق کی شرط کے ساتھ کون لے گا؟ میں اٹھا میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تلوار میں لوں گا۔ آپؐ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ آپؐ نے پھر فرمایا: یہ تلوار ادائیگیِ حق کی شرط کے ساتھ کون لے گا؟ ابو دُجانہ سِماک بن خَرَشہؓ اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں یہ تلوار لوں گا لیکن اس کے حق کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟ حضورؐ نے فرمایا اس کے حق کی ادائیگی یہ ہے کہ تو اس سے کسی مسلمان کو قتل نہ کرے اور کوئی کافر بھاگنے نہ پائے۔ حضورؐ نے وہ تلوار ابو دُجانہؓ کو دے دی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ابو دُجانہؓ لڑائی کا ارادہ کرتے تو لڑائی میں سرخ عمامہ باندھتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ ابو دُجانہؓ کیا کارنامہ انجام دیتے ہیں (تو میں نے دیکھا کہ) جو بھی ان کے سامنے آتا وہ اس کو تھس نھس کر دیتے۔ حتیٰ کہ ابو دُجانہؓ جب عورتوں کے پاس پہنچے جو ایک دامنِ کوہ میں بیٹھی تھیں ان میں ایک عورت دف بجا بجا کر یہ گا رہی تھی:۔

نَحْنُ بَنَاتِ طَارِق+ نَمْشِيْ عَلَى النِمارِقْ

اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ وَنَبْسُطُ النَّمَارِقْ

(ہم دخترانِ طارق ہیں۔ غالیچوں پر چلتے ہیں)۔ (اگر تم دشمن کے مقابلہ میں آگے بڑھو گے تو ہم تم سے معانقہ کریں گے۔ اور تمھارے لئے قالین غالیچے بچھا آئیں گے۔

اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ+ فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ

(اگر تم نے پشت دکھائی تو ہم تم سے پھر ایسے جدا ہو جائیں گے کہ دوبارہ کبھی تعلق بھی نہ ہو سکے گا)۔

راوی کہتے ہیں کہ ابو دُجانہؓ نے اس عورت پر تلوار اٹھائی مگر فوراً ہی ہاتھ روک لیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب لڑائی ذرا تھمی تو میں نے ابو دُجانہؓ سے کہا کہ میں نے تیرے سارے کارنامے دیکھے کہ تو نے بڑی دلیری اور شجاعت دکھائی۔ لیکن اس موقع پر تو نے اپنی تلوار روک لی، اس کو تو نے کیوں نہیں مار ڈالا؟ ابو دُجانہؓ نے کہا کہ واللہ! یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ خاص کر رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو ایک عورت پر چلایا جائے۔ میں نے سیفِ رسول کا اکرام کیا ہے۔ (۲) حاکم نے بھی "المستدرک" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک تلوار لی۔ صحابہؓ آپؐ کے گردو پیش بیٹھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تلوار کون لے گا؟ سبھی نے اپنے ہاتھ بڑھائے ہر ایک کہہ رہا تھا کہ میں لوں گا، میں لوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا: کون یہ تلوار اس شرط کے ساتھ لے گا؟ لوگ پیچھے ہٹے۔ سماک ابو دُجانہؓ نے کہا کہ میں یہ تلوار اس شرط کے ساتھ لوں گا۔ آپؐ نے وہ تلوار ان کو دے دی۔ ابو دُجانہؓ نے اس دن مشرکین کے سر چیر ڈالے۔

(۱۴۸) حضرت ابی قُحافہ والدِ ابی بکر الصدیقؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ فتح مکہ کے دن اپنے والد ابی قُحافہ کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ (اور آپؐ کے سامنے بٹھلا دیا) آپؐ نے فرمایا: اے ابو بکرؓ! اگر تم اپنے بوڑھے والد کو گھر ہی میں ٹھہراتے (تو اچھا ہوتا) میں خود ان کی خدمت میں آجاتا۔" (۲) حاکم نے یہ روایت "المستدرک" میں حضرت ابی بکرؓ سے بایں الفاظ نقل

﴿(۲) المستدرک ۳/۲۳۰، مسلم ۲/۳۴۱﴾ ﴿(۱) المستدرک ۳/۲۴۴ (۲) المستدرک ۳/۲۴۴﴾

کی ہے: اے ابو بکرؓ! تو نے اس بوڑھے کو گھر ہی میں کیوں نہ رہنے دیا میں خود اس کے پاس آجاتا۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! بجائے اس کے کہ آپؐ تشریف لاتے بہتر یہی تھا کہ وہ خود چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ہم اس کے بیٹے کے احسانات یاد رکھتے ہیں۔"

(۱۴۹) حضرت ابی طلحہ زید بن سہل الانصاریؓ کے فضائل

(۱) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ابی طلحہؓ سے فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں، کوئی تم میں سے اس جیسا ماموں لے کر تو آئے۔ (۲) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے احد کے دن فرمایا: جو کافر کو قتل کرے گا اس کا سامان اسی کو ملے گا۔ ابو طلحہؓ نے اس دن بیس آدمی (کافر) قتل کیے۔ (۳) حاکم نے "المستدرک" میں حضرت جابرؓ یا حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ السلام نے فرمایا: لشکر میں ابی طلحہؓ کی آواز ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: کہ ابی طلحہؓ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے۔ (۴) حاکم نے حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ابی طلحہؓ نے رسول اللہ علیہ السلام کے وصال کے بعد عید الفطر اور عید الاضحٰی کے سوا چالیس سال اس طرح روزہ رکھا کہ درمیان میں افطار نہیں کیا (یعنی مسلسل روزے رکھے درمیان میں کوئی دن بے روزہ نہیں رہے)۔ (۵) حاکم نے المستدرک میں حضرت انسؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت

(۱) المستدرک ۳/۳۵۱ (۲) المستدرک ۳/۳۵۳ (۳) المستدرک ۳/۳۵۲ (۴) المستدرک ۳/۳۵۳ (۵) ایضاً

ابو طلحہؓ سپر لے کر حضورؐ کے سامنے تیر پہ تیر چلارہے تھے اس اثناء میں سرورِ دو عالم ﷺ سر مبارک اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں کہاں جا کر گرتے ہیں۔ ابو طلحہؓ عرض کرتے "میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، (سر مبارک نہ اٹھایئے کہیں آپؐ کو تیر نہ لگ جائے) میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے سامنے ہے۔ ابو طلحہؓ سپر لے کر حضورؐ کے سامنے کھڑے حفاظت و نگہبانی کرتے تھے۔

(۱۵۰) حضرت جُندب بن کعب العبدیؓ کے فضائل

(۱) ابن عساکر نے حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جندبؓ کیا ہیں، جندبؓ؟ زیدؓ الخیر کیا ہیں، زید الخیرؓ؟ ایک تو ان میں سے ایسے ہیں جو ایسی کاری ضرب لگاتے ہیں جس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کا حال یہ ہے کہ اس کا ایک عضو جنت میں سبقت لے گیا۔ اور باقی جسم اس کے پیچھے (جنت کی طرف) چلا جارہا ہے۔

(۲) ابن السکن، ابن مندہ اور ابن عساکر نے ابی ذرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی ذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جندبؓ، کیا ہیں جندبؓ؟ اور اقطع زید الخیر ہیں۔ جندبؓ ایسی کاری ضرب لگاتے ہیں کہ ایک جماعت کا کام اکیلے ہی کر جاتے ہیں۔ اور زیدؓ تو ایسے ہیں کہ ان کا ہاتھ ان کے بدن سے پہلے ہی فوراً جنت میں چلا گیا۔" زید مذکور سے مراد زید بن صوحانؓ ہیں۔ اس حدیث کا ایک حصہ "زید بن صوحانؓ کے فضائل" میں گزر چکا ہے۔

(۱) تہذیب ابن عساکر عن علی ۳/ ۴۱۳ (۲) تہذیب ابن عساکر ۳/ ۴۱۲

(۱۵۱) حضرت جُعیل بن سُراقہؓ کے فضائل

(۱) رویانی، ابو نعیم "الحلیہ" میں اور ضیا ابی ذرؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا جُعیلؓ اور فلاں شخص کے بارے کیا خیال ہے؟ جُعیل بھی اس کی طرح زمین بھر کے خزانے سے بہتر ہے۔ وہ تو اپنی قوم کا سردار ہے۔ اور (اقرعؓ اور عیینہؓ) ان کو تو میں تالیف قلوب کے لئے مال دیتا ہوں۔ (۲) ابن اسحاق نے "المغازی" میں اور ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں نیز رویانی اور ابن عبدالحکم نے "فتوح مصر" میں محمد بن ابراہیم التیمی سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جُعیل بھی اقرع (بن حابس) اور عیینہ (بن حصن) کی طرح زمین بھر کے خزانے سے بہتر ہے۔ اور ان دونوں (اقرعؓ و عیینہؓ) کو تو میں تالیفِ قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ اور جُعیلؓ کو میں نے اس کے اسلام کے سپرد کیا۔ (یعنی مجھے اس کے اسلام پر اعتماد ہے)۔

(۱۵۲) حضرت ماعز بن مالکؓ کے فضائل

(۱) مسلم، ابو داوٗد اور نسائی نے حضرت بُریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ماعزؓ کے لئے دعائے مغفرت مانگو۔ اس نے البتہ تحقیق ایسی (خالص) توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ کو ایک امت پر بھی تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے۔" (۲) طبرانی نے ابی الطفیل سے انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ماعزؓ کو برا بھلا نہ کہو۔ (۳) ابن حبان اور ضیاء نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: البتہ

﴿(۱) کنز العمال ۱۱/۶۶۹ (۲) ایضاً﴾ ﴿(۱) کنز العمال ۱۱/۳۶/۷، مسلم (کتاب الحدود) ۲/۱۰۸-۱۰۹، سنن ابی داؤد (الحدود) ۲/۲۹۹، احمد ۳/۶۱، ابن ماجہ ۵/۱۱۶ (۲) کنز ایضاً (۳) کنز العمال رقم (۳۳۶۴۷)﴾

تحقیق میں نے ماعزؓ کو جنت کی نہروں میں غوطے لگاتے دیکھا ہے۔" (۴) ابو عوانہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ (۵) ابن عساکر نے یہ روایت بایں الفاظ نقل کی ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ماعزؓ جنت کی نہروں میں سے دو نہروں میں موجود ہے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

﴿(۴) ایضاً (۵) ج (۳۳۶۴۸) سنن ابی داؤد (الحدود) ۲/ ۲۳۰﴾

فصل

فضائلِ صحابیات

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ازواجِ مطہرات اور بناتِ طیبات کے مناقب و فضائل بابِ ثالث میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کے فضائل و مناقب کے لئے بابِ ثالث کی طرف مراجعت فرمائیں۔

(۱۵۴) حضرت امامہؓ بنتِ زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے فضائل

(۱) احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کسی نے (نجاشی) بطور ہدیہ ایک زریں ہار بھیجا۔ تمام ازواج مطہرات گھر میں جمع تھیں۔ اور امامہؓ بنت زینبؓ بنت رسول کریم ﷺ جو کہ ابو العاص بن ربیعؓ کی صاحبزادی ہیں۔ وہ گھر کے ایک گوشہ میں مٹی سے کھیل رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار ہمیں دکھانے کے لئے دیا اور پوچھا کہ یہ ہار کیسا ہے؟ ہم نے وہ زریں ہار دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بہت خوبصورت، اس سے بڑھ کر خوبصورت اور من پسند ہار ہم نے کبھی بھی نہیں دیکھا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: اچھا یہ ہار مجھے واپس دو۔ جب آپؐ نے وہ ہار لے لیا تو فرمایا: واللہ! یہ زریں ہار میں اپنی محبوب ترین کے گلے میں ڈالوں گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے اوپر زمین تاریک ہو گئی یعنی مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں

(۱) مجمع الزوائد ۹ / ۲۵۵۔

یہ ہار حضورؐ میرے علاوہ کسی اور کے گلے میں نہ ڈال دیں۔ لیکن میں یہ بھی سمجھتی تھی کہ حضورؐ کو جو مجھ سے والہانہ محبت ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں ہے۔ سب نے اپنے سر جھکا لئے۔ حضورؐ وہ ہار لے کر آگے بڑھے اور امامہ بنت ابی العاصؓ کے گلے میں ڈال دیا۔" (۲) حضرت علی بن ابی طالبؓ نے امامہؓ سے نکاح کر لیا تھا۔ (۴۰ھ میں) جب حضرت علیؓ نے شہادت پائی یہ امامہؓ ان کے نکاح میں تھی۔ اور حضرت علیؓ ان کو شہادت کے وقت وصیت کر گئے تھے کہ مغیرہ بن نوفلؓ سے نکاح کر لینا۔ اس کے قبل حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کا پیغام نکاح پہنچا تھا۔ چنانچہ امامہؓ مغیرہؓ سے حکم طلب کرنے آئیں حضرت مغیرہؓ نے ان سے کہا کہ میں بہ نسبت معاویہؓ کے زیادہ بہتر ہوں لہٰذا اپنا نکاح مجھ سے کرو۔ امامہؓ نے ایسا ہی کیا۔ مغیرہؓ نے چند آدمی بلا کر امامہؓ سے نکاح کر لیا۔ حضرت امامہؓ نے مغیرہ کے ہاں وفات پائی۔"

(۱۵۴) حضرت صَفیہؓ بنت عبد المطلبؓ کے فضائل

(۱) زبیر بن بکار، ابن اسحٰق اور ابن عساکر نے زبیر بن عوامؓ سے انھوں نے حضرت صفیہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ اُحد کی طرف نکلے تو مجھے بھی اور باقی مستورات کو بھی ایک مستحکم قلعہ میں جسے "فارع" کہا جاتا تھا چھوڑ گئے، وہ قلعہ مسجد کے پاس تھا اس میں مستورات کو داخل کر کے خود غزوۂ احد کے لئے چلے گئے اور ہمارے ساتھ (حفاظت کے لئے) حضرت حسان بن ثابتؓ تھے (یہود یہ دیکھ کر کہ تمام لوگ حضورؐ کے ساتھ ہیں قلعہ پر حملہ کر دیا) ایک یہودی قلعہ پر چڑھ آیا اور پھاٹک تک پہنچ گیا۔ میں نے حسانؓ سے کہا کہ اس کو قتل کر دو، حسانؓ نے کہا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ اگر میں اس کام کا ہوتا تو

(۲) مجمع الزوائد ۹/ ۲۵۵ (۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۳۱، مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۴-۱۱۵

یہاں کیوں ہوتا؟ حضورؐ کے ساتھ غزوہ میں ہوتا۔ میں نے کہا کہ اچھا چلو میرے بازو پر تلوار کو باندھ دو۔ حسانؓ نے تلوار باندھ دی۔ میں اس یہودی دشمن کی طرف گئی اور جاکر اس کا سر کاٹ ڈالا۔ میں نے پھر حسانؓ سے کہا کہ اس کا کان لیکر ان یہودیوں کی طرف پھینک دو (تاکہ وہ خوفزدہ ہو جائیں) چنانچہ وہ یہودی قلعہ سے نیچے اتر گئے۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں یقین تھا کہ محمد ﷺ اپنے اھل کو تنہا نہیں چھوڑ گئے ہوں گے ضرور یہاں فوج متعین ہے۔" (۲) ابن عساکر نے یہی روایتِ صفیہؓ ایک دوسری سند سے بھی نقل کی ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم مستورات حسان بن ثابتؓ کے ساتھ قلعہ "فارع" میں تھیں۔ اور نبی علیہ السلام غزوۂ خندق میں تشریف لے گئے تھے۔ اچانک ایک یہودی قلعہ کے اردگرد چکر لگانے لگا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں اسے ہمارا پتہ نہ چل جائے (اور جاکر دشمن کو بتادے) میں نے حسانؓ سے کہا کہ قلعہ سے اتر کر اس یہودی کو قتل کر دو۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ جاکر دشمنوں کو پتہ دے گا۔ حسانؓ نے کہا کہ اے بنت عبدالمطلبؓ! آپؓ کو تو معلوم ہے کہ میں اس کام کا نہیں۔ (حسانؓ کو دراصل کوئی عارضہ لاحق ہو گیا تھا)۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ بالآخر میں کمربستہ ہوئی۔ قلعہ سے نیچے اتری، اور ایک خیمہ کی چوب (لکڑی) لی اور اس یہودی کو قتل کر دیا۔ اور حسانؓ سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ۔ حسانؓ نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (۳) ابن عساکر نے ضحاک بن عثمان الحزامیؒ سے روایت نقل کی ہے :۔ ضحاک فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ اور حضرت حسانؓ کے مابین جو بات بھی ہوئی اس کا ذکر جب نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو آپؐ بہت ہنسے مسکرائے اور خوش ہوئے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپؐ کو اس طرح سے ہنستے اور خوش ہوتے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

(۲) کنز ایضاً (۳) تہذیب ابن عساکر ۴/ ۱۴۳

(۱۵۵) حضرت فاطمہ بنت اسدؓ والدہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں نیز حاکم نے حضرتِ انسؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرتِ علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے وفات پائی تو رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے اور فاطمہؓ کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور یہ فرمایا: اماں! آپ ہی میری اماں تھیں میری اماں کے بعد، خود تم بھوکی رہتی اور مجھے پیٹ بھر کے کھلاتی۔ خود تمہارے پاس کپڑا نہ ہوتا پر مجھے تم کپڑا بھی پہناتی۔ عمدہ چیز کو اپنے سے روکتی اور مجھے کھلا دیتی۔ یہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کے ارادہ سے کرتی تھیں۔ حضرتِ انسؓ نے غسل کا بھی ذکر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کے جسم پر کافور ملا پانی ڈالا اور اپنی قمیض اُتار کر اُن کو پہنا دی۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب حضرتِ فاطمہؓ کی قبر کھودنے کا وقت آیا تو خود رسولِ پاک ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے قبر کھودی اور اپنے دستِ مبارک سے اُس کی مٹی نکالی جب اس سے فارغ ہو گئے تو قبر میں اُتر کر لیٹ گئے تو پھر فرمایا! اللہ وہ ذات ہے جو زندہ کرتی ہے اور مارتی بھی ہے۔ وہ حَیٌّ قَیُّوْمُ ذات ہے اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنتِ اسدؓ کی مغفرت فرما اور اس کو حجت کی تلقین فرما اور اپنے نبی ﷺ اور ان انبیاء کے واسطے سے اس کی قبر کشادہ فرما جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ آپ کی ذات ارحم الراحمین ہے آپ ﷺ نے پھر چار تکبیریں پڑھیں، اور پھر آپ ﷺ نے حضرتِ عباسؓ اور حضرتِ ابو بکر صدیقؓ نے انھیں قبر میں ڈال دیا۔

(۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۵۶۔۲۵۷، المستدرک ۳/ ۱۰۸

(۲) یہ روایت طبرانی نے "الاوسط" میں مختصراً نقل کی ہے۔ (۳) حاکم نے بھی "المستدرک" میں اختصار کے ساتھ حضرت علیؓ سے اس روایت کو معنیً نقل کیا ہے۔ (۴) نیز شیرازی نے "الالقاب" میں اسکو ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ (۵) ابو نعیم نے بھی اسکو "المعرفۃ" میں اور دیلمی نے اسنادِ حسن کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۱۵۶) حضرت اُمِّ ھانی بنتِ ابی طالبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عبد الرحمٰن بن ابی رافعؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ کہ امِ ھانی بنتِ ابی طالبؓ ایک مرتبہ آراستہ ہو کر نکلیں ان کی بالیاں اچانک ظاہر ہو گئیں۔ عمر بن الخطابؓ نے ان سے فرمایا! امّ ھانی! اچھی طرح سمجھ لو کہ محمد ﷺ اللہ کے عذاب سے تمہیں ذرا بھر بھی نہیں بچا سکتے امّ ھانی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہو گیا ہے کہتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہلِ بیت کو نصیب نہیں ہو گی؟ تحقیق میری شفاعت "حا اور حکم" دونوں کو نصیب ہو گی حا اور حکم دو قبیلے تھے" صحیح احادیث اس بارے وارد ہوئی ہیں کہ حضور ﷺ نے اس آیت کے نزول کے وقت اپنے رشتے داروں کو بلایا اور جمع کیا اور ان سب کو فرمایا! اے فاطمہ بنت محمد ﷺ، اے بنو عبد المطلب، اے فلاں اور اے فلاں! میں تم کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا" لیکن اس کے باوجود امتِ محمدیہ ﷺ کے لئے حضور ﷺ کی شفاعت کے متعلق احادیثِ کثیر متواتر موجود ہیں۔ دونوں قسم کی احادیث کو جمع کرنا ممکن ہے"۔

(۲) مجمع ۹/ ۲۵۷ (۳) المستدرک ۳/ ۱۰۸ (۴) کنز العمال ۱۳/ ۶۳۵ (۵) ایضاً — (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۵۷

(۱۵۷) حضرتِ دُرّہ بنت ابی لھبؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حدیثِ ابن عمرؓ و ابی ھریرہؓ و عمار بن یاسرؓ نقل کی ہیں: یہ اصحابِ کرامؓ فرماتے ہیں کہ دُرّہ بنت ابی لھبؓ ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور یہاں آکر رافع بن علاء الزرقی کے گھر میں قیام کیا۔ بنی زُریق کی چند عورتیں آئیں اور انھوں نے دُرّہؓ سے یہ کہا کہ تو اسی ابولہب کی بیٹی ہے نا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی "تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ، مَآاَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَاكَسَبَ"۔ تیری ہجرت تجھے نہیں چاسکتی، دُرّہؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان عورتوں کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے دُرّہؓ کو تسلی دی اور فرمایا "بیٹھ جاؤ" حضور ﷺ نے پھر لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تھوڑی دیر تشریف فرما رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! مجھے میرے اہل کے متعلق اذیت کیوں دیتے ہو؟! واللہ! البتہ تحقیق میری شفاعت حا، حکم، صدا اور سلھب کو قیامت کے دن نصیب ہوگی (یہ سب یمنی قبائل تھے)۔ (۲) طبرانی نے "الکبیر" میں روایتِ اولیٰ کی طرح حدیثِ ابن ابی حسین بھی مرسلاً نقل کی ہے۔ اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے دُرّہؓ سے فرمایا: جو تجھے ناراض کرے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو۔ (۳) احمد نے دُرّہؓ سے نقل کیا ہے: دُرّہؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک دن حضرتِ عائشہؓ کے پاس تھی کہ رسولِ کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ وضو کے لئے پانی لاؤ (دُرّہ کہتی ہیں کہ) میں اور عائشہؓ پانی کے ایک کوزہ کو لینے کے لئے بھاگے۔ لیکن عائشہؓ نے کوزہ لینے میں جلدی دکھائی۔ بالآخر وہ کوزہ میں نے ہی پکڑ لیا۔ حضور ﷺ نے اس سے وضو فرمایا اور میری طرف نگاہِ مبارک اٹھائی اور فرمایا: اَنتِ

(۱) ایضاً (۲) مجمع ۹/ ۵۸ (۳) احمد ۶/ ۴۳۱-۴۳۲

مِنِّی وَاَنَا مِنْكَ"۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۱۵۸) حضرتِ حلیمہ السعدیہؓ کے فضائل

حضرتِ حلیمہؓ وہ مبارک خاتونؓ ہیں جنہوں نے رسالتمآب ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ (۱) طبرانی نے ابی الطفیل سے روایت نقل کی ہے کہ ابی الطفیل نے رسولِ کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مقامِ "جعرانہ" میں گوشت تقسیم فرمارہے تھے کہ اچانک ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے (ادباً) اس کے لئے اپنی ردائے مبارک بچھادی میں نے عرض کیا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا، یہ آنحضرت ﷺ کی رضائی والدہ محترمہؓ ہیں"۔ ابو داؤد نے بھی "سنن" میں حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

(۱۵۹) حضرتِ اسماء بنتِ عُمیسؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ خواتین "اخواتِ مؤمنات (مومن بہنیں) ہیں:۔ میمونہؓ زوجۂ نبی پاک ﷺ، امّ الفضلؓ زوجہ عباسؓ، اسماء بنتِ عُمیسؓ زوجۂ جعفرؓ، اور زوجۂ حمزہؓ۔ یہ ان سب کی ماں شریک ہمشیرہ ہے"۔

(۱۶۰) حضرتِ اسماء بنتِ یزیدؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے الکبیر میں مہاجر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ معاذ بن جبلؓ کی بنتِ عم (چچا کی بیٹی) اسماء بنتِ یزید بن السکنؓ نے (۱۵ھ میں) جنگِ یرموک میں اپنے خیمہ کی لکڑی سے نو رومیوں کو قتل کیا تھا۔"

---

(۱) مجمع الزوائد ۹/۲۵۹ (۱) مجمع الزوائد ۹/۲۶۰ (۱) مجمع الزوائد ۹/۲۶۰

(۱۶۱) حضرتِ اسماءؓ بنتِ ابی بکر الصدیقؓ کے فضائل

(۱) ابن ابی شیبہ نے حضرتِ اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کا ارادہ فرمایا تو میں نے ابی بکرؓ کے گھر میں آپ ﷺ کے لئے زادِ راہ تیار کیا۔ خدا کی قسم! ناشتہ دان کا منہ باندھنے کے لئے میرے پاس صرف اپنا نطاق (کمر بند) ہی تھا۔ حضرتِ ابی بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم اپنی نطاق کو پھاڑ کر دو حصے کر لو ایک سے مشک کا منہ باندھ لو اور دوسرے ٹکڑے سے ناشتہ دان کا منہ باندھ لو۔ اسی بناء پر ان کو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسماءؓ سے فرمایا:۔ اسماءؓ تمہیں جنت میں اس کے بدلہ میں دو نطاق (کمر بند) ملیں گے۔ حضرتِ اسماءؓ سو برس زندہ رہیں حضرتِ اسماءؓ عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ہیں جب حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو سولی پر لٹکا دیا تھا تو حجاج نے یہ کہا تھا کہ میں اس کو اس وقت تک سولی سے نہیں اتاروں گا جب تک کہ اس کی والدہ (اسماء بنت ابی بکرؓ) اس کی سفارش نہیں کرے گی۔ ایک دن حضرتِ اسماءؓ اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں دیکھا کہ لاش الٹی لٹکی ہے۔ (نہایت استقلال سے) کہا کہ کیا اس سوار کے گھوڑے سے اُترنے کا ابھی وقت نہیں آیا؟ حجاج نے کہا کہ یہ سفارش ہے چنانچہ اُنکو اُتار دیا"۔ طبرانی نے یہ روایت سیرت نگاروں سے نقل کی ہے۔

(۱۶۲) حضرتِ اُمّ سلیطؓ کے فضائل

(۱) ابو عبید نے ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت نقل کی ہے کہ حضرتِ عمر بن الخطابؓ نے مدینہ منورہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کیں۔ ایک عمدہ چادر بچ گئی

(۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۲۷ (۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۲۲-۶۲۳

تو بعض حضرات نے جو آپؓ کے پاس تھے یہ کہا کہ یا امیر المومنینؓ! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے جو آپ کے گھر میں ہیں۔ ان کی مراد آپؓ کی اہلیہ ام کلثوم بنت علیؓ سے تھی۔ لیکن حضرتِ عمرؓ نے جواب دیا کہ امّ سلیطؓ اس کی زیادہ مستحق ہے۔ یہ امّ سلیط ان انصاری عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرتِ عمرؓ نے فرمایا کہ آپؓ احد کے موقع پر ہمارے لئے پانی کے مشکیزے اُٹھا کر لاتی تھیں"۔

(۱۶۳) حضرتِ امّ کلثوم بنتِ علیؓ کے فضائل

(۱) ابو نعیم نے "المعرفۃ" میں اور ابنِ عساکر نے مستظل بن حصین سے روایت نقل کی ہے :۔ کہ حضرتِ عمر بن الخطابؓ نے حضرتِ علی بن ابی طالب کو ان کی صاحبزادی ام کلثوم کے لئے پیغامِ نکاح دیا۔ حضرتِ علیؓ نے کم عمری کا عذر کر دیا۔ حضرتِ عمرؓ نے فرمایا کہ میرا مقصود تکمیلِ خواہش نہیں ہے۔ در حقیقت میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن میرے سبب و نسب کے سوا باقی تمام سبب و نسب کے سلسلے ختم ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک کا عصبہ اس کے باپ کی طرف سے ہے لیکن اولادِ فاطمہؓ کا میں باپ بھی ہوں اور عصبہ بھی"۔ (۲) ابنِ سعد طیالسی، اور ابن راھویہ نے بھی یہ روایتِ مذکورہ ابی جعفر سے انھوں نے حضرتِ عمر فاروقؓ سے نقل کی ہے"۔

(۱۶۴) حضرتِ ابو عبیدہ کی زوجہؓ کے فضائل

(۱) ابن المبارک نے سفیان سے روایت نقل کی ہے سفیانؒ فرماتے ہیں کہ حضرتِ عمر فاروقؓ ابو عبیدہؓ کے ہاں آئے عمر فاروقؓ کو کوئی بات ناگوار گزری آپؓ نے

(۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۲۲ (۲) ابن سعد ۸/ ۴۶۳ (۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۲۳

ابو عبیدہ کی اہلیہ سے کہا کیا تو ایسا کرے گی ؟ میں نے تیرے ساتھ برا سلوک کرنے کا عزم کر لیا ہے۔ ان کی اہلیہ بولیں : تم اس پر قدرت و طاقت نہیں رکھتے : ابو عبیدہؓ بولے اے امیر المؤمنین ! کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اس پر قدرت دی ہے آپؓ کر سکتے ہیں۔ ابو عبیدہؓ کی اہلیہ بولیں کیا تم مجھ سے اسلام کی دولت چھین سکتے ہو ؟ عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ”نہیں“ وہ بولیں :۔ لہٰذا مجھے اس کے سوا کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ ”رَحِمَكِ اللّٰه“ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اسلام کی محبت تیرے دل میں ایسی جاگزیں ہو گئی ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ اسلام تجھے جنت میں ہی داخل کر کے رہے گا“۔

(۱۶۵) حضرتِ امّ عمارہ بنتِ کعبؓ کے فضائل

(۱) ابنِ سعد نے حضرتِ عمر بن الخطابؓ سے روایت نقل کی ہے۔ عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُحد کے دن رسولِ پاک ﷺ کو فرماتے سنا ہے : آپؐ نے فرمایا : میں اُحد کے دن اُمّ عمارہؓ کو اپنے دائیں اور بائیں برابر لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔“

(۱۶۶) حضرتِ سُبَیعہ الغامدیہؓ کے فضائل

بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام ”آمنہ بنتِ خَلَف“ ہے یہ وہی ہیں جنہیں رجم کیا گیا تھا۔ (۱) ابنِ جریر نے بُریدہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے جب لوگوں کو سبیعہ غامدیہؓ کے رجم کا حکم دیا تو خالد بن الولیدؓ آگے بڑھے اور ان کے سر پر تیر مارا جس کی وجہ سے خون کا چھینٹا خالدؓ پر بھی پڑ گیا۔ خالدؓ نے ان کو برا بھلا کہا حضورؐ نے خالدؓ کے برا بھلا کہنے کو سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : خالدؓ ! رک جاؤ۔ سُبَیعہؓ کو برا بھلا نہ کہو قسم ہے اس ذات کبریائی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سُبَیعہؓ نے ایسی خالص توبہ کی

(۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۲۵، ابن سعد ۸/ ۳۱۵ (۱) کنز العمال ۱۳/ ۱۲۸

ہے کہ اگر ایسی توبہ ٹیکس وصول کرنے والا کرتا تو اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی۔ پھر آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کی جنازہ پڑھی گئی۔ یہ حدیثِ مبارکہ بہت سی کتبِ حدیث وسیر میں منقول ہے"۔

(۱۶۷) حضرتِ امّ ورقہ بنتِ عبداللہ ابن الحارث الانصاریؓ کے فضائل

(۱) ابن سعد، ابن راھویہ، ابو نعیم "الحلیۃ" میں بیہقی اور ابو داؤد حضرتِ امّ ورقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ امّ ورقہؓ کی زیارت کو جاتے تھے آپ ﷺ نے ان کا نام "اَلشَّھِیْدَۃ" رکھا تھا امّ ورقہؓ نے قرآن پاک جمع بھی فرمایا تھا آپؓ نے رسولِ کریم ﷺ سے غزوہ بدر کے موقع پر شرکت کی اجازت مانگی تھی کہ مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کو پٹی مرہم کروں گی ممکن ہے کہ مجھے رتبۂ شہادت حاصل ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ تم کو مرتبہ شہادت عطا فرمائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے آپکو گھر کا عورتوں کا امام بنایا تھا ایک مؤذن بھی آپؓ کا مقرر تھا۔ انھوں نے ایک غلام اور لونڈی کو مدبّر بنایا تھا۔ (یعنی اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو) ان بدبختوں نے رات کو ایک چادر ڈال کر ان کا کام تمام کر دیا (شہید کر دیا) یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے۔ صبح کو حضرتِ عمرؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ "شہیدہ کے گھر چلو"۔

---

(۱) کنزالعمال ۱۳/ ۶۲۸، ابن سعد ۸/ ۴۵۷، الحلیہ ۲/ ۶۳

(۱۶۸) حضرتِ سلامہ بنتِ معقلؓ کے فضائل

(۱) ابو نعیم نے حضرتِ سلامہ بنتِ معقلؓ سے روایت نقل کی ہے حضرتِ سلامہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت کی بات ہے کہ میرے چچا مجھے بیچنے کے لئے لائے اور مجھے حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ دیا انھوں نے مجھے لونڈی بناکر اپنے پاس رکھا۔ چنانچہ میں نے ان کے لئے عبدالرحمٰن بن حباب کو جنا۔ جب حباب کا انتقال ہو گیا انھوں نے قرض وغیرہ چھوڑا۔ حباب کے بیوی نے مجھ سے کہا کہ اے سلامہ! اب قرض کی ادائیگی کے لئے تمھیں فروخت کردیا جائے گا میں نے کہا کہ اگر اللہ کو یہی منظور ہے تو ٹھیک ہے میں صبر کرلوں گی۔ پھر میں رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ کو میں نے سارا قصہ سنادیا۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ حباب کے ترکہ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ان کے بھائی ابو الیسر بن عمرو ترکہ کے مالک ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابو الیسر سے فرمایا کہ تم اس (سلامہ) کو آزاد کردو جب کوئی غلام میرے پاس آئے گا میں عوض میں تمھیں وہ غلام دے دوں گا چنانچہ انھوں نے سلامہ کو آزاد کردیا۔ ایک دن ایک غلام حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے ابو الیسرؓ کو بلایا جب وہ آئے تو فرمایا۔ یہ غلام اس کے بدلہ میں لے لو"۔

(۱۶۹) حضرتِ سمیہؓ اُمّ عمارؓ کے فضائل

(۱) ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے مرسلاً نقل کیا ہے مجاہد فرماتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے جو شہید ہوئیں وہ سمیہؓ والدۂ عمار بن یاسرؓ ہیں۔ ابو جہلؓ نے آپؓ کی شرم گاہ میں ایسی زور سے برچھی ماری کہ جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔" (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)۔

(۱) کنز العمال ۱۳/ ۶۳۰ (۱) ایضاً

﴿(۱۷۰)حضرتِ حَمنہ بنتِ جَحش رضی اللہ عنہا کے فضائل﴾

(۱) طبرانی نے ابی احمد بن جحش سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُحد کے دن حمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ پیاسوں کو پانی پلارہی اور زخمیوں کا علاج کر رہی تھیں۔

(۲) طبرانی نے محمد بن اسحٰق سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسد کی جن عورتوں نے ہجرت میں حصہ لیا ان میں حمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ جحش بھی تھیں"۔

﴿(۱۷۱)حضرتِ سلمٰی بنت قیس رضی اللہ عنہا کے فضائل﴾

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں محمد بن اسحٰق سے نقل کیا ہے محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ ام المنذر وہ خاتون مبارک ہیں جنھیں رسالتمآب ﷺ کے ہمراہ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہے اور نیز یہ آپ ﷺ سے احادیث روایت بھی کرتی ہیں"۔

﴿(۱۷۲)حضرتِ امّ ایوب رضی اللہ عنہا زوجہ ابی ایوب رضی اللہ عنہ کے فضائل﴾

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرتِ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا: اے ابو ایوب رضی اللہ عنہ! (جانتے ہو) امّ ایوب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینا حوب (گناہ) ہے ابن سیرین فرماتے ہیں کہ "حوب" کا معنی ہے "گناہ"۔

﴿(۱)مجمع الزوائد ۹/ ۲۶۲ (۲)ایضاً﴾﴿(۱)ایضاً﴾ ﴿(۱)ایضاً﴾

(۱۷۳) حضرتِ روضہؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ روضہؓ سے نقل کیا ہے :۔ حضرتِ روضہؓ فرماتی ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں ایک عورت کی خادمہ تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو میری مالکن نے مجھ سے کہا کہ اے روضہؓ! دروازہ پر کھڑی ہو جا، جب وہ آدمی (حضور ﷺ) آئے تو مجھے بتا دینا میں دروازہ پر کھڑی ہو گئی، چنانچہ اُدھر سے نبی پاک ﷺ اپنے چند اصحابؓ کے ہمراہ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کی ردائے مبارک کا کنارہ پکڑا، حضور ﷺ مجھے دیکھ کر مسکرائے (روضہؓ) کہتی ہیں کہ میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے میرے سر پر دستِ مبارک بھی پھیرا تھا میں نے فوراً اپنی مالکن سے کہا کہ تحقیق وہ آدمی آگئے ہیں۔ (یہ سن کر) میری مالکن اور گھر میں جتنے افراد تھے گھر سے نکلے اور حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ حضور ﷺ نے ان سب پر اسلام کی دعوت پیش کی چنانچہ سب نے اسلام قبول کر لیا۔ عبدالجلیل کہتے ہیں کہ ثُبَیتہ نے مجھے یہ بات بتائی کہ میں نے روضہؓ کو اپنے ساتھ اس گھر میں دیکھا ہے جو گھر بنی سلیم میں تھا۔ میں دیکھتی تھی کہ آس پاس کے پڑوسی جب کوئی غلام، خادم کپڑا اور کھانا غرضیکہ کوئی چیز بھی خریدتے تو روضہؓ کو بلا کر کہتے روضہؓ! اپنا مبارک ہاتھ اس پر رکھ دو۔ آپؓ جس چیز کو بھی مس کرتی تھیں اس چیز میں برکت آجاتی (سبحان اللہ)"۔

(۱۷۴) حضرتِ سلامہ بنت الحرؓ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں حضرتِ سلامہ بنت الحرؓ سے روایت نقل کی ہے : حضرتِ سلامہ بنت الحرؓ فرماتی ہیں کہ ابتدائے اسلام میں حضور پرنور ﷺ کا میرے

(۱) مجمع ۹/ ۲۶۲۔ ۲۶۳ (۱) مجمع الزوائد ۹/ ۲۶۴، الاستیعاب ۴/ ۱۸۶۱

پاس سے گزر ہوا میں اس وقت بکریاں چرا رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلامہ! تو کس چیز کی گواہی دیتی ہے؟ میں نے کہا کہ :۔ "اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"۔ میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول و پیغمبر ہیں۔ آپ ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔

باب خامس

فضائل تابعین و امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

﴿فصل اوّل﴾

﴿فضائلِ تابعین کرام﴾

بابِ اوّل میں یہ حدیثِ مبارکہ ذکر ہو چکی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:۔ "خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" ﴿بہترین دور میرا دور ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے، پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے﴾ یہ حدیث نبویؐ عظیم منقبت و فضیلت کی حامل ہے اور تابعین کرام کو بھی شامل ہے۔"

﴿(۱۷۵) حضرت اُوَیس القَرَنیؒ کے فضائل﴾

(۱) احمد نے "ابی یعلی" سے نقل کیا ہے ابی یعلیؒ فرماتے ہیں کہ "صفین" سے ایک آدمی نے پکارا۔ کیا تم میں "اُویسؒ القَرَنی" موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ "ہاں" پکارنے والے نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "اُویس" "خَيْرُ التَّابِعِيْن" ہیں (یعنی تابعین میں سب سے بہتر آدمی ہیں۔ (۲) ابنِ سعد "مسلم" ابو عوانہ" "رویانی" ابو یعلی الموصلی، اور بیہقی نے "الدلائل" میں اُسیر بن جابرؒ سے روایت نقل کی ہے "اُسیر فرماتے ہیں کہ حضرتِ فاروق اعظمؓ یمن سے آنے والے ہر اسلامی لشکر اور قافلے سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تمھارے ہاں کوئی شخص اُویس بن عامر ہے؟ اور جب حضرتِ اُویسؒ دربارِ فاروقی میں پہنچے تو حضرتِ عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اُویس بن عامر ہو؟ وہ بولے "ہاں" میں اویس بن عامر ہوں۔ پھر حضرتِ عمرؓ نے پوچھا کہ کیا تم قبیلہ مُراد سے تعلق رکھتے ہو اور قَرَنی ہو؟ انھوں نے جواب دیا "ہاں"!

﴿(۱) احمد ۱/ ۳۸ (۲) ابن سعد ۶/ ۱۶۲۔ ۱۶۳، مسلم ۲/ ۱۶۷۔﴾

حضرتِ عمرؓ نے پوچھا کیا تم کو برص کا مرض لاحق تھا اور پھر تم اچھے ہو گئے سوائے ایک درہم کے بقدر نشان کے؟ انھوں نے کہا کہ "ہاں"۔ حضرتِ عمرؓ نے پوچھا کہ کیا تمھاری ایک والدہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا "ہاں" تب فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا:۔ میں نے رسولِ کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "تمھارے پاس ایک شخص اُویس بن عامر اہلِ یمن کے اسلامی لشکر اور قافلے کے ساتھ آئے گا۔ جو قبیلہ مُراد سے تعلق رکھتا ہوگا اور قرن کا ہوگا اس کو برص کا مرض لاحق تھا جو اب جاتا رہا ہے مگر ایک درہم کے بقدر نشان باقی رہ گیا ہے اس کی ایک والدہ ہے جس کی خدمت اور خبر گیری میں مصروف ہے۔ (اسکی شان یہ ہے کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کرتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو اس سے دعائے مغفرت کی درخواست کرنا۔ پس اے اویسؒ! میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعائے مغفرت کرو"۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ: جب لوگوں کو حضرتِ اویسؒ کا مقام ومرتبہ معلوم ہوا تو وہاں سے چلے گئے۔" (۳) ابنِ سعد، ابو نُعیم نے "الحلیۃ" میں اور بیہقی نے "الدلائل" میں اور ابنِ عساکر نے مذکورہ حدیثِ اُسیر طویل نقل کی ہے"۔ (۴) حسن بن سفیان" ابو نعیم نے "المعرفۃ" میں، بیہقی نے "الدلائل" میں اور ابن عساکر نے صعصعہ بن معاویہ سے اس حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں:۔ جو شخص تم میں سے اویسؒ کو پائے اور دعائے مغفرت کرا سکے تو ضرور اس سے دعائے مغفرت کرائے"۔ (۵) خرقی نے "الفوائد" میں اور خطیب اور ابن عساکر نے بھی حدیثِ نصر بن سعید نقل کی ہے۔ نیز ابن عساکر نے حدیثِ حسن مرسلاً نقل کی ہے"۔ (٦) ابنِ عساکرؒ نے یہ روایتِ مذکورہ نہشل بن سعید سے انھوں نے ضحاک بن

---

(۳) ابن سعد ٦/ ۱٦۳، الحلیہ ۲/ ۸۲ (۴) الحلیہ ۲/ ۸۰، تہذیب ابن عساکر ۳/ ۱٦۴، (۵) تہذیب ابن عساکر ۳/ ۱٦۹، (٦) تہذیب ابن عساکر ۳/ ۱٦۵

مُزاحم سے انھوں نے ابنِ عباسؓ سے بھی نقل کی ہے۔ اختلافِ رواۃ کے اعتبار سے الفاظِ حدیث مختلف ہیں۔ (۷) "ابنِ عساکر" نے علقمہ بن مرثد الحضرمی سے روایت نقل کی ہے: علقمہ فرماتے ہیں کہ :۔ "زُہد (دُنیا سے بے رغبتی) آٹھ تابعین کرام پر ختم ہے۔ عامر بن عبداللہ القیسی، اُویسؓ القرنی، ھرم بن حیان العبدی، ربیع بن خُثیم الثوری، ابی مسلم الخولانی، اسود بن یزید، مسروق بن الاجدع، حسن بن ابی الحسن البصری"۔

(۱۷۶) حضرتِ ربیع بن خُثیمؒ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں ابی عُبیدہ بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی عُبیدہؓ فرماتے ہیں :۔ ربیع بن خُثیم جب حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاں تشریف لاتے توجب تک ہر ایک دوسرے سے فارغ نہ ہو جاتا تھا کسی کو حضرتِ عبداللہؓ کے پاس آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی اور عبداللہؓ نے فرمایا۔ اے ابو یزید! اگر رسولِ کریم ﷺ تجھے دیکھتے تو تجھ سے ضرور محبت کرتے۔ میرا حال یہ ہے کہ میں جب بھی آپ کو دیکھتا ہوں تو مجھے "مُخبتین" یاد آجاتے ہیں (مُخبتین یعنی متواضعین)"۔

(۱۷۷) حضرت محمد بن کعبؓ القرظیؒ کے فضائل

(۱) بزار اور طبرانی نے "الکبیر" میں ابی بُردہ سے روایت نقل کی ہے۔ ابی بُردہ فرماتے ہیں کہ : میں نے رسولِ کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دو کاہنوں میں سے ایک بڑا آدمی پیدا ہوگا وہ قرآن پاک کو اس طرح سے پڑھے گا کہ اس کے بعد اس جیسا پڑھنے والا نہ ہوگا"۔ (دو کاہنوں سے مراد بنو نضیر اور بنو قریظہ ہیں)۔

---

(۷) تہذیب ابن عساکر ۳/۱۷۱ (۱) مجمع الزوائد ۱۰/۲۲۳ (۱) ایضاً

(۱۷۸) حضرتِ عامر الشعبیؒ کے فضائل

(۱) طبرانی نے "الکبیر" میں عبد الملک بن عمیر سے روایت نقل کی ہے۔ عبد الملک فرماتے ہیں کہ : : شعبی مغازی (غزوات) بیان فرمارہے تھے کہ ادھر سے حضرتِ ابن عمرؓ کا گزر ہوا انھوں نے بھی ان کے مغازی کے ذکر کو سنا تو فرمایا: شعبی کو مجھ سے زیادہ مغازی یاد ہیں اگر چہ رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شرکت میں نے کی تھی۔"

(۱۷۹) حضرتِ ابی جعفرؒ کے فضائل

آپ کا سلسلہ ءنسب یوں ہے۔ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ۔

(۱) "طبرانی نے "الاوسط" میں ابی جعفرؒ سے روایت نقل کی ہے :ابی جعفر محمد بن علیؒ فرماتے ہیں کہ : جابر بن عبد اللہؓ میرے پاس آئے میں اس وقت مکتب میں تعلیم گاہ میں تھا اور مجھ سے فرمایا: اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹائیے۔ میں نے اپنے پیٹ سے جب کپڑا ہٹایا تو انھوں نے میرا پیٹ چوم لیا پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو سلام کہوں۔ (۲) ابنِ عساکر نے ابی جعفرؒ سے نقل کیا ہے۔ ابی جعفرؒ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں مہدی ہوں حالانکہ میں ان کے قول کی بہ نسبت موت کے زیادہ قریب ہوں (یعنی مجھے تو پہلے ہی مرجانا ہے) اگر ساری انسانیت اس پر متفق ہو جائے کہ عدل وانصاف اس طریق سے آئے تو تقدیر اُن کی مخالفت کرتے ہوئے کسی دوسرے طریق سے عدل کو لائی گئی۔

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۲۲ (۲) کنز العمال عن ابن عساکر ۱۴/۳۱

(۱۸۰) حضرتِ ابی وائلؒ کے فضائل

(۱) "ابنِ عدی"، "ابنِ مندہ" "اور ابن عساکر" نے ابی وائلؒ سے روایت نقل کی ہے ابی وائلؒ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت میں ایک نوخیز لڑکا تھا۔ مجھے شرفِ ملاقات نصیب نہ ہو سکا۔ (۲) یعقوب بن سفیان اور ابن عساکر نے ابی وائلؒ سے روایت نقل کی ہے ابی وائلؒ فرماتے ہیں کہ: میں بچپن میں اپنے گھر کی بکریاں چرا رہا تھا اس دوران نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ ابنِ عساکرؒ فرماتے ہیں کہ اصح روایت یہ ہے کہ ابی وائل دولتِ دیدار سے محروم رہے ہیں۔ (۳) ابنِ عساکر نے ابراہیم النخعیؒ سے روایت نقل کی ہے ابراہیم النخعیؒ فرماتے ہیں کہ: ہر بستی میں ایک ایسی ہستی ضرور ہوتی ہے جس کے طفیل اللہ تعالیٰ اس بستی کے رہنے والوں کو بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں، مجھ کو اُمید ہے کہ ابی وائلؒ بھی انہی لوگوں میں سے ہیں"۔

(۱۸۱) حضرت ابی عثمان النَّھدِیؒ کے فضائل

(۱) ابنِ عساکر نے ابی عثمان النھدیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی عثمان النھدیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ دولتِ دیدارِ پاک ﷺ سے مشرف ہوئے ہیں؟ فرمایا میں عہدِ رسالت میں مسلمان تو ہو گیا تھا اور میں نے آپ کو تین مرتبہ صدقات بھیجے تھے لیکن شرفِ ملاقات نصیب نہ ہو سکا۔ (۲) "ابنِ مندہ" اور ابن عساکر نے ابی عثمان سے روایت نقل کی ہے کہ ابی عثمانؒ دیدارِ نبی پاک ﷺ کے لئے آئے پر جب پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔

﴿(۱) کنز العمال ۱۳/ ۲۲، تہذیب ابن عساکر ۶/ ۲۳۷ (۲) تہذیب ابن عساکر ۶/ ۲۳۷ (۳) ایضا﴾ ﴿(۱) کنز العمال ۱۳/ ۲۱ (۲) ایضا﴾

(١٨٢) حضرتِ قاضی شُریحؒ کے فضائل

(١) "عبد الرزاق" نے اپنی "جامع" میں اور ابنِ سعد نے شعبی سے روایت نقل کی ہے شعبی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک گھوڑا خریدا، جب آپ سوار ہوئے تو وہ زخمی ہو گیا عمر فاروقؓ نے اس آدمی سے کہا کہ اپنا گھوڑا واپس لے لو۔ اسنے کہا کہ میں واپس نہیں لیتا۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا اچھا چلو کسی کو اپنا حَکَم (ثالث) بنا لیتے ہیں اس نے کہا ٹھیک ہے مجھے شُریح ثالث منظور ہے جب دونوں اپنا معاملہ قاضی شریح کے پاس لے گئے تو قاضی شریح نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ نے جو چیز خریدی ہے یا تو وہ لے لیں یا پھر جس حالت میں وہ چیز خریدی تھی اسی حالت میں اس کو واپس کر دیں۔ عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ فیصلہ تو ایسا ہوتا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا کہ آپ کوفہ چلیں (میں آپ کو قاضی بنا دوں) چنانچہ آپ نے قاضی شریح کو کوفہ کا قاضی بنا کر کوفہ بھیج دیا اور یہ پہلا دن تھا جب قاضی شریح کو انھوں نے پہچانا۔ (٢) "بیہقی" نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ عمر فاروقؓ نے قاضی شریح کو کوفہ میں عہدہ قضاء پر متعیّن فرمایا۔ (٣) "ابن عساکر" نے قاضی شُریح سے روایت نقل کی ہے کہ شریح "نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ شُریح نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے تمام اہلِ خانہ یمن میں ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو لے آؤ۔ جب شُریح ان کو خدمتِ نبویؐ میں لے کر آئے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے ہیں"۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو شُریح صحابی شمار ہوں گے لیکن اہلِ علم کے نزدیک شُریح تابعی ہیں۔ معلوم ہوا کہ قاضی شُریح دولتِ دیدار سے محروم رہے۔

---

(١) کنز العمال ١٤/ ٢٤، ابن سعد ٦/ ١٣٢ (٢) ایضاً (٣) ایضاً، تہذیب ابن عساکر ٦/ ٣٠٥-٣١٧

(۱۸۴) حضرتِ عمر بن عبد العزیزؒ کے فضائل

(۱) "ترمذی" نے "التاریخ" میں اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے ابنِ عمرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ یہ امر (خلافت) اب عنقریب آل عمرؓ میں سے کسی ایسے شخص کو ملے گا جو عمر فاروقؓ کی روش کو اختیار کرے گا اور اس کے چہرہ پر علامت ہو گی لوگ بلال بن عبد اللہ بن عمرؓ کے بارے خیال کر رہے تھے لیکن اللہ کا کرنا، عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ بن گئے عمر بن عبد العزیزؒ کی والدہ اُمّ عاصم یہ عمر فاروقؓ کے بیٹے عاصم کی بیٹی ہیں۔"

(۲) "ابن النجار" نے ابی وائل سے روایت نقل کی ہے: ابی وائل فرماتے ہیں کہ ایک دن عمر فاروقؓ ایک بڑھیا کے پاس سے گزرے وہ بازار میں دودھ فروخت کر رہی تھی آپؓ نے اس سے کہا کہ اے بڑھیا! مسلمانوں اور بیت اللہ کی زیارت کے لئے آنے والوں کو فریب اور دھوکہ نہ دے اور دودھ میں پانی مت ملا۔ بڑھیا نے کہا امیر المومنین! ٹھیک ہے (نہیں کروں گی) ایک مرتبہ عمر فاروقؓ کا پھر وہاں سے گزر ہوا آپ نے فرمایا: اے بڑھیا! میں نے تمھیں پہلے بھی کہا تھا کہ دودھ میں پانی نہ ملا (تو پھر ملاتی ہے) وہ کہنے لگی کہ واللہ! میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ اس اماں بڑھیا کی بیٹی پردہ کے پیچھے سے بولی: اماں! ایک طرف دھوکہ فریب بھی اور دوسری طرف جھوٹ بھی بولتی ہے؟ دونوں چیزیں آپ نے جمع کر دیں؟ (سبحان اللہ) عمر فاروقؓ نے اس کی بات سن لی۔ آپ نے پہلے تو ارادہ کیا۔ اس بڑھیا کو سزا دوں لیکن اس کی بیٹی کی بات پر چھوڑ دیا۔ پھر عمر فاروقؓ (گھر میں جا کر) اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس بیٹی سے نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کے بطن سے اس کی طرح کی پاک اور نیک اولاد پیدا ہو گی۔ عاصم بن عمرؓ نے کہا کہ اے امیر

(۱) کنز العمال ۱۴/۳۶ (۲) ایضاً

المومنین! میں اس سے نکاح کے لئے تیار ہوں، چنانچہ عمر فاروقؓ نے اس سے اس کا نکاح کر دیا۔ نتیجۃً امّ عاصم کی ولادت ہوئی۔ پھر عبد العزیز بن مروان نے امّ عاصم سے نکاح کیا چنانچہ ان سے عمر بن عبد العزیزؒ پیدا ہوئے": (۳) "عبد اللہ بن احمد" نے "الزھد" میں علی بن ابی طالبؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرتِ علیؓ فرماتے ہیں کہ: بنی اُمیہ کو لعن طعن نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر صالح ہیں"۔ اگر یہ روایت درجہ صحت کی ہے تو کہا جائے گا کہ حضرتِ علیؓ نے یہ بات آنحضرت ﷺ سے سنی ہوگی۔

﴿(۱۸۴) حضرتِ محمد بن علی المعروف بہ ابن الحنفیہؒ کے فضائل﴾

(۱) "ابن سعد" اور "ابن عساکر" نے ابن الحنفیہؒ سے روایت نقل کی ہے:

ابن الحنفیہؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرتِ علیؓ اور حضرت طلحہؓ کے درمیان گفتگو چل پڑی۔ حضرتِ طلحہؓ نے حضرتِ علیؓ سے کہا کہ آپ نے بڑی جسارت اور دلیری دکھائی کہ حضور ﷺ کے نامِ گرامی پر نام رکھا اور کنیتِ مبارک پر کنیت رکھی جبکہ آپ ﷺ نے اپنے نام اور کنیت کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے (یعنی آپ ﷺ نے تو منع فرمایا ہے کہ میری کنیت و نام کو کوئی جمع کر کے نہ رکھے آپ نے پھر کیسے اس کا نام و کنیت دونوں حضور ﷺ کی رکھی ہیں) روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تو اپنے بعد کسی کے لئے اپنے نام اور کنیت کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (اس طرح کہ محمد نام ہو اور ابو القاسم کنیت)۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ جری تو وہ ہے جس نے اللہ و رسولؐ پر جسارت کی ہے۔ جاؤ قریش کے فلاں فلاں آدمی کو بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ آئے اور

﴿(۳) ایضاً﴾ ﴿(۱) کنز العمال ۱۴/ ۲۹، ابن سعد ۵/ ۹۱-۹۲﴾

انھوں نے شہادت دی کہ رسولِ کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ میں نے اس کو اپنا نام بھی اور کنیت بھی عطا کر دی۔ میرے بعد اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ (۲)"ابن عساکر" نے بھی یہ روایت ربیع بن منذر سے انھوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔ (۳)"بیہقی" نے "الدلائل" میں یہ روایت حضرت علیؓ سے نقل کی ہے نیز اس کو "ابن الجوزی" نے بھی "الواھیات" میں نقل کیا ہے۔" (۴)"ابن عساکر" نے علی بن الحسینؒ سے روایت نقل کی ہے کہ شاہِ روم نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا جس میں اس نے جزیہ نہ دینے کی دھمکی دی۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ تم محمد بن الحنیفہؒ کو خط لکھو جس میں انھیں بھی دھمکی لکھو اور پھر دیکھو کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ جو جواب لکھیں گے وہ مجھے (عبدالملک) ارسال کر دینا۔ چنانچہ جب حجاج نے ان کو خط لکھا تو آپؒ نے جواب میں فرمایا کہ : اللہ تعالیٰ کی تین سو ساٹھ رحمتیں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ (ہمہ وقت اپنی مخلوق کی طرف بنظرِ کرم متوجہ رہتے ہیں) مجھے اس ذات سے امید ہے کہ وہ ایک ہی ایسی نظرِ رحمت میری طرف فرمائیں گے جو مجھے تیرے (شر) سے باز رکھے گی۔ حجاج نے یہ جوابی خط عبدالملک کو روانہ کر دیا۔ عبدالملک نے وہی خط شاہِ روم کو بھیج دیا۔ شاہِ روم نے (خط کو پڑھ کر) کہا کہ : یہ خط ایسا ہے کہ نہ تو اس کے الفاظ تیرے منہ سے نکلے ہیں اور نہ ہی خود تو نے اس کو لکھا ہے۔ بلکہ ایسے بلیغ الفاظ صرف خانوادۂ نبوت سے ہی نکل سکتے ہیں۔"

﴿(۲)ایضاً(۳)ایضاً(۴)ایضاً﴾

﴿فصل ثانی﴾

﴿فضائل امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام﴾

(١) "بخاری" "مسلم" وغیرہ نے حدیث ابن مسعودؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم لوگ (امت محمدیہ) اہل جنّت کا نصف ہوں گے، اس لئے کہ جنّت میں نفس مسلم کے سوا اور کوئی داخل نہ ہوگا، اور تم لوگ اہلِ شرک کے درمیان اس طرح ہو جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔ یا جیسے سرخ بیل کے جسم پر سیاہ بال۔" (٢) "احمد" اور "ترمذی" نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ (٣) بخاری، مسلم نے بھی یہ روایت حضرت ابی سعیدؓ سے نقل کی ہے۔ (٤) "بخاری" "مسلم" وغیرہ نے حدیث ابی ھریرہؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد ہونے کے باوجود قیامت کے دن سب سے مقدم رہیں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ انھیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی۔ یہی جمعہ انکا بھی دن تھا۔ جو تم پر فرض ہوا ہے۔ لیکن ان کا اس بارے اختلاف ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتادیا، اس لئے لوگ اس میں ہمارے تابع ہوں گے، یہود دوسرے دن اور نصاریٰ تیسرے دن ہوں گے۔" (٥) "احمد" "بخاری" اور "ترمذی" نے ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کی عمریں پچھلی امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے

﴿(١) بخاری (کتاب الرقاق باب الحشر) ١١/ ٣٢٥-٣٢٦، مسلم (الایمان) ١/ ٩٤ (٢) احمد ١/ ٣٨٦-٤٤٥، ترمذی (ابواب صفۃ الجنۃ) ٧/ ٢٥٦-٢٥٧ (٣) بخاری ١١/ ٣٢٧-٣٣٠، مسلم (الایمان) ٢/ ٩٤ (٤) بخاری (کتاب الصلوٰۃ باب فرض الجمعۃ) ٢/ ٢٨٢-٢٨٤، مسلم (کتاب الجمعۃ باب ھدایۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ) ١/ ٣٣١ (٥) بخاری (باب مواقیت الصلوٰۃ) ٢/ ٣٠، احمد ٢/ ٦، ترمذی (ابواب الامثال) ٨/ ١٧٥-١٧٧﴾

عصر سے غروب آفتاب کا وقت، پھر تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کئی مزدوروں کو کام پر لگایا، اور ان سے کہا کہ کون میرے لئے دوپہر تک ایک قیراط کے عوض کام کرے گا، چنانچہ یہودیوں نے ایک ایک قیراط کے عوض کام کیا، پھر اس نے کہا کہ کون ایک ایک قیراط دوپہر سے عصر تک کام کرے گا، چنانچہ نصاریٰ نے اس وقت کام کیا۔ پھر اب تم لوگ عصر سے غروب آفتاب تک دو دو قیراط کے عوض کام کرتے ہو۔ جس پر یہود و نصاریٰ غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ ہم کام زیادہ کرتے ہیں اور معاوضہ کم دیا جاتا ہے۔ پھر وہ شخص کہتا ہے کہ کیا میں نے تم لوگوں کے حق میں سے کچھ ناانصافی کی ہے؟ وہ کہتے ہیں "نہیں"۔ تو وہ کہتا ہے کہ پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔" (۶) "بخاری" نے حدیث ابی موسیٰؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند آدمیوں کو مزدور کیا ہو کہ سب اس کا ایک کام صبح سے رات تک متعین اجرت پر کریں، چنانچہ کچھ لوگوں نے یہ کام آدھے دن تک کیا، پھر کہا کہ ہمیں تمہاری اس مزدوری کی ضرورت نہیں ہے جو تم نے ہم سے طے کی ہے، اس پر اس شخص نے کہا کہ ایسا نہ کرو اپنا بقیہ کام پورا کرو۔ اور اپنی پوری مزدوری لے جاؤ۔ لیکن انھوں نے انکار کردیا ہو اور چھوڑ کر چلے آئے ہوں۔ اس کے بعد دو مزدوروں نے بقیہ کام کیا ہو، اور اس شخص نے ان سے کہا ہو کہ یہ دن پورا کرلو میں تمھیں وہی مزدوری دوں گا جو پہلے مزدوروں سے طے کی تھی، چنانچہ انھوں نے کام شروع کیا لیکن عصر کی نماز کا وقت ہوا تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے جو تمھارا کام کردیا ہے وہ بالکل بیکار تھا اور وہ مزدوری بھی تم اپنے پاس ہی رکھو جو تم نے ہم سے طے کی تھی۔ اس شخص نے ان سے کہا کہ اپنا بقیہ کام پورا کرلو، دن بھی اب بہت تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے لیکن وہ نہ مانے، پھر اس شخص

---

(۶) بخاری (کتاب الاجارۃ باب الاجارۃ من العصر الی اللیل) ۳/ ۳۵۴-۳۵۵۔

نے ایک دوسری قوم کو مزدور رکھا کہ یہ دن کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس میں یہ کام کر دیں، چنانچہ ان لوگوں نے غروبِ آفتاب تک، دن کے بقیہ حصہ میں کام کیا، اور دونوں فریقوں کی پوری مزدوری حاصل کرلی، پس یہی ان اہلِ کتاب کی، اور ان کی مثال ہے جنہوں نے اس نور کو قبول کرلیا ہے۔" (۷) "احمد" "ابن حبان" "حاکم" اور "بیہقی" نے حدیث ابیؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس امت مسلمہ کو روشنی، دین، رفعت ونصرت اور زمین میں قدرت واختیار کی خوشخبری سنادو۔ جو کوئی آخرت کا عمل دنیا کی خاطر کرے گا۔ آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (۸) "بخاری" "مسلم" وغیرہ نے حدیث ابی ھریرۃؓ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں آنے والے خیالات کو درگزر کردیا ہے جب تک زبان سے یا عمل سے وہ کام نہ کرے (محض برے خیالات پر گرفت نہیں فرمائیں گے)۔" (۹) "احمد" "ترمذی" اور "ابن ماجہ" اور "حاکم" نے معاویہ بن حیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ستر امتوں کو پورا کرنے والے ہو، اور ان سب میں اللہ کے نزدیک بہتر اور گرامی قدر ہو۔" (۱۰) "احمد" "بزار" اور "طبرانی" نے حدیث عمار بن یاسرؓ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش کی سی ہے جس کے بارے معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر۔ (۱۱) "بزار" اور "طبرانی" نے بھی "الاوسط" میں اس کو بروایتِ عمران بن حصینؓ نقل کیا ہے۔ (۱۲) "طبرانی" نے اس کو "الکبیر" میں بھی بروایت ابن عمرؓ نقل کیا ہے۔ (۱۳) نیز اس کو "طبرانی" نے "الکبیر" میں بھی نقل کیا ہے۔ (۱۴) "احمد" "بزار" اور "طبرانی" نے "الکبیر" اور "الاوسط" میں حدیث ابی الدرداءؓ نقل کی ہے۔ حضرت ابی

﴿(۷) احمد ۵/۱۳۲ (۸) بخاری (العتق وفضلہ) ۵/۱۲۱، مسلم (الایمان) ۱/۲۰۱-۲۰۲ (۹) احمد ۴/۴۴۶-۴۴۷ ترمذی (کتاب التفسیر از سورۂ آل عمران) ۸/۳۵۲، ابن ماجہ (الزھد) ۲/۳۷ (۱۰) مجمع الزوائد ۱۰/۶۸ (۱۱) ایضاً (۱۲) ایضاً (۱۳) ایضاً (۱۴) ایضاً﴾

الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ : اللہ عزوجل نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک ایسی امت پیدا کرنے والا ہوں (ان کی شان یہ ہے کہ) وہ حصولِ نعمت پر حمد و شکر اور نزولِ مصیبت کے وقت صبر اور احتساب (امید ثواب) کرے گی، حالانکہ نہ ان کے پاس حلم ہوگا اور نہ علم، عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھایا رب! یہ کیسے ہوگا جب کہ نہ حلم ہوگا اور نہ علم؟ فرمایا کہ میں ان کو اپنے حلم اور علم میں سے عطا کردوں گا۔" (۱۵) "ترمذی" نے حدیث عبداللہ بن بسرؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگوں کی پیشانی سجدہ کی وجہ سے روشن اور وضو کی وجہ سے ان کے اعضاء منور ہوں گے۔" (۱۶) "خطیب" "بیہقی" اور "حاکم" نے حدیث ابی موسیٰؓ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت مرحومہ پر آخرت میں عذاب نہیں ہے۔ صرف دنیا میں، فتنوں، زلزلوں، قتل ومصائب کی شکل میں عذاب اور سزا ہے۔" (۱۷) یہ روایت "طبرانی" نے "الکبیر" میں بھی نقل کی ہے۔ (۱۸) "طبرانی" نے "الاوسط" میں حدیث ابی سعیدؓ نقل کی ہے کہ (حضورؐ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم سب کے سب جنت میں ضرور داخل ہوگے بجز اس شخص کے جس نے انکار کیا یا اونٹ کی طرح بدکا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت میں داخل ہونے سے بھلا کون انکار کریگا؟ حضورؐ نے فرمایا:۔ جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرا کہا نہ مانا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔" (۱۹) "احمد" نے اس کو حدیث ابی امامہؓ سے نقل کیا ہے۔ (۲۰) "حاکم" نے "الکنی" میں حدیث انسؓ نقل کی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میری امت قابلِ رحمت، قابلِ مغفرت اور قابلِ رجوع امت ہے۔" (یعنی

﴿(۱۵) ترمذی (کتاب ابواب الصلاۃ) ۳/۲۲۹ (۱۶) المستدرک ۱/۴۹ (۱۷) مجمع ۱۰/۷۰ (۱۸) ایضاً۔ (۱۹) ایضاً، احمد ۵/۲۵۸ (۲۰) کنز العمال ۱۲/۱۵۵﴾

اللہ تعالیٰ میری امت پر رحمت و مغفرت فرماتے ہیں اور ان کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔) (۲۱)"ابن ماجہ" نے بھی حدیث انسؓ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ امت قابل رحم و کرم ہے۔ اس کا عذاب قتل و قتال کے ساتھ ہے۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو ہر مسلمان کو ایک مشرک دے دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ مشرک جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔" (۲۲)"طبرانی" نے "الصغیر" اور "الاوسط" میں حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر امت کے کچھ لوگ جہنم میں اور کچھ جنّت میں جائیں گے، بجز میری امّت کے کہ میری ساری امّت جنّت میں جائے گی۔" (۲۳)"طبرانی" نے "الاوسط" میں عمر بن الخطابؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جنّت میں جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں گا تمام انبیاء علیہم السلام پر دخولِ جنّت ممنوع ہو گا۔ اور جب تک میری امت جنّت میں داخل نہ ہو جائے گی تمام امتوں پر جنّت کا داخلہ بند ہو گا۔" (۲۴)"طبرانی" نے "الاوسط" میں بھی اسی طرح کی روایت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔" (۲۵)"طبرانی" نے "الکبیر" میں حدیث عبداللہ بن عبدالشمالی نقل کی ہے۔ عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس بات پر قسم بھی کھالوں تو اپنی قسم میں بری ہوں گا کہ میری امت سے پہلے کوئی بھی جنّت میں داخل نہیں ہو گا۔" (۲۶) "مسلم" نے حدیثِ ابی موسیٰ نقل کی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی پر رحمت فرماتے ہیں تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات دے دیتے ہیں اور وہ پھر اپنی امت کا پیش رو اور پیش خیمہ بنتا ہے اور جب کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو اس کے نبی کی حیات میں ہلاک کر دیتا ہے اور نبی ﷺ اس کی ہلاکت پر

﴿(۲۱)ایضاً، ابن ماجہ (الزھد) ۲/ ۵۷۵ (۲۲) مجمع الزوائد ۱۰/ ۶۹ (۲۳)ایضاً (۲۴)ایضاً (۲۵)ایضاً (۲۶) مسلم (الفضائل باب اذا اراد اللہ تعالیٰ رحمۃ امۃ) ۲/ ۶۰﴾

خوش ہوتا ہے کیونکہ اس نے نبی ﷺ کو جھٹلایا اور اس کا کہنا مانا"۔ (۲۷) "ابو داؤد" نے ابی مالک الاشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو تین آفتوں سے بچالیا ہے ایک تو یہ کہ تمھارا نبیؐ تم پر بدعا کرے پھر تم سب ہلاک ہو جاؤ (ایسا نہ ہوگا)، دوسری یہ کہ اہلِ باطل اہلِ حق پر کبھی غالب نہ ہوں گے، تیسری یہ کہ تم ضلالت و گمراہی پر جمع نہ ہوں گے "(یعنی ایسا بھی نہ ہوگا کہ سب کے سب گمراہ ہو جائیں)" (۲۸) "ابنِ ماجہ نے حدیثِ ابی ذرؓ نقل کی ہے کہ سرتاجِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا و نسیان کو معاف فرمادیا ہے اور اس گناہ سے بھی معافی عطا فرمادی ہے جس میں زبردستی مبتلا کیا گیا ہو" (۲۹) یہ روایت "طبرانی" اور "حاکم" نے ابنِ عباسؓ سے نقل کی ہے۔ (۳۰) ابنِ ماجہ نے یہ روایت ابن عباس سے بھی نقل کی ہے۔" (۳۱) "ترمذی نے ابنِ عمرؓ سے روایت نقل کی ہے۔ ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا امتِ محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائیں گے اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور جو شخص جماعت سے جدا ہوگا وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ (۳۲) "ابنِ ماجہ" اور "طبرانی" نے حدیثِ ابی موسیٰؓ نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوقات کو جمع کریں گے تو امتِ محمدیہ کو سجدہ ریزی کی اجازت دیں گے چنانچہ ساری امت ایک طویل سجدہ کرے گی۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ اپنے سر اُٹھاؤ، تحقیق ہم نے تمھاری تعداد میں کفار کو تمھارے لئے جہنم کی آگ سے فدیہ بنا دیا ہے"۔ (۳۳) "احمد" اور "حاکم" نے حارث بن اُقَیش سے روایت نقل کی ہے کہ حضورِ پرنور ﷺ نے فرمایا: میری امت کی شان یہ ہے کہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی

﴿(۲۷) ابو داؤد (کتاب الفتن) عون المعبود ۱۱/۳۲۷ (۲۸) کنز العمال رقم (۳۴۴۵۸) (۲۹) الکبیر عن ثوبان ۲/۹۳، المستدرک ۱/۱۱۵۔۱۱۷ (۳۰) ابن ماجہ (الطلاق) عن ابی ھریرہ ۱/۶۲۸۔۶۲۹ (۳۱) ترمذی عن ابن عمرؓ (کتاب الفتن) ۶/۳۸۶ (۳۲) ابن ماجہ (الزھد) ۲/۵۷۵، مجمع الزوائد ۱۰/۷۰ (۳۳) مسند احمد ۵/۳۱۲﴾

تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گی، حتیٰ کہ میری امت اس گناہگار شخص کی بھی شفاعت کرے گی جو جہنم کے بالکل کنارہ پر پہنچ گیا ہوگا جس مسلمان کے چار بچے فوت ہو چکے ہوں گے وہ اللہ کے فضل ورحمت سے اپنے والدین کو ضرور جنت میں لے جائیں گے۔ اگر تین ہوں پھر بھی اور دو ہوں پھر بھی۔ (۳۴) ابن ماجہ نے حدیث کا اول حصہ صرف نقل کیا ہے۔ (۳۵) "احمد" اور ترمذی" نے حدیثِ ابی سعیدؓ نقل کی ہے کہ سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے بعض لوگ کئی جماعتوں کی شفاعت کریں گے، کوئی ایک قبیلے کی اور کوئی ایک چھوٹی جماعت کی (دس سے چالیس تک) اور کوئی صرف ایک آدمی کی شفاعت کرے گا پھر وہ سب جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔ (۳۶) ابن ماجہ نے حدیثِ رفاعہ الجہنیؓ نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے جو بندۂ خدا بھی ایمان لاتا ہے پھر راہِ اعتدال پر چلتا ہے وہ ضرور جنّت میں داخل ہوگا اور مجھے اس بات کی امید ہے کہ جب تک تم اور تمھاری نیک اولاد جنّت میں اپنے مساکن (ٹھکانے) نہیں بنا لیتی کوئی جنّت میں داخل نہ ہوگا اور تحقیق میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار آدمیوں کو بغیر حساب و کتاب جنّت میں داخل فرمائیں گے۔" (۳۷) "بخاری" اور "مسلم" وغیرہ نے حدیثِ ابی سعیدؓ نقل کی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے تیرے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہوں اور تمام بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے ان کو نکال دو۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے جہنم میں ڈالے جانے والے لوگ کتنے ہیں؟ اللہ

---

(۳۴) ایضاً (۳۵) احمد ۳/۲۰، ۶۳، ترمذی (ابواب صفۃ القیامۃ) ۷/۱۳۱_۱۳۲ (۳۶) ابن ماجہ (الزھد) ۲/۵۷۴
(۳۷) بخاری (الانبیاء) ۶/۲۹۸، مسلم (الایمان) ۱/۹۴_۹۵

تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے، یہی وہ وقت ہوگا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں محسوس کرو گے، حالانکہ وہ واقعی نشہ کی حالت میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا، صحابہ کرامؓ نے عرض کی یارسول اللہ! پھر ہم میں وہ شخص کون ہوگا (جو ایک ہزار میں سے ایک جنتی ہوگا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمھیں خوشخبری ہو، ایک ہزار یاجوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے اور تم میں سے وہ ایک ہوگا (جو جنتی ہوگا) پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے اُمید ہے کہ تم اہلِ جنت کا ایک چوتھائی حصہ ہو گے، (پھر فرمایا) ایک تہائی حصہ ہو گے (پھر فرمایا اُمید ہے کہ) تم اہلِ جنت کا نصف ہو گے تمھاری مثال دوسری امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال یا وہ سفید داغ جو گدھے کے اگلے پاؤں پر ہوتا ہے۔" (۳۸) "ابوداوٗد" نے عوف بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس اُمت پر دوبلائیں اور آفتیں اکٹھی نہ بھیجیں گے کہ ایک ہی وقت میں آپس میں بھی لڑیں اور دشمن بھی ان سے لڑے"۔ (۳۹) "مسلم" نے جابر بن سمرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ "یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی ایک جماعت (کافروں سے) تاقیامت لڑتی رہے گی"۔ (۴۰) بخاری اور مسلم وغیرہ نے مغیرہؓ سے نقل کیا ہے "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے (یعنی قیامت) اور وہ غالب رہیں گے"۔ (۴۱) "حاکم" نے بھی اس طرح کی حدیث ابن عمرؓ نقل کی ہے"۔ (۴۲) بخاری اور مسلم نے بھی یہ روایت معاویہؓ سے نقل کی ہے (۴۳) "مسلم" "ترمذی" اور ابنِ

﴿(۳۸) ابوداوٗد (کتاب الملاحم باب ارتفاع الفتنۃ فی الملاحم) عون المعبود ۱۱/ ۳۰۸ (۳۹) مسلم (کتاب الامارۃ) ۱/ ۲۳۸ (۴۰) بخاری (کتاب الاعتصام) ۱۳/ ۲۵۰، مسلم (الامارۃ) ۱/ ۲۳۷ (۴۱) کنز (۳۴۴۹۹) (۴۲) بخاری (الاعتصام) ۱۳/ ۲۵۰، مسلم (الامارۃ) ۱/ ۲۳۷ (۴۳) مسلم ۱/ ۲۳۸، ابن ماجہ (المقدمہ) ۱/ ۸﴾

ماجہ" نے بھی اس کو ثوبانؓ سے نقل کیا ہے (۴۴) "مسلم" نے بھی اس کو عقبہ بن عامرؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ (۴۵) یہ روایت مذکورہ "احمد" "ابو داؤ" اور "حاکم" نے بھی عمران بن حصینؓ سے نقل کی ہے"۔ (۴۶) نیز یہ روایت "ابنِ ماجہ" اور ابن حبان" نے بھی قرۃ بن ایاسؓ سے نقل کی ہے۔ (۴۷) "ابن ماجہ" نے حدیثِ بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ نقل کی ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن پوری ستر اُمتیں ہوں گی۔ ہم تمام امتوں کے آخر میں ہوں گے اور سب سے بہتر ہوں گے"۔

(۴۸) یہ روایت "احمد" "ترمذی" "ابنِ ماجہ" "حاکم" اور "طبرانی" نے بھی نقل کی ہے

(۴۹) "ابن ابی حاتم" اور "طبرانی" نے حدیثِ عوف بن مالکؓ نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت کے تین تہائی حصے ہوں گے، ایک تہائی بغیر حساب و کتاب جنّت میں داخل ہو گا اور دوسرا انتہائی آسان سا حساب کتاب دے کر پھر جنّت میں داخل ہو گا اور جبکہ تیسرا تہائی جو ہو گا ان سے پوچھ کچھ ہو گی پھر فرشتے آئیں گے اور کہیں گے الٰہی! ہم نے ان کو لاَ اِلٰه اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَہٗ پڑھتے پایا تھا اللہ عزوجل فرمائیں گے انھوں نے سچ کہا تھا کہ "لا اِلٰه اِلاَّ اَنَا" (میرے سوا کوئی معبود نہیں) جاؤ ان کو جنّت میں داخل کر دو اور ان کے گناہوں کا بوجھ اہلِ تکذیب (جھٹلانے والوں) پر لاد دو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنیٰ ہے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالاً مَّعَ اَثْقَالِهِمْ '' (اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اس کے ساتھ مزید اور بوجھ بھی اُٹھائیں)

(۵۰) "طبرانی" اور "حاکم" نے حدیثِ ابی موسیٰؓ نقل کی ہے کہ سرتاج دو عالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کا حشر تین انواع و اقسام پر ہو گا ایک قسم کے وہ لوگ ہوں گے جو بغیر حساب و کتاب جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور دوسری

﴿(۴۴) مسلم (الامارۃ) ۱/۲۳۸ (۴۵) احمد ۴/۲۴۴ (۴۶) مسند (۳۳۵۰۴) (۴۷) ابن ماجہ (باب صفۃ امۃ محمد) ۲/۵۷۴
(۴۸) احمد ۵/۳، ابن ماجہ ۲/۵۷۴، المستدرک ۴/۸۴ (۴۹) مسند (۳۴۵۲۲) (۵۰) مسند (۳۴۵۲۳) المستدرک ۴/۶۰۷﴾

قسم کے لوگ وہ ہوں گے جن سے آسان سا حساب کتاب ہوگا اور پھر وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جبکہ تیسری قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو مضبوط پہاڑوں جتنے گناہ اپنے اوپر لادے ہوں گے، اللہ عزوجل فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے (حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں) یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے الٰہی! تیرے حقیر بندے" یہ تیری عبادت کیا کرتے تھے۔ تیرے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے تھے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ان کے گناہ ان کے نامہ اعمال سے مٹا کر یہود و نصاریٰ کی گردنوں پر ڈال دو اور ان کو میرے فضل و رحمت سے جنّت میں داخل کر دو"۔ اس باب میں احادیثِ مبارکہ کثیر ہیں جو کہ تمام اس بات کی مقتضی ہیں کہ "امت محمدیہ مرحومہ و مغفورہ" حصولِ جنّتِ نعیمِ مقیم سے فائز و کامران ہو گی۔

(مؤلفِ کتابؒ فرماتے ہیں کہ) میں اس کتاب کی تحریر سے ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۱ھ جمعۃ المبارک کی صبح کو فارغ ہوا۔ (الحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً)

تتمہ

اصحاب مناقب کے مختصر حالاتِ زندگی

﴿(۱) ابو بکر الصدیقؓ﴾

(۵۱ قبل از ہجرت۔ ۱۳ھ / ۵۷۳۔ ۶۳۴م)

نام و نسب یہ ہے: عبد اللہ بن ابی قُحافہ عثمان بن عامر بن کعب، التیمی، القرشی، کنیت ابو بکرؓ مردوں میں اوّل مومن ہیں، آپ ﷺ کے رفیقِ رسالت، ہمسفر ہجرت اور غار ثور میں ثانی اثنین ہیں، آپؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ "عائشہؓ" کے والدِ گرامی بھی ہیں اور خلیفۃ الرسولؐ بھی ہیں، مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دو سال چھ ماہ اور چند دنوں کے بعد انتقال فرمایا"۔

﴿(۲) عمر بن الخطابؓ﴾

(ابن نُفیل القُرشی العدویؓ)

(۴۰ق ھ۔ ۲۳ھ / ۵۸۴۔ ۶۴۴م)

کنیت ابو حفص، لقب الفاروق، دوسرے خلیفۂ راشدؓ ہیں۔ پہلے شخص ہیں جو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقّب ہوئے، آپؓ عظیم المرتبت صحابی، بہادر، مستقل مزاج، دانا، عادل و منصف اور صاحبِ فتوحات کثیرہ ہیں، زمانہ جاہلیت میں قریش کے بہادر نوجوانان میں سے ایک تھے۔ سفارت کا کام بھی اُنھیں کے متعلق تھا۔ ہجرت سے پانچ سال قبل اسلام لائے۔ آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی شام اور حجاز کے درمیان آپؓ کی تجارت تھی۔ صدیقِ اکبرؓ کی وفات کے دن لوگوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی، آپؓ کی عظمت کے قصے اور

﴿(۱) طبقات ابن سعد ۳/ ۲۲۴۔ ۲۲۸، سیرۃ ابن ہشام ۱/ ۲۶۷، البدایہ والنھایہ ۵/ ۲۳۱۔ ۲۵۴﴾ ﴿(۲) طبقات ابن سعد ۳/ ۲۶۵۔ ۲۷۵، المستدرک ۳/ ۸۰، الطبری ۱/ ۱۸۷۔ ۲۱۷"۔﴾

موافقاتِ عمرؓ معروف و مشہور ہیں، مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ابولولوہ نے آپؓ کو غفلت میں قتل کیا تین دن بعد میں زندہ رہے، چھ اصحابؓ کی مجلسِ شوریٰ بنائی۔"

﴿(۳) عثمان بن عفانؓ﴾

(ابن ابی العاص الاُمَوِی القُرَشی)

(۴۷ ق ھ۔ ۳۵ھ / ۵۷۷۔ ۶۵۶م)

آپؓ امیر المؤمنین اور تیسرے خلیفۂ راشدؓ ہیں، زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے مالدار اور معزز تھے۔ بعثت نبویؐ کے چند دنوں بعد ہی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ عمر بن الخطابؓ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپؓ کی خلافت پر بیعت کی، آپؓ کے دورِ خلافت میں "جمعِ قرآن" ایشیا اور افریقہ میں کثیر فتوحات کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، آپؓ ان خوش قسمت صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہیں جنہیں دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت دی گئی۔ نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں "رقیہؓ اور ام کلثوم" یکے بعد دیگرے آپؓ کی زوجیت میں آئیں اسی بناء پر آپؓ کو "ذوالنورین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ کے بے شمار مناقب و فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ چند ماہ تک آپ کا محاصرہ کیا گیا، مدینہ منورہ میں عید الاضحی کی صبح ۳۵ھ کو گھر ہی میں قتل ہوئے۔ آپؓ کی شہادت سے پہلا فتنہ اسلام میں شروع ہوا۔"

﴿(۳) طبقات ابن سعد ۳/ ۵۳۔ ۸۴، الطبری ۴/ ۳۲۶۔ ۴۲۶، تہذیب الاسماء واللغات ۱/ ۳۲۱﴾

(۴) علی بن ابی طالبؓ

(الھاشمی، القرشی، ابوالحسن)

(۲۳ق ھ۔ ۴۰ھ / ۶۰۰۔ ۶۶۱م)

آپؓ امیر المؤمنین چوتھے خلیفہ راشدؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں سے ہیں، نبی علیہ السلام کے چچازاد اور داماد بھی ہیں۔ پہلے شخص ہیں جو حضرت خدیجہؓ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے، مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ کی آغوش مبارک میں تربیت پائی آپؐ سے جدا نہیں ہوئے۔ آپؓ اکثر غزوات میں علَم بردار رہے ہیں، جب نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کالنجومؓ کے درمیان سلسلۂ مواخات (بھائی چارہ) قائم کیا تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "اَنتَ اَخِی" (تم میرے بھائی ہو)۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی شہادت کے بعد آپؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ جنگ جمل ۳۶ھ اور جنگ صفین ۳۷ھ میں جو بالآخر مشہور فیصلہ پر ختم ہو گئی تھی۔ آپؓ نے قتال کیا اور ظفریاب ہوئے۔ آپ اکابرِ خطباء، فصحاء علماء اور قضاۃ میں سے ہیں، ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہوئے، مدفن کے بارے اختلاف ہے (مشہور قول یہی ہے کہ آپؓ کا مدفن نجف ہے) آپؓ نے حضور اکرم ﷺ سے ۵۸۶ احادیث روایت کی ہیں متعدد زوجات میں سے کل اولاد ۲۸ ہے۔ ۱۷ لڑکیاں اور ۱۱ لڑکے۔

---

(۴) طبقات ابن سعد ۳/ ۱۹-۴۰، الطبری ۶/ ۸۳-۹۳، تاریخ بغداد ۱/ ۱۳۳

(۵) طلحہ بن عبید اللہ بن عثمانؓ
(التیمی، القرشی، المکی المدنی، ابو محمد)
(۲۸ق ھ۔ ۳۶ھ / ۵۹۶۔ ۶۵۶م)

آپؓ عشرہ مبشرہ، چھ رکنی مجلس شوریٰ اور آٹھ سابقین الی الاسلام میں سے ایک خوش نصیب بہادر اور فیاض صحابیؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو "طلحۃ الجود" "طلحۃ الخیر" اور "طلحۃ الفیاض" کے لقب سے نوازا۔ غزوۂ احد اور باقی تمام غزوات میں رسول کریم ﷺ کے ہمرکاب رہے ہیں۔ آپؓ کی عظیم تجارت بھی تھی۔ آپؓ اور آپ کے بیٹے محمد واقعۂ جمل میں شہید ہوئے۔ آپؓ جانبِ عائشہؓ میں تھے۔ بصرہ میں مدفون ہوئے۔ صحیحین میں آپؓ کی ۳۸ احادیث موجود ہیں۔"

(۶) زبیر بن العوام بن خویلدؓ
(الاسدی، القرشی، ابو عبداللہ، مشہور بہادر صحابیؓ)
(۲۸ق ھ۔ ۳۶ھ / ۵۹۶۔ ۶۵۶م)

آپؓ عشرہ مبشرہ بالجنۃ (جن کو دنیا ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی) میں سے ایک ہیں۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں تلوار سونتی۔ نبی کریم ﷺ کے پھوپھی زاد اور آپؐ کے حواریوں (خاص مددگار اور جانثار) میں سے ہیں۔ بچپن ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ بدر اور دوسرے غزوات میں شریک رہے، حضرت عمرؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے ان کو بھی شوریٰ کا رکن بنایا تھا۔ آپؓ بڑے مالدار اور کثیر

(۵) طبقات ابن سعد ۳ / ۲۱۴۔ ۲۲۵، الطبری ۱۰ / ۲۹۶، الطبرانی الکبیر ۱ / ۶۸ (۶) طبقات ابن سعد ۳ / ۲۱۴۔ ۲۲۵، سیر اعلام النبلاء ۱ / ۲۳، المستدرک ۳ / ۳۶۸

التجارت تھے۔ جنگِ جمل میں حضرت علیؓ سے لڑنے نکلے تھے لیکن پھر لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ ابن جرموز نے آپؓ کو وادی سباع کنارِ راہ بصرہ میں قتل کر دیا۔ صحیحین میں آپ کی ۳۸ احادیث موجود ہیں، آپؓ کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عروہ اور احنف، قیس بن ابی حازم وغیرہ آپؓ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔"

(۷) سعد بن ابی وقاصؓ

(مالک بن اُھَیب بن عبد مناف، القرشی، الزھری، ابواسحاق)

(۲۳ق ھ۔۵۵ھ / ۶۰۳۔۶۷۵م)

آپؓ صحابیِ رسولؐ ہیں، عشرہ مبشرہ اور سابقینِ اولین میں سے ہیں، پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی۔ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے ہیں، اُحد میں نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے لئے جو چھ رکنی شوریٰ قائم کی تھی آپؓ بھی ان میں شامل تھے۔ آپؓ فاتح قادسیہ تھے۔ شہر کوفہ آپؓ ہی کے عہدِ ولایت کی یادگار ہے۔ یہاں آپ نے گھر بنایا پھر بعد میں گھروں کی کثرت ہو گئی، خلافتِ عمرؓ کی مدت تک آپؓ والیِ کوفہ رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ کی طرف سے ایک مدت تک کوفہ کے والی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے پھر آپ کو معزول کر دیا۔ آپؓ واپس مدینہ منورہ آ گئے، یہیں وفات پائی۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی۔ مدینہ سے باہر وادی عقیق میں مدفون ہوئے، سنِ وفات اور عمر کے اندازے میں اختلاف ہے (باختلاف سنین ۵۱ھ یا ۵۴ھ یا ۵۸ھ تقریباً اسی سالہ عمر) "مسند بقی بن مخلد" میں آپؓ کی ۲۷۰ احادیثِ مبارکہ مروی ہیں، صحیحین میں ان میں سے ۳۸

(۷) طبقات ابن سعد ۳ / ۱۳۹۔۱۴۸، حلیۃ الاولیاء ۱ / ۹۲۔۹۵، صفۃ الصفوۃ ۱ / ۱۳۸۔۲۱۳"

احادیث موجود ہیں۔

(۸) عبد الرحمٰن بن عوفؓ

(ابن عبد عوف، ابو محمد، الزھری، القرشی)

(۴۴ق ھ۔۳۲ھ / ۵۸۰۔۶۵۲م)

آپؓ جلیل القدر صحابی ہیں، عشرہ مبشرہ اور حضرت عمرؓ کی قائم کردہ چھ رکنی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔ دارالارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے، دونوں ہجرتوں میں شامل تھے۔ بدر اور باقی تمام مشاہد و غزوات میں شریک تھے۔ آپؓ کا پہلے ''عبدالکعبہ'' نام تھا نبی کریم ﷺ نے بدل کر ''عبدالرحمٰن'' رکھ دیا آپؓ بڑے مالدار اور تجارت پیشہ تھے۔ بڑے فیاض، سخی باوجاہت اور بہادر تھے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ صحیحین میں آپؓ کی ۶۵ احادیثِ مبارکہ ہیں۔''

(۹) سعید بن زیدؓ

(ابن عمرو بن نُفیل العدَوی القُرشی، ابو الاعور)

(۲۲ق ھ۔۵۱ھ / ۶۰۰۔۶۷۱م)

آپؓ معززینِ صحابہؓ میں سے ہیں، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، ہجرتِ مدینہ فرمائی، سوائے بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے، بدر میں اس لئے شریک نہ ہو سکے کہ آپؓ حضرت طلحہؓ کے ساتھ قافلہء قریش کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ نبی علیہ السلام نے ان دونوں کو بدر کی غنیمت اور اجر میں شامل رکھا۔ آپؓ عشرہ

(۸) ابن ہشام ۱/۲۶۸۔۳۴۴، طبقات ابن سعد ۳/۱۲۴۔۱۳۶، اسد الغابۃ ۳/۳۸۰ (۹) طبقات ابن سعد ۳/۳۷۹۔۳۸۵، الاستیعاب ۲/۶۱۴، ابن کثیر ۱/۱۵۴

مبشرہ میں سے بھی ہیں۔ نیز آپؓ حضرت عمر بن الخطابؓ کے چچازاد بھی ہیں۔ عمر فاروقؓ نے اپنی ہمشیرہ (فاطمہ بنت خطابؓ) کا نکاح انہی (سعید بن زیدؓ) سے کیا تھا۔ یرموک اور فتح دمشق میں شامل تھے۔ ابو عبیدہؓ نے آپؓ کو والیِ دمشق مقرر کیا تھا۔ آپؓ سے مروی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔ صحیحین میں صرف ۲ ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۵۱ھ میں وفات پائی، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو قبر میں اتارا۔

(۱۰) ابو عُبیدہ بن الجراحؓ

(عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ھلال الفہری، القرشی)

(۴۰ق ھ۔۱۸ھ / ۵۸۴۔۶۳۹م)

آپؓ جلیل القدر صحابی ہیں، عشرہ مبشرہ اور سابقینِ اولین میں سے ہیں، سپہ سالار اور قائد بھی، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "امین الامۃ" کا لقب عطا فرمایا، تمام مشاہد و غزوات میں شریک رہے، حضرت عمرؓ نے آپ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کی جگہ عساکرِ شام کا سپہ سالار بنایا۔ آپؓ فتوحات کرتے مشرق میں فرات تک اور شمال میں ایشیا (صغریٰ) تک پہنچے، طبیعت میں کمالِ تواضع اور رقت تھی۔ طاعونِ عمواس میں رملہ اور بیت المقدس کے درمیان کسی جگہ انتقال فرمایا۔ ۵۸ سال کی عمر پائی۔ آپؓ کی احادیث صحیحین وغیرہ میں گنی چنی ہیں۔ احمدؒ نے ۱۲ اور "مسند بقی" میں ۱۵ احادیثِ مبارکہ منقول ہیں۔"

(۱۰) مسند احمد ۱/ ۱۹۵، طبقات ابن سعد ۳/ ۴۰۹۔۴۱۵، تہذیب التہذیب ۵/ ۷۳

(۱۱) فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ

(ت ۱۱ھ / ۶۳۲م)

بعثت سے کچھ پہلے پیدا ہوئیں، نبی کریم ﷺ کو تمام بیٹیوں میں فاطمہؓ زیادہ پیاری تھیں۔ آپؓ عمر میں بھی سب سے چھوٹی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے کہ "فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے" حضرت علی بن ابی طالبؓ سے ۲ھ میں واقعہ بدر کے بعد نکاح ہوا۔ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ واقعہ احد کے بعد ہوا ہے۔ حضرت فاطمہؓ کے ہاں پانچ اولادیں ہوئیں۔ حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، ام کلثومؓ، زینبؓ۔ جب ابو جہل کی لڑکی کو ابو الحسن حضرت علیؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا تو حضورؐ سخت ناراض ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے پھر ارادہ ترک کر دیا۔ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے دوسری شادی کی اور بعضوں کو باندی بنایا۔ آنحضرت ﷺ کے انتقال کے پانچ یا چھ ماہ بعد آپؓ نے وفات پائی۔ اس وقت آپؓ کی عمر ۲۵ سال تھی یا ۲۹ سال سے متجاوز نہ تھی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپؓ کی بیٹی ام کلثوم سے اور عبداللہ بن جعفرؓ نے زینب سے نکاح کیا تھا۔ آپؓ حضرت ابو بکرؓ سے اس وقت ناراض ہوئیں جب صدیق اکبرؓ نے ان کو میراث نہیں دلوائی اور یہ حدیثِ مبارکہ یاد دلائی کہ "انبیاء جو ترکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے۔" حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس ان کے مرضِ وفات کے ایام میں آئے اور معذرت بھی کی اور اس مسئلہ میراث کے متعلق بات چیت کی چنانچہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکرؓ سے راضی ہو گئیں۔" آپؓ کی ۱۸ احادیث (کتب حدیث میں) منقول ہیں۔ جن میں سے ایک حدیث متفق علیہ ہے۔ آپؓ کے بیٹے حسنؓ و حسینؓ اور عائشہؓ، ام سلمہؓ اور انس بن مالکؓ وغیرہ آپؓ

(۱۱) مسند احمد ۶/ ۲۸۲، الاصابہ ۱۳/ ۷۱، کنز العمال ۱۳/ ۶۷۴۔"

سے روایت کرتے ہیں۔ آپؓ کی روایت کتبِ ستہ میں موجود ہے۔"

﴿(۱۲) زینب بنتِ رسول اللہ ﷺ﴾

(ت ۸ھ / ۶۲۹م)

آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ ابو العاص بن ربیعؓ سے جو حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے والدہ کی حیات میں نکاح ہوا۔ حضرت زینبؓ اپنے خاوند کے اسلام لانے سے چھ سال قبل مشرف بہ اسلام ہوئیں اور ہجرت کی۔ دونوں کے متعلق خصوصاً ان کے خاوند کے واقعۂ اسلام کے متعلق بہت سے واقعاتِ موثرہ وارد ہوئے ہیں۔ (مناقبِ زینبؓ دیکھو) حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑی علی، امامہ۔ حضرت علیؓ نے وفاتِ فاطمہؓ کے بعد امامہؓ سے نکاح کیا تھا۔ بعد میں جب حضرت زینبؓ کے خاوند مسلمان ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زینبؓ کو نکاحِ جدید اور مہر جدید کے ساتھ ابو العاص کے نکاح میں لوٹا دیا۔ نکاحِ جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زمانہ زندہ رہیں۔ حضور ﷺ کی حیات میں ۸ھ میں انتقال کیا۔"

﴿(۱۳) رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ﴾

(ت ۲ھ / ۶۲۳م)

یہ رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں یہ بھی حضرتِ خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں پہلے ابو لہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی :

﴿(۱۲) مشکل الآثار ۱ / ۴۳، الاصابہ (کتاب النساء) ۸ / ۹۲، اسد الغابہ ۷ / ۱۳۰﴾ ﴿(۱۳) طبقات ابن سعد ۸ / ۳۶، ۳۷، المحبر ۸ / ۲۱۶، سیر اعلام النبلاء ۲ / ۲۵۰۔"﴾

تَبَّت یَدَا اَبِی لَھب ’’ تو ابو لہب نے اپنے بیٹے کو علیحدگی کا حکم دیا۔ بیٹے نے حکم کی تعمیل کی، عتبہ نے رقیہ سے عروسی نہیں کی تھی اس کے بعد حضرتِ رقیہؓ کا نکاح حضرتِ عثمانؓ سے ہوا۔ حضرتِ عثمانؓ کے ساتھ آپؓ نے ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ فرمائی۔ مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، اس وقت مسلمان بدر میں تھے اور حضرتِ عثمانؓ تیمارداری کے سبب بدر میں حاضر نہ ہو سکے‘‘۔

(۱۴) حسن بن علیؓ بن ابی طالبؓ

(ابو محمدؓ)

(۳ھ-۵۰ھ / ۶۲۴-۶۷۰م)

پانچویں اور آخری خلیفہ راشد ہیں، فرقہ امامیہ کے بارہ اماموں میں سے دوسرے امام ہیں، حضرتِ فاطمہؓ کے بطن سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ یہ حضرتِ فاطمہؓ کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔ آپؓ بڑے عاقل، حلیم المزاج، خیر کے کاموں کو پسند کرنے والے تھے۔ حضور ﷺ کے نواسوں میں حضرتِ حسنؓ سب سے زیادہ حضور ﷺ کے مشابہ تھے، اہلِ عراق نے ۴۰ھ میں آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی تھی اور انھوں نے انکو حضرتِ معاویہ بن سفیانؓ سے لڑنے کے لئے شام جانے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ آپ اپنے رفقاء کے ہمراہ چل دیئے اور آگے بڑھے۔ مقام ’’مسکن‘‘ میں جو کنارۂ انبار میں ہے، دونوں گروہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ حضرتِ حسنؓ کو اپنے رفقاء سے اعتماد محسوس نہیں ہوا۔ مسلمانوں کے قتل عام اور خونریزی نے آپؓ کو فکر میں ڈال دیا۔ آپؓ نے حضرتِ معاویہؓ کو خط لکھا جس میں کچھ

(۱۴) تاریخ الاسلام ۲/۲۱۶ و مروج الذھب ۳/۱۸۱، ۱۰، التاریخ الکبیر ۲/۲۸۶

صلح صفائی کی شرائط طے کیں۔ حضرتِ معاویہؓ راضی ہو گئے۔ حضرتِ حسنؓ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور امرِ خلافت بیت المقدس میں ۴۱ھ / ۶۶۱م کو حضرت معاویہؓ کے حوالہ کر دیا۔ اور اس سال کا نام "عام الجماعۃ" رکھا۔ اس لیے کہ تمام مسلمان ایک بات پر متحد و متفق ہو گئے۔ حضرتِ حسنؓ مدینہ منورہ چلے گئے۔ تادمِ حیات یہیں قیام کیا۔ پچاس سال سے کم عمر پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ زہر کھانے سے وفات ہوئی آپ کی زوجات اور اولاد کثیر ہیں تمام حسنیوں کی نسبت آپؓ ہی کی طرف ہے"۔

﴿(۱۵) حسین بن علی بن ابی طالبؓ ابو عبد اللہ السبط، الشہید﴾

(۴ھ۔۶۱ھ / ۶۲۵۔۶۸۰م)

حضرتِ فاطمۃ الزہراءؓ کے دوسرے صاحبزادہ ہیں، مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔ نبوت کے گھرانے میں پرورش پائی۔ آپؓ کے سبب بنی ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان عداوت ودشمنی جڑ پکڑ گئی۔ حتی کہ تختِ اموی جاتا رہا۔ حضرتِ حسینؓ بیعتِ یزید سے پیچھے ہٹ رہے۔ مکہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے آپؓ کے ساتھ آپؓ کا خاندان تھا تقریباً ۸۰ مرد ساتھ تھے۔ لشکرِ یزید نے آپؓ کا سامنا کیا۔ میدان "کربلا" کا تھا وہ دن بڑا اندوہناک اور مصیبت کا دن تھا محرم کی دسویں تاریخ تھی جب حضرتِ حسینؓ نے بہت سے جوانمردوں کی جوانمردی دکھانے کے بعد شہادت پائی۔ آپؓ کے سر مبارک کو عورتوں اور بچوں کو دمشق میں یزید کے پاس لے جایا گیا سر کے مقام دفن میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "دمشق" میں اور جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ جسم

﴿(۱۵) الاصابہ ۲ / ۱۲، الطبری ۹ / ۳۳۷۔۳۸۱۔۳۰۰، تاریخ بغداد ۱ / ۱۴۱)"۔﴾

مبارک سمیت سر مبارک کربلا میں دفنایا گیا اور بھی اقوال ہیں"۔ حضرتِ حسینؓ اپنے نانا حضور ﷺ، والد، اپنے داماد عمرؓ اور صحابہؓ کی ایک جماعت سے احادیثِ مبارکہ روایت کرتے ہیں اور حضرتِ حسینؓ سے ان کے بیٹے علیؓ و فاطمہؓ اور شاعر ھمام فرزدق، عکرمہ، شعبی، انکے بھتیجے زید بن الحسنؓ اور پوتے محمد بن علی باقر اور بیٹی سکینہ ودیگر حضرات روایت کرتے ہیں بہت سے حُسینیوں کی حضرتِ حسینؓ کی طرف نسبت ہے۔ آپؓ کی حیاتِ مبارکہ اور واقعہ شہادت کے متعلق بہت سی کتب تاریخِ اسلامی، کتبِ حدیث اور بہت سی کتبِ ادب و شعر بھری پڑی ہیں۔

(۱۶) خدیجہ بنت خُویلد بن اسدؓ

(رسول اللہ ﷺ کی پہلی زوجہ مطہرہ، امّ المؤمنینؓ)

(۶۸ق ھ۔ ۳ق ھ / ۵۵۶۔ ۶۲۰ م)

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں اور یہیں معزز مالدار گھرانے میں پرورش پائی۔ آپؓ کے والد نے یوم فجار کو وفات پائی۔ پہلے ابو ہالہ بن زرارہ التمیمی سے نکاح ہوا پھر وہ فوت ہو گئے آپؓ صاحبِ مال و تجارت تھیں، مال شام بھیجا کرتی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ سال کو پہنچی تو آپ ﷺ مالِ تجارت لے کر بصریٰ کے بازار حوران تشریف لے گئے۔ بڑا منافع لے کر واپس لوٹے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرتِ خدیجہؓ سے نکاح فرمایا۔ حضرتِ خدیجہؓ آپ ﷺ سے بڑی تھیں۔ آپ ﷺ کے سارے صاحبزادے و صاحبزادیاں سوائے ابراھیمؑ کے حضرتِ خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جب بعثتِ نبوی ﷺ ہوئی تو حضرتِ خدیجہؓ پہلی

(۱۶) طبقات ابن سعد ۸/۱،۵۲/۳۳۱۔۳۳۳، المستدرک ۳/۱۸۲، مجمع الزوائد ۹/۲۱۸

خاتون ہیں جو ایمان لائیں اور مشرف بہ اسلام ہوئیں آپؓ نے حضور ﷺ کے دل کو مضبوط کیا اور مدد بہم پہنچائی۔ حضرتِ خدیجہؓ کی زندگی میں حضور ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ جب حضرتِ خدیجہؓ نے ہجرت سے تین سال قبل وفات پائی تو حضور ﷺ نے انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا۔ آپؓ کے مناقب کثیر ہیں آپ کے فضائل اور نبی کریم ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

﴿(۱۷) عائشہ بنتِ ابی بکر الصدیقؓ امّ المؤمنینؓ﴾

(۹ ق ھ۔ ۵۸ھ / ۶۱۳۔ ۶۷۸م)

رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ عائشہؓ سے ان کی صغر سنی میں نکاح فرمایا۔ (حضرتِ عائشہؓ ان عورتوں میں سے ہیں جو زمانہ اسلامؓ میں پیدا ہوئیں۔ حضرتِ عائشہؓ حضرتِ فاطمہؓ سے ۸ سال چھوٹی تھیں)۔ تمام ازواجِ مطہرات میں حضرتِ عائشہؓ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ حضرتِ عائشہ کثیر الروایت، تمام عورتوں سے افقہ اور دین و ادب میں سب سے اعلم تھیں۔ آپؓ نے حضرت عثمانؓ کی انکی زندگی میں گرفت کی۔ پھر شہادتِ عثمانؓ کے بعد ان کی خاطر غضبناک ہوئیں۔ آپؓ کا موقف واقعہ جمل میں جس پر آپؓ سوار تھیں معروف ہے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپؓ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ ۱۷۴ احادیث پر شیخین (بخاری و مسلم) متفق ہیں، کثیر صحابہؓ آپؓ سے روایت کرتے ہیں"۔

﴿(۱۷) مسند احمد ۶/ ۲۹، تہذیب التہذیب ۱۲/ ۴۳۳۔ ۴۳۶، البدایہ والنہایہ ۸/ ۹۱﴾

﴿(۱۸) حفصہ بنتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا﴾

(۱۸ ق ھ۔ ۴۵ھ / ۶۰۴۔ ۶۶۵ م)

مہاجرات میں سے ہیں، پہلا نکاح خنیس بن حذافہ السہمی سے ہوا، جب وہ شہید ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے اُحد میں نکاح فرمایا۔ حضور ﷺ نے ان کو ایک طلاق دی تھی پھر رجوع فرما لیا، عام الجماعۃ "۴۱ھ" کو وفات پائی۔ (جس وقت حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ نے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) ایک قول ۴۵ھ کا ہے اور بھی اقوال ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ احادیث مروی ہیں۔ ۴ پر شیخین متفق ہیں اور ۶ پر مسلم منفرد ہیں"۔

﴿(۱۹) ام سلمہ بنت امیہ بن المغیرہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا﴾

(۲۴ ق ھ۔ ۶۰ھ / ۵۸۹۔ ۶۷۹ م)

نبی کریم ﷺ نے واقعہ بدر کے بعد ۲ھ میں ان سے نکاح فرمایا: آپ رضی اللہ عنہا عمر بن سلمہ بن عبد الاسد کی والدہ ہیں۔ اپنے زوجِ اوّل "ابی سلمہ" کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ۶۰ھ یا ۶۱ھ میں وفات پائی۔ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر بڑی غمزدہ رہتی تھیں اسی صدمہ میں ۹۰ سال کی عمر پا کر انتقال کیا۔ امہات المؤمنین میں سب سے آخر میں آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد ۳۷۸ ہے۔ ۱۳ پر شیخین متفق ہیں اور تین احادیث پر دونوں منفرد ہیں آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد بھی صحابی ہے۔ اولاد یہ ہے عمر، سلمہ اور زینب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلقِ کثیر آپ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

﴿(۱۸) مسند احمد ۶/ ۳۳۳، طبقات ابن سعد ۸/ ۸۲۰۔ ۱۲۹، کنز العمال ۱۳/ ۶۳۷، ۷۰۲"۔﴾ ﴿(۱۹) مسند احمد ۶/ ۲۸۸، المستدرک ۴/ ۱۶، الاصابہ ۸/ ۲۰۳"۔﴾

﴿(۲۱) سودہ بنتِ زمعہ بن قیسؓ ام المؤمنینؓ﴾

ازواجِ مطہرات میں یہ فضیلت صرف حضرتِ سودہؓ کو حاصل ہے کہ حضرتِ خدیجہؓ کی وفات کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت ﷺ کی زوجیت میں آئیں۔ تین سال سے زیادہ عرصہ تک حضرتِ سودہؓ ہی تنہا حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ رہیں۔ بعد میں حضرتِ عائشہؓ سے نکاح فرمایا۔ آپؓ سیدہ، جلیلہ عقیلہ اور فربہ اندام تھیں۔ جاہلیت میں سکران بن عمرو بن عبد الشمس کی زوجہ تھیں۔ (ابتدائے نبوت میں) مشرف بہ اسلام ہوئیں ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ دونوں ہجرت حبشہ (ثانیہ) میں شریک تھے۔ پھر دونوں مکہ واپس آگئے اور سکرانؓ کچھ دنوں بعد فوت ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ حضرتِ سودہؓ نے نبی کریم ﷺ کی دلداری کے لئے اپنی باری حضرتِ عائشہؓ کو دیدی تھی (مناقب سودہؓ دیکھو) حضرتِ سودہؓ سے چند احادیث مروی ہیں ابنِ عباسؓ اور یحیٰ بن عبد اللہ الانصاریؒ نے ان سے روایت کی ہے۔ خلافتِ عمرؓ کے آخر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

﴿(۲۲) زینب بنتِ جَحش بن رِئاب الاسدیہؓ ام المؤمنین﴾

(۳۳ق ھ۔۲۰ھ / ۵۹۰۔۶۴۱م)

آپؓ ان نامور خواتین میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئیں (یعنی آپؓ قدیم الاسلام ہیں) آنحضرت ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں زید بن

﴿(۲۱) طبقات ابن سعد ۸ / ۵۲۔۵۳، سیر اعلام النبلاء ۲ / ۲۶۵۔۲۶۹، مجمع الزوائد ۹ / ۲۴۶"۔﴾ ﴿(۲۲) مسند احمد ۳ / ۱۹۵۔۱۹۶، طبقات ابن سعد ۸ / ۱۰۱۔۱۱۵، کنز العمال ۱۳ / ۷۰۰﴾

حارثہؓ جو آنحضرت ﷺ کے آزادہ کردہ اور متبنی تھے ان سے پہلے نکاح ہوا۔ پھر زیدؓ نے جب طلاق دے دی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ اس واقعہ کے متعلق آیاتِ کریمہ بھی نازل ہوئیں۔ حضرتِ زینبؓ خوبصورت اور موزوں اندام تھیں۔ آپؓ کے سبب ہی آیتِ حجاب نازل ہوئی۔ آپؓ نہایت نیک خو، روزہ دار، نماز گزار اور نیک سیرت تھیں۔ حضرتِ زینبؓ سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔ شیخینؒ دو حدیثوں پر متفق ہیں۔

(۲۳) زینب بنتِ خُزَیمہ بن الحارث الھِلالیہ

(اُمّ المساکینؓ)

(ت ۴ھ / ۶۲۵م)

ان کے خاوند عبداللہ بن جحشؓ نے غزوہ اُحد میں شہادت پائی اور (اسی سال) آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ نکاح کے بعد آنحضرتِ ﷺ کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے طفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں۔ آپؓ (زینب بنت خزیمہؓ) امّ المؤمنین حضرتِ میمونہؓ کی جانب سے ماں کی ھمشیرہ ہیں۔ آپؓ سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

(۲۴) میمونہ بنت الحارث بن حَزن الھِلالیہ

(اُمّ المؤمنینؓ)

(ت ۵۱ھ / ۶۷۱م)

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ، ام الفضل زوجہ عباس کی بہن اور خالد بن ولیدؓ

---

(۲۳) شذرات الذھب ۱/ ۱۰، الاستیعاب ۴/ ۱۸۵۳، السمط الثمین ۱۱۲ (۲۴) مسند احمد ۶/ ۳۲۹، تاریخ الاسلام ۲/ ۳۲۴، تہذیب التھذیب ۱۲/ ۴۵۳

اور ابن عباسؓ کی خالہ ہیں۔ قبل از اسلام مسعود بن عمرو الثقفی سے نکاح ہوا، لیکن کسی وجہ سے علیحدگی ہو گئی۔ پھر ابو رہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں، ابو رہم نے ۷ھ میں وفات پائی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے عمرۃ القضاء ۷ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ اور مقام "سرف" میں عروسی فرمائی۔ حضورؐ نے ابو رافع اور اوس بن خولی کو حضرت عباسؓ کی طرف بھیجا۔ حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہؓ کو نکاح کا پیغام بھی دیا اور نکاح کے متولی بھی ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت میمونہؓ نے اپنا نفس خود ہی آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا تھا۔ آپؓ سادات میں سے تھیں۔ حضرت عائشہؓ سے پہلے وفات پائی آپؓ سے تیرہ احادیث مروی ہیں (بلکہ اس سے بھی زیادہ مروی ہیں) جن میں سے سات "صحیحین" میں ہیں۔

(۲۵) حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشمؓ

(ابو عمارہ)

(۵۴ق ھ۔ ۳ھ / ۵۵۶۔ ۶۲۵م)

آپؓ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں۔ آپؓ "سید الشہداء" اور قریش و اسلام کے بہادر اور دلیر صحابہؓ میں سے ہیں۔ آپؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو تقویت ملی، آپؓ بدر کے وہ بہادر صحابیؓ ہیں جنہوں نے دو تلواروں سے لڑائی کی۔ غزوۂ احد کو شہید ہوئے۔ آپؓ مثلہ کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی شہادت پر بڑے رنجیدہ اور اشک بار ہوئے۔ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین پر آہ و بکاء کر رہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حمزہؓ پر کوئی بھی رونے والی نہیں!

(۲۵) طبقات ابن سعد ۳ / ۸، تہذیب الاسماء واللغات ۱ / ۱۶۸، ابن ہشام ۱ / ۳۱۲۔ ۳۱۳۔

اس پر وہ عورتیں حمزہؓ کی شہادت پر بھی رونے لگیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے حکم فرمادیا کہ آئندہ کسی مرنے والے پر عورتیں نہ روئیں۔ حضرت حمزہؓ اور شہداء احد کی شان میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ "وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا(آل عمران :۱۶۹) یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے ہیں ان کو مردہ خیال نہ کرو۔"

(۲۶) عباسؓ بن عبد المطلّب بن ہاشم

(ابو الفضل)

(۵۱ ق ھ۔ ۳۲ھ / ۵۷۳۔ ۶۵۳م)

رسولِ کریم ﷺ کے چچا ہیں۔ زمانہ جاہلیت و اسلام دونوں میں اکابرِ قریش میں سے ہیں۔ بدر کے دن اپنی قوم کے ساتھ نکلے، اس روز قیدی بنے۔ پھر مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا، مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ "حُنَین" میں شریک تھے۔ جب دوسرے لوگ میدان سے بھاگے آپؓ ان لوگوں کے ساتھ تھے جو ثابت قدم رہے۔ فتح مکہ میں بھی شریک تھے۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ آپؓ کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ آپؓ سے ۳۵ احادیث مروی ہیں۔ شیخین ایک حدیث پر متفق ہیں۔ مسلم میں تین احادیث ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپؓ کے بیٹے عبد اللہؓ اور کثیرؓ اور احنف بن قیسؒ اور جابر بن عبد اللہؓ وغیرہ حضرات ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ اس وقت عمر مبارک ۸۶ سال تھی۔ آپؓ کے جنازہ میں خلقِ کثیر جمع تھی۔ آپؓ کی اولاد یا خلفاءِ آل عباسؓ میں

(۲۶) مسند احمد ۱/ ۲۰۶، مجمع الزوائد ۹/ ۲۶۸، تہذیب ابن عساکر ۷/ ۲۲۹

سے کوئی بھی اس عمر کو نہیں پہنچا۔ بقیع میں آپؓ کی قبر مبارک ہے جس پر ایک بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔"

(۲۷) جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلبؓ

(ت ۸ھ / ۶۲۹م)

آپؓ عظیم الشان، جلیل القدر، سیّد اور شہید صحابی رسولؐ ہیں، ابو عبداللہ کنیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کے بھائی ہیں۔ آپؓ حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔ دونوں ہجرتیں کیں۔ مسلمان فتح خیبر کی خوشی منا رہے تھے کہ حضرت جعفرؓ حبش سے مدینہ آئے تو ان کو دوہری خوشی حاصل ہوئی اور حضورؐ بھی ان کی واپسی پر بہت خوش ہوئے۔ حضرت جعفرؓ غزوہ موتہ کے تین شہداء سپہ سالار میں سے ایک ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو آپ کی شہادت پر بے حد غم ہوا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ کو (دو کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلہ میں) جنت میں دو بازو عنائیت کیے گئے ہیں۔ (جن سے وہ ملائکہ جنت کے ساتھ مصروفِ پرواز رہتے ہیں) چنانچہ ان کا لقب "جعفر الطیار (اور ذوالجناحین) ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جعفرؓ! تم میری صورت اور سیرت دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو۔" (ان کے مناقب دیکھو)۔"

(۲۷) طبقات ابن سعد ۳/ ۳۴-۴۱، الطبرانی الکبیر ۲/ ۱۰۶، العقد الثمین ۳/ ۴۲۲۔"

(۲۸) عقیل بن ابی طالبؓ

(الھاشمی، القرشی، ابویزید)

(ت ۶۰ھ / ۶۸۰م)

رسول اللہ ﷺ کے ابنِ عم (چچازاد بھائی) ہیں۔ بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں اور سب سے آخر میں انتقال کیا۔ جاہلیت میں بڑے مشہور تھے۔ بدر میں کفار کے ساتھ شریک تھے۔ مسلمانوں نے آپؓ کو بھی گرفتار کیا۔ صلح حدیبیہ سے کچھ قبل اسلام لائے۔ علم الانساب کے بڑے ماہر تھے، چنانچہ مسجد نبویؐ میں نماز کے بعد بیٹھتے اور واقعات بیان کرتے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے انساب عرب کے رجسٹر تیار کرنے کے لئے جن تین علماء کو مقرر اور مامور فرمایا تھا آپؓ ان میں سے ایک تھے۔ آپؓ کے مزید واقعات اور قصے ہیں جن کو حافظ اور صاحب العقد الفرید وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ آپؓ سے مروی احادیث کی تعداد کم ہے۔ روایت کرنے والوں میں آپؓ کے بیٹے محمد پوتے عبداللہ اور حسن بصریؒ وغیرہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ بینائی بھی جاتی رہی، آپؓ کی قبر بقیع کے شروع میں مشہور ہے۔

(۲۹) ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلبؓ

(ت ۲۰ھ / ۶۴۱م)

رسول اللہ ﷺ کے ابن عم ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؓ کا نام اور کنیت ایک ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپؓ کا نام "مغیرہ" ہے۔ نبی علیہ السلام کے رضاعی بھائی

---

(۲۸) طبقات ابن سعد ۴ / ۲۸، العقد الفرید ۲ / ۳۵۶، الاصابہ ۷ / ۳۱۔" (۲۹) طبقات ابن سعد ۴ / ۴۹۔۵۴، کنز العمال ۱۱ / ۶۹۲، سیر اعلام النبلاء ۱ / ۲۰۲۔"

بھی ہیں۔ حلیمہ سعدیہؓ نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ تاخیر سے اسلام لائے، شروع میں ان لوگوں کے ساتھ تھے جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچائی دخولِ مکہ سے پہلے انھوں نے نبی ﷺ سے ملاقات کی آپؐ نے اعراض فرمایا انھوں نے تذلل و عاجزی کی حتیٰ کہ حضورؐ کو ان پر رحم آگیا۔ پھر اچھے مسلمان بنے۔ حنین کے دن جب بعض دوسرے بھاگ نکلے تھے یہ عباسؓ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ نبی علیہ السلام کے خچر مبارک کی لگام آپؓ ہی نے پکڑی۔ نبی علیہ السلام سے یہ بھی مشابہ تھے۔ بڑے پایہ کے شاعر تھے۔ مدینہ میں وفات پائی، حضرت عمرؓ نے جنازہ پڑھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ آپ کی نسل ختم ہو چکی ہے۔"

﴿(۳۰) عبداللہ بن عباس بن عبد المطلبؓ﴾

(۳ق ھ۔۶۸ھ / ۶۱۹۔۶۸۷م)

آپؓ فقیہ العصر، امام التفسیر، جلیل القدر صحابی اور خیر الامۃ ہیں۔ مکہ میں ولادت ہوئی، نبوت کے دورِ اول میں پرورش پائی۔ نبی ﷺ سے علمِ عظیم حاصل کیا۔ بہت سی مشہور احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ مرویات کی تعداد ۱۶۶۰ ہے۔ ۷۵ پر شیخین متفق ہیں، امام بخاریؒ ۱۲۰ پر اور امام مسلم ۹ پر متفرد ہیں۔ جنگ "جمل" و "صفین" میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی۔ طائف میں سکونت پذیر رہے اور یہیں وفات پائی۔"

﴿(۳۰) طبقات ابن سعد ۲ / ۳۶۵، الجرح والتعدیل ۵ / ۱۱۶، النجوم الزاہرۃ ۱ / ۱۸۲﴾

(۳۱) عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ

(ابو جعفر، الھاشمی، القُرشی)

(ا۔۸۰ھ / ۶۲۲۔۷۰۰م)

جب آپؓ کے والدین نے ہجرت حبشہ کی تو آپؓ کی حبشہ میں ولادت ہوئی۔ بنی ھاشم میں آپؓ آخری ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام کی زیارت کی اور صحبت حاصل کی۔ بصرہ، کوفہ اور شام آئے۔ آپؓ عظیم الشان، سخی فیاض، معزز اور سید عالم تھے۔ قابلِ امامت وریاست تھے۔ شعراء نے آپؓ کی شان میں مدح سرائی کی ہے۔ جنگ صفین میں (اپنے چچا) حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ بلکہ سپہ سالار تھے۔ (مخالفت کے باوجود) حضرت امیر معاویہؓ اور عبد الملک کے پاس جایا کرتے تھے۔ مدینہ میں وفات پائی۔ آپؓ اپنے چچا حضرت علیؓ اور والدہ حضرت اسماء بنت عُمیسؓ سے روایت کرتے ہیں آپؓ سے روایت کرنے والے چھ بیٹے، ابن ابی ملیکہ، شعبی عروہ، عباس بن سھل بن سعد اور دیگر حضرات ہیں۔

(۳۲) عبد اللہ بن مسعود بن غافلؓ

(ابو عبد الرحمٰن، الھُذلی، المکّی)

(ت ۳۳ھ / ۶۵۳م)

بنی زھرہ کے حلیف ہیں۔ ابنِ امِ عبد کے نام سے بھی معروف ہیں۔ آپؓ امام، عالمِ کبیر، فقیہ، قاری اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ بدر میں شریک تھے۔

(۳۱) نسب قریش ۸۱، ۸۲، المستدرک ۳/ ۵۶۶، الاصابہ ۲/ ۲۸۹ (۳۲) مسند احمد ۱/ ۳۷۴، ۳۸۴، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۱، طبقات القراء ۱/ ۳۳

دونوں ہجرتوں میں شامل تھے۔ آپؓ سے علم کثیر مروی ہے۔ آپ کے کثیر فضائل ہیں۔ آپؓ سے ابو موسیٰؓ، ابو ھریرہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، جابرؓ، انسؓ اور صحابہؓ کی ایک جماعت حدیث روایت کرتی ہے۔ ابو عبدالرحمٰن السلمی اور عبید بن نُفیلہ وغیرہ نے آپؓ سے قرأت نقل کی ہے۔ شیخین آپ کی ۶۴ احادیث مبارکہ پر متفق ہیں۔ "بقی بن مخلد" میں آپ کی ۸۴۰ احادیث موجود ہیں۔" ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔ ساٹھ سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔"

(۳۳) عمار بن یاسر بن عامرؓ

(ابو الیقظان، الکنانی)

(ت ۳۷ھ / ۶۵۷م)

آپ سابقین الی الاسلام میں سے ہیں ولی کوفہ رہے۔ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ بدر اور بقیہ مغازی میں شریک تھے۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں مسجدِ قبا (مدینہ میں) تعمیر کی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کو "الطیّب المطیّب" کا لقب عطا فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ "تجھے ایک باغی گروہ قتل کر دے گا"۔ جنگِ صفّین میں اصحابِ علیؓ میں سے تھے اسی جنگ میں ۳۷ھ میں شہید ہوئے۔ بہت بوڑھے تھے۔ ۹۰ سال سے عمر متجاوز تھی۔

(۳۳) مسند احمد ۴ / ۲۶۲، ۳۱۹، تاریخ بغداد ۱ / ۱۵۰، الروض الانف ۱ / ۲۰۲۔ ۲۰۳

(۳۴) زید بن حارثہ بن شرحبیل، الکلبی ؓ ابو اسامہ

(ت ۸ھ / ۶۲۹م)

جلیل القدر اور شہید صحابی ہیں جو خود بھی حبِ رسول اللہ ﷺ ہیں اور حبِ رسول اللہ ﷺ (اُسامہؓ) کے والد بھی ہیں، زمانہ جاہلیت میں آپؓ صغر سنی ہی کی حالت میں اُٹھا لئے گئے تھے (اور بازارِ عکاظ میں فروخت کے لئے پیش کئے گئے) چنانچہ (آپکی پھوپھی) حضرتِ خدیجہ بنت خُویلدؓ نے آپؓ کو خریدا حضرتِ خدیجہؓ نے نکاح کے بعد سرور دو عالم ﷺ کو ھبہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے آپؓ کو آزاد کر دیا اور اپنی پھوپھی زاد بہن حضرتِ زینب بنت جحشؓ سے نکاح کر دیا۔ حضرتِ زیدؓ نے حضرتِ زینبؓ کو طلاق دی پھر خود حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ حضرتِ زیدؓ برابر "زید بن محمدؐ" کے نام سے مشہور تھے۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی "اُدْعُوْھُمْ لِآبَائِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ" یعنی لوگوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو۔ یہ خدا کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے۔ قرآنِ کریم میں آپؓ کا نامِ گرامی مذکور ہے اور کسی کا صراحتہً نام قرآن میں مذکور نہیں۔ نبی علیہ السلام آپؓ کو ہر لشکر کا امیر ہی بنا کر بھیجتے تھے۔ آپ ﷺ حضرتِ زیدؓ سے بہت محبّت واُنس رکھتے تھے۔ غزوہ موتہ میں بھی آپؓ کو سپہ سالار بنایا۔ آپؓ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں اپنے دوسرے ساتھیوں حضرتِ جعفرؓ وغیرہ کے ہمراہ اسی غزوہ میں شہید ہوئے۔ آپ ﷺ ان کی شہادت پر وفورِ غم سے آبدیدہ ہوئے اور اس قدر روئے کہ گلوگرفتہ ہوگئے۔ حضرتِ سعد بن عبادہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟"

(۳۴) طبقات ابن سعد ۳ / ۴۰ ـ ۴۷، التاریخ الکبیر ۳ / ۳۹۰، خزانۃ الادب ۱ / ۳۶۳۔"

فرمایا: یہ جذبۂ محبت ہے"۔ حضرتِ زیدؓ نے نبی علیہ السلام سے دو حدیثیں روایت کی ہیں اور آپؓ سے آپ کے بیٹے اسامہؓ روایت کرتے ہیں"۔

(۳۵) اُسامہ بن زید بن حارثہؓ

(۷ق ھ۔ ۵۴ھ / ۶۱۵۔ ۶۷۴م)

کنیت ابو محمد ہے۔ لقب حِبُّ رسولِ اللہ ﷺ (یعنی حضور ﷺ کے محبوب) خود بھی حضورؐ کے آزاد کردہ ہیں اور آزاد کردہ غلام کے بیٹے بھی ہیں، بڑے سپہ سالار تھے۔ ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے۔ اسلام کے گہوارہ میں پرورش پائی اس لئے کہ آپؓ کے والد (حضرتِ زیدؓ) غلاموں میں سب سے پہلے مومن تھے۔ رسول اللہ ﷺ آپؓ سے نہایت محبت کرتے تھے۔ اپنے نواسوں حضرتِ حسنؓ و حضرتِ حسینؓ جیسی شفقت فرماتے تھے ابھی آپؓ کی عمر ۲۵ سال کی بھی نہ ہوئی تھی نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو امیر لشکر بنایا حالانکہ اکابرِ صحابہؓ حضرتِ عمرؓ وغیرہ موجود تھے۔ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد وادیِ قری روانہ ہو گئے وہیں سکونت پذیر رہے پھر ایامِ معاویہؓ میں دمشق منتقل ہو گئے۔ وہاں "مزہ" میں قیام رہا۔ پھر مدینہ واپس لوٹ آئے اور یہیں وفات پائی۔ حضرتِ معاویہؓ کی خلافت کا آخری عہد تھا۔ بخاری و مسلم نے "۱۲۸" احادیث آپؓ کی نقل کی ہیں، روایتِ حدیث کرنے والوں میں ابو ہریرہؓ، ابنِ عباسؓ، ابو وائلؓ، عروہ بن الزبیرؓ، ابو سلمہؓ وغیرہ حضراتِ صحابہؓ ہیں"۔

---

(۳۵) طبقات ابن سعد ۴/ ۶۱۔ ۷۲، الطبری ۳/ ۱۸۴، ۱۱، المعارف ۱۴۴، ۱۶۴

(۳۶) خبّاب بن الارتؓ بن جندلہ التمیمیؓ

(ابو یحییٰ، یا ابو عبد اللہ)

(ت ۳۷ھ / ۶۵۷م)

سابقین الی الاسلام میں سے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلام لانے والوں میں آپؓ کا چھٹا نمبر ہے (اسی لئے آپؓ "سادس الاسلام" کہلاتے ہیں) پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کا برملا اظہار کیا۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ شیخین نے آپؓ کی ۳۲ احادیث نقل کی ہیں۔ آپؓ سے مسروق، ابو وائل، قیس بن ابی حازم وغیرہ روایتِ حدیث کرتے ہیں کوفہ میں وفات پائی۔ حضرتِ علیؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی وفات کے وقت تہتر سال کی عمر تھی۔

(۳۷) بلال بن رباح الحبشیؓ

(ابو عبد اللہ)

(ت ۲۰ھ / ۶۴۱م)

حضرتِ بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن خاص اور آپ ﷺ کے خازنِ بیت المال تھے۔ بڑے سخی فیاض اور صاحبِ شرف و مروّت تھے۔ سابقین الی الاسلام میں سے ہیں۔ آپؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں تکلیفیں دی گئیں تمام مغازی میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے دن آپؓ کی آخری اذان تھی۔ مدینہ میں قیام پذیر رہے حتیٰ کہ جب شام کی طرف

(۳۶) مسند احمد ۵/ ۱۰۸، المستدرک ۳/ ۳۸۷، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۱۴۳"۔ (۳۷) طبقات ابن سعد ۳/ ۲۳۲-۲۳۹، الطبری ۲/ ۱۷۹-۳۱۵، تہذیب التھذیب ۱/ ۵۰۲"۔

لشکروں کی روانگی ہوئی آپؓ بھی بطور مجاہد ساتھ چل دیئے۔ "دمشق" یا "داریا" میں وفات پائی۔ آپؓ کی ۴۴ احادیث ہیں جن میں سے ۴ صحیحین میں ہیں۔ آپؓ سے ابن عمرؓ، ابو عثمان النھدی، اسود، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ایک جماعت روایت کرتی ہے۔

(۳۸) سالم بن معقل مولی ابی حذیفہؓ

(ت ۱۲ھ / ۶۳۳م)

اصطخر آپؓ کا آبائی مسکن تھا۔ ابو حذیفہؓ کے مولیٰ اور متبنّٰی تھے۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ بدری صحابی ہیں، (آپؓ مسجد قبا کے امام تھے) مہاجرین اوّلین جن میں (حضرتِ ابوبکرؓ) اور حضرتِ عمرؓ بھی شامل تھے آپؓ کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ اس لئے کہ حضرتِ سالمؓ فنِ قرأت کے امام تھے۔ حضرتِ عمرؓ آپ کی توقیر و تعظیم کیا کرتے تھے۔ مسندِ احمد میں مذکور ہے کہ (حضرتِ عمرؓ نے دمِ واپسیں کے وقت فرمایا کہ اگر سالمؓ موجود ہوتے تو میں امرِ خلافت کو شوریٰ میں پیش نہ ہونے دیتا" یعنی انکو اپنا جانشین بناتا)۔ اگر دو آدمیوں میں سے ایک مجھے مل جاتے تو میں امرِ خلافت کے بارے میں ان پر اعتماد کرتا وہ دو آدمی ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ ہیں۔ ذہبیؒ نے اس روایت کے تحت لکھا ہے کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتِ عمرؓ غیر قُرَشی کیلئے جوازِ امامت کے قائل تھے۔ سالمؓ اپنے مولیٰ ابی حذیفہؓ کے ہمراہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ مہاجرین کا جھنڈا آپؓ کے پاس تھا۔

---

(۳۸) طبقات ابن سعد ۳/ ۸۵، التاریخ الکبیر للبخاری ۴/ ۱۰۷، الاستیعاب ۲/ ۵۶۷

(۳۹) صُہَیب بن سِنان بن مالک النّمری، الرومی ابو یحیٰ

(ت ۳۸ھ / ۶۶۰م)

حضرت صُہیبؓ پہلے عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ غلام تھے پھر حضرت عمر بن الخطابؓ کے آزاد کردہ غلام ہوئے حضرت صہیب کا اصلی وطن ایک قریہ تھا جو الجزیرہ میں واقع تھا، بدری صحابی ہیں جس طرح حضرتِ بلالؓ "سابق الحبشہ" اور حضرتِ سلمان فارسیؓ "سابق الفرس" ہیں اسی طرح آپؓ "سابق الروم" ہیں تمام مشاہد و مغازی میں شریک رہے ہیں، حضرتِ عمرؓ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ حضرتِ صُہیبؓ ہی ان کے جنازہ کی نماز پڑھائیں اور اہلِ شوریٰ جب تک مسئلہ خلافت کا فیصلہ نہ کریں وہ فرائضِ امامت انجام دیں۔ آپؓ ان لوگوں میں شامل تھے جو فتنہ سے الگ تھلک رہتے ہوئے اپنی شان پر قائم رہے۔ نہایت مہمان نواز اور فیاض تھے، آپؓ کے فضائل و کمالات بہت زیادہ ہیں۔ آپؓ سے چند احادیث مروی ہیں۔ آپؓ سے آپکے بیٹے، سعید بن المسیب، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں۔ مدینہ میں وفات پائی ۷۰ سال سے کچھ اوپر عمر پائی۔

(۳۹) مسند احمد ۴/ ۳۳۲، مشاہیر علماء الامصار ۲۰، الاصابہ ۲/ ۱۸۸

(۴۰) سلمان الفارسیؓ

(ابو عبد اللہ)

(ت ۳۵ھ / ۶۵۵م)

نسبی تعلق اصفہان کے مجوسیوں سے تھا، کتبِ فارس، روم و یہود پڑھی ہیں، پہلے شام پھر موصل کا سفر کیا، اور پھر بلادِ عرب کا ارادہ کیا، بنی کلیب کے تاجروں سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے آپؓ کو خادم رکھ لیا پھر غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ بنی قریظہ کے ایک آدمی نے آپکو خرید ا اور اپنے ساتھ مدینہ لے آیا۔ جس وقت سرورِ دو عالم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سلمانؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی۔ (کیونکہ بدر و اُحد کے غزوات آپ کی غلامی کے زمانہ میں ختم ہو چکے تھے) آپؓ ہی نے غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا (جو بہت پسند کیا گیا)۔ خندق کھودنے کے دوران نبی علیہ السلام نے فرمایا: سَلْمَانُ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ" سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے"۔ حضرتِ سلمانؓ نے آنحضرت ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے اور آپ ﷺ کی خدمت بھی کی ہے۔ آپؓ سے چند احادیث مروی ہیں۔ بخاریؒ نے ۴ اور مسلمؒ نے ۳ نقل کی ہیں۔ "مسند بقی" میں ۶۰ احادیث ہیں۔ آپؓ بڑے عقلمند، سمجھدار، مستقل مزاج عابد زاہد بزرگ صحابی تھے۔ حضرتِ عثمانؓ کے عہدِ خلافت کے آخر میں مدائن میں وفات پائی۔ (عہدِ فاروقی میں) مدائن کے گورنر رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ۳۶ھ میں وفات پائی۔

(۴۰) مسند احمد ۵ / ۴۳۷، ۴۴۳، ۴۴۴، حدائق الانوار ۱ / ۲۶۱، دلائل النبوۃ للاصبہانی ۱ / ۷

(۴۱) عثمان بن مظعون بن حبیب الجُمَحی رضی اللہ عنہ

(ابو السائب)

(ت ۲ھ / ۶۲۳م)

صحابیِ رسول ﷺ ہیں، صرف تیرہ صحابہؓ کے بعد ایمان واسلام لائے۔ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شامل تھے۔ حرمتِ خَمْر سے قبل ہی آپؓ نے اپنے پر خَمْر (شراب) حرام کردی تھی۔ حضرتِ عثمانؓ مہاجرین میں پہلے شخص ہیں جو بدر سے واپسی کے بعد مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے (تین دفعہ جھک کر) ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ آنحضرت ﷺ کو آپ کی مفارقت کا شدید غم تھا، اور خود آپ ﷺ نے اہتمام سے اپنے صاحبزادے حضرتِ ابراہیمؑ کے پہلو میں دفن کرلیا۔"

(۴۲) حاطِب بن ابی بَلْتَعہ اللَّخْمی رضی اللہ عنہ

(ت ۳۰ھ / ۶۵۰م)

ابو عبداللہ کنیت ہے آبائی وطن ملکِ یمن تھا۔ قبیلہ ازد کے تھے۔ صحابی رسول ﷺ ہیں، بدر، اُحد اور تمام مشاہد و غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رہے ہیں۔ آپؓ چھ قاصدین ومبلغینِ اسلام میں سے ایک ہیں (غزوۂ حدیبیہ سے واپسی پر) ۶ھ میں رسولِ کریم ﷺ نے آپؓ کو مقوقس (والیِ مصر) کے پاس مبلغِ اسلام بنا کر بھیجا تھا۔ مقوقس نے آنحضرت ﷺ کے لئے ماریہ وسیرین دو بہنیں بطور تحفہ کے ساتھ دیئے۔ حضور ﷺ نے ماریہ قبطیہ سے تو نکاح فرمالیا اور ان کی بہن سیرین حضرتِ

---

(۴۱) طبقات ابن سعد ۳/ ۳۹۳، اسد الغابہ ۳/ ۵۹۸، تہذیب الاسماء واللغات ۱/ ۳۲۵ (۴۲) طبقات ابن سعد ۳/ ۱۱۴، البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۸۳، کنز العمال ۱۱/ ۶۷۷۔

حسان بن ثابتؓ کو ھبہ کر دی۔ حضرتِ حاطبؓ سے ایک لغزش ہوگئی تھی کہ انھوں نے قریش کو خفیہ طور پر فتح مکہ کی تیاریوں کے متعلق خط لکھ کر ایک عورت کی معرفت مکہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ (یہ سب کچھ آپؓ نے اس لئے کیا کہ مکہ میں ان کے اہل و عیال اور قدیم احباب رہتے تھے بطورِ مواسات ایسا کیا) آپؓ کی وسیع پیمانہ پر تجارت تھی شہسوارانِ قریش میں سے ایک تھے۔ شعراءِ جاہلیت میں ایک عظیم شاعر تھے۔ مدینہ میں وفات پائی اور حضرتِ عثمان بن عفانؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی"۔

(۴۳) عکاشہ بن محصن بن حرثان الاسدیؓ

(ابو محصن)

(ت ۱۲ھ / ۶۳۳م)

آپؓ قریش کے حلیف تھے۔ صحابیِ رسول ہیں۔ سابقینِ اولین میں سے ہیں، تمام غزوات میں شریک رہے۔ آپؓ امیر سریہ اور نہایت خوب رو تھے۔ غزوہ بدر میں غیر معمولی جانبازی اور جوہر شجاعت دکھائے۔ آپکی تلوار جب ٹوٹ گئی تو آنحضرت ﷺ نے کھجور کی ایک چھڑی عطا فرمائی جس نے خنجر بن کر دشمن کا صفایا کر دیا۔ ارتداد کی لڑائی میں "بزاخہ" میں جامِ شہادت نوش کیا۔ طلیحہ بن خویلد الاسدی نے آپؓ کو قتل کیا"۔

(۴۳) طبقات ابن سعد ۳ / ۹۲، المستدرک ۳ / ۲۲۸، اسد الغابۃ ۴ / ۶۷

﴿(۴۴) مقداد بن عمرو بن ثعلبہ البہرانی، الکندیؓ ابو عمرو، الحضرمی﴾

(ت ۳۳ھ / ۶۵۴م)

آپؓ "مقداد بن اسود بن عبد یغوث الزہریؓ کے نام سے معروف ہیں اسود بن عبد یغوث نے آپ کو اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا۔ مشہور بہادر صحابیِ رسول ﷺ ہیں ان سات اصحابؓ میں سے ہیں جنھوں نے سب سے پہلے بر ملا اسلام کا اظہار کیا اور آپؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کیا۔ اور ان چار خوش نصیب صحابہؓ میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ بدر وغیرہ میں شریک تھے۔ مدینہ میں سکونت پذیر رہے۔ مدینہ کے قریب (تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں) داعیِ جنّت کو لبیک کہا۔ لاش مدینہ لا کر بقیع کے قبرستان میں دفن کی گئی۔ حضرتِ عثمان بن عفانؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپؓ سے چند صحابہ اور کبارِ تابعین روایت کرتے ہیں۔

﴿(۴۵) سعد بن مُعاذ بن نعمان الانصاریؓ﴾

(الاوسی، الاشھلی، ابو عمرو)

(ت ۵ھ / ۶۲۶م)

قبیلہء اوس کے سردار اور بہادر صحابیِ رسول ﷺ ہیں بدر میں شریک تھے احد

﴿(۴۴) طبقات ابن سعد ۳ / ۱۶۲، تہذیب التھذیب ۱۰ / ۲۸۵، حدائق الانوار ۲ / ۴۹۹﴾﴿(۴۵) طبقات ابن سعد ۳ / ۱۴، الجرح والتعدیل ۴ / ۹۳، الاستیعاب ۲ / ۶۰۲۔"﴾

کے میدان میں ثابت قدمی دکھانے والوں میں سے تھے خندق کے دن ایک تیر لگا زخم کے اثر سے ایک ماہ زندہ رہ کر داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ بقیع میں مدفون ہیں وفات کے وقت عمر ۳۷ سال تھی۔ کتبِ صحاح میں آپؓ کے فضائل ومناقب معروف ومشہور ہیں۔

(۴۶) معاذ بن جبل بن عمرو الانصاری الخزرجیؓ ابو عبدالرحمٰن

(ت۱۸ھ / ۶۳۹م)

آپؓ سید، امام، فقیہ اور ان ستر انصارِ صحابہؓ میں سے ایک ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر، اُحد تمام غزوات میں شامل تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کے بارے فرمایا: معاذؓ قیامت کے دن امام العلماء ہوں گے"۔ حضور ﷺ نے آپؓ سے قرآن پاک سیکھنے کا امر فرمایا۔ غزوہ تبوک کے بعد نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو اہلِ یمن کا قاضی ومرشد بنا کر بھیجا، آپؓ "جَنَد" میں رہتے تھے پھر عہد صدیقی میں مدینہ واپس لوٹ آئے۔ شام کے غزوہ میں ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے ساتھ تھے۔ جب شام میں "طاعون عمواس" نمودار ہوا، اس میں ابو عبیدہؓ نے وفات پائی۔ انتقال کے قریب حضرتِ معاذؓ کو اپنا جانشین بنایا۔ حضرتِ عمرؓ نے آپؓ کو اس عہدہ پر برقرار رکھا۔ تھوڑے دن نہ گزرے تھے کہ حضرتِ معاذؓ اسی طاعون کے مرض میں جاں بحق ہو گئے اردن کے کنارے "غور" میں دفن کیے گئے۔ عمر شریف ۳۳ (یا ۳۴) سال کی تھی۔ آپؓ سے بعض صحابہؓ چند احادیث روایت کرتے ہیں"۔

(۴۶) مسند احمد ۵ / ۲۲۷۔۲۴۸، کتاب العلل ۶۶، ۱۲۲، الاصابہ ۳ / ۳۰۶

(۴۷) اُسید بن الحُضَیر بن سماک الاوسی الاشہلیؓ

(ابو یحیٰی یا ابو عتیک)

(ت ۲۰ھ / ۶۴۱م)

صحابیِ رسول ﷺ ہیں زمانہ جاہلیت واسلام دونوں میں بڑے معزز شمار ہوتے تھے اپنے قبیلہ اوس میں بڑے پایہ کے آدمی تھے۔ عرب میں ذی فہم اور ذی رائے شمار ہوتے ہیں۔ بارہ نقباء میں سے ایک ہیں جو ستّر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک تھے۔ اُحد میں ثابت قدمی کے ساتھ شریک رہے۔ جب دوسرے لوگ میدان سے ہٹ گئے تھے سات زخم کھائے پھر خندق اور دوسرے غزوات میں بھی موجود تھے حدیث میں ہے" اُسید بن حضیرؓ بہت اچھے آدمی ہیں۔" مدینہ میں وفات پائی۔ "بخاری و مسلم نے آپؓ کی ۱۸ احادیث روایت کی ہیں"۔

(۴۸) براء بن مالک بن نضر الانصاریؓ

(البخاری، المدنی)

(ت ۲۰ھ / ۶۴۱م)

بڑے شجاع اور بہادر صحابیؓ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے خادمِ خاص حضرتِ انس بن مالکؓ کے بھائی ہیں اُحد میں بھی شریک تھے۔ بیعتِ رضوان میں بھی موجود تھے۔ آپکی جوانمردی اور بہادری مشہور ہے۔ مختلف فتوحات اور ارتداد کی لڑائیوں میں بھی سربکف تھے سن ۲۰ھ میں فتح "تُستر" میں شہید ہوئے۔ انہی کے بارے میں

(۴۷) مسند احمد ۴/۲۲۶، مشاہیر علماء الامصار ۱۳، شذرات الذہب ۱/۳۱"۔ (۴۸) طبقات ابن سعد ۷/۱۶، الترمذی ۱۰/۳۵۷، اسد الغابۃ ۱/۲۰۶

سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا "بہت سے غبار آلود بوسیدہ کپڑوں والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کردیں":

﴿(۴۹) سعد بن ربیع بن عَمرو الانصاری رضی اللہ عنہ﴾

(الخزرجی، الحارثی)

(ت ۳ھ / ۶۲۴م)

آپؓ بڑے جانباز بدری صحابی ہیں، اُحد میں شہید ہوئے، نبی کریم ﷺ نے سعد بن ربیعؓ کو عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا بھائی بنایا تھا۔ حضرتِ سعدؓ نے عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو اپنا آدھا مال دینے کا عزم کیا اور اپنی ایک بیوی کو طلاق دے کر ان کے ساتھ نکاح کردینے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن عبد الرحمٰنؓ نے اس سے انکار کیا اور دعائے برکت دی۔ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ نے آپ کو لاپتہ پایا جب دستیاب ہوئے تو جسم پر نیزہ کے کئی زخم تھے۔ اپنی قوم (انصار) کو حصولِ شہادت پر برانگیختہ کرتے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے انتقال فرماگئے"۔

﴿(۵۰) اُبَیؓ بن کعب بن قَیس الانصاری، البخاری، المدنی، المقری، ابو المنذر﴾

(ت ۲۱ھ / ۶۴۲م)

اسلام سے پہلے یہود کے زبردست عالم رہے ہیں کتبِ قدیمہ سے بھی پوری

﴿(۴۹) طبقات ابن سعد ۳/ ۵۲۳، الروض الانف ۲/ ۱۴۱، مجمع الزوائد ۹/ ۳۱۰﴾ ﴿(۵۰) طبقات ابن سعد ۳/ ۴۹۸۔۵۰۲، الطبرانی الکبیر ۱/ ۱۶۴، الاصابہ ۱/ ۱۶﴾

واقفیت رکھتے تھے، اسلام لانے کے بعد کاتبانِ وحی میں شمار ہوئے۔ بیعتِ عقبہ، بدر اور (بدر سے لے کر طائف تک) تمام معرکوں میں شریک رہے۔ نبی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں قرآن پاک جمع کیا۔ عہدِ رسالت ﷺ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

علم و عمل میں عظیم مقام رکھتے تھے۔ واقعہ ء جابیہ میں حضرتِ عمرؓ کے ساتھ تھے۔ اہلِ بیت المقدس کے نام صلح نامہ لکھا۔ حضرتِ عثمانؓ نے آپؓ کو امیر مقرر کیا اور پھر جمعِ قرآن میں شریک ہوئے۔ مدینہ میں وفات پائی۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپکے تینوں بیٹے، (اور اس کے علاوہ) انس بن مالکؓ، ابن عباسؓ، سوید بن غفلہؓ، عبدالرحمٰن بن ابزیؓ، زر بن حبیش اور ابو عثمان النہدی وغیرہ شامل ہیں۔ بقی بن مخلدؒ میں مجموعی تعدادِ مرویات ۱۶۴ ہے۔ بخاری و مسلم میں ۳ ہیں۔ بخاری ۳ پر اور مسلم ۷ احادیث پر متفرد ہیں"۔

(۵۱) زید بن سھل بن اسود النجاری، الانصاریؓ ابو طلحہ

(ت ۳۴ھ / ۶۵۴م)

صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔ جاہلیت اور اسلام دونوں میں بڑے شجاع بہادر اور تیر انداز شمار کئے جاتے تھے۔ جائے پیدائش مدینہ منورہ ہے۔ لیلۃِ عقبہ کے بارہ نقباء میں سے ایک ہیں۔ بدر سمیت تمام مشاہد میں شریک رہے۔ یومِ خیبر کو نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے۔ آپؓ کی ۲۰ سے زائد احادیث ہیں، آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے پروردہ انس بن مالکؓ، زید الجُھَنیؓ، ابن عباسؓ، ابو اسحاق عبد اللہ بن ابی طلحہؓ ہیں حدیثِ نبوی ﷺ سننے کے بعد مسلسل صائم النہار رہتے تھے روزے دار کے لئے اولے نگلنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے نبی ﷺ نے آپؓ کے متعلق فرمایا: "زیدؓ کی آواز لشکر میں ایک جماعت سے بہتر ہے۔" بعض کہتے ہیں کہ آپؓ ایک بحری مہم پر

(۵۱) مسند احمد ۳/ ۲۸، التاریخ الکبیر ۳/ ۳۸۱، سیر اعلام النبلاء ۲/ ۲۷

نکلے تھے کہ جہاز ہی میں واصلِ حق ہو گئے۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپؓ مدینہ میں فوت ہوئے۔ حضرتِ عثمانؓ نے ۳۴ھ میں نمازِ جنازہ پڑھایا۔ ۷۰ سال کی عمر پائی"۔

(۵۲) سَعد بن عُبادہ بن دُلَیم الانصاری، الخزرجی، الساعدیؓ ابو قَیس

(ت ۱۴ھ / ۶۳۵م)

قبیلہ خزرج کے سردارِ اعظم اور زمانہ جاہلیت و اسلام دونوں میں صاحبِ عظمت و جلالت تھے۔ ستر انصارِ صحابہؓ کے ہمراہ عقبہ (ثانیہ) میں شریک تھے۔ (اور اسی میں اسلام قبول کیا) شرکتِ بدر میں اختلاف ہے۔ (بخاریؒ و مسلمؒ شرکت کے قائل ہیں) اُحد اور خندق میں شریک تھے ایامِ عمرؓ میں شام کی طرف ہجرت کرلی تھی اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ (دمشق کے قریب) مقامِ حوازن میں ۱۴ھ یا ۱۵ھ میں وفات پائی۔ آپؓ کی ۲۰ احادیث ہیں، وقتِ روایت سے پہلے جان حق ہو گئے تیر اندازی اور تیر اکی نہایت عمدہ جانتے تھے۔ اسی بناء پر "کامل" کے لقب سے نوازے گئے"۔

(۵۳) حارثہ بن نعمان بن نَفَع الخزرجی النجّاری الانصاریؓ ابو عبداللہ

(ت تقریباً ۵۰ھ / ۶۷۰م)

فاضل صحابیِ رسول ﷺ ہیں، بدر، اُحد اور تمام غزوات میں برسرِ پیکار رہے،

(۵۲) مسند احمد ۵/ ۲۸۴، تہذیب ابن عساکر ۶/ ۸۶، حدائق الانوار ۲/ ۵۰۳) (۵۳) مسند احمد ۵/ ۴۳۳، المستدرک ۳/ ۲۰۸، الاستیعاب ۱/ ۳۰۶

بڑے دیانت دار، مخیر اور اپنی والدہ کے نہایت فرمانبردار تھے کہا جاتا ہے کہ آپؓ نے حضرتِ جبریل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آخر زندگی میں بینائی جاتی رہی۔ خلافتِ معاویہؓ کے دور میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد میں محدّثِ عظیم اور ابو الرجال محمد بن عبدالرحمٰن ہیں۔ حافظ ذہبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ آپؓ سے کوئی روایت مروی نہیں ہے"۔

(۵۴) عمرو بن الجموح بن زید الخزرجی، الانصاری، السلمیؓ

(۳ھ / ۶۲۴م)

مُعاذؓ اور معوذؓ اور خلادؓ کے والدِ گرامی ہیں۔ سابقینِ اسلام میں سے ہیں ابن عبدالبرؒ نے ذکر کیا ہے کہ آپؓ عقبہ اور بدر میں شریک تھے اور اُحد میں شہید ہوئے اور آپکی بیوی ھند بنتِ عمرو بن حرامؓ نے آپؓ کی اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمروؓ کی لاش کو اُٹھایا، دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔ آپؓ سید اور لنگڑے تھے۔ بچوں نے آپؓ کو جہاد سے روکنے کی انتھک کوشش کی۔ آپؓ نے نبی علیہ السلام سے بچوں کی شکایت کی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تم ان کو جہاد پر جانے سے نہ روکو، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں رتبہ شہادت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

---

(۵۴) مسند احمد ۳/ ۴۳۰، تہذیب الاسماء واللغات ۲/ ۲۵، الاصابہ ۷/ ۹۴

(۵۵) بشر بن براء بن معرور الانصاری، الخزرجی، السلمیؓ

(۷ھ/۶۳۰م)

اپنی قوم کے معزز صحابی ہیں عقبہ، بدر، اُحد اور خندق کے معرکوں میں شریک تھے۔ آپؓ کی وفات فتح خیبر کے وقت ۷ھ میں زہر آلود بکری کا گوشت کھانے کے سبب ہوئی جو آپ نے نبی علیہ السلام کے ہمراہ کھایا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ زہر آلود گوشت کھانے کے بعد اس جگہ سے ہٹنے نہ پائے تھے کہ واصلِ حق ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ ایک سال تک درد تکلیف میں مبتلا رہے ایک سال بعد وفات پائی"۔

(۵۶) کعب بن عمرو الانصاری، السلمیؓ ابو الیسر

(ت ۵۵ھ/۶۷۵م)

صحابی رسولؐ ہیں، عقبہ میں شامل تھے۔ اس وقت عمر ۲۰ سال کی تھی۔ بدر میں بھی شریک تھے۔ بدر میں مشرکین کا علم (جھنڈا) چھینا تھا۔ آپؓ ہی نے اس روز عباسؓ کو گرفتار کیا، "جنگ صفین" میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ بدری صحابہؓ میں باقی ماندہ لوگوں میں سے تھے۔ آپ کی احادیث کم ہیں۔ "مسلم" میں ہیں "بخاری" میں نہیں، مدینہ میں انتقال کیا۔ شرکاءِ بدر میں سے سب سے آخر میں آپؓ کا انتقال ہوا۔

---

(۵۵) مسند احمد ۳/۳۵۱، لن معام ۲/۲۸۹، الروض الانف ۲/ "۲۲۳" (۵۶) مسند احمد ۳/۴۲۷، اسد الغابۃ ۴/۴۸۴، مجمع الزوائد ۹/۳۱۶

﴿(۵۷) عبد اللہ بن عَمرو بن حَرام الانصاری، السّلمی، الخزرجیؓ ابو جابر﴾

(ت ۳ھ / ۶۲۴م)

آپؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ لیلۃ عقبہ کے نقباء میں سے ایک ہیں۔ بدر میں شریک تھے، "احد" میں شہید ہوئے۔ آپ کو عَمرو بن الجموحؓ (جو آپ کے بہنوئی تھے) کے ساتھ ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ (۶ ماہ بعد حضرت جابرؓ دوسری قبر میں دفن کیے گئے، کان کے سوا باقی سارا جسم صحیح سالم تھا)۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فرشتے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھے۔"

﴿(۵۸) جابرِ بن عبد اللہ بن حرام الخزرجی الانصاری السُّلَمیؓ﴾

(ت ۷۸ھ / ۶۹۷م)

مشہور صحابیِ رسولؐ ہیں: بیعت الرضوان میں آپؓ بھی شریک تھے۔ آپؓ سابقینِ اسلام اور مکثرینِ روایت میں سے ہیں۔ اس لئے کہ آپؓ سے "۱۵۴۰" احادیث مروی ہیں۔ ۶۰ احادیث پر شیخین (بخاری و مسلم) متفق ہیں۔ جب کہ "بخاری" ۲۶ احادیث اور "مسلم" ۱۲۶ احادیث پر متفرد ہیں۔ ائمہ تابعین کی ایک جماعت آپؓ سے احادیث روایت کرتی ہے۔ ۱۹ غزوات میں حصہ لیا۔ آخری ایام میں

﴿(۵۷) مسند احمد ۳ / ۳۰۸، الجرح والتعدیل ۵ / ۱۱۶، الحلیہ ۲ / ۴﴾ ﴿(۵۸) طبقات ابن سعد ۳ / ۵۷۴، دلائل النبوۃ ۲ / ۱۵۶، کنز العمال ۱۱ / ۶۹۷﴾

"مسجد نبوی" میں آپؓ کا حلقہ درس وتدریس تھا۔ لوگ آپؓ سے مختلف علوم کا استفادہ کرتے تھے۔ آخر میں بالکل ناتواں اور ضعیف ہو گئے تھے، آنکھوں نے الگ جواب دے دیا تھا۔ سنِ وفات میں اختلاف ہے۔ جو صحابہؓ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ہیں آپؓ ان میں سب سے آخری تھے۔ کافی معمر ہو گئے تھے (تقریباً ۹۴ سال کی عمر پائی)۔"

(۵۹) عبد اللہ بن رَوَاحہ بن ثَعلَبہ الانصاری الخزرجیؓ ابو محمدؓ

(ت ۸ھ / ۶۲۹م)

لشکرِ اسلام کے امیر و قائد اور رجز گو شاعر صحابی رسولؐ ہیں۔ "عقبہ" میں ستر انصار کے ساتھ شامل تھے۔ بارہ نقباء میں سے ایک ہیں۔ بدر، احد، خندق اور حدیبیہ میں شریک رہے۔ "غزوۂ موتہ" میں امراءِ لشکر میں سے ایک تھے۔ حضرت زیدؓ اور حضرت جعفر الطیارؓ کی شہادت کے بعد شہید ہوئے۔ شاندار رجز پڑھتے اور دہراتے ہوئے میدانِ کارزار میں آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ رتبۂ شہادت حاصل کیا۔

(۶۰) عَبدُ اللہ بن عبد اللہ بن اُبَیّ بن سَلُول الخزرجی الانصاریؓ

(ت ۱۲ھ / ۶۳۳م)

آپؓ کے والد "عبد اللہ بن اُبَیّ بن سَلُول" معروف و مشہور منافق تھے۔

---

(۵۹) مسند احمد ۳/ ۴۵۱، طبقات ابن سعد ۳/ ۵۲۵، سیر اعلام النبلاء ۱/ ۲۳۰ (۶۰) طبقات ابن سعد ۳/ ۵۴۰، مغازی الواقدی ۲/ ۴۱۵، تجرید اسماء الصحابہ ۱/ ۳۲۱۔"

عبداللہؓ ساداتِ صحابہؓ اور فضلائے صحابہؓ میں سے تھے۔ بدر اور اس کے بعد ہونے والے تمام معرکوں میں شریک رہے۔ ان کے والد (عبداللہ بن اُبَی) نے "غزوۂ تبوک" یا "غزوۂ بنی المصطلق" کے بعد راستہ میں یہ کہا تھا کہ عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔" اس پر آپؓ نے (یعنی بیٹے نے) نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! وہ خود ذلیل ہے۔ عزت والے آپؐ ہیں۔ اگر آنجنابؐ مجھے قتل کی اجازت دیں تو میں اس کو قتل کیے دیتا ہوں۔" جب آپؓ کے والد (عبداللہ بن اُبَی معروف منافق) ۹ھ میں مر گئے تو بیٹے نے نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ "وَلَا تُصَلِّ عَلٰیٓ اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔" یعنی جو بھی منافق مر جائے تو آپؐ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے والد کو کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائی تھی۔ جنازہ بھی پڑھا، اور قبر پر توقف بھی کیا۔ اور قبر کے پاس ان کے بیٹے عبداللہؓ بن عبداللہ سے ان کے باپ کی تعزیت بھی کی۔ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن عبداللہ کی خوب تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ جنگِ یمامہ میں ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ حضرت عائشہؓ ان سے روایت کرتی ہیں۔"

(۶۱) قَتَادہ بن نُعمان بن زَیدُ الظفرَی الانصاریؓ ابو عمر

(ت ۲۳ھ / ۶۴۴م)

آپؓ امیر و مجاھد اور صاحبِ عظمت صحابیِ رسولؐ ہیں، ابو سعید الخدریؓ کے اخیافی بھائی تھے۔ "عقبہ" میں شامل تھے۔ بدر اور باقی تمام مشاہد میں شریک رہے، فتح مکہ میں "بنی ظفر" کا علَم آپ کے پاس تھا۔ یہ وہی شجاع و بہادر صحابی ہیں جن کی آنکھ (غزوۂ احد میں) باہر نکل کر رخسار پر لٹک آئی تھی۔ نبی علیہ السلام نے خود دستِ

(۶۱) مسند احمد ۴/ ۱۵، المستدرک ۳/ ۲۹۵، تاریخ الاسلام ۲/ ۵۰

مبارک سے آنکھ کو اسی جگہ پر لگا دیا، مدینہ میں وفات پائی، حضرت عمرؓ (اور ابو سعید الخدریؓ اور محمد بن مسلمہؓ) قبر میں اترے، آپؓ کی چند مرویات ہیں، (تقریباً ۷ ہے)۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بھائی (اخیافی) ابو سعیدؓ، بیٹے عمرؓ اور محمود بن لبیدؓ وغیرہ شامل ہیں۔"

﴿(۶۲) حارث بن ربعی الخزرجی السُّلمی الانصاری ابو قتادہ﴾

(ت ۵۴ھ / ۶۷۴م)

آپؓ شجاع بہادر والیانِ اسلام میں سے ہیں۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ آپؓ کا لقب "فارس رسول اللہ" ہے۔ "احد" اور "حدیبیہ" میں شریک تھے۔ جب "عبد الملک بن مروان" حاکم بنا تو اس نے آپؓ سے "مواقفِ نبی ﷺ" دکھانے کو کہا چنانچہ آپؓ نے اس کو مواقفِ نبی علیہ السلام" دکھائے، حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آپؓ کو امارتِ مکہ پر نامزد کیا تھا۔ آپؓ "صفین" میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، اصح روایت کے مطابق مدینہ میں وفات پائی۔ آپؓ کی چند احادیث ہیں آپ سے احادیث بیان کرنے والوں میں آپکے بیٹے عبد اللہؓ اور انس بن مالکؓ، سعید بن المسیبؒ وغیرہ شامل ہیں"۔

﴿(۶۲) مسند احمد ۲ / ۳۸۳، التاریخ الکبیر ۲ / ۲۵۸، اسد الغابہ ۶ / ۲۵۰﴾

(۶۳) عُبادہ بن الصامت بن قیس الانصاری الخزرجیؓ ابوالولید

(ت ۳۴ھ / ۶۵۴م)

آپؓ ان صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جو صفتِ ورع و تقویٰ سے موصوف تھے۔ "عقبہ" "بدر" اور تمام مغازی میں سر بکف رہے۔ "فتحِ مصر" میں شریک تھے۔ فلسطین کا عہدہ قضاءت سب سے پہلے آپؓ کو تفویض ہوا۔ کسی بات پر حضرتِ عُبادہؓ اور حضرتِ معاویہؓ دونوں میں اختلاف ہو گیا تھا اور آپس میں سخت کلامی اور چہ می گوئیاں بھی ہوئیں۔ مرویات کثیر ہیں "مسند بقی" میں ۱۸۱ احادیث ہیں جبکہ "صحیحین" میں ۶ ہیں۔ شیخین ۲ حدیثوں پر متفرد ہیں۔

(۶۴) خالد بن زید بن کُلیب الخزرجی النجاریؓ ابو ایوب الانصاری

(ت ۵۲ھ / ۶۷۲م)

شجاع بہادر، مجاہد متقی، عقبی اور بدری صحابی ہیں، باقی تمام مشاہد و غزوات میں بھی شریک رہے ہجرتِ مدینہ کے وقت رسولِ کریم ﷺ نے آپؓ کو شرفِ میزبانی سے نوازا۔ آپؓ کی مرویات بھی ہیں "مسند بقی" میں ۱۵۵ حدیثیں ہیں جن میں سے ۷ احادیثِ مبارکہ "صحیحین" میں بھی ہیں، جبکہ "بخاری" میں ایک حدیث اور مسلم

---

(۶۳) مسند احمد ۵ / ۳۱۴، الجرح والتعدیل ۶ / ۹۵، الاصابہ ۳ / ۲۷ (۶۴) مسند احمد ۵ / ۴۱۳، ابن ہشام ۲ / ۲۶، مشاہیر علماء الامصار ۲۶

میں پانچ احادیث ہیں روایت کرنے والوں میں جابرؓ، براءؓ، مقدام بن معدیکربؓ اور دیگر حضراتِ گرامی ہیں۔ محاصرہ قسطنطنیہ کے وقت "قسطنطنیہ" میں وفات پائی اور دیوارِ قسطنطنیہ کے نیچے ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں دفن ہوئے۔ یزید بن معاویہ نے نماز جنازہ پڑھائی"۔

(۶۵) ثابت بن قیس بن شماس الخزرجی الانصاریؓ

ابو محمد

(ت ۱۲ھ / ۶۳۳م)

بڑے ذی شان صحابی ہیں۔ "بیعت الرضوان" اور "اُحد" میں حاضر تھے۔ "بدر" میں شریک نہ تھے لقب "خطیب الانصار" اور "خطیب رسول اللہ ﷺ" ہے جیسے حسانؓ شاعر رسول اللہ ﷺ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کے متعلق فرمایا "ثابت بن قیسؓ بہت اچھے آدمی ہیں حضرتِ ابو بکرؓ نے آپؓ کو ارتداد کی لڑائیوں میں امیر انصار مقرر فرمایا تھا جیسا کہ خالد بن ولیدؓ اس کے سپہ سالار اور امیر قریش تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے"۔

(۶۶) خزیمہ بن ثابت بن فاکہ الانصاری،

الخطمی ابو عمارہ، ذو الشہادتین

(ت ۳۷ھ / ۶۵۷م)

صحابیِ رسول ﷺ ہیں بعض کہتے ہیں کہ بدر میں شریک نہ تھے "اُحد" اور بعد

---

(۶۵) مسند احمد ۳ / ۱۳۷، طبقات ابن سعد ۵ / ۲۰۶، مجمع الزوائد ۹ / ۳۲۱ (۶۶) مسند احمد ۵ / ۲۱۳، طبقات ابن سعد ۴ / ۳۷۸، کنز العمال ۱۳ / ۳۷۹

کے تمام غزوات اور معرکوں میں شریک رہے۔ فتح مکہ میں بنی خطمہ کا عَلم ان کے پاس تھا۔ جنگِ جمل میں حضرتِ علیؓ کے ساتھ تھے۔ "صفین" میں ہمیشہ مسلّح رہے حتی کہ جب حضرتِ عمار بن یاسرؓ شہید ہوئے تو حضرتِ خزیمہؓ نے تلوار نیام سے نکالی اور لڑ کر شہادت حاصل کی۔ آپؓ کی چند مرویات ہیں آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے عمارہ اور جابر بن عبد اللہؓ اور ابو عبد اللہ الجدلی وغیرہ شامل ہیں۔

(۶۷) اَنَس بن مالک بن النَّضر النجاری الخزرجی الانصاری ابو حمزہ

(ت ۹۳ھ / ۷۱۲م)

آپؓ خادمِ رسول اللہ ﷺ ہیں مدینہ میں پیدا ہوئے، چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا، آپ کو آنحضرت ﷺ کی تاحیات خدمت کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ مدینہ سے دمشق وہاں سے پھر بصرہ منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی بصرہ میں وفات پانے والے اصحابِ رسول اللہ ﷺ میں آپؓ آخری صحابی ہیں سَنِ وفات میں اختلاف ہے ہم نے جو سن وفات (اوپر) ذکر کیا ہے وہ غالباً اصح ہے۔ "مسند بقی" میں آپؓ کی ۲۲۸۶ احادیث موجود ہیں۔ بخاری نے ان میں سے ۸۰ احادیث نقل کی ہیں۔ "مسلم" ۷۰ احادیث پر متفرد ہیں اور شیخین ۱۲۸ احادیثِ مبارکہ پر متفق ہیں۔ خلقِ کثیر آپؓ سے روایت کرتی ہے"۔

(۶۷) مسند احمد ۳ / ۹۸، الطبرانی الکبیر ۱ / ۲۱۰، النجوم الزاہرۃ ۱ / ۲۲۴

﴿(۶۸) عبد اللہ بن سلام بن الحارث الاسرائیلیؓ ابو یوسف﴾

(ت ۴۳ھ / ۶۶۳م)

آپؓ بڑے عالم و فاضل تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ ”عبد اللہ بن سلام عاشر الجنۃ (دسویں) جنتی ہیں“ آنحضرت ﷺ کے خاص اصحابؓ میں سے ہیں آپؓ علمائے یہود میں سے تھے۔ جب نبی پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت آپؓ نے اسلام قبول کیا۔ آپؓ فقہائے صحابہؓ اور دانائے کتب میں سے ہیں۔ جب حضرتِ علیؓ اور حضرتِ معاویہؓ کی آپس میں لڑائی ہوئی آپؓ اس سے کنارہ کش رہے۔ مدینہ میں مقیم رہے اور یہیں وفات پائی۔ آپؓ سے روایتِ حدیث کرنے والوں میں ابو ھریرہؓ آپ کے دونوں بیٹے یوسف اور محمد وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ یوسف نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا مبارک زمانہ پایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا سر پر دستِ مبارک پھیرا اور یوسف نام رکھا۔ عجلی نے اس کو (یوسف کو) ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے اکثر بیشتر یوسف کا ذکر ان کے والد (عبد اللہ بن سلامؓ) کے ساتھ کیا جاتا ہے“۔

﴿(۶۹) حذیفہ بن الیمان بن جابر العبسیؓ ابو عبد اللہ﴾

(ت ۳۶ھ / ۶۵۶م)

آپؓ شجاع بہادر فاتحین اور والیانِ اسلام میں سے ہیں۔ ”صاحب سر النبی

﴿(۶۸) مسند احمد ۵/ ۳۵۰، طبقات ابن سعد ۲/ ۳۵۲، الاستیعاب ۳/ ۹۲۱﴾ ﴿(۶۹) مسند احمد ۵/ ۳۸۲، التاریخ الکبیر ۳/ ۹۵، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۲۷۰﴾

علیہ "آپ کا لقب ہے۔ حضرتِ حذیفہؓ کے والد (اپنی قوم کے کسی شخص کو قتل کر کے) مدینہ بھاگ آئے تھے (اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔) عبد الاشہل کے خاندان سے حلف کا تعلق ہوا، کہتے ہیں کہ اوس و خزرج کے حلف کا تعلق چونکہ یمن سے تھا اس لئے ان کی قوم نے ان کا نام "یمان" رکھدیا۔ حذیفہؓ اپنے والد کے ہمراہ مسلمان ہوئے۔ اگر چہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ تاہم اپنے والد کے ساتھ غزوہ کے ارادے سے نکلے تھے لیکن راستہ میں دشمنوں نے روک دیا)۔ غزوۂ احد میں شریک ہوئے والد بھی موجود تھے۔ "یمانؓ" غزوہ اُحد میں ہی (نادانستہ طور پر ایک مسلمان کے ہاتھ) شہید ہوئے۔ حضرتِ عمرؓ نے آپؓ کو (حذیفہؓ) "مدائن" کا گورنر بنایا۔ آپؓ کی بہت سی فتوحات ہیں۔ کوفہ میں اقامت گزین ہوئے اور شہادتِ عثمان کے چالیس روز بعد وفات پائی۔ "صحیحین" میں آپ کی ۱۲ احادیث ہیں۔ "بخاری" میں ۸ اور مسلم میں ۷ احادیثِ مبارکہ ہیں"۔

(۷۰) ثابت بن الدحداح بن نُعیم بن غنمؓ ابو الدحداح یا ابن الدحداحہ

(ت ۳ھ / ۶۲۷م)

قبیلہ بلیؔ کے خاندانِ انیف یا عجلان سے تھے۔ بنی زید بن مالک (یا عمرو بن عوف) کے حلیف تھے۔ مجاہد، فاضل، انصاری صحابیؓ ہیں۔ غزوۂ احد میں ثابت قدمی دکھائی، (جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو) انھوں نے آگے بڑھ کر انصار کو آواز دی "اگر محمد علیہ قتل ہوئے تو خدا تعالیٰ موجود ہے حیّ قیّوم ہے تم کو اپنے دین

(۷۰) مسند احمد ۳/ ۱۴۶، الطبرانی ۲/ ۲۳۲، الاصابہ ۱/ ۱۹۸

کے لئے لڑنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔" چنانچہ انصار کے چند جانباز اس دعوتِ حق کے خیر مقدم کے لئے آگے بڑھے، قریشِ مکہ کی ایک زبردست مسلّح جماعت جس میں خالد بن ولیدؓ، عمرو بن العاصؓ، عکرمہ بن ابی جہلؓ، ضرار بن خطاب اور دیگر رؤسائے قریش تھے، قریب کھڑی تھی انھوں نے انصار کے ان جانبازوں کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کیا، خالدؓ نے بڑھ کر نیزا مارا، جس سے حضرتِ ابوالدحداحؓ زخمی ہو کر گر پڑے۔ اس صدمہ سے شہید ہوئے۔ انکے ساتھ کچھ اور بھی انصار شہید ہوئے بعض کہتے ہیں کہ اس روز مسلمانوں میں آخر میں شہید ہونے والے یہی لوگ تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ حضرتِ ابو الدحداحؓ اس زخم سے اچھے ہو گئے تھے غزوہ حدیبیہ کے) بعد زخم پھر پھٹ گیا تھا اس کے صدمہ سے بستر پر وفات پائی۔ نبی ﷺ غزوہ حدیبیہ سے ۶ھ ء میں واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے جنازہ میں شرکت کی اور نمازِ جنازہ پڑھایا"۔

(۷۱) ابو ذرؓ، جُندُب بن جُنادہ بن سُفیان الغِفاریؓ

(ت ۳۲ھ / ۶۵۲م)

جلیل القدر مشہور صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔ سابقینِ اوّلین میں سے ہیں، آپؓ نے بنی غفار سے مکہ کی طرف ہجرت کی اور چند روز تک استارِ کعبہ میں چھپے رہے حتیٰ کہ جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت دیکھا تو اس وقت ایمان و اسلام قبول کیا۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دعوتِ اسلام پر لبیک کہا۔ پھر مدینہ کو ہجرت کی اور تمام غزوات میں شرکت بھی کی۔ خلفائے ثلاثہ کے ادوار میں فتوی دیا کرتے تھے۔ زہد و فضل میں مشہور ہیں حضرت ابو ذرؓ اور والیِ دمشق حضرتِ معاویہؓ کے

(۷۱) مسند احمد ۵ / ۱۴۴، طبقات ابن سعد ۴ / ۲۱۹، المستدرک ۳ / ۳۳۷

درمیان دمشق میں کچھ اختلافات بھی وقوع پذیر ہوئے۔ آپؓ امراء پر اعتراض اور نکتہ چینیاں کرتے تھے یہاں تک کہ حضرتِ عثمانؓ نے ان کو مدینہ بلایا پھر حضرتِ عثمانؓ نے مدینہ سے ربذہ بھیج دیا۔ ربذہ ہی میں وفات پائی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے جنازہ پڑھایا۔ بخاریؒ و مسلمؒ نے آپ کی ۲۸۱ احادیث روایت کی ہیں۔ آپؓ کے واقعات کثیر ہیں آپ سے ابنِ عباسؓ، انسؓ، ابنِ عمرؓ اور صحابہؓ و کبارِ تابعین کی کثیر جماعت روایت کرتی ہے"۔

﴿(۷۲) زَیدبن الضحّاک، الخزرجی، النجّاری، الانصاریؓ ابو سعید اور ابو خارِجہ﴾

(ت ۴۵ھ / ۶۶۵م)

زید نام، ابو سعید، ابو خارِجہ، (ابو عبد الرحمٰن) کنیت، المقرئ، فرضی، کاتب الوحی (حبر الامت) القاب ہیں، اجلۂ صحابہؓ اور فقہائے صحابہؓ میں سے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر صرف گیارہ سال کی تھی۔ آپؓ نہایت ذکی اور فطین تھے۔ فرمانِ نبوی ﷺ پر آپؓ نے عبرانی زبان (۱۵ دن میں) سیکھی، آپؓ عبرانی اور عربی میں خطوط لکھا کرتے تھے۔ فرائض اور دیات وغیرہ میں آپ کی چند کتابیں ہیں۔ حضرتِ عمرؓ نے جب مدینہ سے سفر کیا تو آپؓ ہی کو خلیفہ و جانشین مقرر کیا۔ واقعہء یرموک میں مالِ غنیمت کی تقسیم آپؓ کے ہی سپرد تھی۔ حضرتِ معاویہؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔"

﴿(۷۲) مسند احمد ۵/۱۸۱، طبقات ابن سعد ۲/۳۵۸، غایۃ النھایۃ ۱/۲۹۶﴾

﴿(۷۳) قَیس بن سعد بن عُبادہ الانصاری، الخزرجی، الساعدیؓ﴾

(ت تقریباً ۵۹ھ / ۶۷۸م)

خود بھی آپؓ صحابیِ رسول ہیں اور والدِ گرامی بھی صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔ آپؓ سردار، امیر لشکر، قائد، والیِ مصر، معزز اور صاحبِ عقل و دانش صحابی ہیں۔ غزوہ فتح میں جب سعد بن عبادہؓ سے آنحضرت ﷺ نے جھنڈا لے لیا تھا تو آپ ہی کو (قیسؓ) عطا فرمایا تھا۔ فتحِ مصر میں شریک تھے۔ یہیں آپؓ کو ایک گھر دیا گیا۔ حضرتِ علیؓ نے آپ کو مصر کا والی مقرر کیا پھر معزول کر دیا۔ آخر شہادت تک حضرتِ علیؓ کے ساتھ رہے۔ پھر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ حضرتِ معاویہؓ کی خدمت میں آئے حضرتِ معاویہؓ نے آپؓ کا نہایت احترام کیا اور مال بھی دیا۔ کوفہ، شام مصر میں حدیثیں بیان کی ہیں۔ آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ تاریخِ وفات میں اختلاف ہے۔ غالباً صحیح یہ ہے کہ حضرتِ معاویہؓ کے اخیر زمانہ خلافت میں وفات پائی"۔

﴿(۷۴) رَافِع بن خَدِیج بن رَافِع الانصاری، الخزرجی المدنیؓ﴾

(ت ۷۴ھ / ۶۹۳م)

آپؓ صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔ "بدر" کے دن کم سن خیال کئے گئے تھے۔

﴿(۷۳) طبقات ابن سعد ۶ / ۵۲، البدایہ والنہایہ ۸ / ۹۹، تجرید اسماء الصحابۃ ۲ / ۲۰"﴾﴿(۷۴) مسند احمد ۶ / ۷۸ ۳، المستدرک ۳ / ۵۶۱، البدایہ والنہایہ ۹ / ۳﴾

(یعنی نبی کریم ﷺ نے کم سن خیال فرما کر واپس کر دیا تھا) "اُحد" اور باقی تمام مشاھد میں شریک تھے۔ غزوہ اُحد میں آپؓ کے سینہ پر ایک تیر لگا جو ہڈیوں کو توڑ کر اندر گھس گیا لوگوں نے کھینچا تو نوک اندر رہ گئی۔ ایک عرصہ کے بعد اسی کے صدمہ سے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ زراعت اور سیرابی کے طریقوں سے واقف کار تھے۔ آپؓ سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ صفّین کی لڑائی میں حضرتِ علیؓ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ یا ۴۷ھ کے اوائل میں ۸۶ برس کی عمرِ شریف پا کر جاں حق تسلیم ہوئے"۔

(۷۵) ابو موسیٰ، عبداللہ بن قَیس بن سُلَیم الاشعری الزَبیدی، الیمانیؓ

(ت ۴۴ھ / ۶۶۵م)

حضرتِ ابو موسیٰ الاشعریؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ، امام کبیر، فقیہ مقری اور والیان و فاتحینِ اسلام میں سے ہیں معرکہ صفّین جو حضرتِ علیؓ اور حضرتِ معاویہؓ کے درمیان ہوا اس میں آپؓ دو حکموں (ثالثوں) میں سے ایک تھے۔ (دوسرے عمرو بن العاصؓ تھے)۔ مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ فتحِ خیبر کے بعد کشتی والوں کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو (یمن کے حصہ) "زبید" اور "عدن" کا عامل مقرر کیا۔ حضرتِ عمر فاروقؓ نے آپ کو والیِ بصرہ اور حضرتِ عثمانؓ نے والیِ کوفہ بنایا۔ کوفہ ہی میں وفات پائی۔ (سنِ وفات اور مقامِ وفات میں مختلف روایات ہیں) آپؓ خوش آواز، عابد و زاہد علم و عمل اور جہاد و صفائی سینہ میں

---

(۷۵) مسند احمد ۴/ ۳۹۱، طبقات ابن سعد ۴/ ۷۹، الانساب للسمعانی ۱/ ۲۷۴

مجمع البحار تھے۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے علم کثیر نقل کیا ہے۔ نیز آپؓ ان چند آدمیوں میں سے ایک تھے جن کو عہدِ رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی اور خود حضور پرنور ﷺ سے پڑھا تھا۔ سنِ وفات میں روایات مختلف ہیں۔ غالباً ۴۴ھ اصح ہے"۔

(۷۶) خالد بن الولید بن المغیرہ القرشی، المخزومی، المکیؓ ابو سلیمان، سیف اللہ اور فارس الاسلام

(۲۱ھ / ۶۴۲م)

آپؓ نہایت تجربہ کار قائد، امیر لشکر اسلام صحابیِ رسول ﷺ ہیں صفر ۸ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ پھر آپ مختلف معرکوں میں مجاہدِ اسلام بن کر رواں ہوئے۔ غزوہ موتہ میں حضرتِ زیدؓ، حضرتِ جعفرؓ اور حضرتِ عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہادت کے بعد آپؓ نے ہی آخر میں علم سنبھالا۔ اور خوب جوہرِ شجاعت دکھائے۔ (جس کے صلہ میں "سیف اللہ" کا لقب بارگاہِ نبوتؐ سے عطا ہوا۔) "فتحِ مکہ" اور غزوہ حنین میں بھی شریک رہے، عہدِ صدیقی میں منکرین زکوٰۃ اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے قائد و سربراہ بنائے گے۔ فتنہ ارتداد کی مہموں سے فارغ ہو کر عراق کی طرف بڑھے، چنانچہ "حیرہ" اور ملحقات حیرہ کو فتح اور مسخر کیا۔ عراق کی مہم سر کرنے کے بعد راستہ میں حدرداء، ارک، حوارین، مرج راہط وغیرہ سے نبٹتے ہوئے شام پہنچے، دمشق کا محاصرہ کیا گیا آپؓ نے اور ابو عبیدہؓ نے دمشق فتح کیا۔ جب حضرتِ عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے آپؓ کو معزول کر کے ابو عبیدہؓ کو آپ کی جگہ امیر العساکر مقرر کر دیا۔ لیکن حضرتِ خالدؓ بحیثیت مجاہدِ اسلام برقرار رہے۔ بالآخر اس مردِ مجاہد نے بستر پر

(۷۶) مسند احمد ۴/ ۸۸، ابن ہشام ۲/ ۲۷۶، التاریخ الکبیر ۱/ ۱۳۵

وفات پائی، بالشت بھر جگہ بھی جسمِ مبارک کی ایسی نہ تھی جس پر شہداء کی مہر ملں ثبت نہ ہوں۔ عمرِ مبارک ۶۰ سال کی تھی۔ مکانِ وفات میں اختلاف ہے۔ شاید آپؓ نے "حمص" میں وفات پائی (مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حضرتِ عمرؓ نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی تھی) جو زیارت گاہِ خلائق ہے۔ "مسند بقی" میں ۱۷ احادیث مبارکہ موجود ہیں "صحیحین" میں ۲ حدیثیں ہیں، آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ اور قیس بن ابی حازمؒ وغیرہ اصحابِ کرامؓ شامل ہیں۔

(۷۷) عبداللہ بن عُمر بن الخَطَّاب القُرَشی، العَدَوی، المکّی ابو عبدالرحمٰن

(ت ۷۳ھ / ۶۹۲م)

حضرتِ عبداللہ بن عمرؓ صغر سنی میں مشرف بہ اسلام ہوئے، اپنے والد (عمر فاروقؓ) کے ہمراہ ہجرت کی۔ غزوہ اُحد میں کم سن خیال کئے گئے (یعنی کم سنی کی وجہ سے حضور ﷺ نے شرکتِ بدر و اُحد قبول نہ فرمائی۔) "غزوہ خندق" سب سے پہلا معرکہ ہے جس میں شرکت کی اجازت ملی۔ آپؓ عالم فقیہ صاحبِ عظمت صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ۶۰ سال سے زیادہ عمر علم و افتاء میں کٹی، حضرتِ عثمانؓ کی شہادت کے بعد عہدۂ امارت و خلافت آپؓ کو پیش کیا گیا لیکن آپؓ نے انکار کر دیا۔ دو مرتبہ افریقہ میں جہاد کیا۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ اپنے والد حضرتِ ابی بکرؓ، وبلالؓ اور اپنی بہن حفصہؓ و عائشہؓ و کبارِ صحابہؓ سے کثیر علمِ نافع نقل کیا ہے۔ آپؓ سے خلقِ کثیر روایت کرتی ہے۔ "مسند بقی" میں آپ کی ۲۶۳۰ احادیث مروی ہیں جن میں سے ۱۶۸ پر

﴿(۷۷) طبقات ابن سعد ۲/ ۳۷۳، وفیات الاعیان ۲/ ۲۳۳، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۷﴾

شیخین متفق ہیں اور "بخاری" ۸۱ پر اور "مسلم ۳۱ پر منفرد ہیں۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی۔ پچاسی سال کی عمر میں شیخِ جلیل ہو کر مکہ میں وفات پائی۔

(۷۸) ابو ھریرہ، عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی، الیمانی رضی اللہ عنہ

(ت۵۹ھ / ۶۷۹م)

آپؓ مشہور جلیل القدر صحابیؓ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں مدینہ حاضر ہوئے لیکن آپ ﷺ اسوقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔ برابر صحبتِ نبوی میں رہے۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں آپؓ سب سے زیادہ حدیثِ نبوی حفظ اور روایت کرنے والے ہیں۔ آپؓ سے ۵۳۷۴ احادیث مروی ہیں۔ شیخین ۳۲۶ پر متفق ہیں اور "بخاری" ۹۳ پر اور "مسلم" ۹۸ پر منفرد ہیں۔ آپؓ سے روایتِ حدیث کرنے والوں کی تعداد ۸۰۰ ہے، اکثر "مدینہ" میں قیام پذیر رہتے تھے کسی دور میں امارتِ مدینہ آپ کے سپرد ہوئی۔ (عہدِ معاویہؓ میں مروان کبھی کبھار آپ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بناتا تھا۔) مدینہ میں انتقال کیا۔ ولید بن عتبہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اکابر صحابہؓ میں ابنِ عمرؓ اور ابو سعید خدریؓ بھی موجود تھے، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ سنِ وفات میں اختلاف ہے"۔

---

(۷۸) مسند احمد ۲/۲۲۸، طبقاتِ ابن سعد ۲/۳۶۲، مشاہیر علماء الامصار ۱۵

(۷۹) عُبَیدُ بن سُلَیم بن حَضَّار الاشعری الیمانیؓ ابو عامر

(ت ۸ھ / ۶۲۹م)

ابو عامرؓ مشہور صحابی حضرتِ ابو موسیٰ اشعریؓ کے چچا تھے، آپؓ کبارِ صحابہؓ و مجاہدین میں سے ہیں، غزوہ حُنین کے بعد بنی ہوازن کی ہزیمت خوردہ فوج اوطاس میں جا کر جمع ہوئی تھی اور درید بن صمہ بہت سی فوج لے کر اوطاس پہنچ گیا تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کے استیصال کے لئے ابو عامرؓ کی ماتحتی میں تھوڑی سی فوج بھیج دی، آپؓ کے ساتھ آپ کے بھتیجے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابو عامرؓ اور درید بن صمہ کا مقابلہ ہوا، ابو عامرؓ نے ایک ایک کر کے نو مشرکوں کو قتل کیا، آخر میں علاء اور اوفیٰ کے بیٹوں نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیئے۔ ایک تیر ابو عامرؓ کے گھٹنے پر اور ایک سینہ پر آکر لگا، جس سے وہ شہید ہو گئے، دشمن نے آپؓ سے عَلَم چھین لیا ابو موسیٰؓ نے آگے بڑھ کر قاتل کا کام تمام کر دیا اور اس سے عَلَم لے لیا۔ آنحضرت ﷺ کو جب ابو عامرؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے اُن کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور رنج و غم کا اظہار کیا"۔

(۸۰) سفینہ، ابو عبد الرحمٰن مولی النبی ﷺ

(ت ۸۰ھ / ۶۹۹م)

نام "مہران" ہے، دیہات کے رہائش پذیروں میں سے تھے۔ حضرت ام

(۷۹) مسند احمد ۵/ ۳۴۳، تجرید اسماء الصحابۃ ۲/ ۱۸۱، کنز العمال ۱۱/ ۷۳۶(۸۰) مسند احمد ۵/ ۲۲۱، الطبری ۵/ ۳۸، میزان الاعتدال ۲/ ۵۹۲

سلمہؓ نے آپؓ کو خریدا تھا، اور رسول کریم ﷺ کی خدمت گزاری کی شرط پر آزاد کردیا تھا۔ حضرت سفینہؓ نے جواب میں کہا کہ میں زندگی بھر نبی کریم ﷺ کی جدائی و دوری پسند نہیں کرتا، کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کا نام "سفینہ" رکھا تھا۔ ایک مرتبہ کسی سفر میں آپ کے رفقائے سفر تھکتے جارہے تھے وہ اپنے سامان ان پر لادتے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر فرمایا تم "سفینہ" (کشتی) ہو، مسلم اور چاروں ائمہ نے آپؓ کی روایات نقل کی ہیں۔ حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔"

(۸۱) طلحہ بن براء بن عمیر البلوی الانصاریؓ

(ت تقریباً ۷ھ / ۶۲۸م)

بنی عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ نو عمری میں ہی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کے متعلق والدہ کی نہایت فرمانبرداری معروف ہے۔ کسی مرض میں مبتلا ہوئے، آنحضرت ﷺ عیادت کو تشریف لائے، آپؐ نے دعائے خیر کی۔ اسی روز عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کرگئے۔"

(۸۲) صفوان بن المعطل بن رحضہ السلمی، الذکوانی ابو عمرو

(ت ۱۹ھ / ۶۴۰م)

آپؓ قدیم الاسلام ہیں، غزوۂ خندق اور بعد کے تمام مغازی میں آنحضرت ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ یہ وہی صحابیِ رسولؐ ہیں جن کے سبب حضرت

(۸۱) مسند احمد ۵/ ۳۱۲، الطبرانی الکبیر ۸/ ۶۱، الاصابہ ۵/ ۱۵۲۔"

عائشہؓ پر مشہور واقعہ افک میں تہمت لگی، اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت صفوانؓ کے متعلق یہ فرمایا تھا "ما عَلِمتُ عَنہ اِلاَّ خَیرًا" یعنی میں ان کے متعلق خیر و بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔ بصرہ میں مقام مربد میں آپؓ کا گھر تھا۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت ۱۷ھ میں آرمینیہ کی فوج کشی میں شریک ہوئے جس کی قیادت عثمان بن ابی العاصؓ کر رہے تھے۔ اس میں آپؓ شہید ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ شمشاط کے کنارہ "جزیرہ" میں وفات پائی ہے۔"

(۸۳) مالک بن ربیعہ بن البَدن الساعدیؓ ابو اُسَیدؓ

(ت ۴۰ھ / ۶۶۰م)

آپؓ اکابرِ انصار میں سے ہیں، "بدر" اور باقی تمام مشاھد و غزوات میں برسرِ پیکار رہے، فتح مکہ میں بنو ساعدہ کا جھنڈا آپ کے پاس تھا۔ آپؓ کی چند احادیث ہیں، "مسند بقی" میں ۲۸ احادیثِ مبارکہ ہیں، آپؓ سے روایت حدیث کرنے والے آپ کے بیٹے انس بن مالکؓ، آپ کے مولیٰ علی بن عبید الساعدی اور ایک جماعت شامل ہے۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی، وفات میں اختلاف ہے۔ ہم نے جو سَنِ وفات ابن سعدؒ اور خلیفہؒ سے نقل کیا ہے وہ غالباً اصح ہے۔ بمقامِ مدینہ بدریین میں آپؓ سب سے اخیر میں فوت ہوئے۔

(۸۳) مسند احمد ۳/ ۴۹۶، طبقات ابن سعد ۳/ ۵۵۷، تہذیب التھذیب ۱۰/ ۱۵

(۸۴) سلمہ بن عمرو بن الاکوع الاسلمی الحجازی المدنیؓ

ابو عامر یا ابو ایاس

(ت ۷۴ھ / ۶۹۳م)

آپؓ نہایت شجاع بہادر اور تیز دوڑنے والے صحابیؓ ہیں۔ حدیبیہ میں "بیعۃ الرضوان" میں شریک تھے، بعض کہتے ہیں کہ آپؓ "غزوۂ موتہ" میں بھی حاضر تھے، نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو غزوہ "ذات قرد" میں دو حصے دیئے، سوار کا الگ اور پیدل کا الگ، کہا جاتا ہے کہ آپؓ ان صحابہؓ میں سے ہیں جو جوازِ متعہ کے قائل تھے۔ (یعنی یہ بات بے اصل و سند ہے) "صحیحین" میں آپ کی ۷۷ احادیث ہیں (جن میں سے ۱۶ متفق علیہ ہیں اور ۵ میں بخاری اور ۹ میں مسلم منفرد ہیں) روایتِ حدیث کرنے والوں میں آپ کے بیٹے ایاس اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، حسین بن محمد بن الحنفیہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپؓ ان صحابہؓ میں سے ہیں جو مدینہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بالآخر مدینہ میں وفات پائی۔ بینائی بھی ختم ہو چکی تھی"۔

(۸۵) عمرو بن ثابت بن وقش الاوسی الاشہلی الانصاریؓ

(ت ۳ھ / ۶۲۴م)

آپؓ بھی صحابیِ رسول ﷺ ہیں حضرتِ حذیفہ بن الیمانؓ کے بھانجے اور

(۸۴) طبقات ابن سعد ۴/ ۸۱، الروض الانف ۱/ ۲۱۳، البدایہ والنھایۃ ۹/ ۶ (۸۵) الاستیعاب ۳/ ۱۱۶۷، مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۲، کنز العمال ۱۳/ ۲۸۲

حضرتِ عباد بن بشرؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ غزوہ احد میں جامِ شہادت نوش کیا۔ آپؓ ہی وہ صحابیؓ ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک نماز بھی ادا نہیں کی تھی (یعنی موقع ہی نہ ملا) لیکن جنت میں چلے گئے۔

﴿(۸۶) صَفْوان بن قُدامہ التَمِیْمی، المُرادیؓ﴾

آپؓ ہجرت کر کے سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے دو بیٹے عبد العزیٰ اور عبد نُھم بھی تھے۔ اپنے ہاتھ آگے کو بڑھائے اور بیعت کی اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے آپ کو فرمایا "آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے آپ کے بیٹوں کے مذکورہ نام بدل کر عبد الرحمٰن اور عبد اللہ رکھا۔ صَفْوان مدینہ میں قیام پذیر رہے حتیٰ کہ یہیں وفات پائی۔ آپؓ سے آپ کے بیٹے عبد الرحمٰن روایتِ حدیث کرتے ہیں"۔

﴿(۸۷) جلَیْبِیبؓ الانصاریؓ﴾

یہ بھی صاحبِ نبی پاک ﷺ ہیں آپؓ کم رو اور پستہ قد تھے، نبی کریم ﷺ نے آپؓ کا نکاح کرایا تھا، بڑے جانباز اور دلیر تھے۔ سات آدمیوں کو قتل کیا اور کسی غزوہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔ حضرتِ جلَیْبِیبؓ کا تابوت مہبطِ وحی والہام ﷺ کا دستِ مبارک تھا، یعنی رسول اللہ ﷺ خود ان کی لاش اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر لائے، قبر تیار ہوئی، آپ ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے لحد میں اُتارا۔

﴿(۸۶) معجم الطبرانی الکبیر ۸/۸۵، اسد الغابۃ ۳/۲۵، تجرید اسماء الصحابۃ ۱/۲۶۷﴾ ﴿(۸۷) مسند احمد ۴/۴۲۱، الاستیعاب ۱/۲۷۱، اسد الغابۃ ۱/۲۹۲﴾

﴿(۸۸) حارِثہ بن سُراقہ بن الحارث النجّاری، الأنصاریؓ﴾

(ت ۲ھ ۶۲۴م)

آپؓ کی والدہ (ربیع بنت نضرؓ) حضرتِ انس بن مالکؓ کی پھوپھی تھیں، غزوہ بدر میں شریک تھے، ایک حوض پر پانی پی رہے تھے کہ حبان بن العرقہ نے تیر مارا، اس نے اس تشنہ دہن کو شربتِ شہادت سے سیراب کیا۔ انصار میں سب سے پہلے آپؓ ہی کو شرفِ شہادت نصیب ہوا، آپؓ کم عمر لڑکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کی والدہ کو اطمینان دلایا تھا کہ فکر نہ کرو حارثہؓ تو جنت الفردوس میں ہے"۔[۱]

﴿(۸۹) عُوَیمر بن زَیدُ الانصاری، الخزرجیؓ ابو الدرداء﴾

(ت ۳۲ھ / ۶۵۲م)

آپؓ ایک جلیل القدر صحابیؓ ہیں آپؓ عالم، مقرئی، محدث اور عابد وزاہد تھے۔ دمشق میں آپؓ "قاضی" اور "سید القراء" تھے۔ مرویات کی تعداد ۱۷۹ ہے، شیخین ۲ حدیثوں پر متفق ہیں اور بخاری ۳ میں اور مسلم ۸ میں منفرد ہیں۔ آپؓ ان معدودے چند صحابہؓ میں ہیں جنہوں نے نبی علیہ السلام کو قرآن سنایا اور عہدِ رسالت میں قرآن کو جمع کیا۔ "اُحد" کے دن بڑی جانبازی دکھائی اور سرگرمی سے حصہ لیا، رسولِ

﴿(۸۸) مسند احمد ۳/ ۱۱۲، طبقات ابن سعد ۳/ ۵۱۰، الاصابۃ ۱/ ۳۱۱﴾ ﴿(۸۹) مسند احمد ۵/ ۹۴، طبقات ابن سعد ۷/ ۳۹۱، المستدرک ۳/ ۳۳۶﴾

کریم ﷺ نے آپ کی شجاعت وبہادری دیکھ کر فرمایا "عویمرؓ کتنے اچھے شہسوار ہیں" آپ کی قبر دمشق میں ہے۔

(۹۰) زاہر بن حرام الاشجعی، الحجازیؓ

"بدر" میں شریک تھے، آپؓ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں مدینہ کے قریب بادیہ میں رہتے تھے جب مدینہ آتے تو آنحضرت ﷺ کے لئے کوئی نہ کوئی دیہاتی ہدیہ تحفہ ساتھ لاتے، آپؐ فرماتے تھے کہ ہر شہری کا کوئی نہ کوئی دیہاتی ہوتا ہے 'الِ محمد ﷺ کے دیہاتی زاہرؓ ہیں۔ زاہرؓ کوفہ منتقل ہو گئے تھے تاریخِ وفات معلوم نہیں ہے"۔

(۹۱) عثمان بن ابی العاص بن بشر الثقفی، الطائفیؓ ابو عبداللہ

(ت ۵۱ھ / ۶۷۱م)

آپؓ امیر، فاضل اور امانت دار صحابی ہیں بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ۹ھ میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؓ اس وفد کے سب سے چھوٹے رکن تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ نبی علیہ السلام نے آپ کے تعلیمی ذوق وشوق اور دانشمندی کو دیکھ کر بنی ثقیف کی امارت وامامت آپؓ کو تفویض فرمائی۔ حضرتِ ابو بکرؓ نے آپؓ کو طائف کی امارت پر برقرار رکھا۔ حضرتِ عمرؓ نے بحرین اور عمان کی حکومت آپؓ ہی کو تفویض فرمائی۔ پھر آپؓ

(۹۰) مسند احمد ۳/ ۳۶۱، مصنف عبدالرزاق رقم (۱۹۶۸)، الاستیعاب ۲/ ۵۰۹ (۹۱) مسند احمد ۴/ ۲۱، طبقات ابن سعد ۵/ ۵۰۸، شذرات الذھب ۱/ ۳۶

۲۱ھ میں ایک فوج کے ساتھ بحری راستہ سے فارس روانہ ہوئے اور "توج" فتح کیا اور وہاں مسلمانوں کی نو آبادی قائم کی، پھر آپؓ بصرہ میں سکونت پذیر ہوگئے۔ "صحیح مسلم" اور سنن میں آپؓ کی احادیث ہیں۔ آپؓ سے روایتِ حدیث کرنے والوں میں سعید بن المسیبؒ، نافع بن جبیر اور موسیٰ بن طلحہ وغیرہ ہیں"۔

(۹۲) عبداللہ ذوالبجادینؓ

آپؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ ہیں، آپؓ صاحبِ علم و فضل اور کثیر الذکر والدعا تھے۔ عہدِ رسالت میں وفات پائی۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کے متعلق فرمایا: عبداللہؓ بڑے نرم دل اور آہ وزاری کرنے والے ہیں۔ بعض جگہوں میں آپؓ کا نام گرامی "ذوالبجادین" پ کے ساتھ مذکور ہے"۔

(۹۳) نُعَیم بن عبداللہ، النحّام بن اُسَید العدوی القرشیؓ

(ت ۱۳ھ / ۶۳۴م)

آپؓ اجلہء صحابہؓ میں سے ہیں قدیم الاسلام ہیں۔ "نحّام" کے نام سے موسوم ہیں اس لئے کہ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے نعیمؓ کی آواز سنی "(نحم آواز کو کہتے ہیں) ایام حدیبیہ میں ہجرت کی۔ مابعد کے تمام معرکوں میں نبی ﷺ کے ہمرکاب رہے، حضرتِ عمرؓ کے دورِ خلافت میں واقعہ "اجنادین" میں قتل ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں "یرموک" میں شہید ہوئے"۔

---

(۹۲) مسند احمد ۴/ ۱۵۹، الترمذی ۴/ ۱۶۳، مجمع الزوائد ۹/ ۳۶۹ (۹۳) طبقات ابن سعد ۴/ ۱۳۸، المستدرک ۳/ ۲۵۹، کنز العمال ۱۱/ ۷۵۰

(۹۴) عبداللہ بن الارقم بن وھب بن عبد مناف القرشی الزھری رضی اللہ عنہ

(ت ۳۵ھ / ۶۵۵م)

آپ فتح مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے آپ عہدِ رسالت اور عہدِ خلفائے ثلاثہ میں مراسلات کی کتابت کی خدمت وغیرہ پر مامور رہے ہیں۔ حضرتِ عمرؓ اور حضرتِ عثمانؓ کے دور میں بیت المال کی نگرانی بھی آپؓ کے سپرد تھی۔ کمالِ دیانتداری کے ساتھ فرائض کو انجام دیتے تھے ایک مرتبہ حضرتِ عمرؓ نے بطورِ اظہارِ خوشنودی فرمایا: اگر تم کو تقدم فی الاسلام کا شرف حاصل نہ ہوتا تو میں کسی کو تمھارے اوپر ترجیح نہ دیتا"۔ آپؓ سے چند احادیث مروی ہیں۔ عروہ اور (اسلم عدوی) آپؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرتِ عثمان کے اخیر زمانہ خلافت میں ۳۵ھ میں وفات پائی۔ آخر عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے"۔

(۹۵) جریر بن عبداللہ بن جابر البجلی، القسری، الیمانی رضی اللہ عنہ

(ت ۵۱ھ / ۶۷۱م)

حضرتِ جریرؓ یمن کے شاہی خاندان کے رکن، صاحبِ جلالت وعظمت، زیرک ودانشمند اور پیکر حسن وجمال تھے۔ ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

(۹۴) مسند احمد ۳/ ۴۸۳، المعارف ۱۵۱، کنز العمال ۱۳/ ۴۳۸ (۹۵) مسند احمد ۴/ ۳۵۷، اسد الغابۃ ۱/ ۳۳۲، تاریخ بغداد ۱/ ۱۸۷

حاضر ہوئے اور اسلام پر بیعت کی۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا" جب بھی آپ ﷺ ان کو دیکھتے تھے تو مسکرا دیتے تھے اُنکا ذکر خیر کرتے تھے اور بڑے احترام سے پیش آتے تھے۔ کوفہ میں اقامت گزین ہوئے۔ جب حضرتِ علیؓ نے حضرتِ معاویہؓ کو اپنی بیعت کے لئے خط لکھا تھا تو اس کو حضرتِ معاویہؓ کے پاس حضرتِ جریرؓ ہی لے کر گئے تھے جب دو اصحاب میں فتنہ واقع ہوا تو جریرؓ، عدی بن حاتمؓ اور کاتب حنظلہؓ نے "قرقیسیاء" میں اقامت اختیار کر لی۔ ۵۱ھ میں (یا ۵۴ھ) قرقیسیاء میں وفات پائی آپ سے تقریباً ۱۰۰ احدیثیں مروی ہیں۔ ان میں سے آٹھ متفق علیہ ہیں، اور ۲ میں امامِ بخاریؒ اور ۶ میں امام مسلم منفرد ہیں۔ آپؓ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے عمرو اور ان کے علاوہ انسؓ، قیس بن ابی حازمؒ، شعبیؒ، ہمام بن حارث اور ان کے چاروں لڑکے اور ایک جماعت شامل ہے"۔

(۹۶) وائل بن حُجر بن رَبیعہ الکِندی، الحَضرمی، الیمانیؓ ابو ھنیدہ

(ت تقریباً ۵۰ھ / ۶۷۰)

حضرتِ وائلؓ حضر موت کے رئیس اور اشرافِ یمن میں سے ایک تھے۔ آپؓ بھی قبول اسلام کے لئے اپنے قبیلہ کے ساتھ مدینہ وارد ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبتِ بابرکات سے فیض یاب ہوئے، اور آپ ﷺ سے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے (اسلام قبول کرنے کے بعد) آپؓ کو حضر موت میں زمین کا ایک قطعہ مرحمت فرمایا اور چلتے وقت حضرتِ معاویہ بن ابی سفیانؓ کو کچھ دور تک مشایعت کے لئے بھیجا، وائلؓ سوار تھے اور معاویہؓ ساتھ ساتھ پیدل چل رہے

(۹۶) مسند احمد ۶ / ۳۱۵، التاریخ الکبیر ۲ / ۱۷۵، الجرح والتعدیل ۹ / ۴۲"۔

تھے۔ گرمی کا موسم تھا تپتی ہوئی ریت پیروں کو جھلسائے دیتی تھی۔ معاویہؓ نے پاؤں جلنے کی شکایت کی، وائلؓ نے کہا کہ سواری کے سایہ میں آجاؤ۔ معاویہؓ نے کہا اس سے کچھ نہ ہوگا اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیجیے۔ وائلؓ ابھی نئے نئے اسلام لائے تھے۔ دماغ میں نخوت بسی ہوئی تھی۔ جواب دیا، خاموش! تم بادشاہوں کے ساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔ ''جنگِ صفّین میں حضرتِ علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضر موت کا عَلَم آپ ہی کے پاس تھا۔ جب حضرتِ معاویہؓ کوفہ آئے تو آپؓ ان کے پاس آئے اور بیعت کی۔ پھر ایک مرتبہ حضرتِ معاویہؓ کے پاس دمشق ملنے آئے۔ حضرتِ معاویہؓ نے آپ کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ آپ نے ان کو اپنا قدیم واقعہ بھی یاد دلایا، حضرتِ وائلؓ نے دل میں کہا کہ کاش! میں ان کو خود سوار کر لیتا۔ چلتے وقت جاگیر اور نقدی سلوک کرنا چاہا لیکن حضرتِ وائلؓ نے معذرت کر لی اور انکار کر دیا۔ اسلامی فتوحات میں شریک رہے، کوفہ کو جائے سکونت بنالیا تھا۔ یہیں اہل و عیال بھی ساتھ تھے۔ آپؓ کے ایک پوتے خالد جو خلدون کے نام سے معروف ہیں وہ اندلس میں منتقل ہو گئے تھے پھر اشبیلیہ میں ان کی نسل و اولاد ''خاندان خلدون'' کے نام سے آباد ہوئی۔ معروف مؤرخ اور فلاسفر عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون انھی کی اولاد میں سے تھے ۷۱ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ بخاری کے سوا ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ ''مسلم'' میں ۷ احادیث ہیں۔ آپؓ سے حدیثیں روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے ہیں۔ ان کے علاوہ عبدالرحمٰن الیحصبی، کلیب بن شہاب الجرمی، وائل بن علقمہ اور دیگر حضرات ہیں۔''

(۹۷) حسّان بن ثابت بن المنذر الانصاری، الخزرجیؓ النجّاری، المدنی، ابوالولید، ابن الفریعہؓ

(ت ۵۴ھ / ۶۷۴م)

رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ ہیں۔ "شاعر رسول اللہ" لقب ہے۔ مخضرمی تھے، جاہلیت میں ۶۰ برس کی طویل عمر گزاری، اسلام میں بھی اتنی ہی عمر بسر کی۔ مدینہ کے رہائش پذیر لوگوں میں سے تھے۔ اسلام سے قبل ہی غساسنہ اور مناذرہ میں آپ کی شاعری مشہور ہو گئی تھی۔ اسلام لانے کے بعد اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مدافعت میں شعر وشاعری فرمائی۔ دل کے فطرۃً کمزور تھے، اس لئے کسی غزوہ یا معرکہ میں شریک نہ ہوئے، کہا جاتا ہے کہ آپؓ کو کوئی علت بیماری لاحق ہو گئی تھی جس کے سبب قتال سے خوفزدہ رہتے، لیکن ہجو گوئی میں شدید تھے، افضل الشعراء اور مؤیّد بروح القدس تھے۔ جیسا کہ خود نبی پاک ﷺ نے آپؓ کی توصیف فرمائی اور آپؓ کے لئے دعا فرمائی۔ وفات سے کچھ پہلے نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت عائشہؓ پر اتہام لگانے میں حضرت حسانؓ بھی شامل تھے، جب آیاتِ برأت نازل ہوئیں تو نبی علیہ السلام نے اتہام لگانے والوں پر مقررہ حد جاری کی تھی۔ آپؓ سے چند حدیثیں مروی ہیں۔ راویوں میں آپ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ اور براء بن عازبؓ، سعید بن المسیب اور دیگر حضرات ہیں۔ آپؓ کا جبلہ بن الایھم کے پاس قاصد بن کر آنا مشہور ہے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں وفات پائی۔"

(۹۷) مسند احمد ۳/ ۲۲۲، خزانۃ الادب ۱/ ۱۱۱، تہذیب ابن عساکر ۴/ ۱۲۵۔"

(۹۸) دِحیہ بن خلیفہ الکلبی القُضاعی الخزرجیؓ

(ت ۴۵ھ / ۶۶۵م)

رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، اور آپؓ قیصر کے پاس قاصد بن کر گئے تھے۔ قدیم الاسلام ہیں، "بدر" میں شریک نہ تھے۔ لیکن بقیہ تمام مشاہد میں شریک رہے، آپؓ خوب رو اور حضرت جبریل علیہ السلام سے مشابہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو قیصر کی طرف دعوتِ اسلام کی غرض سے قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ اور آپؓ نے حکم دیا تھا کہ یہ دعوتی مکتوب عظیم بصریٰ کو دے دینا تاکہ وہ پھر ہرقل کی طرف اس کو بھیج دے۔ یہ محرم ۷ھ کا واقعہ ہے۔ "یرموک" میں بھی حاضر تھے۔ لشکر کے کسی ایک حصہ کے قائد تھے۔ پھر آپؓ دمشق کے مقامِ مزہ میں اقامت گزین ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔ آپؓ سے چند احادیث مروی ہیں: رُواۃِ حدیث میں منصور بن سعید الکلبی، محمد بن کعب القرظی اور عامر الشعبی اور دیگر حضرات ہیں۔"

(۹۹) عَمرو بن اَخطَب الانصاری، الخزرجی المدنی الاعرجؓ ابو زید

(ت تقریباً ۶۶ھ / ۶۸۵م)

آپؓ ان مشاہیر صحابہؓ میں سے ہیں جو "بصرہ" میں اقامت گزین ہوئے، بصرہ میں آپ کی ایک معروف مسجد بھی ہے۔ نبی ﷺ سے چند احادیث روایت کرتے

(۹۸) مسند احمد ۴ / ۳۱۱، طبقات ابن سعد ۴ / ۲۴۹، تہذیب التہذیب ۳ / ۲۰۶ (۹۹) مسند احمد ۵ / ۳۴۰، طبقات ابن سعد ۷ / ۲۸

ہیں، تیرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے، حضور ﷺ نے آپ کے لئے دعا فرمائی تھی، جس کا اثر یہ ہوا کہ سو برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے لیکن چند بالوں کے سوا سارے بال سیاہ تھے۔ بڑے خوب صورت تھے۔ "صحیح بخاری" کے علاوہ کتب ستہ میں آپ کی احادیث موجود ہیں۔ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔"

﴿(۱۰۰) ضَمُرہ بن ثَعلَبہ البَھزیؓ﴾

آپؓ صحابیِ رسولؐ ہیں، آپؓ سے روایات بھی مروی ہیں۔ مقامِ حمص میں قیام پذیر رہے۔ راویوں میں ابو بحریہ السکونی، یحیٰ بن جابر الطائی ہیں: مسند احمد میں آپ کی حدیثیں ہیں، طویل عمر پائی۔"

﴿(۱۰۱) فُرات بن حَیّان بن ثَعلَبہ العِجلیؓ﴾

آپؓ بھی صحابیِ رسولؐ ہیں۔ ابو سفیان کے حلیف اور مددگار تھے۔ بعد میں قبولیت اسلام سے مشرف ہوئے۔ معرکوں میں شریک رہے، اور جہاد بھی کیا: اہلِ کوفہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ آپؓ سے احادیث بھی مروی ہیں رواۃِ حدیث میں حارثہ بن مغرب اور حنظلہ بن ربیع ہیں۔"

﴿(۱۰۲) عَمرو بن تَغلِب العَبدیؓ﴾

آپؓ کا نسبی تعلق نمر بن قاسط سے ہے۔ اہلِ بصرہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ اور آپؓ مہاجرینِ صحابہؓ میں سے ہیں۔ یہ وہی صحابیؓ ہیں جن کے بارے میں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تھا "میں بعضوں کو مال دیتا ہوں اور بعضوں کو نہیں دیتا، جنہیں نہیں

﴿(۱۰۰) مسند احمد ۴/ ۳۳۸، معجم الطبرانی الکبیر ۸/ ۳۶۹﴾ ﴿(۱۰۱) مسند احمد ۴/ ۳۳۶، الطبری ۲/ ۲۹۲﴾

﴿(۱۰۲) مسند احمد ۵/ ۹۹، طبقات ابن سعد ۷/ ۶۷﴾

دیتا وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو میں مال دیتا ہوں۔" آپؓ سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ حسن بصریؒ آپؓ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض احادیث صحیح میں ہیں۔"

(۱۰۳) عِمران بن حُصَین بن عُبَید الخزاعی ابو نُجَیدؓ

(ت ۵۲ھ / ۶۷۲م)

مشہور صاحبِ علم و فضل صحابیؓ ہیں۔ حضرتِ عمرانؓ، آپ کے والد (حصینؓ) اور حضرتِ ابو ہریرہؓ ےھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ حضرتِ عمرؓ نے آپ کو فقہ کی تعلیم کے لئے بصرہ بھیجا تھا۔ زیاد نے (خراسان) کی گورنری پیش کی تھی (جسے آپؓ نے ٹھکرا دیا تھا) آپؓ ان صحابہؓ میں سے تھے جو "فتنہ" سے کنارہ کش رہے، حضرتِ علیؓ کے ساتھ نہیں لڑے۔ آپؓ کی مرویات کی تعداد ۱۸۰ ہے، شیخین ان میں سے ۹ پر متفق ہیں اور "بخاری" ۴ احادیث میں اور مسلم ۹ میں منفرد ہیں۔ راویوں میں مطرف بن عبد اللہ، زھدم الجرمی، حسن، ابن سیرین اور شعبی وغیرہ ہیں"۔

(۱۰۴) حکیم بن حزام بن خُوَیلد القُرشی، الاسدیؓ ابو خالد

(ت ۵۴ھ / ۶۷۴م)

آپؓ قرشی صحابیؓ ہیں، امّ المومنین حضرتِ خدیجہؓ کے بھانجے اور حضرتِ

(۱۰۳) مسند احمد ۴/۴۲۶، تہذیب التھذیب ۸/۱۲۵، اسد الغابۃ ۴/۲۸۱ (۱۰۴) مسند احمد ۴/۴۰۱، الجمع بین الصحیحین ۱/۱۰۵، البدایۃ والنہایۃ ۸/۶۸

زبیرؓ کے چچازاد بھائی ہیں"۔ دورِ جاھلیت میں کعبہ میں پیدا ہوئے۔ جنگ فجار میں شریک تھے۔ بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی نبی ﷺ کے دوست تھے۔ آپ سادات قریش میں سے تھے۔ علم الانساب کے ماہر تھے۔ فتح مکہ کے دن تاخیر سے اسلام لائے۔ آپؓ اور ابی سفیانؓ ہی کے متعلق یہ فرمانِ نبوی ﷺ تھا کہ :جوان دونوں کے گھر میں داخل ہو گیا وہ مامون و محفوظ ہے۔ "حنین" اور "طائف" کے جہاد میں حصہ لیا۔ ۴۰ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ جن میں سے ۴ پر شیخین متفق ہیں، طویل عمر پائی ہے۔ ۵۰ھ یا ۵۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۱۰۵) عُروہ بن مسعود بن مُعَتِّب، الثقفیؓ

(ت ۱ھ / ۶۲۲م)

آپؓ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آنحضرت کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی (آپ ﷺ سے مل کر) مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قبول اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ سے اپنے قبیلہ میں اشاعتِ اسلام کی اجازت مانگی، آپ کی قوم نے آپ کو قتل کیا۔ حضرتِ عمر بن الخطابؓ نے آپ کی وفات پر شعر و نثر میں آنسو بہا کر آپ کے محاسن و خوبیاں بیان کیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادت کی خبر سن کر فرمایا کہ "عروہ" کی مثال صاحبِ یٰسین جیسی ہے جنھوں نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا اور قوم نے اُن کو شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسیح عروہؓ کے ہمشکل و ہم شبیہ تھے"۔

(۱۰۵) الاستیعاب ۳/ ۱۰۶۶، تجرید اسماء الصحابہ ۱/ ۳۸۰، مجمع الزوائد ۹/ ۳۸۶

(۱۰۶) عِکرَمہ بن ابی جَہل عَمرو بن ہِشَام بن المُغِیرہ القُرَشی المخزُومی

(ابو عثمانؓ)

(ت ۱۵ھ / ۶۳۶ م)

آپ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں۔ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ آپؓ نبی علیہ السلام کے پاس سے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ یمن سے مکہ واپس آنے پر آنحضرت ﷺ نے فرطِ مسرت سے "مرحبا بالراکب المھاجر" یعنی مہاجر سوار خوش آمدید کہہ کر استقبال کیا۔ باپ کے قتل کے بعد بنی مخزوم کی سرداری آپؓ کو تفویض ہوئی۔ حضرتِ عکرمہؓ نے اسلام لانے کے بعد گزشتہ اسلام دشمنی کی خوب تلافی کی اور حق ادا کر دیا۔ چنانچہ آپؓ ارتداد کی لڑائیوں میں شریک رہے اور خلافتِ ابی بکرؓ میں مرج الصفّر" میں ۱۳ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ دورِ خلافتِ عمرؓ میں "یرموک میں ۱۵ھ کو شہادت پائی۔ ۶۲ سال کی عمر پائی اولاد نہیں چھوڑی"۔

(۱۰۷) صدیّ بن عجلان بن وھب الباھلی ابو امامہؓ

(ت ۸۶ھ / ۷۰۵ م)

آپؓ بڑے صاحبِ فضل و زہد صحابی ہیں۔ قیس بن عیلان کی اولاد میں سے ہیں۔ "حمص" میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ آپؓ نے علمِ کثیر روایت کیا ہے۔

---

(۱۰۶) طبقات ابن سعد ۵ / ۴۴۴، تہذیب الاسماء واللغات ۱ / ۳۳۸، اسد الغابہ ۴ / ۷۰ (۱۰۷) طبقات ابن سعد ۷ / ۴۱۱، جمہرۃ انساب العرب ۲۴۷، تاریخ الاسلام ۳ / ۳۳۳

حضرتِ عمرؓ، حضرتِ معاذؓ اور حضرتِ ابی عبیدہؓ سے حدیثیں بیان کرتے ہیں اور راویوں میں خالد بن معدان، سالم بن ابی الجعد، ابو غالب حزوّر اور رجاء بن حَیْوَہ وغیرہ ہیں۔ طویل عمر پائی (عبدالملک اموی کے عہد میں) ۸۱ھ یا ۸۶ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ۱۰۶ سال کی عمر تھی۔ مرویات کی تعداد ۲۵۰ ہے۔ شام میں وفات پانے والے صحابہؓ میں آپؓ آخری صحابی ہیں"۔

(۱۰۸) ضرار بن الازوَر بن مرداس الاسدی ابوبلالؓ

(ت) ۱۳ھ / ۶۳۴م

آپؓ شہسوار، شجاع و بہادر اور شاعر ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند احادیث بھی آپؓ سے مروی ہیں۔ مالک بن نویرہ ۱۳ھ میں بحکمِ خالد بن الولیدؓ آپ ہی کے ہاتھوں مارا گیا۔ حضرتِ ضرارؓ جنگِ یمامہ میں نہایت سخت زخمی ہوئے تھے۔ اس جنگ میں آپؓ بڑی شجاعت سے لڑے حتیٰ کہ دونوں پاؤں پنڈلیوں سے کٹ گئے (مگر تلوار ہاتھ سے نہ چھوٹی) گھٹنوں کے بل گھسٹ گھسٹ کر لڑتے رہے اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے مسل کر شہید ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ معرکہ اجنادین میں حضرتِ ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں شہید ہوئے یا حضرتِ عمرؓ کے زمانہ میں وفات پائی۔ لیکن یمامہؓ میں شہادت پانے کا قول اشہر ہے۔ (زیادہ مشہور ہے)"۔

(۱۰۹) ابو عطیہ البکریؓ

آپؓ بکر بن وائل کی اولاد میں سے ہیں، اپنے اہل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چھوٹی عمر میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے سر پر دستِ مبارک پھیرا جس

(۱۰۸) مسند احمد ۴/ ۳۳۹، طبقات ابن سعد ۶/ ۳۹، کنز العمال ۱۱/ ۶۹۴"۔ (۱۰۹) اسد الغابہ ۵/ ۲۵۵، تجرید اسماء الصحابہ ۲/ ۱۸۷

کی برکت سے طویل عمر پائی۔ آپ کی مرویات بھی ہیں راویوں میں مسکین ابو فاطمہ ہیں :
"جستان" منتقل ہو گئے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ جستان ہی میں وفات پائی"۔

(۱۱۰) ابو مصعب المدنیؓ

آپؓ مدینہ منورہ میں ایک نوجوان عمر کے آدمی تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ابو مصعب کو بالیوں سے دانے نکال کر عطا فرمائے۔ حضرتِ ابو مصعبؓ نے حضورِ اکرم ﷺ سے جنت میں رفاقتِ نبوی ﷺ کی درخواست کی آپ ﷺ نے ابو مصعبؓ کے لئے دعا فرمائی۔

(۱۱۱) زید بن صوحان بن حجر العبدیؓ ابو عائشہ یا ابو سلیمان

(ت ۳۶ھ / ۶۵۶م)

آپؓ عہدِ رسالت میں مشرف بہ اسلام ہوئے آپ بڑے دیانت دار، ساداتِ صحابہ اور فضلائے صحابہؓ میں سے تھے کہا جاتا ہے کہ آپؓ نے رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں بھی حصہ لیا ہے۔ جلولا کے معرکہ میں آپ کا ہاتھ زخمی ہوا۔ جنگِ جمل میں حضرتِ علیؓ کے ساتھ تھے۔ اسی میں شہید ہوئے۔ آپ کے بھائی سحان نے بھی اسی معرکہ میں شہادت پائی۔

(۱۱۲) عبد اللہ بن ہلال الانصاریؓ

کم عمر صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا

(۱۱۰) تجرید اسماء الصحابۃ ۲/ ۲۰۳، مجمع الزوائد ۹/ ۳۹۹ (۱۱۱) طبقات ابن سعد ۶/ ۱۲۳، الاستیعاب ۲/ ۵۵۵
(۱۱۲) الاستیعاب ۳/ ۱۰۰۰، الاصابۃ ۳/ ۱۳۸

تھا اور دُعا بھی فرمائی تھی۔ جس کے نتیجہ میں عمر طویل پائی۔ آپؓ بھی بڑے فاضل، صائم النھار، قائم اللّیل اور زاہد تھے"۔

(۱۱۳) اَشَجّ عبد القیس العبدیؓ

آپ کو "اشج بنی عصر" کہا جاتا ہے۔ اسی لقب سے مشہور ہیں۔ منذر بن عُمر دیا ابن الحارث نام ہے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ آپؓ اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ ۱۰ھ میں حضور پر نور ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوئے بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے قبل ۸ھ میں، جس وقت لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دعوتِ حق قبول کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے آپؓ اس وقت جب پہنچے تو آپنے کپڑے پہننے میں تاخیر کی اور گرد وغبار جھاڑا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ان میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں (ایک حلم اور دوسری وقار)"۔

(۱۱۴) فَروہ بن حُبَیرہ (بنی قُشَیر کے ایک آدمی)

آپؓ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ پہلے مختلف معبوودں اور معبودات کو پوجا کرتے تھے اب الحمد للہ ہم معترف بہ اسلام ہوئے راہِ حق ہمیں نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ: جس کو عقل کی دولت عطا ہوئی وہ فلاح وکامیاب ہوا"۔

(۱۱۳) مسند احمد ۳/ ۲۲، مجمع الزوائد ۹/ ۳۸۷، منتخب الکمال ۱۳/ ۲۸۳"۔ (۱۱۴) مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۰۔۴۰۱

﴿(۱۱۵)خوات بن جُبَیر بن نعمان الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ ابو صالح﴾

(ت۔ ۴۰ھ / ۶۶۰م)

آپؓ عبداللہ بن جُبیرؓ کے بھائی ہیں اُحد اور باقی غزوات میں شریک تھے۔ آپؓ ''ذات النحیینؓ'' والے ہیں، جاہلیت میں گھی کے دو مشکیزوں کی وجہ سے انھوں نے بدکاری کی تھی اور اپنی حاجت پوری کی تھی۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے اور سچے مسلمان بنے بدر میں شریک تھے۔ مگر صفرا پہنچ کر پاؤں پر ایک پتھر لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ واپس بھیج دیا اور مجاہدین کے ساتھ غنیمت اور اجر میں حصہ لگایا۔ ''صِفّین'' میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ راویوں میں آپ کے بیٹے صالح اور ان کے علاوہ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور بسر بن سعید وغیرہ ہیں۔ آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ ۴۰ھ میں بمقام مدینہ انتقال کیا اس وقت عمرِ مبارک ۹۴ سال کی تھی''۔

﴿(۱۱۶)تِلب بن ثَعلبہ بن رَبیعہ العَنبری التمیمی ابو ملقامؓ﴾

آپؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ آپؓ اس وفد تمیم میں سے تھے جنھوں نے حُجرات کے ماوراء سے رسول اللہ ﷺ کو بلایا تھا۔ رسولِ کریم ﷺ نے آپ کے چہرہ پر دستِ مبارک پھیرا تھا اور تین مرتبہ دعائے مغفرت بھی کی تھی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ آپؓ سے عتق وغیرہ کے بارے میں ایک حدیث بھی مروی ہے اور نیز یہ بھی

﴿(۱۱۵) طبقات ابن سعد ۳ / ۴۷۷۔۴۷۸، التاریخ الکبیر ۱ / ۱۹۸، الاصابہ ۲ / ۱۴۳﴾ ﴿(۱۱۶) طبقات ابن سعد ۷ / ۴۲، تقریب التھذیب ۱ / ۱۱۲، کنز العمال ۱۳ / ۳۰۸﴾

ذکر کیا ہے کہ آپؓ کا نام "تلب بن زید" ہے۔ آپ کے نسب میں اقوال مختلف ہیں جیسا کہ ہم نے خلیفہ سے اور ان سے ابن عبد البر نے "الاستیعاب" میں ذکر کیا ہے۔ تلبؓ نے بصرہ میں اقامت اختیار کر لی تھی راویوں میں آپ کے بیٹے اور اس کے علاوہ ابو داؤد اور نسائی ہیں"۔

(۱۱۷) حارث بن عمرو بن حارث السہمی الباھلیؓ

آپؓ صحابی ہیں۔ حدیث بھی روایت کرتے ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ آپؓ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ فَرَع اور عَتِیرہ کا کیا حکم ہے؟ (عَتِیرہ وہ جانور جو ماہِ رجب میں زمانہ جاھلیت میں بتوں کے نام ذبح کیا جاتا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے فَرَع (اونٹ یا بکری کا پہلا بچہ) ذبح کرے اور جو چاہے نہ کرے، اور جو چاہے عَتِیرہ کرے اور جو چاہے عَتِیرہ نہ کرے۔ اور بکریوں میں قربانی ہے، یاد رکھو! تمھاری جانیں اور تمھارے مال تمھارے لئے اسی طرح محترم ہیں جیسے یہ دن اور یہ شہر تمھارے لئے محترم ہے"۔ حارث نے ساری زندگانی بصرہ میں بسر کر دی معلوم ایسا ہی ہوتا ہے کہ بصرہ ہی میں وفات پائی"۔

(۱۱۸) حرملہ بن زَیدُ الانصاریؓ

(بنی حارثہ کے ایک فرد)

آپؓ کو نبی کریم ﷺ کی صحبتِ بابرکات اور روایتِ حدیث کا شرفِ عظیم حاصل ہے۔ آپؓ حضورِ اکرم ﷺ کے خدمتِ مبارک میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ

---

(۱۱۷) مسند احمد ۳/ ۴۸۵، ابن سعد ۷/ ۶۴، مشاہیر علماء الامصار ۴۱ (۱۱۸) معجم الطبرانی الکبیر ۴/ ۵، تجرید اسماء الصحابہ ۱/ ۱۳۶، مجمع الزوائد ۹/ ۴۰۲

نے آپ کے لئے دُعا فرمائی۔ حضرتِ حرملہؓ نے نبی کریم ﷺ سے ان منافقین کی نشاندہی کرنے کی اجازت مانگی جو ان کے گھر میں تھے آپ ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمایا"۔

(۱۱۹) عدیؓ بن حاتم بن عبد اللہ الطائیؓ ابو طریف

(ت ۶۸ھ / ۶۸۷م)

آپؓ امیر و حاکم اور شریف و معزز صحابیؓ ہیں۔ حضرتِ عدیؓ مشہورِ عالم حاتم طائی کے جن کی فیاضی ضرب المثل ہے بیٹے ہیں، پہلے نصرانی تھے۔ ۷ھ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرتِ عدیؓ کا اکرام واحترام کیا۔ حضرتِ عدیؓ نے بھی اسلام کا حق ادا کیا۔ عہدِ صدیقی میں جب ارتداد کا فتنہ اُٹھا تو بہت سے قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ اس موقع پر حضرت عدیؓ کی کوششوں سے ان کا قبیلہ اس فتنہ سے محفوظ رہا، حضرتِ عدیؓ نے اپنی قوم کو اسلام پر ثابت قدم رکھنے میں بڑی کوششیں کیں اور آپؓ برابر اپنی قوم کی زکوٰۃ وصول کر کے دربارِ خلافت پہنچاتے رہے، شام کی بعض فتوحات میں بھی حضرتِ خالد بن الولیدؓ کے ہمراہ تھے۔ آخر میں کوفہ کو اپنا جائے سکونت بنالیا تھا وہیں قبیلہ طے میں گھر بھی بنالیا۔

(ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ حضرت علیؓ کے بعد کوفہ میں گوشہ نشین ہوگئے تھے)۔ شروع سے آخر تک آپؓ برابر حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ "جنگ جمل" اور "جنگ صفین" میں حضرت علیؓ کی حمایت میں نہایت جانبازی کے ساتھ لڑے۔ "معرکہ جمل" میں ان کی ایک آنکھ کام آئی۔ شہادت عثمانؓ کے دن آپؓ نے کہا تھا کہ اس مسئلہ میں قتل و قتال نہیں کرنا چاہیئے۔ جب اس

(۱۱۹) مسند احمد ۴/ ۳۷۷، تاریخ بغداد ۱/ ۱۸۹، مروج الذھب ۳/ ۱۹۰

معرکہ میں ان کی آنکھ کام آئی تو ان سے پوچھا گیا کہ آپؓ نے تو کہا تھا کہ قتل و قتال نہیں ہونا چاہیئے ؟ آپؓ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے کہا تھا، لیکن اس معرکہ میں کئی آنکھیں بھی کام آجائیں تو پرواہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ "جمل" میں یا "صفین" میں ان کے بیٹے بھی قتل ہوئے۔ کوفہ میں ۶۷ھ یا ۶۸ھ میں معمر ہو کر وفات پائی۔ ۶۶ احادیث مروی ہیں، راویوں میں شعبی، محل بن خلیفہ، سعید بن جبیر، عبداللہ بن معقل اور دیگر حضرات ہیں۔"

(۱۲۰) قیس بن عاصم بن سنان المنقری التمیمی ابو علیؓ

آپؓ اپنے قبیلہ کے سردار، بڑے باوقار، معزز دانشمند صحابیؓ ہیں، ۹ھ میں وفد بنی تمیم کے ساتھ حضور پر نور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ بادیہ نشینوں کے سردار ہیں۔" آپؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زمانہ جاہلیت ہی میں اپنے پر شراب حرام کر دی تھی۔ اس بارے میں آپؓ نے شعر بھی کہے ہیں۔ وہ اشعار یہ ہیں :

رأیت الخمر صالحةً وفیھا   خِصال تفسد الرجل الحلیما

(میں شراب کو اچھی چیز سمجھتا تھا لیکن اس میں بعض ایسے اوصاف ہیں جو حلیم اور سنجیدہ آدمی کے اخلاق بگاڑ دیتے ہیں)۔

فلا واللّٰہ اشربھا صحیحاً   ولا اشفی بھا ابداً سقیماً

(خدا کی قسم اب کبھی نہ اس کو حالتِ صحت میں پیوں گا اور نہ بیماری میں دوا کے لئے استعمال کروں گا)۔

خلیفہ نے اپنی تاریخ میں یہ بات ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت

(۱۲۰) طبقات ابن سعد ۷ / ۳۶، الروض الانف ۳ / ۳۳۴، اسد الغابۃ ۴ / ۲۱۹۔

قیسؓ کو مقاعس، اسد و غطفان کے قبائل کی زکوٰۃ و صدقات کی امارت سپرد فرمائی تھی۔ بصرہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ اور یہیں وفات پائی۔ پسماندگان میں کثیر اولاد چھوڑی (۳۲ لڑکے چھوڑے) اپنے بچوں کو ایک وصیت بھی کی تھی جو کتبِ تراجم میں مشہور ہے۔" (اس کے لئے دیکھو مستدرکِ حاکم ۶۱۲۔۶۱۱ص ج ۳۔)"

(۱۲۱) عبداللہ بن بُسر بن ابی بُسر المازنیؓ ابو صفوان

(ت ۸۸ھ / ۷۰۷ م)

آپؓ عمر رسیدہ صحابیِ رسولؐ ہیں، "حمص" میں اقامت کی اختیار کی تھی۔ آپ کو نبی کریم ﷺ کی صحبتِ بابرکات اور روایتِ حدیث کا شرف کم حاصل رہا، جب حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تھے تو اس وقت چھوٹے سے بچے تھے۔ آپؐ نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تھا جس کی برکت سے ایک صدی عمر پائی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں قبرص (جس کو اب سائپرس کہتے ہیں) کے معرکہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے۔ شام میں وفات پانے والے صحابہؓ میں آپؓ آخری تھے۔ وفات کے وقت عمرِ شریف ۹۴ سال کی تھی۔"

(۱۲۲) عَمرو بن الحَمِق بن کاھنِ الخُزاعیؓ

(ت ۵۱ھ / ۶۷۱ م)

آپؓ کو صحبتِ نبویؐ اور روایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی ہے، (یعنی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں اسلام قبول کیا)۔ (شہادت عثمانؓ

---

(۱۲۱) مسند احمد ۴/۱۸۹، التاریخ الکبیر ۵/۱۴، البدایۃ والنھایۃ ۹/۷۵ (۱۲۲) طبقات ابن سعد ۶/۲۵، تجرید اسماء الصحابۃ ۱/۴۰۵، کنز العمال ۱۳/۴۹۵

کے بعد) کوفہ چلے آئے تھے، "جنگ صفین" میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور بنی خزاعہ کے دستہ کے افسر مقرر ہوئے۔ آپؓ حضرت عثمانؓ کے مخالفین اور قتل کے معاونین میں سے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عثمان الثقفی نے آپ کو موصل میں قتل کیا، اور سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھجوادیا۔ ابن سعد نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر کسی کے پاس لیجایا گیا۔

(۱۲۳) عمرو بن حریث بن عمرو المخزومیؓ ابو سعید

(ت ۸۵ھ / ۷۰۴ھ)

آپؓ کو بھی شرفِ صحبت و روایت حاصل ہے۔ صغر سنی میں نبی علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ کوفہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپؓ پہلے قرشی ہیں جو کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے، حضرت عمرؓ نے آپ کو رمضان المبارک میں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ آپؓ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔ آپؓ سے آپ کے بیٹے جعفر اور ولید بن سریع، عبدالملک بن عمیر اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں، کوفہ میں وفات پائی۔ خلیفہ سنِ وفات ۷۸ھ ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔"

(۱۲۴) عمرو بن ثعلبہ الجھنی الزھریؓ

حجازی صحابیؓ ہیں۔ "سیالہ" میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا۔ آپؐ نے سر پر دستِ مبارک پھیرا۔ جس کی برکت سے سو برس کی عمر طویل پائی۔ راویوں میں وضاح بن سلمہ الجھنی عن ابیہ ہیں، ابن حجرؒ اور حافظ ھیثمیؒ

(۱۲۳) طبقات ابن سعد ۶/ ۲۳، مرآۃ الجنان ۱/ ۱۷۶، العقد الثمین ۶/ ۳۶۸ (۱۲۴) الاستیعاب ۳/ ۱۱۶۸، اسد الغابۃ ۴/ ۹۱، الاصابۃ ۴/ ۲۸۸

نے آپ کے سلسلہ رواۃ میں ایک غیر معروف راوی ذکر کیا ہے۔"

﴿(۱۲۵) حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ الحنفی السعدی المالکیؓ ابو عبید﴾

صحابیِ رسولؐ ہیں۔ آپؓ کو آپ کے والد اور دادا تینوں کو نبی پاک ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ کو روایتِ حدیث کا بھی شرف حاصل ہے۔ اپنے دادا کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور دعا بھی فرمائی۔ ذیال بن عبید آپؓ سے روایت کرتے ہیں۔"

﴿(۱۲۶) قرہ بن ایاس بن ہلال المزنیؓ ابو معاویہ﴾

(ت ۶۴ھ / ۶۸۳م)

آپؓ بھی صحابیؓ ہیں، بچپن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تھے۔ حضورؐ نے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور دعائے مغفرت بھی کی۔ آپؓ مشہور قاضی ایاس بن معاویہ کے دادا ہیں۔ بصرہ میں اقامت گزین رہے، اپنے بیٹے معاویہ کے ساتھ ازارقہ کے مقاتلہ کے لئے ایک لشکر میں نکلے جس کی قیادت عبدالرحمٰن بن عبیس کر رہے تھے۔ جہاں ان کے قائد نافع بن ازرق کو قتل کیا، جب قرۃ بن ایاسؓ قتل ہو گئے تو ان کے بیٹے معاویہ اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہ یزید کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ ۶۴ھ کا واقعہ ہے جب کہ طبری ۶۵ھ کا قرار دیتے ہیں۔ آپؓ سے آپ کے بیٹے روایت کرتے ہیں۔"

﴿(۱۲۵) مسند احمد ۵/ ۶۷، التاریخ الکبیر ۱/ ۳۵، الطبرانی الکبیر ۴/ ۱۵﴾ ﴿(۱۲۶) طبقات ابن سعد ۷/ ۳۲، اسد الغابۃ ۴/ ۲۰۲، الطبری ۵/ ۶۱۳﴾

﴿(۱۲۷) ہِرْماس بن زِیاد بن مالک الباھلیؓ ابو حُدَیر﴾

(ت بعد از ۹۰ھ / ۷۰۹م)

بچپن میں اپنے والد کے ساتھ مکہ آئے، رسول اللہ ﷺ اس وقت منیٰ میں اپنی اونٹنی عضباء (جس کے سینگ ٹوٹے ہوں) پر بیٹھے خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ طبرانی نے سندِ ضعیف کے ساتھ یہ بات ذکر کی ہے کہ ان کے والد نے نبی علیہ السلام کے دستِ مبارک پر اسلام کی بیعت کی۔ اور اپنے لئے اور اپنے بیٹے کے لئے حضورؐ سے دعا کی درخواست بھی کی۔ نبی ﷺ نے ہِرماسؓ کے سر پر دستِ مبارک پھیرا۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور طویل عمر پائی، راویوں میں عکرمہ بن عمار ہیں۔ سو برس کے بعد بصرہ میں وفات پانے والوں میں آپؓ آخری صحابیؓ ہیں۔"

﴿(۱۲۸) طَارِق بن شِہاب بن عَبْدِ شَمْس الاَحْمَسی البَجَلی الکوفیؓ ابو عبد اللہ﴾

(ت ۸۳ھ / ۷۰۲م)

آپ کو نبی علیہ السلام کی صحبت وروایت دونوں حاصل ہے۔ آپؓ نے تیس یا چالیس سے زائد غزوات اور سرایا میں حصّہ لیا، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ادوارِ خلافت میں جہاد میں حصّہ لیا۔ حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ آپؓ کثرتِ جہاد کے باوجود علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ کوفہ کو اپنا مسکن بنایا، راویوں میں قیس بن مسلم اور سماک بن حرب وغیرہ ہیں۔"

﴿(۱۲۷) طبقات ابن سعد ۵/۵۵۳، سیر النبلاء ۳/۴۵۰، تہذیب التہذیب ۱۱/۲۸﴾ ﴿(۱۲۸) مسند احمد ۴/۳۱۴، مشاہیر علماء الامصار ۴۸، جمہرۃ انساب العرب ۳۸۹﴾

(۱۲۹) مَحمود بن لَبِید بن عُقبہ بن رَافِع الانصاری الاوسی الاشھلی المدنیؓ

(ت ۹۶ھ / ۷۱۴م)

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں کہ آپؓ محمود بن ربیع سے عمر میں بڑے تھے۔ آپ کے والد "لبید" کے بارے میں یہ حکم آیا تھا کہ جو شخص روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھے وہ کھانا کھلا دے۔ حضرت محمودؓ نے حضرت عمرؓ و عثمانؓ وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ "بخاری" فرماتے ہیں کہ آپ کو صحبتِ نبویؐ حاصل ہے۔ آپ کی اولاد تھی جواب ختم ہو چکی ہے کوئی بھی ان میں سے باقی نہیں رہا۔ ۹۶ھ میں یا ۹۷ھ میں وفات پائی۔ آپؓ ثقہ اور قلیل الحدیث ہیں۔"

(۱۳۰) فَیروز الدَیلمی الابناوی الحِمیری، الصَنعانی ابو عبداللہ

(ت ۵۳ھ / ۶۷۳م)

آپؓ ابنائے فارسِ صنعاء میں سے ہیں، جو لوگ اپنے سردار و رئیس سیف بن ذی یزن کے ساتھ ان کی مساعدت کے لئے آئے تھے آپؓ بھی ان میں سے ہیں، حضرت فیروزؓ حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں "عام الوفود" میں حاضر ہوئے۔ آپؓ

(۱۲۹) مسند احمد ۵/ ۴۲۷-۴۲۹، طبقات ابن سعد ۵/ ۷۷، الجمع بین الصحیحین ۲/ ۵۰۵ (۱۳۰) طبقات ابن سعد ۵/ ۵۳۳، طبقات فقہاء الیمن ۲۶، ۲۹، الطبری ۳/ ۲۳۶۔"

سے شراب کے بارے میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔ وہ حدیث "حدیث صحیح" ہے۔ مشہور مدعیِ نبوت اسود بن کعب عنسی کے قتل کے لئے قیس بن ہبیرہ کی ماتحتی میں جو مہم صنعاء روانہ کی گئی تھی اس میں حضرت فیروزؓ بھی تھے، آپ نے حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات ایام معاویہؓ کے اوائل میں ہوئی، ان سے ان کے لڑکے ضحاک، عبداللہ (اور سعید) نے روایتِ حدیث کی ہے۔"

﴿(۱۳۱) علی بن شَیبان بن مُحرِز الحنفی الیمامیؓ ابو یحیی﴾

اہل یمامہ میں سے ہیں، بارگاہِ رسالتؐ میں حضوری اور روایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں، آپ کی حدیثیں "احمد"، "ابن سعد" "بخاری" نے "الادب المفرد" میں اور ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہیں۔ طبرانی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن شَیبانؓ کے لئے دعا کی ہے۔"

﴿(۱۳۲) عبداللہ بن السَّائِب بن ابی السَّائِب صَیفی بن عَابِد القُرَشی المَخزومی المکیؓ﴾

(ت تقریباً ۷۲ھ / ۶۹۱م)

آپ مکہ کے مقری ہیں، صحبت اور روایت دونوں سے مشرف ہیں، آپ کا شمار صغارِ صحابہؓ میں ہوتا ہے، آپ کے والد بعثت سے قبل نبی پاک ﷺ کے شریک

﴿(۱۳۱) مسند احمد ۴/ ۲۳، مشاہیر علماء الامصار ۵۸، الاستیعاب ۳/ ۱۰۸۹﴾ ﴿(۱۳۲) مسند احمد ۳/ ۴۲۵، الجرح والتعدیل ۵/ ۶۵، تہذیب التھذیب ۵/ ۲۲۹﴾

تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے قرآن پاک حضرت اُبَی بن کعبؓ سے پڑھا، اور ان سے اور حضرت عمرؓ سے روایتِ حدیث بھی کرتے ہیں، آپؓ سے ابن ابی ملیکہ، عطاء اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن الزبیرؓ کے دورِ امارت میں انتقال کیا۔ ابن عباسؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی قبر پر کھڑے ہوئے اور دعا کی۔"

(۱۳۳)سائِب بن یَزِید بن سَعِید الکِندِی المَدَنیؓ

(ت۸۰ھ /۶۹۹م)

آپؓ بھی شرفِ صحبت وروایت سے مشرف ہیں، صغر سنی کی حالت میں حضور پر نور ﷺ سے ملاقات کی، آپ کے والد آپ کو حجۃ الوداع میں حج کے لئے ساتھ لے گئے تھے اس وقت آپ کی عمر صرف سات سال کی تھی ۲ھ کو پیدا ہوئے، ابن الزبیرؓ کے دوست تھے۔ آپ کی کنیت کے بارے اختلاف ہے، آپ کے دادا سعید بن ثمامہ بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔ ابن اخت نمر کے نام سے معروف ہیں، حضرت ابی بکرؓ وعمرؓ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اور آپؓ سے سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیرؓ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔" جنگِ یرموک میں شریک تھے، حضرت عمرؓ نے آپ کو سلیمان بن ابی خثیمہؓ اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ کے ساتھ بازارِ مدینہ کا عامل مقرر کیا تھا، سنِ وفات میں اختلاف ہے، ہم نے جو لکھی ہے وہ خلیفہؒ کی ذکر کردہ ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے صحابہؓ میں آپؓ آخری صحابی ہیں۔"

(۱۳۳)مسند احمد ۳/ ۴۴۹، التاریخ الکبیر ۴/ ۱۵۰، الوافی بالوفیات ۱۵/ ۱۰۴

(۱۳۴) حمزہ بن عمرو بن عویمر الاسلمیؓ ابو صالح یا ابو محمد

(ت ۶۱ھ / ۶۸۰م)

آپؓ بھی شرفِ صحبتِ نبویؐ اور روایتِ حدیث سے مشرف ہیں، آپ پے در پے روزے رکھا کرتے تھے۔ اور اس بارے میں انھوں نے حضور ﷺ سے پوچھا بھی تھا۔ آپؓ کا شمار اہلِ حجاز میں ہوتا ہے۔ آپؓ حضراتِ شیخینؓ سے روایت کرتے ہیں، اور اہلِ مدینہ آپؓ سے روایت کرتے ہیں۔ راویوں میں ان کے بیٹے محمد اور ابو مراوح وغیرہ ہیں۔ ۷۱ سال یا ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔"

(۱۳۵) ابیض بن حمال بن مرثد المأربی الحمیری الیمانیؓ

آپ کو بھی صحبت و روایت کا عظیم شرف و نصیب حاصل ہے، آپؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! مارب میں ایک نمک کی کان ہے وہ مجھے بطور جاگیر عطا فرما دیں۔ آپؐ نے ان کو وہ کان جاگیر میں عطا فرمادی۔ ایک آدمی نے (اقرع بن حابسؓ) عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ جانتے ہیں؟ کیا چیز آپؐ نے جاگیر میں اس کو دے دی۔ آپؐ نے تو تیار پانی (یعنی ایسی چیز جس کا مادہ منقطع نہیں ہوتا) جاگیر میں دے دیا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے نمک کی تیار شدہ وہ کان اس سے (ابیضؓ سے) واپس لے لی۔ اور فرمایا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا، پھر آپؐ نے

---

(۱۳۴) طبقات ابن سعد ۴/ ۳۱۵، تجرید اسماء الصحابہ ۱/ ۱۳۸ (۱۳۵) طبقات ابن سعد ۵/ ۵۲۲، الاستیعاب ۱/ ۱۳۸

کوئی اور زمین جوفِ مراد میں بطور جاگیر انھیں عطا فرمائی۔ حضرت ابیضؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روئی کے صدقہ کے بارے میں سوال کیا، چنانچہ سالانہ روئی کے ستر جوڑوں پر مصالحت ہوئی، پیلو کے درختوں کو گھیرنے کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: پیلو کے درختوں کو گھیرنا منع ہے۔ آپؓ کے چہرہ پر خارش کے دانے تھے آپؐ نے ان کے چہرہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا (اور وہ ختم ہو گئی)۔"

(۱۳۶) سَعدبن تمیم السَّکونی الاشعری الشَّامی لدمشقیؓ ابوبلال الواعظ

آپ کو بھی شرفِ صحبت وروایتِ حدیث حاصل ہے۔ حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں، دمشق کی بستیوں میں نزول فرمایا: ان سے ان کے بیٹے اور شداد بن عبید اللہ الدمشقی روایت کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ آپؓ نے اور آپ کے بیٹے بلال نے جامع دمشق میں وفات پائی۔"

(۱۳۷) وَلیدبن قَیس العامریؓ

آپؓ بھی صحابیِ رسولؐ ہیں: آپؓ کو برص کا مرض لاحق تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو شفایاب ہو گئے۔ وھب بن عقبہ ان سے روایت کرتے ہیں آپ کی یہ حدیث ضعفِ سند کی بناء پر صحیح نہیں ہے۔ طبرانی نے اسکو روایت کیا ہے۔"

(۱۳۶) مشاہیر علماء الامصار ۱۱۵، الطبرانی الکبیر ۶/ ۵۴، الاستیعاب ۲/ ۵۸۳ (۱۳۷) اسد الغابۃ ۵/ ۹۲، تجرید اسماء الصحابۃ ۲/ ۱۳۰، مجمع الزوائد ۳/ ۳۱۳

﴿(۱۳۸) یاسر بن سُوَید الجُہَنی ابو مسرعؓ﴾

ابن حبان، ابن السکن اور طبرانی نے ان کو صحابہؓ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی اولاد ان سے روایتِ حدیث کرتی ہے۔ طبرانی نے ان کے بیٹے "مسرع" سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام "مسرع" اس لئے رکھا کہ وہ "اسرع فی الاسلام" ہیں (اسلام لانے میں جلدی کرنیوالے) جب کہ ان کے والد (یاسرؓ) کسی جہاد پہ گئے ہوئے تھے۔ آپؐ نے سب کے لئے دعا فرمائی۔"

﴿(۱۳۹) رَباح بن الربیع بن صَیفی الُاسَیِّدی التمیمیؓ﴾

حنظلہ بن الربیع کاتب کے بھائی ہیں۔ صحبت وروایت کا شرف حاصل ہے۔ اہلِ مدینہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے، بصرہ میں اقامت اختیار کرلی تھی۔ ان سے ان کے بھتیجے مرقع بن صیفی روایت کرتے ہیں، یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تھا کہ یہود کے لئے بھی عبادت کا ایک دن مقرر ہے اور نصاریٰ کے لئے بھی ایک دن مقرر ہے کاش ہمارے لئے بھی کوئی دن عبادت کے لئے مقرر ہوتا۔ اس پر سورۃ الجمعۃ نازل ہوئی، آپؓ سے نھی عن قتل الذریۃ والی حدیث مروی ہے۔ آپؐ نے حضرت رباحؓ کی توصیف فرمائی ہے۔"

﴿(۱۳۸) اسد الغابۃ ۵/ ۹۸، میزان الاعتدال ۴/ ۹۶، الاصابۃ ۶/ ۳۲۳﴾﴿(۱۳۹) الطبرانی الکبیر ۵/ ۶۹-۷۲، الانساب للسمعانی ۱/ ۲۶۲، الاصابۃ ۲/ ۱۹۲﴾

(۱۴۰) عَائِذ بن عَمرو بن ھِلال المُزَنی ابو ھُبَیرہ

(٦٣ھ / ٦٨٢م)

آپؓ فضلائے صحابہؓ اور صلحائے صحابہؓ میں سے ہیں، اور ان اصحابِ کرامؓ میں سے ہیں جو بیعت الرضوان میں شامل تھے، بصرہ میں سکونت پذیر رہے۔ اور وہیں اپنا گھر بنایا، یزید بن معاویہ کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ ان کی وفات کے زمانہ میں عبیداللہ بن زیاد بصرہ کا گورنر تھا، ابن سعدؒ لکھتے ہیں کہ دستور کے مطابق عبیداللہ بن زیاد نماز جنازہ پڑھانے کے لئے نکلا تو راستہ میں اس کو عائذؓ کی وصیت معلوم ہوئی (عائذؓ حضرت ابو برزہؓ کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی وصیت کر گئے تھے) اس لئے کچھ دور جنازہ کی مشایعت کر کے لوٹ گیا۔" آپؓ سے حدیثیں بھی مروی ہیں۔ راویوں میں حسن، معاویہ بن قُرہ اور عامر الاحول وغیرہ ہیں۔"

(۱۴۱) عائذ بن سَعِید بن زَید الحُارثی الجَسری

(ت ۳۷ھ / ٦۵۷م)

آپؓ بھی صاحبِ علم صحابیؓ ہیں، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور روایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے، "قادسیہ" میں شریک تھے۔ "جمل" اور "صفین" میں حضرت علیؓ کے ہمراہ شریک تھے۔ بنی محارب کا علم ان کے پاس تھا، جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔"

(۱۴۲) حَشْرَجؓ

آپؓ بھی صحابی رسولؐ ہیں، کسی نے کتبِ تراجم میں ان کا نسب بیان نہیں کیا۔

(۱۴۰) طبقات ابن سعد ۷ / ۳۱، اسد الغابۃ ۳ / ۹۸، الاستیعاب ۲ / ۷۹۹ (۱۴۱) تجرید اسماء الصحابۃ ۱ / ۲۹۰، مجمع الزوائد ۹ / ۴۱۲، الاصابۃ ۴ / ۳۰ (۱۴۲) الطبرانی الکبیر ۴ / ٦۰، اسد الغابۃ ۲ / ۲۳، مجمع الزوائد ۹ / ۴۱۳، ۴۱۴

کتبِ تراجم میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں پکڑ کر اپنی گودِ مبارک میں بٹھایا اور سر پر دستِ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔"

(۱۴۳) ثُمامہ بن اُثال بن النّعمان الحنفی الیمامی ؓ ابو امامہ

حضرت ثُمامہؓ اہلِ یمامہ کے سردار تھے۔ انھوں نے (قبل از قبولِ اسلام) نبی علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن چچا نے روک دیا، پھر گرفتار کر لئے گئے اور مسجد نبویؐ کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر کیے گئے، آپؐ نے پوچھا کیوں ثُمامہؓ کیا ہوا؟ کہا بہت اچھا ہوا اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو ایک گناہگار کو قتل کرو گے، اور اگر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو ایک احسان شناس پر احسان کرو گے۔ اور اگر مال کا ارادہ ہے تو جتنا آپؐ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا، حضورؐ نے انھیں معاف کر دیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ نہا دھو کر مسجد میں آئے اور کلمہء شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ قریش کا غلہ انھوں نے رکوا دیا تھا، جب اہلِ یمامہ مرتد ہو گئے تو آپؓ ثابت قدم رہے، علاء بن الحضرمی جو بحرین کے مرتدین کے استیصال پر مامور ہوئے تھے یمامہ کی طرف سے گزرے تو حضرت ثمامہؓ بھی امداد کے لئے علاء کے ساتھ بحرین چلے گئے، اور مرتدین کے استیصال میں برابر شریک رہے، جس میں بنی قیس کے مرتد سردار حطم قتل ہوئے، (حضرت ثمامہؓ نے حطم کا حلّۃ اس کے قاتل سے خرید اور اسے پہن کر نکلے، ہو قیس نے ان کے بدن پر حطم کا حلّۃ دیکھ کر سمجھا کہ انھی نے حطم کو قتل کیا ہے۔ اس شبہ میں) حضرت ثمامہؓ کو شہید کر دیا۔"

(۱۴۳) مسند احمد ۲ / ۴۳ طبقات ابن سعد ۵ / ۵۵۰، الطبری ۳ / ۳۰۲

(۱۴۴) اَحنَف بن قَیس السَّعْدیالتمیمی ابو بحر

(ت۶۷ھ / ۶۸۶م)

نام ضحاک یا صخر ہے، آپ صحابی نہیں ہیں، آپ بڑے عاقل، مدبر، حکیم اور حلیم تھے، آپ کا شمار بصرہ کے کبارِ تابعین میں ہوتا ہے، آپ ثقہ و محفوظ راوی ہیں۔" حضرتِ احنف، حضرتِ عمر بن الخطابؓ، حضرتِ علیؓ اور حضرت ابو ذرؓ وغیرہ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں، حضرتِ عمرؓ ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور (والیِ بصرہؓ) حضرتِ ابو موسیٰ اشعریؓ کو حکم دیا تھا کہ ان سے مشورہ لینا اور ان کے مشوروں اور ہدایات پر عمل کرنا، مختلف اسلامی فتوحات میں شریک رہے، جنگِ صفّین میں حضرتِ علیؓ کے نہایت فرمانبردار تھے۔ (عبداللہ بن زبیرؓ کے بھائی) مصعب بن زبیر والی کوفہ کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے، حضرتِ احنفؒ ان سے ملنے کے لئے کوفہ گئے اور یہیں وفات پائی۔ مصعبؓ جنازہ میں بغیر چادر کے نکلے اور یہ کہا کہ آج سے حزم اور راء کا خاتمہ ہو گیا، آپؒ کا ایک منتخب جملہ ہے، اَلْکَامِلُ مَنْ عُدَّتْ سَقَطَاتُه' : کامل شخص وہ ہے جس کی لغزشیں شمار کی جائیں"۔

(۱۴۵) نجاشی شاہِ حبشہ نام اصحمہ بن ابجر

(ت۹ھ / ۶۳۰م)

نجاشی شاہِ حبشہ کا لقب ہے، بعض صحابہؓ نے جب حبشہ ہجرت کی تو نجاشی نے ان کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا، یہ واقعہ مشہور ہے۔ آپؓ کا شمار صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے دیدارِ نبویؐ سے محروم رہے: نبی علیہ السلام کی حیات ہی میں وفات پائی۔

(۱۴۴) مسند احمد ۵ / ۳۲، ۳، طبقات ابن سعد ۷ / ۹۳، الجرح والتعدیل ۱ / ۳۲۲ (۱۴۵) مسند احمد ۶۴، سیرۃ ابن ہشام ۳ / ۳۱۸، تہذیب الاسماء واللغات ۲ / ۲۸۷

آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔"

(۱۴۶) حنظلہ بن ابی عامر عمرو بن صیفی الانصاری الاوسی الضبعی معروف بہ "غسیل ملائکہ" کیونکہ غزوہ احد میں شہید ہوئے اور فرشتوں نے غسل دیا

(ت ۳ھ / ۶۲۴م)

آپؓ کے والد اسلام سے پہلے راہب مشہور رہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا لقب "فاسق" رکھا تھا، اس لئے کہ انھوں نے مدینہ سے نکل کر مکہ میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ غزوۂ احد میں جب قریشِ مکہ نہایت سروسامان سے اُٹھے تو ابو عامر (والدِ حنظلہؓ) بھی اُن کے ساتھ آیا، اُحد کے بعد پھر مکہ کو مراجعت کی اور وہیں فتحِ مکہ تک مقیم رہا، پھر مکہ سے نکل کر روم پہنچا اور ہرقل کے دامن میں پناہ لی اور وہیں حالتِ کفر میں ۹ھ یا ۱۰ھ میں مر گیا، حضرتِ حنظلہؓ بہادر فضلائے صحابہ میں سے تھے بعض کا خیال ہے کہ ابو سفیان بن حرب نے ان کو شہید کیا، قتل کر کے بولا "حنظلہ بحنظلہ" یعنی حنظلہ حنظلہ کے مقابلہ میں ہے (بدر میں ابو سفیان کا ایک لڑکا حنظلہؓ مارا گیا تھا یہ اسی کی طرف اشارہ تھا)۔

بعض کہتے ہیں کہ ابو سفیان نے ان کو اُٹھا کر دے مارا اتنے میں شداد بن اسود بن شعوب نے آگے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ حنظلہؓ کا سر دھڑ سے الگ ہو گیا ابو سفیان نے اس موقع پر مشہور اشعار بھی کہے"۔

(۱۴۶) طبقات ابن سعد ۲/ ۴۳۔ الطبری ۲/ ۵۲۱۔ الاصابہ ۲/ ۴۴

﴾(۱۴۷) سِماک بن خَرَشَہ الخزرجی السَّاعِدی الانصاری رضی اللہ عنہ ابو دُجانہ﴿

(ت ۱۱ھ / ۶۳۲م)

بڑے شجاع بہادر صحابیؓ ہیں۔ "بدر" میں شریک تھے۔ "غزوہ اُحد" میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و مدافعت میں بہت سے زخم کھائے لیکن میدانِ کارزار سے نہ ہٹے، "مسلم" کی روایت ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے لڑے، ارتداد کے فتنوں کی سرکوبی میں سرگرم رہے۔ جو حضرات مسیلمہ کذاب کے قتل میں شریک تھے ان میں آپؓ بھی تھے جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے"۔

﴾(۱۴۸) عُثمان بن عَامِر بن عَمرو التَّمِیمی ابو قحافہؓ﴿

(ت ۱۴ھ / ۶۳۵م)

حضرتِ ابوبکر صدیقؓ کے والدِ گرامی ہیں، فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے، نبی علیہ السلام کی خدمت میں بیعتِ اسلام کے لئے حاضر ہوئے اس وقت وہ بہت زیادہ عمر رسیدہ تھے، نبی ﷺ متاثر ہوئے اور صدیقِ اکبرؓ سے فرمایا: ان بزرگوں کو گھر ہی رہنے دیتے میں خود ان کے پاس آجاتا۔ صدیقِ اکبرؓ کی وفات کے بعد چند مہینوں تک زندہ رہے، خلیفہ ذکر کرتے ہیں کہ ابو قحافہؓ جمادی الاخری ۱۳ھ میں فوت ہوئے، بعض دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ ۱۴ھ میں وفات پائی، حضرتِ عمر بن الخطابؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی"۔

﴾(۱۴۷) مسند احمد ۳/ ۱۲۳، مسلم ۲/ ۱۳۲، تاریخ الاسلام ۱/ ۳۱۷﴿ ﴾(۱۴۸) طبقات ابن سعد ۳/ ۱۶۹، تجرید اسماء الصحابہ ۱/ ۳۷۳، الاصابہ ۴/ ۲۲۱﴿

﴿(۱۴۹)ابو طلحہ، زید بن سھل بن الاسود النجّاری الانصاریؓ﴾

(ت ۳۴ھ / ۶۵۴م)

آپؓ کے حالات نمبر (۵۱) میں گزر چکے ہیں"۔

﴿(۱۵۰)جُندُب بن کعب بن عبد اللہ الازدِی الغامدی﴾

(ت ۵۰ھ / ۶۷۰م)

صحابیِ رسول ﷺ ہیں: ان کو "جُندب الخیر" کہا جاتا ہے۔ صحبتِ نبوی ﷺ اور روایتِ حدیث دونوں سے مشرّف ہیں، حضرتِ علیؓ اور حضرتِ سلمان لفارسیؓ سے روایت حدیث کرتے ہیں: دمشق آئے اور یہاں ایک جادوگر کو قتل کیا، یہ ایک مشہور واقعہ ہے۔ ولید بن عقبہ حاکم نے آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ پھر آپؓ جیل خانہ سے بھاگ گئے اور جہاد کے ارادہ سے روم کا قصد کیا، اور وہیں اللہ کو پیارے ہوگئے"۔

﴿(۱۵۱)جُعَیل بن سُرَاقہ الغِفاری الضَمُریؓ﴾

صاحبِ فضیلت صحابیؓ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف بھی کی ہے۔ یعنی جب رسولِ کریم ﷺ نے ابو سفیانؓ، اقرع بن حابسؓ، عیینہ بن حصنؓ اور سہیل بن

﴿(۱۴۹)ابو طلحہؓ کے حالات وفضائل نمبر ۵۱ میں گزر چکے ہیں﴾ ﴿(۱۵۰)المستدرک ۴ / ۳۶۰ تاریخ الاسلام ۳ / ۳، الاصابہ ۱ / ۲۶۱"﴾ ﴿(۱۵۱) سیرۃ ابن ہشام ۲ / ۳۰۸ ـ ۳۱۰، الروض الانف ۲ / ۳۱۱، اسد الغابۃ ۱ / ۳۳۸﴾

عمروؓ میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور حضرتِ جُعَیلؓ کو عطا نہیں فرمائے تو آپ ﷺ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو تو میں تالیفِ قلوب کے لئے دیتا ہوں اور جُعَیلؓ کو اس کے ایمان کے حوالہ کرتا ہوں (یعنی مجھے اس کے ایمان پر اعتماد ہے) جو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں پیدا کیا ہے۔ (وفات کے بارے میں مؤرّخین خاموش ہیں) بہر حال ۸ھ غزوۂ حنین کے بعد کسی حادثہ واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے"۔

(۱۵۲) ماعز بن مالک الاسلمیؓ

مدنی صحابیؓ ہیں۔ حضرتِ ماعزؓ کی قوم کے اسلام کے متعلق ایک مکتوبِ گرامی رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا تھا۔ یہ وہی صحابیؓ ہیں جنھوں نے اپنی ذات پر زنا کا اعتراف کیا تھا اور توبۃ النصوح کی اعلیٰ مثال قائم کی تھی۔ وہ چونکہ مُحصَن (شادی شدہ) تھے اس لئے رجم (سنگسار) کئے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: ماعزؓ نے ایسی توبہ کی ہے اگر ساری امّت پر تقسیم کردی جائے تو تنہا یہی توبہ کافی ہو جائے"۔

(۱۵۳) اُمامہ بنتِ ابی العاص بن الربیعؓ

رسول اللہ ﷺ کی نواسی ہیں۔ حضرتِ زینبؓ کی صاحبزادی ہیں، آپ ﷺ امامہؓ سے بہت محبت فرماتے اور نماز میں اُن کو اُٹھاتے تھے۔ حضرتِ عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرتِ علیؓ بن ابی طالب نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ ان سے اولاد بھی ہوئی۔ شہادت علی مرتضیٰؓ کے بعد مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب سے نکاح ہوا۔ مغیرہ کے ہاں یحیٰ بن المغیرہ نامی لڑکا پیدا ہوا۔ حضرتِ معاویہؓ کے دورِ امارت میں

﴿(۱۵۲) طبقات ابن سعد ۴/ ۳۲۴، المستدرک ۴/ ۵۶۲، الاصابۃ ۲/ ۱۶﴾ ﴿(۱۵۳) طبقات ابن سعد ۸/ ۳۹، الاستیعاب ۴/ ۱۷۸۹، سیر النبلاء ۱/ ۳۳۵"﴾

مغیرہ کے ہاں وفات پائی"۔

(۱۵۴) صَفیَّہ بنت عبد المطّلب الھاشمیہؓ

(ت ۲۰ھ / ۶۴۱م)

رسولِ پاک ﷺ کی پھوپھی، حضرتِ حمزہؓ کی بہن اور حضرتِ زبیر بن العوامؓ حواری رسول ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ بڑی بہادر اور شاعرہ صحابیہؓ ہیں، عوام برادرِ خدیجہ بنت خویلدؓ (نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ) نے ان سے نکاح کیا۔ زبیرؓ، سائبؓ اور عبد الکعبہ پیدا ہوئے۔ آپؓ اوّل مہاجرات میں سے ہیں، ان کے سوا نبی ﷺ کی کوئی پھوپھی مسلمان نہیں ہوئی، اُحد کی لڑائی میں جب ان کے بھائی ابو الشہداء حضرتِ حمزہؓ شہید ہوئے تو میدانِ کارزار میں اُن کو پاکر بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ خندق کی لڑائی میں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ کے ساتھ ایک قلعہ میں تھیں، جب حضرتِ حسّانؓ نے بہادری نہ دکھائی تو خود آپؓ نے اس یہودی کو قتل کر کے ہمیشہ کے لئے جہنم واصل کر دیا"۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں اس وقت عمرِ مبارک ۷۰ سال سے اوپر تھی"۔

(۱۵۵) فاطمہ بنت اسد بن ھاشمؓ

حضرتِ علیؓ بن ابی طالب کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپؓ اوّل مہاجرات میں سے ہیں۔ بڑی صالح اور نیک خاتون تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور ان کے گھر قیلولہ بھی فرماتے تھے۔ آپؓ پہلی ھاشمیہ ہیں جنہوں نے ھاشمی کو جنا۔ جب دنیا سے رخصت ہوئیں تو نبی کریم ﷺ کو بڑا رنج و غم ہوا۔ اپنی قمیض

(۱۵۴) طبقات ابن سعد ۸ / ۴۱، تجرید اسماء الصحابۃ ۲ / ۲۸۳، تاریخ الاسلام ۲ / ۳۸ (۱۵۵) طبقات ابن سعد ۸ / ۲۲۲، اسد الغابۃ ۵ / ۵۱۷، کنز العمال ۱۳ / ۶۳۵

مبارک (کفن کے لیے) اُن کو پہنائی اور قبر میں بھی خود اُترے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو طالب کے بعد ان سے بڑھ کر میرے ساتھ کسی نے حسن سلوک نہیں کیا"۔

(۱۵۶) ھِند اُمِ ھانی بنت ابی طالب بن عبد المطلب الھاشمیہؓ

(ت ۵۰ھ کے بعد / ۶۷۰م)

حضرتِ علیؓ کی ہمشیرہ ہیں، ھبیرہ بن ابی وھب المخزومی کی زوجہ تھیں۔ جب فتحِ مکہ کے موقع پر اسلام لائیں تو ان کے خاوند ھبیرہ نجران بھاگ گئے۔ پانچ اولاد چھوڑیں، جن میں سے ھانی اور جعدہؓ ہیں۔ بڑی سیّدہ فاضلہ تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا تھا لیکن انھوں نے بڑے اچھے انداز میں عذر کر دیا کہ میری تربیت میں ابھی میرے بچے ہیں۔ ۴۶ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے ایک حدیث "صحیحین" میں بھی ہے۔ راویوں میں جعدہ، مولیٰ ابو صالح باذام، عطاء اور عروہ بن الزبیر وغیرہ ہیں"۔

(۱۵۷) دُرَّہ بنتِ ابی لھب بن عبد المطلب الھاشمیہؓ

رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹی ہیں۔ حارث بن عامر بن نوفل سے نکاح ہوا جو کہ بدر کی لڑائی میں کفر کی حالت میں قتل ہوئے۔ عُتبہ، ولید اور ابو مسلم اولادیں چھوڑیں۔ مدینہ منورہ ہجرت کی اور عبد اللہ بن عمیرہ سے نکاح کیا۔ ابنِ سعدؒ فرماتے ہیں کہ: دِحیہ الکلبیؓ سے آپ نے نکاح کیا تھا۔ ایک حدیث مروی ہے جو "خیر القرون" اور صلہء رحمی سے متعلق ہے۔

---

(۱۵۶) مسند احمد ۶ / ۳۴۰-۳۴۴، مجمع الزوائد ۹ / ۲۵۷، تہذیب التھذیب ۱۲ / ۴۸۱" (۱۵۷) مسند احمد ۶ / ۴۳۲، طبقات ابن سعد ۸ / ۵۰، سیر النبلاء ۲ / ۲۷۵

(۱۵۸) حلیمہ بنت ابی ذُوَیب السعدیہؓ

نبی ﷺ کی رضاعی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضور ﷺ کو دودھ پلایا حتی کہ مدتِ رضاعت پوری کی، اور آپؓ نے نبی علیہ السلام سے برھان اور علم جلیل کا مشاہدہ کیا۔ مروی ہے کہ حضرتِ حلیمہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہوگئے اور ان کے لئے اپنی ردائے مبارک بچھائی"۔

(۱۵۹) اَسماء بنت عُمَیس بن مَعبد الخثعمیہ امّ عبداللہؓ

آنحضرت ﷺ کے دارِ ارقم میں مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئیں۔ اپنے خاوند حضرتِ جعفر الطیارؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرتِ جعفرؓ کے وہاں عبداللہ، محمد اور عون پیدا ہوئے، اور ۷ھ میں اپنے خاوند کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرتِ جعفرؓ "غزوۂ موتہ" میں شہید ہوئے۔ پھر حضرتِ ابوبکر صدیقؓ نے ان سے نکاح فرمایا حضرتِ ابوبکرؓ سے محمد پیدا ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد حضرتِ علی بن ابی طالبؓ نے ان سے نکاح کیا۔ (ان سے یحیی پیدا ہوئے) حضرتِ علیؓ کی شہادت کے بعد زندہ رہیں۔ (حضرتِ اسماءؓ سے ۶۰ حدیثیں مروی ہیں) راویوں میں بیٹے عبداللہ بن جعفرؓ، سعید بن المسیب عروہ اور دیگر حضرات ہیں"۔

(۱۶۰) اَسماء بنتِ یَزید بن السّکن الانصاریہ الاشھلیہ اُمِّ عامر اور اُمِّ سلمہؓ

حضرتِ معاذ بن جبلؓ کی پھوپھی کی بیٹی ہیں، ان صحابیات مجاہدات اور

(۱۵۸) الاستیعاب ۴/ ۱۸۱۲، اسد الغابۃ ۵/ ۴۲۶، تجرید اسماء الصحابۃ ۲/ ۲۵۹ (۱۵۹) مسند احمد ۶/ ۴۵۲، طبقات ابن سعد ۸/ ۲۸۰، الطبری ۳/ ۴۲۶ (۱۶۰) مسند احمد ۶/ ۴۵۲، الحلیہ ۲/ ۶۷، اسد الغابۃ ۵/ ۳۹۸

مقاتلات میں شامل ہیں جو بیعت الرضوان میں شریک تھیں۔ جنگِ یرموکؓ میں خیمہ کی چوب سے نو رومیوں کو قتل کیا۔ آپؓ سے بھی چند احادیث مروی ہیں۔ راویوں میں اُن کے مولی مھاجر، شہر بن حوشب، مجاہد وغیرہ حضرات ہیں۔ دمشق میں سکونت اختیار کی اور وہیں یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی"۔

(۱۶۱) اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ القرشیہؓ

(ت ۷۳ھ / ۶۹۲م)

اسماءؓ نام اور "ذات النطاقین" لقب ہے۔ عبد اللہ بن الزبیرؓ کی والدہ محترمہ ہیں۔ مشہور فاضل صحابیہؓ اور نبی علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ "عائشہؓ" کی ہمشیرہ ہیں۔ آپؓ حضرتِ عائشہؓ سے بڑی تھیں۔ حضرتِ زبیر بن عوامؓ سے نکاح ہوا۔ بہت سی اولاد ہوئی جن میں سے "عبد اللہ" بھی ہیں۔ حضرتِ زبیرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی پھر اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھ ان کی شہادت تک مکہ مکرمہ میں زندگی گزاری۔ حجاج کے ساتھ ان کا واقعہ مشہور ہے۔ "یرموک" میں اپنے بیٹے اور خاوند کے ساتھ شریک تھیں۔ فصیحہ، حاضر دماغ، باہوش اور شاعرہ تھیں۔ ۵۶ احادیث مروی ہیں۔ ۱۳ پر شیخین متفق ہیں اور بخاری ۵ میں اور مسلم ۴ میں منفرد ہیں۔ سو برس کی عمر پائی ہوش و حواس بالکل درست تھے بیٹے کی شہادت کی وجہ سے بینائی جاتی رہی تھی۔ چند ماہ نہ گزرے تھے کہ اپنے بیٹے کے پاس چلی گئیں (یعنی فوت ہوئیں) وفات کے اعتبار سے آپؓ مہاجرین و مہاجرات میں آخری تھیں"۔

(۱۶۱) مسند احمد ۶/ ۳۴۴۔۳۵۵) طبقات ابن سعد ۸/ ۲۴۹۔۲۵۵، الاصابۃ ۸/ ۷

﴿(۱۶۲)اُمِ سُلیط النجاریہؓ﴾

صحابیہؓ ہیں، حضرتِ قیس بنتِ عبید بن زیاد النجاریہ کی والدہ ہیں، ابو سلیط بن ابی حارثہ جو کہ عمرو بن قیس بن مالک ہیں ان سے نکاح ہوا تھا۔ ان سے سلیط اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ ابو سلیط کے بعد مالک بن سنان الخدری سے نکاح ہوا ان سے ابو سعید پیدا ہوئے۔ آپؓ مسلمان بھی ہوئیں۔ بیعت بھی کی ہے۔ "خیبر" اور "حُنین" میں شرکت بھی کی ہے۔ "بخاری" نے "الصحیح" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن عبد البرؒ نے "الاستیعاب" میں ان کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضرتِ عمرؓ نے فرمایا کہ امّ سُلَیطؓ "غزوہ" احد میں مجاہدین کے لئے پانی کی مشکیں اُٹھاتی تھیں"۔

﴿(۱۶۳)اُمِ کلثوم بنتِ علی بن ابی طالب الھاشمیہؓ﴾

حضراتِ حسنؓ و حسینؓ کی ہمشیرہ ہیں ۶ھ کے قریب پیدا ہوئیں۔ نبی علیہ السلام کی زیارت تو کی ہے لیکن حدیث روایت نہیں کی۔ حضرتِ عمر بن الخطابؓ نے ان سے نکاح کیا تھا اور حضرتِ عمرؓ نے حدیثِ نسب ذکر کی تھی۔ حضرتِ عمرؓ جب شہید ہوئے تو وہ اس وقت ابھی چھوٹی تھیں۔ زید اور رقیہؒ اولادیں چھوڑیں پھر آپؓ (امّ کلثومؓ) نے عون بن جعفر بن ابی طالب سے نکاح کیا وہ بھی فوت ہوئے تو ان کے والد نے ان کا نکاح ان کے بھائی محمدؒ سے کر دیا جب وہ بھی وفات پا گئے تو عبد اللہ بن جعفر سے نکاح ہوا۔ عبد اللہ بن جعفرؓ کے ہاں اُمّ کلثومؓ کی وفات ہوئی، تینوں بھائیوں سے اولاد نہیں ہوئی۔ امّ کلثومؓ اور ان کے بیٹے "زید بن عمر" ایک ہی دن میں فوت ہوئے۔ ابنِ عمرؓ، حسنؓ و حسینؓ ابنِ عباسؓ اور صحابہؓ کی ایک جماعت نے ان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی"۔

﴿(۱۶۲) طبقات ابن سعد ۸/۳۱۹، الاستیعاب ۴/۱۹۴۰، اسد الغابۃ ۵/۵۹۰﴾ ﴿(۱۶۳) طبقات ابن سعد ۸/۴۶۳۔۴۶۵، معجم الطبرانی الکبیر ۳/۳۶۔۳۷، سیر النبلاء ۳/۵۰۰﴾

﴾(۱۶۴) ابی عبیدہ بن الجراحؓ کی زوجہؓ﴿

مؤلفؒ نے آپؓ کے مناقب میں آپ کا حضرتِ عمر بن الخطابؓ کے ساتھ ایک مکالمہ و مباحثہ ذکر کیا ہے جس سے آپکی عظمتِ اسلام اور گہرائیِ ایمان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے"۔

﴾(۱۶۵) نُسیبہ بنت کعب بن عَمر والانصاریہ الخزرجیہ النّجّاریہ المازِنیہ، امّ عُمارہؓ﴿

بڑی مجاہد، فاضل صحابیہؓ ہیں "لیلۃ العقبہ" اُحد، حدیبیہ، حُنین اور یمامہ کی خونریز لڑائیوں میں شریک رہیں۔ جہاد میں ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا، گیارہ زخم الگ لگے تھے۔ خلیفۃ المسلمین حضرتِ ابوبکرؓ خود ان کا حال پوچھنے تشریف لائے۔ "مُسیلمہ" نے ان کے بیٹے حبیب بن زید بن عاصم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا، بدلہ میں ان کے دوسرے بیٹے عبداللہ بن زید نے مُسیلمہ الکذّاب کو تلوار سے قتل کیا، حبیب اور عبداللہ دونوں بیٹے ان کے پہلے خاوند زید بن عاصم سے ہیں۔ زید کے بعد غزیہ بن عمروؓ سے نکاح ہوا ان سے بھی اولاد ہوئی ان کے بعد تیسرے شخص سے نکاح ہوا۔ آپؓ سے بھی چند احادیث مبارکہ مروی ہیں، رواۃِ حدیث میں عکرمہ وغیرہ ہیں"۔

﴾(۱۶۶) سُبَیعہ الغَامِدِیہؓ﴿

ایک عورت ہیں جو نبی علیہ السلام کی خدمت میں زنا کا اعتراف کرنے حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ حدِ زنا مجھ پہ جاری کی جائیں حضور ﷺ نے حکم دیا کہ وضعِ

﴾(۱۶۴) ان کے مناقب ملاحظہ فرمائیں نیز کنز العمال ۱۳/۶۶۴﴿ ﴾(۱۶۵) مسند احمد ۶/۴۳۹، طبقات ابن سعد ۸/۴۱۲_۴۱۶ حلیۃ الاولیاء ۲/۳۳۰﴿ ﴾(۱۶۶) المستدرک ۴/۳۶۳، اسد الغابۃ ۵/۴۷۲، الاصابۃ ۸/۱۰۴﴿

حمل تک حدِ زنا جاری نہیں ہو سکتی اس لیے اب چلی جاؤ، وضعِ حمل کے بعد جب آئیں تو پھر اجرائے حد پر مصر ہوئیں حضور ﷺ نے اس بار حکم دیا کہ جاؤ جب بچہ کی مدتِ رضاعت پوری ہو جائے تب آنا۔ چنانچہ بالآخر اُسے رجم کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ نے حضرتِ سُبَیعہؓ کی شان میں فرمایا، سُبَیعہؓ نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اس کی مغفرت ہو جائے"۔

(۱۶۷) اُمِّ وَرَقَہ بنتِ عبداللہ بن الحارث الانصاریہؓ

بڑی مجاہدہ، فاضلہ صحابیہؓ ہیں۔ کنیت اور طلبِ شہادت فی سبیل اللہ میں مشہور ہیں اِن صحابہ کرامؓ میں سے ہیں جنہوں نے عہدِ رسالت میں "جمع قرآن" کا عظیم مبارک کام سرانجام دیا، حضرتِ عمر بن الخطابؓ کے زمانہء خلافت میں ایک لڑکے اور باندی نے مل کر دھوکہ سے ان کو قتل کیا۔ حضرتِ عمرؓ فاروقؓ نے دونوں کو سولی پر لٹکا دیا۔ عبدالرحمٰن بن خلاد سنن ابی داؤد میں ان سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔

(۱۶۸) سَلاَمہ بنتِ مَعْقِل الخُزَاعِیّہ الانصاریہؓ

آپؓ صحابیہ ہیں عبدالرحمٰن بن الحُباب کی والدہ ہیں، عبدالرحمٰن کے والد (حباب) کی باندی تھیں جب حباب فوت ہو گئے تو حُباب کی بیوی نے سَلاَمہ کو قرض کی ادائیگی کے لئے بیچنا چاہا تو سلاَمہ نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ بتایا۔ آپ ﷺ نے حُباب بن عَمرو کے بھائیوں سے سَلاَمہ کی آزادی کا مطالبہ کیا اور بعد میں اپنے پاس سے ایک غلام معاوضہ میں دیا"۔

(۱۶۷) طبقات ابن سعد ۸/ ۴۵۷، الحلیۃ ۲/ ۶۳) (۱۶۸) مسند احمد ۶/ ۳۶۰، الاستیعاب ۴/ ۱۸۶۱، تجرید اسماء الصحابۃ ۲/ ۲۷۷)

﴿(۱۶۹) سُمیّہ بنتِ خیّاط اُمِ عمّار بن یاسرؓ﴾

ابو حذیفہ بن المغیرہ المخزومی کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔ صحابیہؓ ہیں، اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا (سابقۃ الاسلام تھیں) اُن اوّل صحابہؓ میں سے ہیں جنہیں دین کی خاطر دردناک تکلیفیں دی گئیں، اسلام کی اوّل شہید خاتون ہیں۔ ابو جہل نے اگلے حصّہ میں اس زور سے برچھی ماری کہ جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) یہ تقریباً ہجرت سے سات سال قبل کا واقعہ ہے۔

﴿(۱۷۰) حَمنَہ بنت جَحْش بن رِئاب الاسدیہؓ﴾

آپؓ صحابیہ ہیں، امّ المؤمنین حضرتِ زینبؓ اور حضرتِ عبداللہ بن جحشؓ کی ہمشیرہ ہیں۔ ان عورتوں میں شامل ہیں جنھوں نے بیعت کی تھی۔ "اُحد" میں شرکت کی ہے۔ پیاسوں کو پانی پلاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ اس لڑائی میں ان کے خاوند حضرتِ مُصعب بن عُمیرؓ نے شہادت پائی۔ جن کے بعد آپؓ نے حضرتِ طلحہ بن عبید اللہ (کہ عشرہ مبشرہ میں تھے) سے نکاح کیا۔ حضرتِ طلحہؓ سے محمد اور عمران دو لڑکے پیدا ہوئے محمد "سجاد" کے لقب سے مشہور ہیں۔ واقعہ افک میں غلطی یا غلط فہمی کی بناء پر جو مسلمان منافقین کے ساتھ شامل ہو گئے تھے ان میں حضرتِ حَمنہؓ بھی تھیں اور جن جن کو پاکدامنہ پر تہمت کی سزا میں کوڑے لگائے گئے ان میں آپؓ بھی تھیں۔ عمران بن طلحہ آپؓ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔

﴿(۱۶۹) طبقات ابن سعد ۸ / ۲۶۴، المستدرک ۳ / ۳۸۳، الروض الانف ۱ / ۲۰۳﴾﴿(۱۷۰) مسند احمد ۶ / ۳۸۱، طبقات ابن سعد ۸ / ۲۴۱، مجمع الزوائد ۹ / ۲۶۲"۔﴾

﴿(۱۷۱) سلمٰی بنتِ قیس بن عمرو النجّاریہ الانصاریہؓ اُمّ المنذر﴾

بیعت میں شامل صحابیاتؓ میں سے ہیں، آپؓ سلیطؓ بن قیس کی بہن ہیں، بدر میں شرکت کی، رسول اللہ ﷺ کے باپ کی جانب سے خالاؤں میں سے ایک خالہ ہیں۔ قیس بن صعصعہ سے نکاح ہوا، "بیعۃ الرضوان" میں شریک تھیں۔ دونوں قبلوں کی جانب نماز ادا کی ہے۔ نبی ﷺ سے حدیثیں روایت کرتی ہیں۔ اور اُمّ سلیطؓ ان سے روایت کرتی ہیں۔"

﴿(۱۷۲) اُمِ ایُّوب بنت قیس بن سعد الخزرجیہ الانصاریہؓ﴾

آپؓ صاحبِ فضیلت صحابیہؓ ہیں، حضرت ابو ایوب الانصاریؓ کی زوجہ ہیں، حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے مہمان بنے، ابنِ سعدؒ نے واقدی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت اُمِ ایُّوبؓ مسلمان ہوئیں اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوئیں، حضرت اُمِ ایوبؓ کے مناقب وفضائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو ایُّوبؓ نے ان کو طلاق دے دی تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ابو ایُّوبؓ کو اس کا عظیم گناہ ہوگا۔ اُمِ ایُّوبؓ سے احادیث بھی مروی ہیں۔"

﴿(۱۷۱) مسند احمد ۶/ ۴۲۲، طبقات ابن سعد ۸/ ۴۲۲، الاستیعاب ۴/ ۱۸۶۱﴾ ﴿(۱۷۲) طبقات ابن سعد ۸/ ۳۶۲، مجمع الزوائد ۹/ ۲۶۳، الاصابہ ۸/ ۲۱۴﴾

﴿(۱۷۳) رَوضہؓ﴾

(نسب نامعلوم ہے)

مدینہ منورہ میں کسی عورت کی خادمہ تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو رَوضہؓ خود بھی اور ان کی مالکن بھی مسلمان ہوئیں، رَوضہؓ نے ردائے مبارک کا کنارہ روکا تھا، جس چیز کو رَوضہؓ ہاتھ لگادیتیں لوگ اس چیز کو متبرک سمجھتے تھے۔"

﴿(۱۷۴) سَلاَّمہ بنت الحُرّ الاَسدِیَّہ (یا) الازدیہؓ﴾

صحابیہؓ ہیں، دیدارِ مصطفیٰ ﷺ اور روایتِ حدیثِ نبویؐ دونوں سے مشرف ہیں، حضرت سَلاَّمہؓ خرشہ بن الحرؓ کی بہن ہیں، ابتدائے اسلام کے وقت حضور پرنور ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تھا، آپؐ نے سَلاَّمہؓ سے پوچھا تو کس چیز کی گواہی دیتی ہے؟ حضرت سَلاَّمہؓ نے کہا کہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسولؐ ہیں۔ یہ سن کر آپؐ مسکرا دیئے۔"

﴿(۱۷۳) الاستیعاب ۴/ ۱۸۴۷، الاصابۃ ۸/ ۸۷، اسد الغابۃ ۵/ ۴۶۰﴾ ﴿(۱۷۴) الاستیعاب ۴/ ۱۸۶۰، اسد الغابۃ ۵/ ۴۷۶، تجرید اسماء الصحابۃ ۲/ ۲۷۶۔"﴾

﴿(۱۷۵)اُوَیس بن عامرِ بن جزء القَرَنِی المرُادِی الیمانیؒ ابو عَمرو﴾

(ت ۳۷ھ / ۶۵۷م)

یمن کے قبیلہ مراد کے جلیل القدر تابعیؒ ہیں، آپؒ عابد، زاہد، تنگ حال، صوفی اور بزرگ تھے۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، حضرت عمرؓ سے کم اور نیز حضرت علیؓ سے روایتِ حدیث کی ہے۔ حضرت اُوَیس القَرَنیؒ سے چند حکایات روایت کرنے والوں میں یسیر بن عمرو، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ اور عبد رب الدمشقی کے والد ہیں، ابنِ عساکر نے ان کے کثیر واقعات وحالات جمع کیے ہیں، آپؒ ثقہ تھے، بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اسنادِ روایت محلِ نظر ہے، کہا جاتا ہے کہ آپؒ نے "صفین" میں شہادت پائی۔ وفات کے بارے میں مختلف قسم کے واقعات وحکایات منقول ہیں۔"

﴿(۱۷۶)ربیع بن خُثَیم بن عائذ الثَوری، الکوفی ابو یزیدؒ﴾

(ت ۶۳ھ / ۶۸۲م)

آپؒ امام، قدوہ اور عابد تھے، عہدِ رسالتؐ پایا ہے، عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مستفید ہوئے تھے۔ ابن مسعودؓ ان سے فرمایا کرتے تھے

﴿(۱۷۵)مسند احمد ۶/۳۸، طبقات ابن سعد ۶/۱۶۱، التاریخ الکبیر للبخاری ۱/۵۶﴾ ﴿(۱۷۶)طبقات ابن سعد ۶/۱۸۲، مشاہیر علماء الامصار ۹۹، البدایہ والنہایہ ۸/۲۱۷﴾

کہ اگر تم کو رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو تم سے محبت فرماتے، ابو ایوب الانصاریؓ اور عمرو بن میمونؒ سے بھی روایت حدیث کرتے ہیں۔ اور ربیعؒ سے روایت کرنے والوں میں شعبیؒ، ابراھیم النخعیؒ اور منذر الثوری وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ (یعنی یہ سب حضرات ربیع کے تلامذہ میں ہیں)۔ حضرت ربیعؒ عقل ودانش، زہد وورع، خشیت الٰہی اور شب بیداری وغیرہ میں بے مثل تھے۔ حضرت حسین بن علیؓ کی شہادت کے بعد کوفہ میں وفات پائی۔"

(۱۷۷) محمد بن کعب بن سُلَیْم القُرَظی المدنی ابو حمزہؒ

(ت ۱۲۰ھ / ۷۳۸م)

محمد بن کعبؒ بڑے فاضل عالم، ثقہ، متورّع، کثیر الحدیث اور امام التفسیر تابعی ہیں، کثرت سے ارسال کرتے ہیں، جن حضرات سے ملاقات ثابت نہیں ہے مثلاً ابی ذرؓ، ابی الدرداءؓ، علیؓ، عمرو بن العاصؓ وغیرہ ان سے بھی روایت کرتے ہیں اور ابی ایوبؓ، ابی ھریرہؓ، معاویہؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے استفادہ کیا ہے۔ اور ان سے فیضیاب ہونے والوں میں ان کے بھائی عثمان، ابو جعفر الخطمی، ابو سبرہ الخطمی اور خلق کثیر ہے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر مدینہ کو اقامت گاہ بنالیا، سنِ وفات میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق ۱۰۸ھ، دوسرے قول کے مطابق ۱۱۹ھ اور تیسرے قول کے مطابق ۱۱۷ھ ہے۔"

﴿(۱۷۷) مسند احمد ۶ / ۱۱، الجرح والتعدیل ۴ / ۶۷، تہذیب التہذیب ۹ / ۴۲۰۔"﴾

(۱۷۸) عامر بن شَراحیل بن عبد بن ذی کبار الھمدانی الشعبیؒ

(۱۰۴ھ / ۷۲۲م)

آپؒ کے دادا "ذی کبار" رؤسائے یمن میں سے ہیں، آپؒ عالم کبیر اور محدث ثقہ تابعی ہیں، حضرت علیؓ کو دیکھا ہے ان کے پیچھے نماز بھی پڑھی ہے۔ انھوں نے صحابہ کرامؓ کی بڑی جماعت سے سماعِ حدیث کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے "اعلم الناس" تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بیاض کو کتابت سے سیاہ نہیں کیا یعنی کبھی لکھا نہیں، بلکہ جب بھی کوئی حدیث سنی تو میرے سینہ میں محفوظ ہو گئی۔ کبارِ تابعین کے ہم عصر تھے جن میں امام ابراھیم النخعیؒ بھی ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں کہ شعبیؒ صاحبِ آثار اور وہ صاحبِ قیاس ہیں۔ عبدالملک بن مروان نے ان کو قیصرِ روم کے پاس سفیر بنا کر بھیجا، آپ ان لوگوں میں شامل تھے جو عراق میں قراء کے ساتھ حجاج کے خلاف نکلے تھے۔ پھر ایک مدت تک روپوش رہے، سَنِ ولادت اور وفات میں اختلاف ہے، وفات کے وقت عمر ۸۰ سے متجاوز تھی، ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ آپ نے دفعۃً انتقال کیا۔"

(۱۷۸) طبقات ابن سعد ۶/ ۲۴۶-۲۵۶، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۷۴، البدایہ والنھایہ ۹/ ۲۳۰

(۱۷۹) محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الھاشمیؒ ابو جعفر الباقرؒ

(۶۰ھ۔ ۱۱۷ھ/ ۶۷۶۔ ۷۳۵م)

آپؒ سید، ثقہ تابعی ہیں، نبی پاک ﷺ اور حضرت علیؓ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں، ابن عباسؓ، ام سلمہؓ، عائشہؓ، ابن عمرؓ اور کبارِ صحابہؓ سے مرسلاً روایتیں کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے، عطاء بن ابی رباح، اعرج، اعمش، اوزعی اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔ ان کی جلالتِ شان پر سب کا اتفاق ہے۔ حافظِ ذھبیؒ فرماتے ہیں کہ ابو جعفرؒ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جو علم، عمل، سیادت، شرافت، ثقاہت اور متانت کے مجمع البحار تھے۔ اور آپ خلافت کے اہل تھے۔ نیز ابو جعفر الباقرؒ ان بارہ ائمہ کرام میں سے ایک ہیں جن کی شیعہ امامیہ تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ اور ان کی عصمت اور بالکلیہ معرفتِ دین کے قائل ہیں۔ حالانکہ عصمت ملائکہ اور انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔" سالم بن ابی حفصہ کا بیان ہے کہ میں نے امام باقرؒ سے حضراتِ ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا "میں انھیں دوست رکھتا ہوں اور انکے دشمنوں سے اظہار برأت کرتا ہوں یہ دونوں امام ہدیٰ تھے۔" ۱۱۴ھ یا ۱۱۷ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ آپؒ کا مقولہ ہے کہ کینوں کا ہتھیار قبیح کلام ہے۔"

---

(۱۷۹) طبقات ابن سعد ۵ / ۳۲۰، البدایہ والنھایہ ۹ / ۳۰۹، کنز العمال ۱۴ / ۳۱

﴿(۱۸۰) شَقِیق بن سَلَمَہ، ابو وائل الاسدِی الکوفیؒ﴾

(ت ۸۲ھ / ۷۰۱م)

آپؒ مخضری تابعی ہیں، (یعنی جاہلیت واسلام دونوں کا زمانہ پایا ہے) عہدِ رسالتؐ میں موجود تھے۔ لیکن نبی ﷺ کی زیارت نہیں کی۔ اہل کوفہ کے شیخ، عالمِ باعمل، محدث اور ثقہ ہیں، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمارؓ اور صحابہؓ کرام کی ایک جماعت سے روایتیں کی ہیں، اور اپنے ہمعصر حضرات مسروقؒ، علقمہؒ اور حمران بن لبانؒ سے بھی روایتیں کی ہیں، اور ان سے عمرو بن مُرَّہ، عاصم بن بہدلہ، اعمش اور خلقِ کثیر روایت کرتی ہے۔ آپؒ کثیر الحدیث تھے۔ حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔ خلیفہؒ فرماتے ہیں کہ: ۸۲ھ میں "جماجم" کے بعد وفات پائی۔"

﴿(۱۸۱) عبد الرحمٰن بن مُل بن عَمر و النھدی البصری ابو عثمانؒ﴾

(ت ۹۵ھ / ۷۱۳م)

آپؒ امام، حجہ تابعی ہیں، جاہلیت اور اسلام دونوں کا زمانہ پایا ہے، عہد رسالتؐ میں اسلام قبول کیا لیکن زیارتِ پاک ﷺ سے محروم رہے، بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد میں اسلام لائے ہیں۔ اور صدقات ان کو برابر ادا کرتے تھے۔ عہد فاروقی میں بھی اور بعد میں بھی بہت سے غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔ ساٹھ مرتبہ حج وعمرہ کا فریضہ ادا کیا، حدیث میں اکابرِ صحابہؓ حضرت عمرؓ، حضرت

﴿(۱۸۰) طبقات ابن سعد ۶/ ۹۶ـ۱۰۲، التاریخ الکبیر ۲/ ۲۴۶، تہذیب الاسماء واللغات ۱/ ۲۴۷﴾ ﴿(۱۸۱) طبقات ابن سعد ۷/ ۹۷ مشاہیر علماء الامصار ۹۹، تاریخ بغداد ۱۰/ ۲۰۲﴾

علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ سے ان کی روایات ملتی ہیں، اور ان سے قتادہؒ، عاصم الاحولؒ، حمید الطویل، اور سلیمان التیمی اور خلقِ کثیر روایت کرتی ہے۔ طویل عمر پائی، آپؒ کا شمار ساداتِ علماء و عاملین میں ہوتا ہے۔ اپنی قوم کے عریف (نگران) تھے۔ "جزء الانصاری" اور "الغیلانیات" وغیرہ میں ان کی بلند رتبہ حدیثیں موجود ہیں، خلیفہؒ نے آپؒ کا سنِ وفات ۱۰۱ھ ذکر کیا ہے۔"

(۱۸۲) شُرَیحؒ بن الحارث بن قَیس الکِندی الکوفی الیمانیؒ ابو امیہ

(ت ۸۰ھ / ۶۹۹م)

آپؒ قاضی، فقیہ، عالمِ یمانی ہیں، آپ کو شُرَیحؒ بن شراحیل یا ابن شُرجیل کہا جاتا ہے۔ آپؒ عجم کے ان خانوادوں میں سے تھے جو کندہ کے حلیف بن کر یمن میں آباد ہوگئے تھے۔ اصحّ روایت کی بناء پر آپؒ دولتِ دیدار سے محروم رہے، عہدِ رسالتؐ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، عہدِ صدیقی میں یمن سے منتقل ہو کر کہیں چلے گئے تھے، حضرت عمرؓ کے خلاف ان کے فیصلہ کا قصہ معروف ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ قاضی شُرَیحؒ یمن سے اس لئے منتقل ہو گئے تھے کہ ان کی والدہ نے ان کے والد کی فوتگی کے بعد کسی سے نکاح کر لیا تھا آپؒ کو اس سے حیاء و شرم آئی اور وہاں سے نکل گئے۔ آپ کے باکمال اشعار بھی ہیں، علمِ قضا میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اور عدل و انصاف میں بے مثل تھے۔ آپؒ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ سے روایات کرتے ہیں، آپؒ قلیل الحدیث

(۱۸۲) طبقات ابن سعد ۶/ ۱۳۱، الاستیعاب ۲/ ۱۴۶، تاریخ الاسلام ۳/ ۱۶۰

ہیں، اور ان سے قیس بن ابی حازمؒ، مُرۃ الطیبؒ، شعبیؒ، ابراهیم النخعیؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں، وفات سے ایک سال قبل عہدہ قضاء سے مستعفی ہوگئے تھے۔"

(۱۸۳) عُمر بن عبد العزیز بن مَروان بن الحکم القُرشی الاُموِیؒ

(۶۳ھ۔۱۰۱ھ / ۶۸۳۔۷۲۰ء)

آپؒ امام، حافظ، علاّمہ، مجتہد، زاہد و عابد اور خلیفۂ راشد ہیں، آپ کی والدۂ محترمہ کا نام اُمِ عاصم بنتِ عاصم بن عمر بن الخطابؓ ہے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا بچپن والد کے ساتھ مصر میں گزرا، جب ہوش سنبھالا تو والد نے اعلیٰ تعلیم کے لئے مدینہ بھیج دیا، یہاں علمائے مدینہ سے تعلیم و تربیت حاصل کی، ابن سعدؒ نے آپ کو تابعین اہلِ مدینہ کے تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے، عبد الملک بن مروان نے ان کو والیِ حجاز (مدینہ کا گورنر) مقرر کیا، آپ کی امامت جلالت و فضیلت، وفورِ علم، زہد و ورع عدل و حسن سیرت اور اتباعِ سنت میں سب کا اتفاق ہے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ وہ مجدّدِ ملت ہیں جنہوں نے احادیثِ نبویؐ کی جمع و تدوین کا مشورہ دیا، اور خلفائے راشدینِ کو اس بارے لکھا تا کہ فقہی مسائل میں وہ مفید ہوں، فرقہ "قدریہ" کے ردّ پر آپؒ کا ایک بلیغ رسالہ ہے، سلیمان بن عبد الملک کے بعد ۹۹ھ / ۷۱۷ء کو خلیفۃ المسلمین نامزد ہوئے، اور رجب ۱۰۱ھ میں واصلِ حق ہوئے۔ وفات کے وقت عمر مبارک چالیس سال سے متجاوز نہ تھی۔"

---

(۱۸۳) طبقات ابن سعد ۵ / ۳۳۰، تاریخ ابن الاثیر ۵ / ۵۸، تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ ۸۸، البدایہ والنہایہ ۹ / ۱۹۲، الطبری ۶ / ۵۶۵، فوات الوفیات ۲ / ۲۰۶، سیر اعلام النبلاء ۵ / ۱۱۴

(۱۸۴) محمدؒ بن علی بن ابی طالب الهاشمیؒ ابو القاسم

(ت ۸۱ھ / ۷۰۰م)

آپؒ حنفیہ کے صاحبزادے ہیں، حنفیہ دراصل آپ کی والدۂ ماجدہ ہیں، "حنفیہ" سے معروف ہیں۔ اصل نام خولہ بنت جعفر ہے، بعض انہیں جنگِ یمامہ کے قیدیوں میں لکھتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ بنی حنفیہ کی معزز خاتون تھیں۔ جس سال حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات ہوئی اس سال آپؒ پیدا ہوئے، (لیکن بعض لکھتے ہیں کہ عہدِ فاروقی کے اختتام کے دو سال قبل پیدا ہوئے) حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے، حدیث میں آپ حضرت عمرؓ، اپنے والدِ گرامی (حضرت علیؓ)، حضرت عثمانؓ، حضرت ابی ھریرۃؓ، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے فیض یاب ہوئے، آپ کے تلامذہ کا دائرہ بھی خاصہ وسیع تھا، آپ کے صاحبزادے، سالم بن ابی الجعد، ابو جعفر الباقر، عمرو بن دینار وغیرہ آپ کے فیض یافتگان میں سے تھے۔ حضرت معاویہؓ اور عبد الملک بن مروان کے پاس حاضر ہوئے ہیں، شیعوں کی ایک جماعت (کیسانیہ) (حضرتِ حسینؓ کے بعد) ان کو امام تسلیم کرتی ہے، اس جماعت کا عقیدہ ہے کہ ابن حنفیہؒ (محمد بن علیؓ) نے وفات نہیں پائی، مہدی کے لقب سے ان کو یاد کرتے ہیں، ابن الزبیر نے آپ کے ساتھ ناروا سلوک کیا تھا جب کہ عبد الملک اکرام واحترام سے پیش آئے۔ اس بارے میں مؤرخین نے واقعات نقل کیے ہیں۔"

اہلِ بیت میں فاضل ترین فرد شمار ہوتے ہیں، صحیح تر روایت کی بناء پر ۸۱ھ میں بمقام "رضوی" انتقال فرمایا، اور "جنت البقیع" میں دفن ہوئے، وفات کے وقت عمرِ مبارک ۶۵ سال کی تھی۔"

---

(۱۸۴) طبقات ابن سعد ۵ / ۹۱، التاریخ الکبیر ۱ / ۱۸۲، تہذیب الاسماء واللغات ۱ / ۸۸، ابن خلکان ۴ / ۱۶۹، البدایۃ والنھایۃ ۹ / ۳۸، طبقات القراء رقم (۳۲۶۲) تہذیب التھذیب ۹ / ۳۵۴، کنز العمال ۴ / ۲۹، زہرۃ الجلیس ۲ / ۲۵۴، الحلیۃ ۳ / ۱۷۴، مشاہیر علماء الامصار ۶۲ رقم (۴۲۰)

﴾الحمد للہ "درالسحابۃ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ" کا ترجمہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ / ۱۶ دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات بوقتِ شب ۱۰ : ۱۲ مکمل ہوا﴿

❖ خالد محمود عفاعنہ الغفور ❖

مستقل مراجع و مصادر

نام کتاب	نام مصنف	تاریخ وفات	مطبع
الکامل فی التاریخ	ابن الاثیر الجزری علی بن محمدؒ	۶۳۰ھ	القاہرۃ و بیروت
اخبار مکہ وماجاء فیھا من الاٰثار	الازرقی محمد بن عبداللہ		مکۃ المکرمۃ
اعیان الشیعۃ	الامین محسن بن عبدالکریمؒ	۱۳۷۱ھ	
النفس الیمانی والروح الریحانی فی اجازۃ القضاۃ بنی الشوکانی	الاھدل عبدالرحمٰن بن سلیمانؒ	۱۲۵۰ھ	مرکز الدراسات الیمنیہ / صنعاء
الادب المفرد، التاریخ الکبیر، الجامع الصحیح الضعفاء الصغیر	بخاری محمد بن اسماعیلؒ	۲۵۶ھ	القاہرۃ، الھند
تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر	بدران الشیخ		دمشق
Geschichte der Arabischen Litteratur	بروکلمان کارل	۱۹۴۸م	Leiden
انوار التنزیل واسرار التاویل	البیضاوی عبداللہ بن عمرؒ	۶۹۱ھ یا ۶۸۵ھ	مصر
السنن الکبریٰ، دلائل النبوۃ	البیہقی احمد بن الحسینؒ	۴۵۸ھ	الھند، القاہرہ
السنن	الترمذی محمد بن عیسیٰؒ	۲۷۹ھ	بولاق
کتاب ختم الولایۃ	تحقیق عثمان اسماعیل یحییٰ		بیروت
نوادر الاصول	ترمذی محمد بن علی الحاکم ابو عبداللہ	تقریباً ۳۲۰ھ	ترکیہ
النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ	ابن تغری بردی یوسفؒ	۸۷۴ھ	القاہرہ

غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء	ابن الجزری الشمس محمد بن محمدؒ	۸۳۳ھ	=
صفۃ الصفوۃ	ابن الجوزی ابو الفرج عبد الرحمن بن علیؒ	۵۹۷ھ	الھند
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم	ایضاً ابن الجوزی ایضاً		=
آداب الشافعی ومناقبہ الجرح والتعدیل المراسیل	ابن ابی حاتم الرازیؒ عبد الرحمن بن محمدؒ	۳۲۷ھ	القاھرہ الھند =
المستدرک علی الصحیحین، معرفۃ علوم الحدیث	الحاکم النیسابوری محمد بن عبد اللہؒ	۴۰۴ھ	الھند بیروت
کتاب مشاہیر علماء الامصار	ابن حبان البستی ابو حاتم محمد بن حبانؒ	۳۵۴ھ	القاھرہ
الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، تعجیل المنفعۃ، تقریب التھذیب، تھذیب التھذیب	ابن حجر العسقلانی شہاب الدین احمد بن علیؒ	۸۵۲ھ	= الھند
الدرر الکامنۃ فی اعیان المئۃ الثامنۃ، رفع الاصر عن قضاۃ مصر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لسان المیزان، نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر،			= بیروت بولاق الھند بیروت
الاحکام فی اصول الاحکام، جمھرۃ انساب العرب، المحلی	ابن حزم علی بن احمدؒ	۴۵۶ھ	القاھرہ دار المعارف
المسند تحقیق حبیب الرحمٰن الاعظمی	الحمیدی : ابو بکر، عبد اللہ بن الزبیرؒ	۲۱۹ھ	الھند

العلل ومعرفة الرجال، المسند	ابن حنبل، احمد بن محمد الامامؒ	۲۴۱ھ	ترکیہ
کتاب العبر ودیوان المبتدأ والخبر المقدمہ	ابن خلدون عبدالرحمٰن بن محمدؒ	۸۰۸ھ	القاھرہ، پیرس
وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان	ابن خلکان شمس الدین ابوالعباس احمدؒ	۶۸۱ھ	القاھرہ، بولاق
تاریخ خلیفہ بن خیاط، طبقات خلیفہ بن خیاط	خلیفہ بن خیاط العصفریؒ	۲۴۰ھ	بیروت دمشق وزارۃ الثقافۃ
الافراد، السنن	الدارقطنی ابوالحسن علی بن عمرؒ	۳۸۵ھ	الھند
سنن الدارمی	الدارمی عبداللہ بن عبدالرحمٰنؒ	۲۵۵ھ	دمشق
السنن	ابو داؤد سلیمان بن الاشعث الازدیؒ	۲۷۵ھ	القاھرہ
المسند	ابوداؤد الطیالسی سلیمان بن داؤدؒ	۲۰۴ھ	الھند
تمییز الطیب من الخبیث، حدائق الانوار ومطالع الاسرار	ابن الدیبع الشیبانی الزبیدی عبدالرحمٰنؒ	۹۴۳ھ	القاھرہ دمشق
مسند الفردوس	الدیلمی شہردار بن شیرویہؒ	۵۵۸ھ	القاھرہ
تجرید اسماء الصحابۃ، تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء، العبر فی خبر من غبر	الذھبی شمس الدین محمد بن احمدؒ	۷۴۸ھ	بیروت الھند دمشق، الکویت
تاریخ مدینۃ صنعاء	الرازی احمد بن عبداللہؒ	۴۶۰ھ	دمشق
ذیل اجود المسلسلات، ملحق البدر الطالع، نیل الوطر	زبارہ محمد بن محمدؒ	۱۳۸۰ھ	صنعاء القاھرہ =
اتحاف السادۃ، تاج العروس	الزبیدی مرتضیٰ محمد بن محمدؒ	۱۲۰۵ھ	= =

ابن تیمیہ	ابوزہرہ الشیخ محمدؒ		=
الامام زیدؒ			=
الامام الشافعیؒ			=
تاریخ المذاھب الاسلامیۃ			=
طبقات الشافعیہ	السبکی تاج الدین عبدالوہابؒ	۷۷۱ھ	=
معجم المطبوعات العربیہ والمعربۃ	سرکیس یوسف		=
تاریخ التراث العربی	سزکین فواد		=
کتاب الطبقات الکبیر	ابن سعد الزہری محمدؒ	۲۳۰ھ	بیروت
غریب الحدیث	ابن سلام ابوعبید القاسم بن سلامؒ	۲۲۴ھ	الھند
طبقات فقہاء الیمن	ابن سمرہ الجعدی عمر بن علیؒ	۵۸۴ھ کے بعد	القاہرہ
الانساب	السمعانی ابو سعید عبدالکریم بن محمدؒ	۵۶۲ھ	بیروت
الروض الانف	السہیلی ابوالقاسم عبدالرحمنؒ	۵۸۱ھ	القاہرہ
مصادر تاریخ الیمن فی العصر الاسلامی	سید ایمن فوادؒ		القاہرہ
الام، الرسالۃ، مسند الشافعی	الشافعی الامام محمد بن ادریسؒ	۲۰۴ھ	القاہرہ وبیروت
فوات الوفیات	ابن شاکر الکتبی محمد بن احمدؒ	۷۶۴ھ	=
اتحاف الاکابر باسانید الدفاتر	الشوکانی محمد بن علیؒ	۱۲۵۰ھ	الھند
البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع،			القاہرہ
فتح القدیر			
نیل الاوطار			=
طبقات الفقہاء	الشیرازی ابواسحاق ابراہیمؒ	۴۷۶ھ	بغداد

ابجد العلوم التاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخیر والاوّل	صدیق حسن خان القنوجیؒ	۱۳۰۷ھ	الھند =
الوافی بالوفیات	الصفدی صلاح الدینؒ	۷۶۴ھ	المانیا
المقدمہ ومعہا محاسن الاصطلاح	ابن الصلاح تقی الدینؒ	۵۷۷ھ	القاہرہ
المعجم الصغیر المعجم الکبیر	الطبرانی سلیمان بن احمدؒ	۳۶۰ھ	= بغداد
تاریخ الطبری تفسیر الطبری کتاب اختلاف الفقہاء	الطبری ابو جعفر محمد بن جریرؒ	۳۱۰ھ	القاہرہ = لیدن
مشکل الآثار الشروط الکبیر	الطحاوی ابو جعفر احمد بن محمدؒ	۳۲۱ھ	الھند نیویورک
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء	ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ القرطبیؒ	۴۶۳ھ	القاہرہ =
المصنف	عبد الرزاق الصنعانی الحمیریؒ	۲۱۱ھ	بیروت
تاریخ مدینہ دمشق	ابن عساکر ھبۃ اللہ علی بن الحسن	۵۷۱ھ	دمشق
شذرات الذھب فی اخبار من ذھب	ابن العماد عبد الحی بن احمدؒ	۱۰۸۹ھ	القاہرہ
ادب الکاتب، الامامۃ والسیاسیۃ، تاویل مختلف الحدیث عیون الاخبار، المعارف	ابن قتیبہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلمؒ	۲۷۰ یا ۲۷۶ھ	= کردستان القاہرہ

الجمع بين رجال الصحيحين	ابن القیسرانی ابو الفضل محمد بن طاهرؒ	۵۰۷ھ	الهند
البدایہ والنهایہ، تفسیر ابن کثیر	ابن کثیر عماد الدین اسماعیلؒ	۷۷۴ھ	القاهره
الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنیٰ والالقاب	ابن ماکولا علی بن ھبۃ اللہ بن علیؒ	۴۷۵ھ	الهند
تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی	المبارکفوری محمد بن عبد الرحمٰن		القاهره
الکامل فی اللغۃ	المبرد محمد بن یزیدؒ	۲۸۶ھ	=
خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر	المحبی محمد امینؒ	۱۱۱۱ھ	=
سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر	المرادی محمد خلیلؒ	۱۲۰۶	=
الجامع الصحیح	مسلم بن الحجاج القشیریؒ	۲۶۱ھ	=
طبقات الشافعیہ	المصنف ابو بکر بن ھدایۃ اللہؒ	۱۰۱۴ھ	بغداد
لسان العرب	ابن منظور ابو الفضل محمدؒ	۷۷۱ھ	بولاق وبیروت
السنن الضعفاء الصغیر	النسائی احمد بن علیؒ	۳۰۳ھ	القاهره الهند
حلیۃ الاولیاء دلائل النبوۃ	ابو نعیم الاصفهانی احمد بن عبد اللہؒ	۴۳۰ھ	القاهره بیروت
الدارس فی تاریخ المدارس	النعیمی عبد القادر بن محمدؒ	۹۲۷ھ	دمشق
تهذیب الاسماء واللغات شرح صحیح مسلم	النووی محی الدین یحیٰ بن شرفؒ	۶۷۶ھ	القاهره =
اسباب النزول	الواحدی ابو الحسن علی بن احمدؒ	۴۶۸ھ	=

کتاب المغازی	الواقدی محمد بن عمرؒ	۲۰۷ھ	اکسفورد
مرآۃ الجنان	الیافعی عبداللہ بن اسعدؒ	۷۶۸ھ	الہند
معجم الادباء، معجم البلدان	یاقوت الحموی الرومیؒ	۶۲۲ھ	القاہرہ
الالماع الی اصول الروایۃ وتقیید السماع	الیحصبی عیاض بن موسیٰؒ	۵۴۴ھ	=
تاریخ الیعقوبی	الیعقوبی احمد بن اسحاقؒ	۲۹۲ھ	النجف۔ العراق

بیت العلوم

قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز